الاصابة
فی
تمییز الصحابة
اُردو
تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: مولانا مُحمد عامر شہزاد علوی
مکتبۃ رحمانیۃ

الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

جلد ۳

تالیف

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

MAKTABA-E-REHMANIA

الاصابہ
فی
رضوان اللہ علیہم اجمعین
تمییز الصحابہ
(اردو)
(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلوپیڈیا)

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

نام کتاب .... الاصابہ فی تمییز الصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (اردو) جلد ۴

تالیف .... حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم .... مولانا محمد عامر شہزاد علوی

ناشر .... مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

مطبع .... خضر جاوید پرنٹرز

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

فہرست مضامین

صاد کا باب جس کے بعد راء ہے

باب صاد کے بعد عین

باب صاد کے بعد فاء

باب صاد کے بعد لام

باب صاد کے بعد نون

باب صاد کے بعد ہاء

باب صاد کے بعد واؤ

باب طاء کے بعد باء

باب طاء کے بعد حاء

باب طاء کے بعد خاء

باب طاء کے بعد راء

باب طاء کے بعد عين

باب طاء کے بعد غين

باب طاء کے بعد فاء

باب طاء کے بعد لام

باب طاء کے بعد راء

باب طاء کے بعد فاء

باب طاء کے بعد لام

حرفِ ظاء

باب ظاء کے بعد الف

باب ظاء کے بعد باء

باب ظاء کے بعد هاء

القسم الثانی از حرفِ ظاء

القسم الثالث از حرفِ ظاء

باب ظاء کے بعد الف

باب ظاء کے بعد باء

باب ظاء کے بعد فاء

باب ظاء کے بعد هاء

القسم الرابع از حرفِ ظاء

باب ظاء کے بعد الف

حرفِ عین (بے نقطہ)

باب عین کے بعد الف

وہ حضرات جن کا نام عائذ ہے

باب عین کے بعد باء - عبادنامی حضرات کا تذکرہ

عِباد نامی حضرات

عبادہ نامی حضرات کا تذکرہ

عباس نامی حضرات

عبداللہ نامی حضرات

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کا نام عبداللہ اور والد کا نام عمرو ہے

ان حضرات کا تذکرہ جن کے نام میں لفظ "عبد" اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے یا کسی اور کی طرف منسوب ہے

عبدالرحمٰن نامی حضرات

عبد نامی بقیہ حضرات کا تذکرہ

ان حضرات کا تذکرہ جن کا نام عبد یا عبدہ بغیر اضافت کے ہے

عبیداللہ نامی حضرات (عُبید تصغیر)

عبید (بغیر اضافت کے) نامی حضرات کا ذکر

عبیدہ نامی حضرات کا تذکرہ

عَبیدہ (شروع کے زبر سے) نامی حضرات کا تذکرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

قارئین کرام!

اس وقت آپ نے جس جلد کا مطالعہ شروع کیا ہے یہ "**الاصابہ فی تمییز الصحابہ**" کی دوسری جلد کا اُردو ترجمہ ہے۔ جس کی ترتیب بعینہٖ پہلی جلد کی سی ہے۔ اس سلسلہ میں جن حضرات نے علمی تعاون کیا، اللہ تعالیٰ انہیں علم و عمل کی دولت سے مالا مال کرے۔ خصوصاً مولانا محمد یوسف تنولی صاحب مترجم کنز العمال۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

فقط واللہ الموفق

عامر شہزاد علوی

حرف صاد (بے نقطی)

قسم اوّل از حرف صاد

صاد کا باب جس کے بعد الف ہے

۴۰۲۶ صالح انصاری ✿

بنی سالم سے ہیں، ابونعیم نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابویعلی نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سالم کی بستی کے پاس سے گزرے تو اپنے صحابہ میں سے ایک شخص کو بلایا جس کا نام صالح تھا، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا..... ان سے یہ حدیث مروی ہے: ((الماء من الماء)) ''پانی، پانی سے ہے''۔ ✿

یہ حدیث صحیح میں ابوصالح کے طریق سے مروی ہے، وہ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں، اور انہوں نے اس آدمی کا نام نہیں لیا۔ مبہمات میں ہے کہ اس کا نام عبدالغنی ہے۔ اس حدیث کو استدلال میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

اور باوردی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبیداللہ بن ابورافع کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صالح انصاری ان صحابہ میں سے ہیں جو بدر میں موجود اور جو جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۴۰۲۷ صالح بن عدی مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ شقران ہیں۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۰۲۸ صالح بن عبداللہ نَحَّام ان کا ذکر نُعَیم میں آئے گا۔

۴۰۲۹ صالح قِبْطیّ ✿

یہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مصر سے مدینہ آئے۔ ابن اثیر نے ان کا مختصراً ایسے ہی تذکرہ کیا ہے۔ ✿ درست یہ ہے کہ یہ قبطی تھے۔

میں کہتا ہوں: کہ انہوں نے ابونعیم کی کتاب معرفہ سے حضرت ماریہ کے ترجمہ میں ان کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے یعقوب

✿ اسد الغابہ (ت ٢٤٦٨) تجريد (٢٦١/١) ✿ مسند احمد (٣١/٣)

✿ اسد الغابہ (ت: ٢٤٧٦) تجريد (٢٦٢/١) ✿ اسد الغابہ (٤٤٠/٢)

بن محمد، مجاشع بن عمرو، لیث، زہری کے طریق سے نقل کیا ہے کہ مجھے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صالح قبطی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلے، مقوقس نے ان کو آگے نہیں کیا بلکہ وہ ان (حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا) کی بستی سے ہی ان کے پیچھے چلتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں اتارا۔ مجاشع ضعیف راوی ہیں۔

(۴۰۳۰) صالح بن متوکل [1]

مولیٰ مازن بن الغضوبہ۔ ابن مندہ نے علی بن حرب، حسن بن کثیر بن یحییٰ بن ابی کثیر۔ ان کے باپ اور ان کے دادا کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد ابوکثیر بہت خوبصورت آدمی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مازن سے فرمایا: یہ تیرے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ میرا غلام صالح بن متوکل ہے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ "اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کر"۔ [2] تو انہوں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی آزاد کر دیا۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ صالح اور ان کے مولا مازن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مقام برذعہ (آذربائیجان کے کنارے ایک شہر ہے) میں شہید ہوئے۔

(۴۰۳۱) صالح [3]

غیر منسوب ہیں۔ ابن مندہ نے عزرمی، کلبی، ابوصالح اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی جس کا نام صالح تھا، اپنے بھائی کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہنے لگا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے اس بھائی کو آزاد کر دوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی وقت سے آزاد کر دیا تھا جس وقت سے تو اس کا مالک بنا۔ اس حدیث کی سند بہت ضعیف ہے۔

اس حدیث کو دارقطنی [4] نے بیان کیا ہے۔ عزرمی کے طریق سے، عزرمی کہتے ہیں: اس (حدیث) کو ابن مبارک، قطان، ابن مہدی اور کلبی نے ترک کر دیا ہے۔ وہی (عزرمی) کہتے ہیں: ہر وہ روایت جو میں نے ابوصالح کے طریق سے بیان کی ہے وہ جھوٹ ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن مجھے اس کا ایک دوسرا طریق معلوم ہے (وہ یہ ہے): زکریا ساجی، احمد بن محمد، سلیمان بن داؤد، حفص بن سلیمان، ابن ابی لیلیٰ، عطاء، ابن عباس کے طریق سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آزاد کردہ غلام تھا جس کا نام صالح تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو مملوک بنا کر خریدا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ اس پر آزاد ہو چکا ہے جب سے اس کا مالک بنا ہے"۔ [5] ابن ابی لیلیٰ کا نام محمد ہے اور یہ حافظہ کے کمزور ہیں، حفص بن سلیمان وہ قاری ہیں اور حدیث میں کمزور ہیں، اور سلیمان بن داؤد اگر تو شاذ کونی ہیں تو ان کا حال معلوم ہے، وگرنہ قابل غور ہیں۔

بیہقی نے کہا: حفص کو شعبہ، احمد اور یحییٰ وغیرہم ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۲۴۷۲) تجرید (۲۶۲/۱) [2] الطبقات الکبری (۷۷/۴) [3] اسد الغابہ (۲۴۷۴) تجرید (۲۶۲/۱)

[4] دارقطنی (۱۲۹/۴) [5] دارقطنی (۱۲۸/۴) السنن الکبریٰ للبیہقی (۵۸۱/۱۰)

۴۰۳۲ صامت ❶

مولی حبیب بن خراش، انصار کے حلیف ہیں۔ ابن کلبی کا گمان ہے کہ یہ اور ان کا مولیٰ بدر میں شریک تھے۔ ابن فتحون اور ابن اثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ❷

باب صاد جس کے بعد با ہے

۴۰۳۳ (ز) صُبَاح (ص کے پیش کے ساتھ) **بن عباس عبدی**

جارود کے ساتھ وفد میں سے ایک ہیں، اور میرا گمان ہے کہ یہ صحار بن عباس کے بھائی ہیں، جن کا عنقریب ذکر آ رہا ہے۔

وثیمہ نے "کتاب ردۃ" میں بیان کیا کہ یہ ابان ابن سعید کے ساتھ روانہ ہوئے جب انہیں نبی کریم ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ یہاں تک کہ اپنی قوم کے تین آدمیوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اسی کے بارے ابان کہتے ہیں:

"جارود ابان ابن سعید کی طرف سے بہترین قائم مقام ہوا اور صباح اور اس کا بھائی، بوڑھا بہترین سردار ہے"۔

طبری نے سیف سے نقل کیا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب کے پانچ آدمیوں کو صباح کے ساتھ بھیجا جو کامیاب واپس لوٹا۔ سو میں نہیں جانتا کہ وہ یہی (صباح) ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۴۰۳۴ صُبَاح ❸

مولی عباس بن عبدالمطلب۔ عمر بن شبہ، صالح بن ابی الاخضر، عمر بن عبدالعزیز کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے صباح مولی عباس بن عبدالمطلب کو کام پر لگایا، پھر ان کو اس کی اُجرت دی۔

میں نے ابن بشکوال کی کتاب "المبھمات" میں پڑھا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن حبان کے رسم الخط میں پڑھا ❹ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حسین اندلسی نے اپنی کتاب میں، رجال کے اندر عمر بن عبدالعزیز کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ منبر کا کام صباح مولی عباس نے کیا تھا۔

۴۰۳۵ صَبِرَہ (ص پر زبر اور ب پر زیر)

لقیط ابن صبرہ کے والد ہیں، ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یوسف بن یعقوب بن اسحاق کے طریق سے بیان کیا ہے وہ اپنے دادا اسحاق بن بھلول، محبوب، اسماعیل بن مسلم مکی، عبادہ بن کثیر، ابی ہاشم لقیط بن صبرہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں صبرہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو "لَا تَحْسِبَنَّ" ❺ فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: "وَلَا تَحْسَبَنَّ" یعنی سین کے فتح (زبر) کے ساتھ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن کثیر مکی کو خبر دی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں اسے اب موت تک نہیں چھوڑوں گا۔

---

❶ اسد الغابہ (۲٤٧٦) ❷ اسد الغابہ (٤٠/٢) ❸ تجرید (٢٦٣/١) ❹ الثقات (٢٧٤/٦)

❺ مسند امام احمد (٢١١/٤) مستدرك للحاكم (١٤٧/١)

میں کہتا ہوں: عبادہ اور جوان سے روایت کرنے والے ہیں دونوں ضعیف راوی ہیں۔ اور یہ حدیث سنن اور صحیح ابن حبان وغیرہما میں ابو ہاشم، لقیط بن صبرہ کے طریق سے مذکور ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: اس حدیث میں قال قال صبرہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور وہ ایک لمبی حدیث کا ایک حصہ ہے اور اس واقعہ کے بارے میں جو لقیط کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آیا، وہ واقعہ حرف لام کے تحت ان کے سوانح میں مذکور ہے۔ پھر اگر عبادہ نے اس کو یاد رکھا ہے تو شاید صبرہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہو جب وہ آیا۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ انہیں غلط فہمی ہوئی لیکن میں نے اسے احتمال کی بنا پر لکھ دیا ہے۔

۴۰۳۶ صُبَیح [1] (تصغیر کے ساتھ)

مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ طبرانی نے اپنی کتاب ''اوسط'' میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن صبیح مولیٰ ام سلمہ، ان کے دادا صبیح کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تھا۔ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں اپنی ایک خیبری چادر سے ڈھانپ لیا۔ الی اخر الحدیث۔ [2]

طبری نے کہا ہے کہ صبیح سے اس سند کے علاوہ روایت نہیں کی گئی۔ حالانکہ سدی نے اس کو صبیح، زید بن ارقم کے طریق سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: صبیح، سُدّی کے شیخ ہیں اور محدثین نے ان کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ زید بن ارقم کے مولیٰ ہیں، اور وہ تابعی ہیں۔ پھر اگر ابراہیم کی روایت محفوظ ہے تو وہ دو ہیں (ایک نہیں)، مگر ابو حامد کے کلام کا مقتضا یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔

۴۰۳۷ (ز) صُبَیح مولیٰ اُسَید

یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں ابن جریج، عکرمہ کے طریق سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول: ''اور نہ چھوڑنا ان لوگوں کو جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں''۔ [3] ان میں صبیح مولیٰ اسید بھی ہیں۔ سعد بن داؤد کے نزدیک اس کی تفسیر میں وہی ہیں۔

حجاج، ابن جریج کے طریق سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں تین افراد ہیں: عمار بن یاسر، سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور صبیح۔

۴۰۳۸ (ز) صُبَیح [4] مولیٰ ابوالعباس بن امیہ

ایک قول یہ ہے کہ وہ ابو اُحَیحہ سعید بن العاص کا مولی ہے۔ یہی اکثر کا قول ہے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تو بیمار ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد کو سوار کیا۔ پھر تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد ابن سعد [5] نے بیان کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ابو سلمہ کو سوار کیا۔ اس کا ذکر ابن ماکولا نے کیا ہے۔ [6]

۴۰۳۹ صُبَیح (تصغیر کے ساتھ)

ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح کے والد ہیں۔ فرمایا وہ سعید بن العاص کے مولیٰ ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۴۷۹) تجرید (۲۶۳/۱) [2] مجمع الزوائد (۱۶۹/۹) [3] سورۃ الانعام (۵۲)

[4] اسد الغابہ (۲۴۷۷) الاستیعاب (۱۲۳۹) تجرید (۲۶۳/۱) [5] الطبقات الکبریٰ (۸۸/۴) [6] الاکمال (۷۶/۲)

میں کہتا ہوں: وہ میرے نزدیک ان کے علاوہ ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں صبیح مولی عاص ہے۔ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بدر کے لیے سامان مہیا کیا پھر اسی طرح ذکر کیا ہے جیسے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ اور ان کا ذکر ابن ماکولا نے کیا ہے۔ [1]

۴۰۴۰ (ذ) صُبَیْح [2]

مولیٰ حویطب ابن عبدالعزی۔ ابن سکن اور ابن حبان نے کہا کہ ان کی صحبت ثابت ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن صبیح اور ان کے والد کے طریق سے ذکر کیا ہے: [3] میں حویطب کا مملوک تھا تو میں نے ان سے مکاتب بنائے جانے کا مطالبہ کیا تو میرے بارے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ﴾ [4] "جو کتابت کا مطالبہ کرتے ہیں.... الخ"۔

ابن سکن کہتے ہیں، میں نے ان کا ذکر اس حدیث کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا۔

۴۰۴۱ صُبَیْحَہ بن الحارث [5]

بن حمید بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تیمی۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرم کے اردگرد لگائے ہوئے پتھروں کی حد بندی کے لئے بھیجا تھا۔ عنقریب ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کا تذکرہ آئے گا، ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

فاکہی نے زبیر بن بکار کے طریق سے ایسے ہی کہا ہے، لیکن انہوں نے (ان کے نسب میں) حُمید کے بدلے جَبلہ کہا ہے اور ان کی وہ روایت جو اصل میں ہے جو اس سے زیادہ قابل اعتماد ہے، تصغیر (حُمید) کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سفر کے لئے جو انہیں مکہ کی طرف پیش آیا اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی تو وہ ساتھ ہو گئے، اور ایسے ہی رشاطی نے بھی ان کا ذکر فاکہی کی طرح کیا ہے۔ اور ذکر زبیر بن بکار کی کتاب النسب میں ہے، ان کے دادا کے نام کے بارے یہی صحیح ہے۔

۴۰۴۲ صُبَیْرَہ بن سعد بن سہم

ان کا ذکر تیسری قسم میں آئے گا۔

صاد کا باب جس کے بعد حا ہے

۴۰۴۳ صُحَار بن صَخر [6]

ان کا ذکر اگلے نام میں آ رہا ہے۔

۴۰۴۴ صُحَار بن عبّاس

ایک قول کے مطابق یہ ب اور ش نقطوں والی کے ساتھ ہے، یعنی عبّاش اور ایک قول کے مطابق عابس ہے، ان دونوں اقوال کو ابو نعیم نے بیان کیا ہے، اور ایک قول کے مطابق یہ صحار بن صَخر بن شراحیل بن منقذ بن عمرو بن مرہ عبدی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الاکمال (۷٦/۲) [2] اسد الغابہ (۲٤۷۸) [3] التاریخ الکبیر (۳۱۸/۲) [4] سورۃ النور (۳۳)

[5] اسد الغابہ (۲٤۸۰) تجرید (۲٦۳/۱) [6] اسد الغابہ (۲٤۸۱) الاستیعاب (۱۲٤۱) تجرید (۲٦۳/۱)

فرماتے ہیں، انہیں صحبت کا شرف حاصل ہے۔ [1] ابن سکن نے بھی کہا کہ انہیں صحبت کا شرف حاصل ہوا، اور ان کی حدیث اہل بصرہ میں (بیان کی جاتی) تھی۔ ان کی کنیت اپنے بیٹے کی وجہ سے ابوعبدالرحمٰن تھی۔

ابن حبان کہتے ہیں: [2] صُحَار بن صخر، انہیں کو صحار بن عباس کہتے ہیں، انہیں صحبت کا شرف حاصل ہے۔ بصرہ میں رہے ہیں اور وہیں وفات پائی۔

احمد، ابویعلی، بغوی اور طبرانی نے یزید بن شخیر، عبدالرحمٰن بن صحار عبدی کے طریق سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک بنوفلاں اور بنوفلاں کے قبائل زمین میں دھنسانہ دیئے جائیں''۔ [3]

فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ بنوفلاں عرب میں سے ہوں گے، اس لئے کہ عجمی اپنے شہروں کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ ابویعلی کے ہیں، اور بغوی کی روایت میں ہے: ''عبدالرحمٰن بن صحار سے روایت ہے اور وہ قبیلہ عبدالقیس میں سے تھے''۔ بغوی نے فرمایا کہ میرے علم کے مطابق ان سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت نہیں

ابن شاہین نے ان کی ایک روایت اس سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں بہت بیمار رہنے والا آدمی ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک مٹکے میں شراب بنانے کی اجازت مرحمت فرما دیں''۔ [4] پھر ان کی ایک اور حدیث ضعیف سند کے ساتھ لائے ہیں۔

بغوی نے خلدہ بنت طلق کے طریق سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے حدیث سنائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، تو صحار عبدالقیس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس شراب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہم اپنی زمین میں بناتے ہیں۔ الیٰ آخر الحدیث۔

ان سے ان کے بیٹے جعفر بن صحار اور منصور ابن ابی منصور اور جیفر بن الحکیم نے روایت کی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: یہ صحابہ میں سے تھے اور انہوں نے بصرہ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: صحار کے بڑے عمدہ قصے ہیں۔ وہ بڑے فصیح و بلیغ تھے۔ جاحظ نے (کتاب) الحیوان میں ذکر کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آدمی اپنے دوست کو اس پر کیے ہوئے احسان یاد دلانے کے وقت کیا کہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یوں کہے کہ: جو آپ کے حقوق ہمارے ذمہ واجب تھے ہم ان کے بدلے پسندیدہ ادائیگی کے امیدوار ہیں۔

صحار فرماتے ہیں کہ لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ سانس کی جگہ بات کرلیں اور اس میں فضول باتیں چھوڑ دیں اور اگر حق کا ارادہ کریں تو اس سے دور ہو جائیں حالانکہ انہیں اس سے ہٹایا نہیں گیا۔ جاحظ نے کتاب البیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحار سے پوچھا: بلاغت کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ایجاز یعنی کلام کو مختصر کرنا۔ انہوں نے پوچھا: ایجاز کیا ہے؟

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۲۷/۲) [2] الثقات (۱۹۴/۳)

[3] مسند احمد (۴۸۳/۳) معجم الکبیر للطبرانی (۸۷/۸) مسند ابویعلی (۲۱۹/۱۲، ۲۲۰)

[4] مسند احمد (۴۸۳/۳) معجم الکبیر للطبرانی (۷۳/۸)

تو جواب دیا کہ تم نہ سستی کرو اور نہ غلطی کرو۔

رشاطی کے بقول: ابوعبیدہ نے ذکر کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحار سے کہا: اے نیلگوں! تو انہوں نے جواب دیا شکرہ نیلگوں ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: اے سرخ! تو انہوں نے جواب دیا کہ سونا سرخ ہوتا ہے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ تم میں بلاغت کیسی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شی ہے جو ہمارے سینوں میں انگڑائی لیتی ہے، پھر ہم اسے بغیر سوچے زبان سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے سمندر اپنی جھاگ نکالتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ بلاغت کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ تم ایسے بولو کہ درمیان میں رکاوٹ نہ ہو اور نہ ایسی درست بات کرو جس میں غلطی نہ ہو۔

محمد بن اسحاق ندیم نے فہرست میں ذکر کیا ہے کہ صحار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو یا تین حدیثیں روایت کی ہیں۔ وہ عثمانی تھے اور حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں وہ بہت بڑے نسب کا علم رکھنے والے اور خطیب تھے۔ ان کے ہاتھی کی رشتہ داری سے متعلق بہت سارے محاورات ہیں۔

رشاطی کے بقول یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے والے تھے۔

ابن شاہین نے روایت کیا ہے حسین بن محمد، ان کے والد (محمد)، جیفر بن الحکم عبدی، صحار بن عباس اور مزیدہ بن مالک کے طرق سے، عبدالقیس کے چند آدمیوں میں، انہوں نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک آدمی جسے اشج کہا جاتا تھا، جس کا نام منذر بن عائذ بن حارث بن منذر بن نعمان عصری تھا۔ وہ ایک راہب کا دوست تھا، جو دارین میں آتا تھا۔ تو اشج اس سے ہر سال ملاقات کرتا، ایک سال اس نے زرارہ میں اس سے ملاقات کی تو اس راہب نے اشج کو بتایا کہ ایک نبی مکہ میں ظاہر ہوگا جو ہدیہ کھائے گا، لیکن صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس نبی کے دونوں کندھوں کے درمیان میں علامت نبوت ہوگی، اس کا دین باقی تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ پھر راہب انتقال کر گیا۔ اشج نے بنی عامر بن عصر میں سے اپنے بھانجے کو بھیجا جو اس کی بیٹی امامہ بنت اشج کا شوہر تھا، اس کا نام عمرو بن قیس تھا۔ اس کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں اور کچھ چادریں۔ ایک راہبر بھی اس کے ساتھ کر دیا جس کا نام اریقط تھا، وہ مکہ مکرمہ ہجرت کے سال پہنچے، پھر ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور صحت علامات اور ان کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے، یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''الحمد'' شریف (سورۃ فاتحہ) اور ﴿اقرأ باسم ربك﴾ آیات پڑھائیں۔ پھر انہیں فرمایا: ''اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو''۔ تو وہ واپس آئے اور رہبر کو مکہ میں ٹھہرایا۔ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو سلام کیا تو ان کی بیوی اپنے باپ کے پاس گئی اور کہا کہ میرا شوہر تو صابی ہوگیا ہے۔ اشج نے اس کو ڈانٹا، پھر اشج عمرو کے پاس آیا تو اس نے ساری خبر کہہ سنائی۔

اشج نے ایک عرصہ تک اپنے ایمان کو چھپائے رکھا۔ پھر اہل ہجر کے سولہ آدمیوں کے ساتھ (سفر کے لیے) نکلے، ان میں سے بنی عصر قبیلہ کے عمرو بن مرحوم بن عمرو، شہاب بن عبداللہ بن عصر، حارثہ بن جابر، ہمام بن ربیعہ اور خزیمہ بن عبد عمرو تھے۔ بنی صباح میں سے عقبہ بن حوزہ، مطر العنمری عقبہ کے ماں شریک بھائی تھے۔ اور بنی عثمان میں سے منقذ بن حبان تھے، یہ بھی اشج کے بھانجے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ بنی محارب میں سے نریدہ بن مالک، عبیدہ بن ہمام تھے۔ بنی حابس بن عوف میں سے حارث بن جندب اور بنی مرہ میں سے صحار بن عباس اور عامر بن الحارث تھے۔ یہ مدینہ منورہ جس صبح کو پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات کو مدینہ سے سفر کے لئے نکل چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی جانب سے ایک قافلہ آئے

گا، جنہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا (بلکہ خوشی سے اسلام قبول کریں گے) ان کے ایک ساتھی کے پاس ایک علامت (جھنڈا، پرچم) ہوگی۔

پھر وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! قبیلہ عبدالقیس کی بخشش فرما''۔ [1]

ان کی آمد فتح مکہ کے سال ہوئی۔ آنحضرت ﷺ مکہ تشریف لائے اور اسے فتح کیا، پھر واپس مدینہ تشریف لائے تو علاء بن حضرمی کے لئے ایک عہدنامہ لکھایا اور انہیں بحرین کا عامل مقرر کیا، ان کے ساتھ ایک خط منذر بن ساوی کی طرف بھیجا پھر وہ آئے اور اپنے چرچ کو مسجد میں تبدیل کر دیا، طلق بن علی رضی اللہ عنہ ان کے مؤذن بنے.... الخ۔ آگے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔

انہیں حکم بن عمرو ثعلبی نے مکران کی فتح کے بعد مدینہ خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس شہر کے بارے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا نرم حصہ پہاڑ ہے، اس کا پانی بہت تھوڑا ہے، اس کی کھجوریں ردّی ہیں اور اس کا دشمن بہادر ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب تک سورج طلوع و غروب ہوتا رہے گا، کوئی بھی لشکر اس پر حملہ آور نہیں ہو سکے گا''۔

۴۰۴۵ صحار بن عبدالقیس

شاید یہ وہی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ یہاں اپنے جدِ اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''کتاب الاشربہ'' میں ابوالقاسم بغوی کے طریق سے، ان سے روایت بیان کی ہے، وہ عبدالصمد، ملازم بن عمرو السحیمی، سراج بن عقبہ کے طریق سے بیان کرتے ہیں، وہ اپنی پھوپھی خلدہ بنت طلق سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد طلق نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا تو صحار بن قیس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس شراب کے بارے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ہم اپنی زمین میں اپنے پھلوں سے تیار کرتے ہیں۔ الیٰ آخر الحدیث۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کے مسند میں بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کے رسم الخط میں یہ دیکھا کہ اس روایت میں ہے: ((فَجَاءَ صُحَارُ عَبْدِ الْقَيْسِ)) اضافت کے ساتھ، اس میں ابن کا لفظ مذکور نہیں ہے۔ اس سے یہ بات قوی ہو جاتی ہے کہ یہ پہلے ہی ہیں۔ اسی طرح طبرانی نے بھی ''المعجم الکبیر'' میں ملازم سے ایک اور طریق سے بیان کیا ہے، اور مناسب یہ ہے کہ انہیں چوتھی قسم کی طرف پھیر دیا جائے۔

۴۰۴۶ صُحَار بن صَخر

انہیں محمد بن ربیع جیزی نے ان صحابہ میں ذکر کیا ہے جو فتح مصر میں شریک تھے، شاید یہ وہی ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے: ان کے والد کے بارے میں قول ہے کہ وہ ''صخر'' تھے۔

صاد کا باب جس کے بعد خاء ہے

۴۰۴۷ صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بن عدی انصاری

یحییٰ بن سعید اموی نے ''مغازی'' میں ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ یہ بدری ہیں۔ تفسیر ثعلبی میں ہے کہ صخر بن خنساء

[1] المعجم الکبیر (۳۲۱/۱۲) الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۵۴/۲)

نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے کفارہ نازل کیا۔ مشہور یہ ہے کہ جماع والا واقعہ سلمہ بن صخر کا ہے، لہٰذا لگتا ہے روایت مذکورہ میں کچھ تحریف ہے۔ واللہ اعلم

۴۰۴۸ (ز) صخر بن جبر انصاری [1]

ابوموسیٰ نے فرمایا کہ ان کا تذکرہ طبری نے کیا ہے، مگر ان کے بارے کوئی روایت ذکر نہیں کی۔

سعید بن یعقوب نے موسیٰ بن عبیدہ، ان کے بھائی عبداللہ، حسن اور انہوں نے اپنے رجال کے طریق سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ صخر بن جبر نے فرمایا: ہم ذوالحجہ کے چار دِن گزرنے کے بعد حج کا احرام باندھ کر آئے تو نبی ﷺ نے ہمیں اپنا حج توڑنے کا حکم دیا، تو ہم نے اسے عمرہ میں تبدیل کر دیا۔ (حدیث)

طبرانی نے جبر بن صخر کے طریق سے روایت [2] کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پہرے دار تھے۔ پھر حدیث ذکر کی ہے۔ اس بات کا احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں اور ان کے والد کا نام ان کی کنیت کے موافق ہو۔

۴۰۴۹ (ز) صخر بن حرب

بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ابوسفیان قریشی اموی اپنے نام اور کنیت دونوں کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کی کنیت ابوحنظلہ بھی ہے، ان کی والدہ صفیہ بنت حزن ہلالیہ تھیں جو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی پھوپھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے ان کی عمر دس سال زیادہ تھی، ان کی وفات کے سال میں اختلاف کے اعتبار سے اس کے علاوہ بھی اقوال منقول ہیں۔ یہ حضرت معاویہ کے والد ہیں۔ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔ یہ مولفۂ قلوب میں سے تھے، اس سے پہلے غزوۂ اُحد اور غزوۂ احزاب میں یہ مشرکین کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ ایک قول کے مطابق نبی کریم ﷺ نے انہیں نجران کا عامل (گورنر) بنایا لیکن یہ ثابت نہیں ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب اس قول کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت تک ابوسفیان مکہ میں تھے، اس وقت نجران کے عامل عمرو بن حزم تھے۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے انہیں منات بت گرانے کے لئے بھیجا تو انہوں نے اسے توڑ دیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کی صاحبزادی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی شادی ہو چکی تھی۔ وہ ان سے بہت پہلے مسلمان ہو چکی تھیں اور انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی، وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ابن عباس، قیس بن حازم اور ان کے صاحبزادے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔

جعفر بن سلیمان ضبعی، ثابت بنانی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اسے امن ہے''۔ [3] کیونکہ نبی کریم ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو ابوسفیان کے گھر میں قیام ہوا: اسے ابوسعید نے روایت کیا

---

[1] اسد الغابہ (ت : ۲٤٨٢) تجرید (۲٦٣/۱) [2] المعجم الکبیر للطبرانی (۲۷/۸)

[3] اسد الغابہ (ت: ۲٤٨٤) تجرید (۲٦٣/۱) [4] مسلم (٤٥٩٨) مسند احمد (۲۹۲/۲) کنز العمال (۳۰۲۰٤)

ہے۔ نیز ابوسعد نے سند صحیح کے ساتھ عکرمہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کے پاس عجوہ کھجور ہدیہ بھیجی اور انہیں لکھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی طرف عمرو بن امیہ کے ہاتھ چمڑا بھیجیں۔ تو عمرو ابوسفیان کی دو بیویوں میں سے ایک کے پاس آئے۔ ابوسفیان نے ہدیہ قبول کیا اور آپ ﷺ کی طرف چمڑا بھیجا۔

ابوسعد نے ابوالسفر کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو وہ آپ ﷺ سے حسد کرنے لگا اور اپنے دِل میں کہنے لگا: ''کیا تم اس شخص کے لئے دوبارہ جماعت (لشکر) جمع کر کے لاتے''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا، پھر فرمایا: ''تب اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرتا''۔ تو فوراً کہنے لگے: استغفر اللہ (میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں) اور اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم یہ بات میں نے منہ سے نہیں نکالی، یہ چیز تو صرف میرے دِل میں پیدا ہوئی ہے۔ ابواسحاق سبیعی کے طریق سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے اور اس میں ہے مجھے اس گھڑی تک اس بات کا یقین نہیں تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کے طریق سے منقول ہے کہ ابوسفیان نے اپنے دل میں کہا: ''معلوم نہیں محمد (ﷺ) ہم پر کس وجہ سے غالب آ جاتے ہیں''۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ تم پر غالب آ جاتے ہیں''۔ تو کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

زبیر بن بکار نے اسحاق بن یحییٰ، ابوالہیثم کے طریق سے روایت کی ہے، انہوں نے اس سے جنہوں نے ان کو خبر دی ہے کہ انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ سے مزاح کرتے ہوئے سنا۔ اللہ کی قسم! اگر میں آپ کا مقابلہ چھوڑ دوں تو عرب بھی آپ کو چھوڑ دیں گے، پھر آپ سے کوئی بھی نہیں لڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ''اے ابوحنظلہ یہ آپ کہہ رہے ہیں؟''

زبیر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عبید ثقفی کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے طائف والے دِن ابوسفیان کو تیر مارا تو ان کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یہ میری آنکھ اللہ کے راستے میں شہید ہوگئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں دُعا کروں گا تیری آنکھ لوٹ آئے گی اور اگر چاہو تو جنت لے لو''۔ تو انہوں نے کہا کہ میں جنت ہی اختیار کرتا ہوں۔ [1]

یعقوب بن سفیان اور ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ، سعید بن مسیب اور ان کے والد کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یرموک کے دِن آوازیں گم ہوگئیں، سوائے ایک آدمی کی آواز کے، وہ کہہ رہا تھا اے اللہ کی مدد قریب آ، جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ ابوسفیان تھے جو اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے کے نیچے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی آنکھ اسی دِن شہید ہوئی۔

یعقوب نے ہی ابن اسحاق، وہب بن کیسان اور ابن زبیر کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں (ابن زبیر) اپنے والد کے ساتھ یرموک کی جنگ میں تھا، جب مسلمان قتال کے لئے تیار ہوگئے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ پہنی، اپنے گھوڑے پر بیٹھے اور مجھے چھوڑ کر چل دیئے تو میں نے لوگوں کی طرف دیکھا جو ایک ٹیلے پر لوگوں سے جنگ کر رہے تھے۔ میں نے ڈھال لی اور

---

[1] الجامع الكبير للسيوطي (٤٠٢/٢)

ان کے ساتھ ہونے کے لئے گیا تو ابوسفیان قریش کے بوڑھوں کے ساتھ تھے۔ جب مسلمان آگے بڑھتے تو وہ کہنے لگ جاتے: اللہ ان کی مدد فرما، رومیوں کے مقابلے میں اور جب رومی آگے بڑھتے تو کہتے: رومیوں کی بربادی ہو۔ یہ روایت اس سے پہلی روایت سے مختلف ہے۔ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

اور بغوی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان نابینا ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کا غلام ان کا ہاتھ پکڑ کر چلا رہا تھا۔

اور ازرقی نے علقمہ بن نضلہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان ردم المرأتین پر کھڑے ہوئے، پھر اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری اور کہنے لگے: یہ زمین کا بلند حصہ ہے۔

ابن فرقد کا گمان ہے یعنی میں اپنے حق کو اس کے حق سے جدا نہیں سمجھتا میرے لیے تو مروہ کا سفید حصہ ہے اور اس کے لیے سیاہ۔ تو یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی، تو انہوں نے فرمایا: ''ابوسفیان پرانا ظالم ہے، کسی کا کوئی حق نہیں سوائے اس کے جس کو اس کی دیواروں نے گھیر رکھا ہے''۔

علی ابن مدینی کہتے ہیں: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھٹے سال وفات پائی۔ ہیثم نے کہا: نویں سال۔ زبیر نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں۔ مدائنی نے کہا کہ ۳۴ سال میں وفات پائی۔ ایک قول میں ہے، انہوں نے اکتیس (۳۱) اور ایک قول میں بتیس (۳۲) سال میں وفات پائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ ایک قول میں ترانوے (۹۳) سال کی عمر پائی۔ واقدی نے کہا کہ اٹھاسی (۸۸) سال کے تھے، اور بھی اقوال ہیں۔

۴۰۵۰ صخر بن سلیمان [1]

ابن مندہ نے کلبی، ابوصالح اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ یہ ان رونے والوں میں سے ہیں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ﴾

''یعنی نہ ان پر کوئی حرج ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تاکہ آپ انہیں سواری مہیا کریں...الخ''۔ [2] [3]

۴۰۵۱ صخر بن صعصعہ زبیدی [4]

ہیثم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ابن سہل متروکین میں سے ایک ہیں۔ یہ صعصعہ ان کے دادا یا نانا ہیں اور ان کے والد سہل بن عبداللہ بن بحر بن شتر بن مدرکہ بن صخر بن معاویہ ہیں۔ پھر ایک ضعیف روایت نقل کی ہے جس کے راوی مجہول ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صخر بن صعصعہ صحابی سے فرمایا کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ: ''ہمارے ساتھ نہ کمزور کرنے والا آئے اور نہ ہی مشقت میں ڈالنے والا''۔ [5] اسے ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲٤۸٥) تجرید (۱/۲٦۳) [2] سورة التوبة (۹) [3] دلائل النبوية لابی نعيم (٥/۳۰۸) الدر المنثور للسيوطی (۳/۲٦۸)
[4] اسد الغابہ (ت: ۲٤۸٦) تجريد (۱/۲٦۳) [5] جامع المسانيد والسنن لابن كثير (٦/۳۰۹)

۴۰۵۲ صخر بن عَیلَه[1] (عین کے زبر اور یا کے جزم کے ساتھ)

بن عبداللہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن اسلم بن احمس بجلی احمسی۔ ابن سکن کا کہنا ہے کہ ابن ماکولا[2] (یہ ابوحازم کی کنیت ہے) اور ابوعمر[3] نے کہا: کہا جاتا ہے کہ عیلہ ان کی ماں ہے۔

ابن سعد نے[4] "مسلمة الفتح" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ انہوں نے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں۔ بغوی نے کہا کہ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔

ابوداؤد رحمہ اللہ نے ان کی حدیث ذکر کی ہے، ابان بن عبداللہ بن ابوحازم کے طریق سے، وہ اپنے چچا عثمان سے، وہ اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا صخر بن عیلہ سے روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف سے جہاد کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔[5] پھر حدیث کا ایک حصہ ذکر کیا ہے۔ اور فریابی نے اپنی مسند میں اس حدیث کو طویل ذکر کیا ہے اور بغوی نے بھی۔ وہ ابن شاہین کے ہاں ایک اور طریق سے ہے۔ اس کا پہلا حصہ ہے: میں نے مغیرہ کی پھوپھی کو پکڑا اور اسے مدینہ لے آیا تو مغیرہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہی میری پھوپھی صخر کے پاس ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے صخر! آدمی جب مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ اپنے گھر والوں کو محفوظ کر لیتا ہے، اس آدمی کی پھوپھی اسے واپس کرو"۔[6]

بغوی نے بیان کیا ہے کہ اسے ابواحمد نے ابان سے روایت کیا ہے، انہوں نے صخر، مغیرہ اور دیگر سے، انہوں نے ابوحازم، صخر کے طریق سے، اور محدثین کے نزدیک صحیح ابونعیم کی روایت ہے۔ بغوی نے کہا: اس حدیث کا راوی ان کے علاوہ کوئی نہیں۔ اور بغوی نے ابونعیم، ابان ابن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا کہ ہمیں میرے چچا عثمان ابن ابی حازم نے حدیث بیان کی صخر سے، احمد نے اس سے روایت کی ہے کہ بنی سلیم میں سے ایک قوم کے لوگ اپنی زمین سے بھاگ گئے، اسلام کے آنے کے وقت، تو میں نے اس زمین کو لے لیا، پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس زمین کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے ساتھ مخاصمت کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ زمین ان کو واپس کر دی اور فرمایا: "جب کوئی آدمی مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی زمین اور اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے"۔[7]

یہ مقدار پہلی حدیث کا ایک حصہ ہے۔

۴۰۵۳ صخر ابن قدامہ عقیلی[8]

طبرانی، ابن شاہین نے حماد بن زید، ایوب، حسن، صخر بن قدامہ عقیلی کے طریق سے روایت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سو سال بعد کوئی ایسا بچہ پیدا نہ ہوگا جس کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت ہو"۔[9] ایوب کہتے ہیں: میں صخر بن قدامہ سے ملا اور ان سے اس حدیث کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اسے میں نہیں جانتا۔ ابن شاہین کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت ۲٤۸۸) الاستیعاب (ت ۱۲۱۲) تجرید (۲٦۳/۱) [2] الاکمال (۱۵۳/۲) [3] الاستیعاب (۲۷۱/۲)

[4] طبقات الکبریٰ (۱۹/٦) [5] ابوداؤد باب فی إقطاع الارضین الحدیث (۳۰٦۷)

[6] مصنف ابن ابی شیبہ (٤٦۷/۱۲) المعجم الکبیر للطبرانی (۳۰/۸) السنن الکبریٰ للبیہقی (الحدیث: ۱۱٤/۹)

[7] مسند احمد (الحدیث: ۵) الاستیعاب (۲۷۱/۲) [8] اسد الغابہ (ت: ۲٤۸۹) الاستیعاب (ت: ۱۲۱۳) تجرید (۲٦٤/۱)

[9] المعجم الکبیر (۳۱/۸) الموضوعات لابن جوزی (۱۹۲/۳)

اور اس بغدادی یعنی محمد بن جعفر بن اعین کو میں نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں: وہ ثقہ مشہور ہیں۔ وہ اس کے ساتھ متفرد نہیں ہیں۔ لیکن ساجی نے علی بن مدینی سے بیان کیا ہے کہ وہ خالد بن خداش کو ضعیف کہتے تھے، جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ حماد بن زید اور یحییٰ بن معین کے طریق سے کہ خالد، حماد سے کئی احادیث بیان کرنے میں متفرد ہیں۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور احمد سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ابن مندہ کہتے ہیں کہ صخر ابن قدامہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی صراحت نہیں کی گئی اور نہ ہی حسن نے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی تصریح کی ہے۔ لہٰذا اس خبر کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

۴۰۵۴ صخر بن قعقاع باہلی[1]

سوید بن حجیر کے ماموں ہیں۔ طبرانی اور ابن مندہ نے قزعہ بن سوید باہلی کی حدیث سے بیان کیا ہے، انہوں نے مجھے میرے والد سے، انہیں ان کے ماموں صخر بن قعقاع نے بیان کی۔ وہ کہتے ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ و مزدلفہ کے درمیان ملا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑ لی اور پوچھا: ''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کیا چیز ہے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے... الخ''۔[2] اور اس حدیث کے آخر میں ہے: ''اونٹنی کی مہار چھوڑ دے''۔

۴۰۵۵ صخر بن نصر[3]

بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن کعب بن لوی قریشی عدوی موسیٰ بن عقبہ اور عروہ نے ان کا تذکرہ ان صحابہ میں کیا جو اجنادین میں شہید ہوئے، ابن عساکر کا قول ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے لیکن مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: سیف کا گمان ہے کہ وہ یرموک میں شہید ہوئے ہیں اور زبیر بن بکار نے انہیں ان کے بھائیوں اور والد کو طاعون عمواس کے شہداء میں ذکر کیا ہے۔

۴۰۵۶ (ز) صخر بن واقد

بن عصمت لیثی جو شریک کے والد ہیں۔ ان کا ذکر ان کے بیٹے سہل کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۴۰۵۷ صخر بن وداعہ[4]

ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ صخر بن ودیعہ ہیں اور انہیں ابن وداعہ غامدی، نسبت کرتے ہوئے غامد بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بن حارث جو قبیلہ ازد کی شاخ ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۲۴۹۰) تجرید (۲۶۴/۱) [2] المعجم الکبیر للطبرانی (۲۷/۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۱۲۵)

[3] تجرید (۲۶۴/۱) [4] اسد الغابہ (ت: ۲۴۹۴) الاستیعاب (ت: ۱۲۱۵) تجرید (۲۶۴/۱)

اور بغوی نے کہا کہ صخر طائف میں رہے ہیں، ابن سکن نے بھی اسی طرح کہا ہے اور اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ انہیں اہل حجاز میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اصحاب سنن اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور وہ ہے: ''اے اللہ! میری اُمت کے صبح کے وقت میں برکت نازل فرما''۔ [1]

اس کے بعض طرق میں ہے کہ صخر ایک تاجر آدمی تھے۔ تو جب اپنے آدمیوں کو تجارت کے لئے بھیجتے تو اوّل دِن میں بھیجتے، اس لیے بہت زیادہ مالدار ہو گئے۔ ترمذی اور بغوی نے فرمایا ہے کہ ان سے کوئی اور حدیث مروی نہیں ہے اور اس کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ طبرانی نے ان کی ایک اور حدیث بھی ذکر کی ہے جس کا متن ہے: ''تم مُردوں کو گالیاں نہ دیا کرو''۔

ابو فتح ازدی اور ابن سکن نے بیان کیا، ان سے صرف عمارہ بن حدید نے روایت کی ہے۔

۴۰۵۸ (ز) صخر

کہا جاتا ہے وہ ابو حازم، قیس کے والد ہیں، لیکن راجح یہ ہے کہ ان کا نام عوف ہے اور صخر ابو حازم عیلہ کے بیٹے ہیں۔

۴۰۵۹ (ز) صخر انصاری

شاید یہ ان میں سے ایک ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان کا ذکر حدیث انس میں آیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ابن عساکر نے سلمہ بن رجاء، شعبہ بن خالد الحذاء اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ عکرمہ بن ابوجہل نے صخر انصاری کو شہید کیا، جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ انصار نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات پر ہنس رہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک آدمی نے ہماری قوم کے ایک آدمی کو شہید کر دیا۔ فرمایا: اس وجہ سے نہیں ہنسا بلکہ اس لیے کہ جس نے اس کو شہید کیا ہے وہ بھی درجے میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ [2]

۴۰۶۰ (ز) صخر (غیر منسوب ہیں)

ان کا ذکر ایک حدیث میں ہے جسے طبرانی نے موسیٰ بن علی بن رباح، ان کے والد اور عقبہ بن عامر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری دودھ والی اونٹنیوں سے ہمیں دودھ کون پہنچائے گا؟ [3] تو ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ کہا: ''صخر'' یا کہا ''جندل''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: کون پہنچائے گا؟ تو ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور کہا میں پہنچاؤں گا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: یعیش۔ فرمایا: ٹھیک ہے، تم پہنچانا۔

۴۰۶۱ صُخَیر (تصغیر کے ساتھ)

بن نصر بن غانم، ان کے بھائی کا تذکرہ ابھی قریب ہی ہوا ہے اور ان کا تذکرہ ان کے بھائی حذافہ بن نصر اور صخر بن نصر کے حالات میں گزر چکا ہے۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الجهاد (الحديث: ٢٦٠٦) الترمذی کتاب البیوع باب ما جاء في التكبير بالتجارة (١٢١٢) ابن ماجه (٢٢٣٦) المعجم الكبير (٢٨/٨)

[2] كنز العمال (الحديث: ٣٣٦٢٣، ٣٧٤٣٤) [3] المعجم الكبير (الحديث: ٢٩٢/١٧)

صاد کا باب جس کے بعد دال ہو

۴۰۶۲ صُدَیّ [1] (تصغیر کے ساتھ)

بن عجلان بن حارث، انہیں ابن وہب کہا جاتا ہے اور ایک قول ہے کہ ابن عمرو بن وہب بن عریب بن وہب بن ریاح بن حارث بن معن بن مالک بن اعصر باہلی ہیں۔ ابوامامہ کی کنیت سے مشہور ہیں۔

انہوں نے نبی علیہ السلام، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوعبیدہ، حضرت معاذ، حضرت ابوالدرداء، عبادہ بن صامت اور عمرو بن عبسہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ ان سے ابوسلام اسود، محمد بن زیاد الالہانی، شرحبیل بن مسلم، شداد، ابوعمار، قاسم بن عبدالرحمٰن، شہر بن حوشب، مکحول، خالد ابن معدان اور دیگر نے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے کہا: وہ شام میں رہے ہیں۔ طبرانی نے ایک حدیث [2] بیان کی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ''اُحد'' میں شریک ہوئے ہیں، لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابویعلی نے ابوغالب اور ابوامامہ کے طریق سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی طرف بھیجا، میں ان کے پاس پہنچا اس حال میں کہ میں بھوکا تھا اور وہ خون کھا رہے تھے، انہوں نے مجھے کہا: آ جاؤ (کھالو) تو میں نے انہیں کہا: میں تمہیں اس سے روکنے آیا ہوں، میں نیند سے مغلوب تھا، پس میں سو گیا۔ تو (خواب) میں ایک شخص ایک برتن لایا جس میں کوئی پینے کی چیز تھی، میں نے اسے لیا اور پیا تو اس سے میرا پیٹ بھر گیا اور میں سیر ہو گیا۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے انہیں کہا: تمہاری قوم کا ایک سردار تمہارے پاس آیا ہے اور تم نے اسے کوئی ہدیہ نہیں دیا تو وہ میرے پاس دودھ لائے، میں نے کہا: مجھے اس کی حاجت نہیں، اور میں نے انہیں اپنا پیٹ دکھایا تو وہ سارے مسلمان ہو گئے۔ اسے بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ''باہلہ'' کی طرف بھیجا تھا۔

ابن حبان [3] نے کہا کہ یہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ابوامامہ باہلی نے ۸۶ھ میں وفات پائی، ابن برقی نے کہا: بلا اختلاف ہے، اور دیگر نے اختلاف بھی ثابت کیا ہے۔ ایک قوم ۸۱ھ کا ہے۔ یہ محمد بن سعد اور عبدالصمد بن سعید کا قول ہے۔ وفات پر اپنے بعد ایک بیٹا چھوڑا جن کا نام مغلِّس بتایا جاتا ہے۔ ان کی عمر ایک سو چھ (۱۰۶) سال تھی۔ ان سے یہ روایت صحیح ثابت ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حمید بن ربیعہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابوامامہ کو دیکھا کہ وہ ولید بن عبدالملک کی حکومت کے زمانے میں ان کے پاس سے نکلے ۸۶ھ میں اور ان کے بیٹے ولید نے وفات پائی ۹۶ھ میں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حسن بن رافع بن ضمرہ کا فضائل صحابہ جو خیثمہ کی ہے میں قول ہے وہب بن صدقہ کے طریق سے کہ میں نے اپنے دادا یوسف بن حزن باہلی سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ باہلی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب آیت: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [4] نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان میں سے ہوں جنہوں نے درخت

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۲۴۹۵) الاستیعاب (ت: ۱۲۴۲) تجرید (۲۶۴/۱) [2] المعجم الکبیر (۸۹/۸)

[3] الثقات (۱۹۵/۳) [4] سورۃ الفتح آیت : ۱۸

کے نیچے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں''۔ ❶

ابویعلی نے رجاء بن حیوہ کے طریق سے ابوامامہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ شروع فرمانے لگے تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور! میرے لئے شہادت کی دُعا کیجئے، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! انہیں صحیح سالم رکھ اور انہیں غنیمت عطا فرما''۔ ❷

صاد کا باب جس کے بعد راء ہے

۴۰۶۳ صرد بن عبداللہ ازدی ❸

ابن حبان نے فرمایا، جُرش قبیلہ سے ہیں اور صحابی ہیں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں کہا ہے: صرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، پھر بڑے پکے مسلمان بنے، انہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم میں سے اسلام قبول کرنے والوں پر امیر مقرر فرمایا اور مشرکین سے جہاد کرنے کے بارے میں بھی انہیں امیر مقرر کیا۔ ❹ پھر طویل قصہ ذکر کیا ہے اور فرمایا یہ دس ہجری کی بات ہے۔

واقدی کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت قبیلہ جرش پر عالم صرد بن عبداللہ ازدی تھے، اسے ابن شاہین نے بھی بیان کیا ہے اور ابن سعد نے اسے قبول کیا ہے۔

۴۰۶۴ صرمہ بن انس

ایک قول ہے کہ ابن ابوانس ہیں اور ایک قول کے مطابق ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: صرمہ بن انس بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ ابوقیس اوسی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن اسحاق مغازی میں فرماتے ہیں: صرمہ بن انس نے اس وقت یہ شعر کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور وہ (صرمہ) اوران کے ساتھی ایمان لائے ؎

ثَوٰى فِيْ قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً
يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقٰى صَدِيْقًا مُوَاتِيَا

''وہ قریش میں دس سے زیادہ سال رہے۔ اگرچہ زیادہ آنے والے دوست سے ملاقات کریں پھر بھی اسے نصیحت کرتے ہیں''۔

حاکم نے بیان کیا ہے: ابن عیینہ اور عمرو بن دینار کے طریق سے وہ (ابن عیینہ) کہتے ہیں: میں نے عروہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ مکہ میں کتنا عرصہ مقیم رہے؟ کہا: دس سال۔ میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما؟ فرماتے ہیں: دس سال سے زیادہ رہے تو

❶ مستدرك للحاكم (١٢٠/٣) مصنف عبدالرزاق (الحديث: ٢٠٣٩٤) كنز العمال (الحديث: ٣٢٨٨٠)
❷ المعجم الكبير (١٠٨/٨) كنز العمال (الحديث: ٢١٦٤٨)
❸ اسد الغابه (ت: ٢٤٩٦) الاستيعاب (ت: ١٢٤٣) تجريد (٢٦٤/١)
❹ الاستيعاب (٢٩٠/٢)

(ابن عیینہ نے) کہا: انہوں نے شاعر کے قول سے یہ مطلب اخذ کیا ہے، ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے انصار کی ایک بوڑھی عورت سے سنا کہ میں نے ابن عباس کو صرمہ بن قیس سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے دیکھا۔ [1]

ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا کہ ابوقیس صرمہ جاہلیت میں راہب بن گئے تھے۔ اور غسل جنابت کیا، عیسائیت میں رہتے ہوئے پھر ٹھہرے رہے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ اسلام لائے، وہ بہت زیادہ حق گو تھے۔ ان کے بہت اچھے اچھے شعر ہیں۔ وہ ایسے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے جس میں جنبی یا حائضہ ہو۔ اپنی قوم میں بہت عظمت والے تھے، یہاں تک کہ اسلام کو بڑھاپے کی حالت میں قبول کیا، وہ بہت اچھے اشعار کہتے تھے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: ع

"ابوقیس کہتا اور اب وہ جانے لگا ہے کہ جتنا تم سے ہو سکے میری وصیت پر عمل کرنا۔ میں تمہیں نیکی، بھلائی اور تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور اگر تم صاحب ریاست ہو تو انصاف سے کام لینا، اگر کبھی محتاجی ہو تو سوال سے بچنا اور مال زائد ہو تو (دوسروں کو دے کر) مہربانی کرو"۔

بقول مرزبانی: ابوقیس ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ بقول ابن اسحاق انہی کے بارے میں یہ آیت [2] نازل ہوئی: "اس وقت تک (سحری) کھاؤ جب تک تمہارے سامنے صبح (صادق) کا سفید دھاگہ (صبح کاذب کے) سیاہ دھاگے سے نمایاں نہیں ہو جاتا"۔ ابوالعباس السراج نے بطریق ابن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ اسے موصولاً ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ان کے بارے بہت زیادہ اختلاف ہے، جیسا کہ بعد والی شخصیت کے سوانح میں بیان کروں گا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ابوقیس نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام قبول کر لیا، اس وقت وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، وہی کہتے ہیں: ع

"مجھے لگتا ہے میں سو (۱۰۰) سال کا عرصہ گزار چکا ہوں اور آٹھ سال اوپر ہو گئے ہیں۔ جب یہ گزر گئے تو میں نے انہیں کچھ نہ پایا اور جب انہیں شمار کیا تو زمانے کی راتیں ہی بھلی معلوم ہوئیں"۔

۴۰۶۵ صرمہ بن مالک انصاری [3]

ابن شاہین و ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں انہیں شمار کیا ہے اور بطریق ہیثم بن حصین عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے کہ ایک انصاری صاحب جنہیں صرمہ بن مالک کہا جاتا تھا انتہائی بوڑھے ہو گئے، اپنے گھر والوں کے پاس شام کا کھانا لے آئے، وہ روزے سے تھے۔ ان لوگوں کی عادت تھی کہ اگر افطار سے پہلے کسی کی آنکھ لگ جاتی تو دوسرے دن کے افطار تک کچھ نہ کھاتے تھے۔ اور اگر عورت افطار کیے بغیر سو جاتی تو اس کا خاوند دوسری افطاری تک اس سے ہمبستر نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کھانا طلب کیا، وہ لوگ کہنے لگے: آپ ٹھہریں، ہم آپ کے لیے کھانا گرم کرتے ہیں، پھر آپ کھا لینا۔ بوڑھے میاں نے سرہانے پر سر رکھا تو آنکھ لگ گئی، وہ لوگ کھانا لائے تو یہ جاگ کر بولے: میں تو سو گیا تھا، چنانچہ کچھ نہ کھایا اور رات بھر کبھی پیٹھ کے بل تو کبھی پیٹ کے بل

---

[1] المستدرك (٤٢٥٥) [2] سورة البقره (١٨٧) [3] اسد الغابه (٢٤٩٩) استيعاب (١٢٤٤) تجريد (٢٦٤/١)

بے قراری میں بسر کی۔ صبح نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ کو ساری بات بتائی جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''اس وقت تک کھاؤ یہاں تک کہ تمہارے لیے صبح کی سپیدی نمودار ہو جائے''۔ [1] تو ان لوگوں کو پوری رات کھانے کی رخصت ملی جو رات کی ابتداء سے سحری تک تھی۔ پھر اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں: ''روزے کی رات تمہارے لیے اپنی بیویوں سے ہم بستر ہونا حلال ہے''۔ [2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا، یہ مرسل ہے اس کی سند صحیح ہے۔ عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے ابن شاہین بطریق مسعودی ایک بار عمرو بن مرہ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن معاذ بن جبل نقل کیا۔ فرمایا: تین حالتوں میں روزے حلال ہوئے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: افطاری سے پہلے روزہ رکھ کر اگر لوگ سو جاتے تو ان کے لیے کھانا اور مباشرت ممنوع تھی، یہاں تک کہ صرمہ آئے، وہ دِن بھر اپنے باغ میں کام کر کے تھک چکے تھے، آتے ہی ٹیک لگا کر سو گئے اور سوئے بھی افطاری سے پہلے تھے۔ بیدار ہوئے، نہ کھایا نہ پیا (ایسے ہی رات گزاری) بیدار ہوئے تو کمزور ہو چکے تھے۔ ابوداؤد نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ اس واسطے کہ عبدالرحمٰن نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔ بقول بعض: یہ واقعہ صرمہ بن انس کا ہے جن کے تذکرہ سے روزے کا آغاز ہوتا ہے۔ جسے ہشام بن عمار نے اپنے فوائد میں بحوالہ قاسم بن محمد نقل کیا ہے کہ روزے کا آغاز اس طرح ہوا کہ عشاء سے عشاء تک کا روزہ ہوتا تھا۔ جب آدمی سو جاتا تو نہ کھا پی سکتا اور نہ اپنی اہلیہ کے پاس جا سکتا۔ صرمہ روزے سے تھے، افطار کیے بغیر سو گئے..... (حدیث)

اسحاق بن ابی فروہ متروک راوی ہے، طبری نے روایت کی ہے کہ صرمہ بن انس اپنے گھر والوں کے پاس روزے کی حالت میں آئے، وہ انتہائی بوڑھے آدمی تھے، پھر اس طرح کا واقعہ نقل کیا۔ طبری نے ہی بطریق السدی، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''جس طرح سابقہ لوگوں پر روزے فرض ہوئے اس طرح تم پر فرض ہوئے'' [3] کے بارے روایت کی ہے: نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض ہوئے کہ وہ رمضان میں سونے کے بعد نہ کھائیں نہ پئیں اور نہ عورتوں سے مقاربت کریں تو مسلمان بھی اسی طرح روزے رکھنے لگے، یہاں تک کہ ایک انصاری صاحب ابوقیس بن صرمہ آئے''..... پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا۔

صحیح بخاری میں ہے یہ واقعہ قیس بن صرمہ کے ساتھ پیش آیا، جسے بطریق براء بن عازب نقل کیا جس کا میں حرف ق کے دوران ان کے حالات میں ذکر کروں گا۔ ابوداؤد میں اسی سند سے صرمہ بن قیس لکھا ہے اور نسائی کی روایت میں ابوقیس بن عمرو، یا تو اسے اس پر محمول کیا جائے یہ واقعہ کئی لوگوں کے ساتھ پیش آیا ورنہ تمام روایات کو ایک شخص کی جانب لوٹایا جائے گا، اس واسطے کہ انہیں صرمہ بن قیس، صرمہ بن مالک، صرمہ بن انس انہی کو قیس بن صرمہ، ابوقیس بن صرمہ اور ابوقیس بن عمرو کہا گیا ہے۔ یہ کہنا ممکن ہے کہ ان کا نام اگر صرمہ بن قیس ہے تو جس نے قیس بن صرمہ کہا اس نے الٹ دیا۔ ان کا نام تو صرمہ اور کنیت ابوقیس یا اس کے برعکس ہے، رہے ان کے والد تو ان کا نام قیس بن صرمہ تبدیلی سے جو ثابت ہو گیا اور کنیت ابوانس ہے اور جس نے انس کہا اس نے کنیت کا حرف ''ابو'' حذف کر دیا۔ اور جس نے انہیں ابن مالک کہا تو ان کے دادا کے نسب سے ذکر کیا۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

---

[1] سورة البقرة (۱۸۷) [2] سورة البقرة (۱۸۷) [3] سورة البقرة (۱۸۳)

۴۰۶۶ صرمه العذری [1]

ابوعمر نے میم کی جگہ فاء سے "صرفہ" ذکر کیا ہے۔طبرانی کی روایت ہے کہ صرمہ العذری نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کا غزوہ کیا تو ہمیں عرب کی نفیس عورتیں ملیں.... (حدیث) [2] ابن مندہ فرماتے ہیں: وہم ہے، درست وہ روایت ہے جو یحییٰ بن ایوب نے عن محمد بن یحییٰ بن حبان عن ابن محیریز نقل کی ہے۔فرمایا: میں اور ابوصرمہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔

میں کہتا ہوں: احتمال کی بنا پر ہے۔

۴۰۶۷ صرمه بن یربوع سعید میں ذکر ہوا ہے۔

باب صاد کے بعد عین

۴۰۶۸ الصعب بن جثامه [3]

بن قیس بن ربیعہ بن عبداللہ بن یعمر اللیثی ،قریش کے حلیف۔ان کی والدہ حضرت ابوسفیان بن حرب کی بہن ہیں۔جن کا نام فاختہ ہے یا زینب۔بقول بعض: یہ محلم بن جثامہ ہیں،صعب بمقام ودّان کے ٹھہرا کرتے تھے۔ایک قول ہے: خلافتِ صدیقی میں فوت ہوئے۔بقول بعض: خلافتِ فاروقی کے آخر میں، یہ ابن حبان [4] کا قول ہے: خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے اور فتح اصطخر میں شریک ہوئے۔ابن السکن نے راشد بن سعد کی روایت نقل کی ہے۔جب اصطخر فتح ہوا تو ایک منادی نے اعلان کیا: دجال نکل آیا ہے تو صعب بن جثامہ ان لوگوں سے ملے، آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "دجال اس وقت نکلے گا جب لوگ اس کے بارے میں بھول بھلیوں میں مبتلا ہو جائیں گے"۔ [5] (حدیث) بقول ابن السکن: اس کی اسناد بہتر ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ارسال ہے، جس سے اس شخص کے قول کی تردید ہوتی ہے جس کا کہنا ہے کہ خلافتِ صدیقی میں فوت ہوئے۔ابن مندہ فرماتے ہیں: صعب فتح فارس کے شرکاء میں سے ہیں۔یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں جس نے یہ کہا کہ صعب بن جثامہ خلافتِ صدیقی میں فوت ہوئے۔اس سے کھلی غلطی ہوئی۔جبکہ ابن اسحاق نے عن عمر بن عبداللہ روایت کی ہے کہ ان سے بحوالہ عروہ بیان کیا گیا کہ جب اہل عراق ولید بن عقبہ کے لیے سوار ہوئے تو وہ پانچ افراد تھے۔ان میں صعب بن جثامہ بھی تھے۔ صعب کی صحیح میں ان سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کئی احادیث ہیں۔ابن کلبی نے الجمہرہ میں لکھا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا: "اگر صعب بن جثامہ نہ ہوتے تو گھڑ سواروں کا لشکر رسوا ہو جاتا"۔

ابوبکر بن لال نے کتاب المتحابین میں بطریق جعفر بن سلیمان عن ثابت روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا، تو ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: اگر میں تم سے پہلے

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۰۰) استیعاب (۱۲۴۵) تجرید (۲۶۵/۱) [2] استیعاب (۲۹۱/۹)

[3] المعجم الکبیر (۸۹/۸) کنز العمال (۴۴۹۱۲) [4] اسد الغابہ (۲۵۰۱) استیعاب (۱۲۴۶) تجرید (۲۶۵/۱)

[5] الثقات (۱۹۵/۳) [6] مسند احمد (۱۶۶۶۷)

مر گیا تو تم میری دیکھ بھال کرو گے۔ چنانچہ حضرت صعب پہلے فوت ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا..... پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔

۴۰۶۹ الصعب بن مُنْقِر [1]

ان سے ان کی بیٹی ام البنین روایت کرتی ہیں۔ بقول بعض: ابن منقد، اسی طرح تجرید [2] اور ان کے اصل مسودے میں لکھا ہے۔ ان کا ذکر ان چار پر زائد ہے جنہیں انہوں نے جمع کیا۔ ابن السکن نے ان کا ذکر کرنے میں پہل کی ہے۔ لکھتے ہیں: صعب بن منقر القیسی ان کی حدیث (سنداً) صحیح نہیں۔ پھر بطریق محمد بن ابی اسامہ بحوالہ سلامہ بنت عمرو القادسیہ روایت کی ہے، فرماتی ہیں میں نے اپنی دادی کو اپنے والد صعب بن منقر کے حوالہ سے بیان کرتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کنواں کھودنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اس شرط پر اجازت مرحمت فرما دی کہ کسی کو پانی سے نہیں روکیں گے۔ اور ان کا نام عبدالحارث سے بدل کر عبداللہ رکھ دیا، وہ بنی قیس کے فرد تھے۔ انہوں نے جا کر کنواں کھودا تو وہ کھاری نکل آیا اور اس میں کچھ پانی کے جانور تھے۔ تو آپ نے انہیں ایک تیر دیا جو انہوں نے اس میں رکھ دیا تو اس کا پانی شیریں ہو گیا اور اس کے حیوانات بھی چلے گئے۔ [3] فرماتے ہیں: اسے عبدالرحمن بن جبلہ کے علاوہ کسی نے نہیں نقل کیا۔ یہاں تک ابن السکن کی بات پوری ہوئی۔

خطیب نے ذیل المؤتلف میں یہ حدیث بطریق احمد بن محمد بن علی الدیباجی عن احمد بن عبداللہ بن زیاد التستری نقل کی کہ ہم سے عبدالرحمن بن جبلہ نے بیان کیا، پھر اس کا ذکر کیا۔ لیکن انہوں نے کہا: صعب بن منقذ (دال کی جگہ ذال سے) وہ فرماتے ہیں: ان کا نام عبدالوارث تھا اور یہ الفاظ بھی ہیں وہ بنی قیس کے چاہ کنی (کنواں کھدائی) کا کام کرتے تھے۔ ابن الاثیر عبدالواحد یا وارث کا ذکر کرنے سے بے خبر رہے، جن کا نام تبدیل ہوا تھا اور ابن عبدالبر نے نہ ان کا ذکر کیا اور نہ صعب کا باوجودیکہ ابن السکن کے جس نسخے سے میں نے نقل کیا ہے یہ ابن عبدالبر کا نسخہ ہے۔ اس میں انہی کے قلم سے کئی استدراکات درج ہیں۔ **فسبحان من لا یسھو۔**

۴۰۷۰ صعصعہ بن معاویہ [4]

بن حصن بن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد التمیمی السعدی، احنف بن قیس کے چچا۔ نبی ﷺ سے، حضرت عمر، ابوذر، ابوہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور ان سے روایت کرنے والوں میں ان کا بیٹا عبداللہ، احنف، مروان الاصغر اور حسن بصری شامل ہیں۔ عسکری وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور نسائی نے آئندہ حدیث اس سے اگلے عنوان میں بطریق جریر بن حازم عن الحسن عن صعصعہ فرزدق کے چچا نقل کی ہے، ان کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے، لیکن فرزدق کا صعصعہ نامی کوئی چچا نہیں۔ یہ تو احنف بن قیس کے چچا ہیں۔ نسائی فرماتے ہیں: ثقہ ہیں۔ اس کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ صحابی نہیں۔ اسی طرح خلیفہ اور ابن حبان [5] نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: مجھ سے محمد بن سلام نے بحوالہ احنف بن قیس بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تمہیں میری بردباری اور اخلاق پر تعجب ہوتا ہے؟ یہ وصف تو میں نے اپنے چچا صعصعہ بن معاویہ سے سیکھا

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۰۲) تجرید (۲۶۵/۱) [3] تجرید (۷۴) [4] جامع المسانید والسنن (۳۳۴/۶)

[2] اسد الغابہ (۲۵۰٤) استیعاب (۱۲۱۷) تجرید (۲۶۵/۱) [5] الثقات (۳۸۳/٤)

ہے۔ایک دفعہ میں نے ان سے اپنے پیٹ درد کی شکایت کی تو آپ نے دونوں بار مجھے خاموش کر دیا۔ پھر مجھ سے فرمانے لگے: بھتیجے! اپنی مصیبت کسی سے بیان نہ کرو، کیونکہ آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں: یا دوست جسے تکلیف ہوگی یا دشمن جسے خوشی ہوگی۔ البتہ اس ذات کے سامنے بیان کرو جس نے یہ مصیبت بھیجی اور جس نے تمہیں مبتلا کیا۔ اپنی جیسی مخلوق سے کبھی شکوہ نہ کرنا۔ جس پر اگر تمہاری جیسی مصیبت آ جائے تو اسے ہٹا نہ سکے، بھتیجے! مجھے بیس سال ہوگئے ہیں میں نے اپنی آنکھ سے جو سختی نرمی دیکھی ہے اس کی شکایت کبھی اپنی بیوی وغیرہ سے نہیں کی۔

(۴۰۷۱) صعصعہ بن ناجیہ [1]

بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم التمیمی الدارمی۔ فرزدق شاعر کے دادا۔ ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: بصرہ کے رہائشی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ان کا بیٹا عقال، طفیل بن عمرو اور حسن روایت کرتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: ان سے عن صعصعہ عم الاحنف، جسے عسکری نے راجح قرار دیا ہے۔ بقول بعض: ان سے عن صعصعہ عم الفرزدق۔ جس پر ابوعمر [2] نے بھروسا کیا ہے۔ لیکن فرزدق کا صعصعہ نامی کوئی چچا نہیں۔ صعصعہ تو ان کے دادا کا نام ہے۔ ادھر نسائی نے تفسیر میں بطریق جریر بن حازم عن الحسن روایت کی ہے کہ ہم سے صعصعہ احنف کے چچا نے بیان کیا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا: ''جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اسے دیکھ لے گا''۔ [3] میں نے کہا: میرے لیے کافی ہے، مجھے کافی ہے۔ ابن ابی عاصم، ابن السکن اور طبرانی نے بطریق طفیل بن عمرو عن صعصعہ بن ناجیہ جدّ الفرزدق روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، اسلام قبول کیا تو آپ نے مجھے قرآن کی آیات سکھائیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے دورِ جاہلیت میں کچھ اعمال کیے ہیں کیا مجھے ان کا کوئی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا عمل تھا؟ [4] پھر زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کا فدیہ دینے کا واقعہ نقل کیا، جس کے بارے میں فرزدق کہتے ہیں: ع

جدّی الذی منع الوائدات　　　　و احیا الوئید فلم یوأد

''میرے دادا تو وہ ہیں جنہوں نے رسم دختر زندہ درگور کو روکا اور زندہ درگور کو بچا لیا، بتایا جاتا ہے انہوں نے سب سے پہلے یہ کام کیا''۔

میں کہتا ہوں: اس کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل اس طرح کیا کرتے تھے تو صعصعہ کی خصوصیت تمیم وغیرہ کے بارے میں پہلے ہونے کا احتمال رکھتی ہے۔ اور زید کی خصوصیت قریش کے بارے میں، صعصعہ بنی مجاشع کے معزز افراد میں سے تھے جو شرافت انہیں جاہلیت و اسلام میں حاصل رہی، اور یہ اقرع بن حابس کے چچا زاد ہیں۔ ابن الاعرابی نے اپنے معجم میں بطریق عقال بن شبہ بن عقال بن صعصعہ بن ناجیہ عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے: ''جو مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ [5]

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۰۵) استیعاب (۱۲۱۸) تجرید (۲۶۵/۱) [2] استیعاب (۲۷۴/۲) [3] سورۃ الزلزلۃ (۷)
[4] نسائی کتاب الکبری (۱۸۷/٤) مسند احمد (۵۹/۵) [5] المعجم الکبیر (۷۷/۸)

ابو یعلی،[۱] اور طبرانی[۲] اسی اسناد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں کس سے برتاؤ کی ابتداء کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی والدہ، اپنے والد، اپنی بہن، اپنے بھائی، پھر درجہ وار قریبی رشتہ داروں سے''۔ زبیر بن بکار الموفقیات میں عن المدائنی عن عرابہ بن الحکم روایت کی ہے کہ صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی فرزدق کے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: مضر کے بارے میں آپ کو کیا معلومات ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے تمام لوگوں میں سے ان کے بارے میں زیادہ علم ہے، تمیم کی حیثیت کھوپڑی کی اور اس کے مضبوط کندھے کی سی ہے جس پر بھروسا کیا جائے اور بوجھ ڈالا جائے۔ اور کنانہ اس کا چہرہ ہے جس میں کان اور آنکھیں ہوتی ہیں اور قیس اس کے گھڑ سوار اور ستارے ہیں اور قبیلہ اسد اس کی زبان ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

۴۰۷۲ صعصعہ بن صوحان[۳]

سنن میں ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ ابو بکر طرطوسی نے ''سماع'' میں اپنی تصنیف میں لکھا ہے، صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان کی کوئی مسند حدیث نہیں نقل کی۔ مجھے تو لگتا ہے انہوں نے وہم کی وجہ سے ان کا ذکر کر دیا ہے۔ کیونکہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ان کی شہرت تھی۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر ہوگا، جس میں ابن عبد البر[۴] کا ان کے قول کے خلاف اعتماد ہے۔

۴۰۷۳ الصعق[۵] (بے نسبت)

سعید بن یعقوب نے ضعیف اسناد سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بطریق عبداللہ بن الصعق مروی ہے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برتنوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے غصے نہ ہوا کرو، کیونکہ ان کی بھی انسانوں کی طرح عمریں ہوتی ہیں''۔[۶]

باب صاد کے بعد فاء

۴۰۷۴ صفرہ ابو معدان[۷]

احمد بن محمد بن یاسین نے ہرات آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۴۰۷۵ (ز) صفوان بن اسید التمیمی

اکثم بن صیفی کے بھتیجے۔ قسم سوم میں اکثم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابو حاتم نے ''المعمّرین'' میں اپنے ایک شیخ سے عن اشعث عن الشعبی روایت کی ہے کہ صفوان بن اسید، حاجب بن زرارہ کے کچھ ہی عرصہ آنے کے بعد مدینہ کے اطراف میں

---

[۱] مسند ابی یعلی (۱۸۵۳) [۲] المعجم الکبیر (۷۸/۸) [۳] اسد الغابہ (۲۵۰۳) استیعاب (۱۲۱٦) تجرید (۲٦۵/۱)
[۴] استیعاب (۲۷۳/۲) [۵] اسد الغابہ (۲۵۰٦) تجرید (۲٦۵/۱) [۶] کشف الخفاء (۴۹۸/۲) الدر المنثورة (۱۷۴)
[۷] اسد الغابہ (۲۵۰۷) تجرید (۲٦٦/۱)

جا رہے تھے تو ان کے پاس سے بنی لیث کے کسی شخص کا گزرا جو بنی تمیم کو ایک خون کے بدلے تلاش کر رہا تھا اس نے انہیں قتل کر دیا تو حاجب اور وکیع صاحبزادگانِ زرارہ نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کرنے لگے: اس نے ہمارا ایک شخص مار ڈالا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے جانتا نہیں، میرے خیال میں یہ اسلام نہیں لایا تھا۔ آپ نے ان کے سامنے دیت پیش کی، فرمایا: ہمارے علاوہ لوگ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ ان کی مراد ان کے وارث تھے، چنانچہ ان کے حوالے کر دیا، پھر اسے ان کے یتیم بھتیجوں کے پاس بھیج دیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی خواہش سے آگاہ کر دیا کہ دیت قبول کر لیں۔ تو انہوں نے اسے معاف کر دیا اور بغیر دیت اسے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ ابو حاتم [1] فرماتے ہیں، لوگوں کا کہنا ہے: نبی ﷺ نے حاجب کو ان کی قوم کے پاس زکوٰۃ وصولی کے لئے بھیجا تو وہ کچھ دنوں بعد فوت ہو گئے۔ تو اس کے بعد عطارد بن حاجب، زبرقان بن بدر، قیس بن عاصم اور اقرع بن حابس روانہ ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے، پھر ان کا آپ سے فخر کرنے کے بارے میں جو واقعہ ہوا سو ہوا۔

(۴۰۷۶) صفوان بن امیہ [2]

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن وہب بن حذافہ بن جمح ابو وہب الجمحی، والدہ صفیہ بنت معمر بن حبیب جمحیہ ہیں۔ والد بدر میں کافر مارا گیا۔ زبیر کا بیان ہے: جاہلیت میں ان کے پاس ''ازلام'' تقسیم کے تیروں کی ذمہ داری تھی۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، امام مالک نے الموطا میں عن ابن شہاب روایت کی ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے: فتح مکہ کے روز یہ بھاگ نکلے لیکن ان کی اہلیہ اسلام لے آئی۔ جن کا نام ناجیہ بنت الولید بن المغیرہ تھا۔ راوی کا بیان ہے ان کے چچا زاد عمیر بن وہب نے انہیں نبی ﷺ سے امان طلب کر کے حاضر کیا، غزوۂ حنین میں اسلام سے پہلے شریک ہوئے، پھر اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے چار ماہ بعد ان کی بیوی ان کے پاس بھیج دی۔ یہ ابن اسحاق کی روایت ہے۔ جب یہ حنین [3] کے لیے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اسلحہ مانگے پر لیا۔ انہوں نے ہی حنین کے دِن کہا تھا: ہوازن کا کوئی شخص میرے بالا دست ہو اس کے مقابلہ میں قریش کے کسی آدمی کا بالا دست ہونا زیادہ پسند ہے، اور نبی ﷺ نے انہیں مال دیا۔ بقول زبیر: جانورانِ غنیمت سے زیادہ عطا کیے جس پر وہ کہنے لگے: اس بات پر صرف کسی نبی کا دل ہی خوش ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام قبول کر لیا۔ [4] مسلم اور ترمذی نے بطریق سعید بن المسیب بحوالہ صفوان بن امیہ ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس وقت دیا جبکہ مجھے سب سے زیادہ آپ سے (اسلام نہ لانے کی وجہ سے) بغض تھا پھر وہ برابر مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب سے زیادہ مجھے محبوب [5] لگنے لگے۔ ترمذی کی بطریق معروف بن خربوذ روایت ہے: صفوان جاہلیت کے ان دس (۱۰) افراد میں سے تھے جنہیں شرف حاصل تھا اور اسلام نے اسے دس پشتوں سے ان کے لئے برقرار رکھا۔ صفوان مدینہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں فروکش ہوئے، پھر نبی ﷺ نے انہیں مکہ جانے کی اجازت دے دی جہاں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مقیم رہے اور انہی ایام میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: لوگوں کی

---

[1] الجرح والتعديل (٤٢٥/٤) [2] اسد الغابه (٢٥٠٨) استيعاب (١٢١٩) تجريد (٢٦٦/١)

[3] مسند احمد (١٥٣٠٤) [4] مختصر تاريخ دمشق (٩٠/١١) [5] مسند احمد (٢٧٧٠٩)

جنگ جمل کی طرف روانگی کے وقت فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: خلافت معاویہ کے آغاز تک زندہ رہے۔ بقول مدائنی: اکتالیس (۴۱ھ) اور بقول خلیفہ: بیالیس (۴۲ھ) میں فوت ہوئے۔ زبیر فرماتے ہیں: جب صفوان کی قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع پہنچی۔ یہ بات مجھ سے محمد بن سلام نے عن ابان بن عثمان بیان کی۔ ابن سعد کا قول ہے: ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں یا بعد میں کسی غزوے میں شرکت کی ہو۔ وہ جاہلیت میں کھانا کھلانے والے اور فصیح لوگوں میں سے ایک تھے۔ ان سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں: عبداللہ، عبدالرحمٰن اور امیہ جوان کے فرزندان ہیں اور پوتا صفوان بن عبداللہ، بھتیجا حمید بن حجیر، عبداللہ بن حارث، سعید بن المسیب، عامر بن مالک، عطاء طاؤس، عکرمہ، طارق بن مرصع۔

بقول بعض: جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ سیف کا بیان ہے: اس وقت گھڑ سواروں کے امیر تھے۔ زبیر کا قول ہے: مجھ سے میرے چچا اور قریش کے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن صفوان اور ان کے بڑے بھائی عبدالرحمٰن الاکبر امیر معاویہ کے پاس آئے۔ اور امیر معاویہ عبدالرحمٰن کے ماموں لگتے تھے (کیونکہ عبداللہ کی والدہ برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ اور عبدالرحمٰن کی والدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں ع ت ن) تو آپ نے عبدالرحمٰن (اپنے بھانجے) کے بجائے عبداللہ کو بلایا، جس پر آپ کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کو پیچھے رکھنے پر ڈانٹا۔ چنانچہ ان کے لئے اجازت دے دی تو وہ بھی آ گئے۔ آپ نے فرمایا: تمہاری کیا ضروریات ہیں؟ انہوں نے قرض اور عیال کا ذکر کیا۔ تو آپ نے انہیں عطا کیا اور ان کی ضروریات پوری کر دیں، پھر عبداللہ کو اجازت دی، پوچھا: تمہاری کیا ضروریات ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ وظیفہ جاری کریں جن کا زادِ راہ ختم ہے ان کے لیے حصہ لگائیں، پردہ نشیں بیواؤں کی امداد کریں اور اپنے احابیش حلیفوں کو تلاش کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو باتیں تم نے بتائی ہیں یہ تو میں کروں گا تم اپنی ضروریات بتاؤ! انہوں نے کہا: میری اس کے علاوہ کوئی ضرورت نہیں۔ میں قریش کا سب سے مالدار آدمی ہوں۔ پھر واپس چلے گئے۔ جس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ سے فرمایا: دیکھا آپ نے؟ (اس سے معلوم ہوا جناب امیر جوہر شناس آدمی تھے)۔ پھر عبداللہ بن صفوان ابن زبیر کے ساتھ رہے، انہیں مدد فراہم کرتے تھے اور محاصرے میں ان کے ساتھ صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ دونوں ایک ہی دن شہید ہوئے۔ زبیر کا بیان ہے: امیر معاویہ نے کسی سال حج کیا تو عبداللہ بن صفوان اونٹ پر بیٹھے ان سے ملے اور ساتھ چلنے لگے، اہل شام کو یہ بات ناگوار گزری، جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو ایک پہاڑ پر برف کی طرح بھیڑیں ہی بھیڑیں پڑی تھیں۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! یہ دو ہزار بھیڑیں میں نے ذبح کی ہیں۔ جس پر اہل شام کہنے لگے: ہم نے اس دیہاتی سے زیادہ کوئی سخی نہیں دیکھا، یعنی امیر المومنین کا چچا۔ فرماتے ہیں: مکہ سے ایک شخص آیا، امیر معاویہ نے اس سے پوچھا: آج کل مکہ میں کون لوگوں کو کھانا کھلا رہا ہے؟ اس نے کہا: عبداللہ بن صفوان۔ آپ نے فرمایا: یہ پرانی آگ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہوئے۔ بقول بعض: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہے۔

۴۰۷۷ صفوان بن أهيب ابن وہب میں ذکر ہوا ہے۔

۴۰۷۸ صفوان بن بيضاء وہی صفوان بن سہل یا ابن وہب۔

۴۰۷۹ صفوان بن صفوان [1]

بن اسید التمیمی، سیف کتاب الردہ کے آغاز میں لکھتے ہیں: بنی عمرو پر نبی ﷺ کے عامل زکوٰۃ صفوان تھے۔ الاثیری نے اپنے استدراک میں ان کا بلانسب ذکر کیا ہے۔ طبری فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو صفوان بن صفوان اپنی زکوٰۃ لے کر ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ سیف ہی کی روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ تک کی اسناد سے مروی ہے، نبی ﷺ نے صُلصُل بن شرحبیل، صفوان بن صفوان التمیمی اور وکیع بن عدس الداری وغیرہ کو پیام اور انہیں مرتدوں سے جنگ کی ترغیب دی۔ ابن قانع نے بطریق شعیث بن مطیر عن ابیہ عن صفوان بن صفوان بن اسد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے لئے کوئی سہارا بناتا ہے تو نصرت سے ان کی اعانت کرتا ہے''۔ [2] اس بنا پر یہ صفوان بن اسید جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، ان کے بیٹے ہوئے۔

۴۰۸۰ صفوان بن عبداللہ الخزاعی [3]

عبدالعزیز بن ابان کی روایت ہے کہ صفوان بن عبداللہ — جو صحابی ہیں — نے وصیت کی: ''جب میں مر جاؤں تو میرے کفن کے قریب قریب والی زمین میں بغلی قبر بنانا اور میرے اوپر مٹی ڈال دینا''۔ [4] ابن مندہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔

۴۰۸۱ صفوان بن عبدالرحمٰن

یا عبدالرحمٰن بن صفوان (شک کے ساتھ)، عبدالرحمٰن میں تذکرہ ہونا ہے۔

۴۰۸۲ (ز) صفوان بن عُبَید

بقول ابن حبان: [5] صحابی ہیں۔ باوردی کی روایت ہے کہ صفوان بن عبید نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس گیا، آپ نے وضو کیا اور سفر و حضر میں اپنے موزوں پر مسح کیا۔ بقول بعض: صفوان بن عسال، جو لفظی غلطی ہے۔

۴۰۸۳ صفوان بن عسّال [6]

المرادی از بنی زاہر بن عامر بن عوثبان بن مراد۔ بقول ابوعبید: بنی جمل میں شمار ہوتے ہیں، اور صحابی ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ابن ابی حاتم [7] کا قول ہے: کوفہ کے مشہور شخص ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نبی ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں ان سے زرّ بن حبیش، عبداللہ بن سلمہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ذکر کیا جاتا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ۱۲ غزوات میں شرکت کی۔ یہ روایت بغوی نے بطریق عاصم عن زرّ بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۱۰) تجرید (۲٦٦/۱) [2] کنز العمال (۱۱۳٤، ۱۱۲٦۷) جمع الجوامع (٤٦٤۸)

[3] اسد الغابہ (۲۵۱۱) تجرید (۲٦٦/۱) [4] اسد الغابہ (٤۳۵/۳) [5] الثقات (۱۹۸/۳)

[6] اسد الغابہ (۲۵/۵) استیعاب (۱۲۲۳) تجرید (۲٦٦/۱) [7] الجرح والتعدیل (٤۲۰/٤)

ابن السکن فرماتے ہیں: حدیث صفوان بن عسال، موزوں پر مسح کرنے، علم کی فضیلت [1] اور توبہ کے بارے میں بروایت عاصم عن زرّ بحوالہ ان کے مشہور ہے، جسے تیس (۳۰) سے زیادہ پائے کے محدثین نے عاصم سے نقل کیا ہے اور زرّ سے بھی کئی حضرات نے اسے روایت کیا ہے۔

۴۰۸۴ صفوان بن ابی العلاء

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جو ابن ابی حاتم [2] نے بروایت ابن لہیعہ عن خالد بن ابی عمران بحوالہ صفوان بن ابی العلاء نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے نتھنوں میں اللہ کی راہ کا گرد وغبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے''۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: یہ ابن لہیعہ کی تخلیط (رلائی ملائی) ہے، درست وہ روایت ہے جو ان کے علاوہ نے عن صفوان بن ابی یزید عن القعقاع بن اللجلاج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے یہاں احتمال کی وجہ سے ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۴۰۸۵ صفوان بن عمرو السُلَمیّ [3]

بقول بعض: الاسلمی ابوعمر [4] نے ایسا ہی لکھا ہے جو ان کا وہم ہے۔ درست الاسدی ہے۔ ایک باء ابوعمر نے یقین سے لکھا ہے کہ یہ سُلَمی بنی اسد کے حلیف ہیں۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔ بلاذری نے یہ اشکال دور کر دیا چنانچہ وہ ابن کلبی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بنی حجر بن عمرو بن عباد بن یشکر بن عدوان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ بنی غنم بن دودان بن اسد کے حلیف ہیں۔ لکھتے ہیں: واقدی فرماتے ہیں: یہ سُلَمِیّون ہیں۔ بلاذری فرماتے ہیں: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

ابراہیم بن سعد مغازی میں ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں: مہاجرین پے در پے گروہوں کی صورت میں مدینہ جانے لگے۔ بنی غنم بن دودان نے اپنے مردوں اور عورتوں کی ہجرت کا دعویٰ کیا ہے، ان میں سے صفوان بن عمرو ہیں۔ صفوان اُحد میں شریک ہوئے، بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ ان کے بھائی ثقیف، مالک، اور مدلاج اس میں شریک تھے۔ جبکہ ابن کلبی کا قول ہے: چاروں بدر میں شریک تھے۔

۴۰۸۶ (ز) صفوان بن غزوان الطائیّ

عقیلی نے ضعفاء میں الغار بن جبلہ کے حالات میں بطریق اسماعیل بن عباس عن الغار بن جبلہ عن صفوان بن غزوان طائی روایت کی ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس سویا ہوا تھا، وہ چپکے سے اٹھی اور چھری لے کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھی۔ اس کی گردن پر چھری رکھ کر کہنے لگی: مجھے طلاق دے ورنہ ابھی ذبح کرتی ہوں۔ تو اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلاق میں قیلولہ نہیں''۔ [5] اسے بطریق محمد بن جبیر عن الغار بن جبلہ عن صفوان الاصم روایت کی

---

[1] المعجم الکبیر (۶٤/۸) کنز العمال (۲۸۸۲۷) الکامل فی الضعفاء (۲۳۳۲/٦) [2] الجرح والتعدیل (٤۲۷/٤)

[3] اسد الغابہ (۲۵۱۷) استیعاب (۱۲۲٤) تجرید (۲٦۷/۱) [4] استیعاب (۲۷۹/۹)

[5] الضعفاء للعقیلی (۲۱۱/۲) نصب الرایہ (۲۲۲/۳) العلل المتناهیة (۱۵۹/۲)

ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور عرض کی: میری بیوی نے میرے پیٹ پر چھری رکھ کر کہا..... پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ الغار بن جبلہ کی حدیث منکر ہے۔

۴۰۸۷ (ز) صفوان بن قتادہ

ان کی حدیث ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن صفوان کے حالات میں بیان ہوگی۔

۴۰۸۸ صفوان بن قدامہ التمیمی [1]

المزنی از بنی امرئ القیس بن زید مناۃ بن تمیم۔ بقول ابن السکن: بتایا جاتا ہے کہ صحابی ہیں۔ بصریین سے ان کی حدیث مروی ہے۔ طبرانی نے موسیٰ بن ہارون عن موسیٰ بن میمون بن موسیٰ المزنی عن ابیہ میمون عن ابیہ موسیٰ عن جدہ عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامہ کی سند سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میرے والد صفوان نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی اور آپ سے اسلام پر بیعت کی، اور عرض کی: ''مجھے آپ سے محبت ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جسے وہ پسند کرتا ہے''۔ [2] ابن مندہ نے اسے طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے: ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور عبداللہ تھے۔ ان دونوں کے نام عبدالعزیٰ اور عبدتمیم تھے۔ آپ نے دونوں کے نام تبدیل کیے، جس کے بارے میں ان کا چچازاد بھائی نصر بن نصر بن قدامہ کہتا ہے: ؏

''صفوان اپنے بیٹوں کو قصداً لے کر اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر چل نکلا۔ کاش میں حنین کے روز ان کے پیچھے چلتا۔
اللہ تعالیٰ چیزوں میں جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے''۔

تو صفوان نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا: ؏

''نصر تک کوئی ڈانٹنے والے کا پیام پہنچانے والا ہے کہ تم کوتاہی کرنے پر راضی رہے''۔

پھر صفوان مدینہ مقیم رہے تو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے ان کا مرثیہ کہا: ؏

''میں اس صفوان کا بیٹا ہوں جسے نبی ﷺ کے پاس اسلام کی سبقت حاصل ہے''۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن صفوان کو عراق میں مثنی بن حارث کی کمک کے لیے بھیجا۔ ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس میں سے صرف مرفوع روایت بطریق مہدی بن موسیٰ بن عبدالرحمٰن حدثنی ابی عن ابیہ عن صفوان بن قدامہ نقل کی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث صرف اسی اسناد سے مروی ہے۔

۴۰۸۹ صفوان بن مالک [3]

بن صفوان بن البدن بن الحلاحل التمیمی الاسدی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں اور مہاجرین کے بہترین فرد تھے۔ ابن الاثیر [4] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۱۸) استیعاب (۱۲۲۵) تجرید (۲۶۷/۱)

[2] ابوداؤد کتاب الادب باب اخبار الرجل بمحبۃ ایاہ (۵۱۲۷) المعجم الکبیر (۷۱/۸)

[3] اسد الغابہ (۲۵۱۹) تجرید (۲۶۷/۱) [4] اسد الغابہ (۴۵۵/۲)

۴۰۹۰ صفوان بن مخرمه القرشی [1] الزهری

بقول ابوحاتم: امام بخاری اور ابن السکن، صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: مدینہ کے رہائشی ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق بشیر بن سلمان عن القاسم ابن صفوان عن ابیہ صفوان بن مخرمہ روایت کی ہے، اور حاکم کی روایت میں ہے: میں نے قاسم بن صفوان کو اپنے والد کے حوالہ سے فرماتے سنا (جو صحابی ہیں) کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تیزی کا حصہ ہے''۔ [2] ابن السکن فرماتے ہیں: یہ مسور بن مخرمہ کے بھائی ہیں، ان سے ان کے بیٹے قاسم کے علاوہ کسی نے نہیں روایت کی۔ بقول ابوحاتم: [3] لوگوں کو قاسم بن صفوان کا تعارف اسی حدیث سے ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث میں صفوان کا نسب نہیں بیان ہوا، جس کی وجہ سے بعض نے ان میں اور مسور کے بھائی میں فرق کیا ہے۔ لیکن ثعالبی نے جزم کے ساتھ لکھا ہے کہ صفوان بن مخرمہ بن نوفل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ طبری مخرمہ بن نوفل کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کا ایک بیٹا صفوان تھا جس سے کنیت کرتے تھے، ایک مسور اور صلت جو سب سے بڑا تھا، ان کی والدہ عاتکہ بنت عوف، عبدالرحمٰن بن عوف کی بہن ہیں۔

۴۰۹۱ صفوان بن محمد

یا محمد بن صفوان۔ اسی طرح ان کی حدیث (نام میں) شک کے ساتھ کسی طریق سے مروی ہے، جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ محمد میں ہوگی۔

۴۰۹۲ صفوان بن معطّل [4]

ابن رُبَیعہ ابن خزاعی ابن محارب بن مرہ بن فالج بن ذکوان السُلمی ثم الذکوانی۔ ابوعمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے۔ لیکن ابن کلبی کی کتاب میں رُبَیعہ کی جگہ رَحَضَہ لکھا اور ان کے اور خزاعی کے درمیان المؤمّل کا اضافہ نقل کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مدینہ کے رہائشی ہیں۔ حضرت صفوان غزوۂ خندق اور باقی معرکوں میں بقول واقدی شریک ہوئے۔ بقول بعض: سب سے پہلے غزوۂ مریسیع میں شریک ہوئے، جس کا ذکر مشہور حدیثِ افک میں ہے، جو صحیحین وغیرہ میں ہے۔ اسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مجھے اس کے متعلق بھلائی ہی کا پتہ ہے''۔ [5] ان کا واقعہ حضرت حسان کے ساتھ بھی ہے جسے یونس بن بکیر نے زیادات المغازی میں موصولاً عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: صفوان، حسان کی گھات لگائے بیٹھ گئے۔ جب وہ گزرے تو ان پر تلوار سے حملہ کر دیا اور یہ شعر کہا: ع

> ''میری طرف سے تمہیں تلوار دھار سہنی پڑے گی، کیونکہ میں ایسا جوان ہوں جب مجھے بڑھکایا جاتا ہے تو میں شعر نہیں کہتا''۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۲۱) استیعاب (۱۲۲۷) تجرید (۲۶۷/۱) [2] المستدرک (۲۵۱/۳)

[3] الجرح والتعدیل (۴۲۱/۴) [4] اسد الغابہ (۲۵۲۲) استیعاب (۱۲۲۸) تجرید (۲۶۷/۱)

[5] استیعاب (۲۸۰/۲) [6] مجمع الزوائد (۱۵۹۶۶) البدایہ والنہایہ (۹۶/۷)

حسان رسول اللہ ﷺ کے پاس صفوان کے مقابلے میں دادرسی کرنے آ گئے۔ آپ نے ان سے وار کا بدلہ چاہا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ اور اس کے عوض ایک باغ انہیں دے دیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ زہری اس کا مفہوم باضابطہ ان الفاظ کے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان کو پہننے کے لیے ایک جوڑا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اسے جنتی جوڑے پہنائے ہیں''۔ [1] بغوی بحوالہ واقدی نقل کرتے ہیں: ابوعمرو کنیت تھی، ان کا ذکر ایک اور روایت میں آتا ہے جسے ابن حبان اور ابن شاہین نے بطریق سعید المقبری بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت صفوان بن معطل نے رات دن کی گھڑیوں میں سے ایسی گھڑی کے بارے میں پوچھا جس میں نماز مکروہ ہوتی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ایسی گھڑی ہے.....''۔ (حدیث) [2]

ابویعلی اور عبداللہ بن احمد کی کتابوں میں عن سعید المقبری عن صفوان لکھا، پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: حضرت صفوان خلافتِ فاروقی کے غزوۂ ارمینیا میں انیس (۱۹ھ) میں شہید ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یہ روایت نقل کی ہے اور صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ایک حدیث میں ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ ابوداؤد کی بطریق ابوصالح عن ابی سعید روایت ہے کہ حضرت صفوان کی اہلیہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگی: صفوان مجھے زدوکوب کرتا...... (حدیث) اس کی اسناد صحیح ہے، لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیثِ افک میں فرمایا، صفوان نے کہا: ''میں نے کبھی کسی عورت کی شرمگاہ نہیں کھولی''۔ یہ اشکال امام بخاری رحمہ اللہ نے بہت پرانا شامل کیا ہے اور اس کی وجہ سے حدیث ابی سعید کو ضعیف کہا ہے جس کا یہ جواب ممکن ہے کہ انہوں نے بعد میں شادی کر لی ہو۔ بغوی اور ابویعلی نے حدیث الحسن عن سعید مولیٰ ابی بکر روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صفوان بن مُعطّل کو چھوڑو! کیونکہ اس کا دل پاک اور زبان تیز ہے''۔ (حدیث) [3] اسی میں ایک لمبا واقعہ ہے، ابن السکن کی کتاب اور المعجم الکبیر اور زیاداتِ عبداللہ بن احمد میں بطریق ابن بکر بن عبدالرحمٰن بحوالہ ان کے ایک حدیث لکھی ہے۔ البتہ اس کی اسناد میں عبداللہ بن جعفر مدائنی ہے۔

واقدی فرماتے ہیں: عرنیین کے تعاقب میں کرز بن جابر کے ساتھ تھے۔ بقول بعض: بصرہ میں ان کی حویلی ہے۔ ایک قول ہے: خلافتِ معاویہ تک زندہ رہے اور غزوۂ روم میں شریک ہوئے، جس میں ان کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ پھر یہ گھوڑے سے اتر کر نیزے سے لڑنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ابن السکن کا قول انہی الفاظ میں ہے، لیکن وہ فرماتے ہیں: خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں۔ عبداللہ محمد بن ربیعہ القدامی نے فتوح میں اپنی سند سے لکھا ہے: حضرت صفوان نے ایک رومی پر حملہ کیا تو اس نے ان کے نیزہ مارا جس سے وہ گر گئے۔ تو ان کی بیوی چیخ پڑی۔ تو انہوں نے کہا: ؏

> ''میں اس وقت لشکر میں موجود تھا، جب اس کا گرد و غبار اڑ رہا تھا جو داریا دمشق سے نوی تک کا علاقہ تھا، جب دشمن سامنے آیا تو میں نے نیزے سے اس پر حملہ کیا تو اس کی بیوی چیخ پڑی۔ ابن معطل میں جو کچھ دیکھ رہی ہوں اس سے تمہارا کیا ارادہ ہے''۔

---

[1] تاريخ دمشق (٤٤٤/٦) [2] المستدرك (٥١٨/٣) السنن الكبرىٰ للبيهقى (٤٥٥/٢)
[3] المعجم الكبير (٦٧/٦) تهذيب تاريخ دمشق (٤٤٢/٦)

اور یہ اٹھاون (۵۸ھ) کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: ۱۹ھ کا ہے۔ بقول بعض: بمقام سُمیساط ساٹھ (۶۰ھ) کا ہے۔ جس پر طبری نے اعتماد ظاہر کیا ہے۔ عمرو بن جابر الجِنّی کے حالات میں ان سے مروی ایک حدیث بیان ہوگی۔

۴۰۹۳ صفوان بن وهب[1]

بقول بعض: اُہَیب۔ ایک قول ہے: ابن سہل بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال بن دہیب بن ضبّہ بن حارث بن فہر قرشی فہری، یہی ابن بیضاء سہل اور سہیل کے بھائی ہیں۔ بیضاء ان لوگوں کی والدہ کا نام ہے۔ ابو عمرو کنیت تھی۔ بقول بعض: حدیث عکاشہ میں مذکورہ بھائی یہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء اور ان کے بھائی کا جنازہ مسجد میں ہی پڑھایا۔ اس پر اتفاق ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے: بدر میں شہید ہوئے، یہی بیان موسیٰ بن عقبہ، ابن سعد[2] اور ابن ابی حاتم[3] کا ہے، جسے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ انہیں طعیمہ بن عدی نے شہید کیا۔ ابن حبان نے اعتماد سے لکھا ہے: ان کا انتقال تیس (۳۰ھ) میں ہوا۔ بقول بعض: اڑتیس (۳۸ھ) جس پر حاکم کا واقدی کی پیروی میں بھروسا ہے، مصعب زبیری کا قول ہے: بدر کے بعد مکہ آئے جہاں کچھ عرصہ قیام کر کے پھر ہجرت کر گئے۔ بقول بعض: فتح مکہ تک مقیم رہے، ایک قول ہے: طاعون عمواس میں فوت ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں اور اس سریئے میں جو عبداللہ بن جحش کے ساتھ روانہ ہوا تھا ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عثمان بن عطاء عن ابیہ عن ابن عباس طویل روایت ہے کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''لوگ آپ سے اشہر حرم (حرمت کے مہینوں) میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں.....''۔ (آیت)[4]

۴۰۹۴ صفوان بن الیمان

حضرت حذیفہ کے بھائی۔ بقول ابو عمر: اپنے بھائی اور والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے۔

۴۰۹۵ صفوان یا ابن صفوان[5] (بے نسبت)

ترمذی کی بطریق لیث بن ابی سلیم عن ابی الزبیر عن جابر روایت ہے کہ نبی ﷺ جب تک الٓمٓ، تنزیل[6] السجدہ اور سورۂ ملک[7] نہ پڑھ لیتے، سوتے نہیں تھے۔ پھر بطریق زہری روایت کی ہے، فرمایا: میں نے ابوالزبیر سے پوچھا کہ آپ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی؟ انہوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نہیں بلکہ صفوان یا ابن صفوان نے بیان کی ہے۔ اسی طرح بغوی اور سعید بن یعقوب قرشی نے بطریق زہیر روایت کی ہے، فرمایا: ان سے ابوالزبیر کے علاوہ کسی نے ایک حدیث روایت نہیں کی۔ فرماتے ہیں: انہوں نے حکایت بیان ..... ابو موسیٰ کا قول ہے: ابوالزبیر نے عن صفوان بن عبداللہ عن ام الدرداء اس کے علاوہ ایک اور حدیث بیان کی ہے، مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی حدیث ہے یا اور ہے۔ ابو موسیٰ نے اس سوانح میں وہ روایت نقل کی جو ابو نعیم اور طبرانی نے بطریق سلیمان بن حرب عن شعبہ عن سماک درج کی ہے کہ میں نے صفوان یا ابن صفوان کو فرماتے سنا: ''میں نے رسول

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۲۳) تجرید (۲۶۷/۱) [2] المستدرک (۶۲۹/۳) المصنف لعبدالرزاق (۶۵۷۸)
[2] الطبقات (۳۰۲/۳) [3] الجرح والتعدیل (۴۲۰/۴) [4] الثقات (۴۶۹/۶) [4] سورۃ البقرہ (۲۱۷)
[5] اسد الغابہ (۲۵۲۵) استیعاب (۱۲۳۰) تجرید (۲۶۷/۱) [6] سورۃ السجدہ [7] سورۃ الملک

اللہ ﷺ کے ہاتھ پائجامے کا کپڑا بیچا''۔ (حدیث) ✿ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اسے ابن مہدی نے عن شعبہ نقل کیا تو فرمایا: عن سماک فرمایا: میں نے ابوصفوان مالک بن عمیرہ کو فرماتے سنا، شاید وہ زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ دوسری سند جو شعبہ سے مروی ہے محفوظ ہے، جیسا کہ وہ سنن میں ہے اور پہلی شاذ ہے، اس میں شعبہ کے مخالف سند بھی ہے جو عن سماک مروی ہے، جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم کے دوران مالک بن عمیرہ کے حالات میں ہوگی۔ اور یہ یقیناً ابوالزبیر کے شیخ کے علاوہ شخصیت ہے، لہٰذا اس کا اُس کے ساتھ خلط ملط کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ صفوان بن عبداللہ ہوں جو حضرت ام الدرداء سے روایت کرنے والے ہیں جو تابعی ہیں۔ میں نے یہاں احتمال کی وجہ سے ان کا ذکر کردیا۔ رہے سماک کے شیخ تو ان کا قسم چہارم میں ذکر کروں گا۔

باب صاد کے بعد لام

۴۰۹۶ الصَّلْت بن مخرمه ✿

بن مطلب بن عبدمناف المطلبی ابوقیس۔ ابن اسحاق نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے کھانے کے لیے کھجوریں دی تھیں۔

۴۰۹۷ الصَّلْت بن مخرمه بن نوفل الزهری

مسور کے بھائی۔ اپنے بھائی صفوان کے ساتھ ان کا عنقریب ذکر ہوا ہے۔

۴۰۹۸ الصَّلْت بن معدی کرب

بن معاویہ الکندی۔ کثیر بن الصلت کے بھائی۔ ابن مندہ نے بطریق الصلت بن زبید بن الصلت المدینی عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکے ہوئے پھلوں کا تخمینہ لگانے پر مقرر کیا..... (حدیث) زُبَید تصغیر ہے۔ یہی روایت ہم نے ''الثقفیات'' میں اسی سند سے نقل کی ہے جس سے ابن مندہ نے نقل کی ہے ادھر ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ کثیر بن الصلت کے چچے نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ اور پھر اپنے علاقے واپس چلے گئے۔ لیکن وہاں جا کر مرتد ہوگئے تو یوم النجیر میں قتل ہوئے۔ پھر کثیر، زبید اور عبدالرحمٰن صاحبزادگانِ الصلت نے مدینہ ہجرت کی اور وہیں رہائش پذیر ہوگئے۔

۴۰۹۹ (ز) الصَّلْت بن النُّعمان

بن عمرو بن عرفجہ بن العاقل بن امرئ القیس۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان کے والد اور ان کے دونوں چچا (کل پانچ افراد) نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہی بات طبری نے باضافہ ان الفاظ کے ذکر کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انہیں ڈھائی

✿ المعجم الکبیر (۷۲/۸) المستدرک (۲/ ۳۰، ۳۱) ✿ اسد الغابہ (۲۵۲۸) تجرید (۲۶۸/۱)

✿ جامع المسانید (۳۷۲/۶)

ہزار وظیفہ ملتا تھا۔

(۴۱۰۰) (ز) الصَّلْت الجُهَنی غنم کے دادا، قسم رابع میں دیکھیں۔

(۴۱۰۱) الصَّلْصَال بن الدَّلْهَمَس[1]

بن جندلہ بن المُحتجب بن الاغر بن الغَضَنْفَر بن تیم بن ربیعہ بن نزار ابوالغضنفر ۔ بقول ابن حبان:[2] صحابی ہیں۔ ابن الضوء کی کتاب میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ مرزبانی کا قول ہے: بقول بعض: انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اشعار سنائے۔ ابن الجوزی کا بیان ہے: صلصال بنی تیم کے ساتھ آئے اور نبی ﷺ نے انہیں کسی کام کی وصیت فرمائی تھی، جس پر قیس بن عاصم کہنے لگے: میں چاہتا ہوں یہ کلام منظوم ہو جائے تا کہ ہم اپنی اولاد کو سکھا سکیں۔ تو صلصال کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! میں انہیں کلام منظوم بنا دیتا ہوں۔ تو انہوں نے اشعار سنائے۔ ابن درید نے اپنی امالی میں عن ابی حاتم سجستانی عن العتبی عن ابیہ کی سند سے نقل کیے ہیں کہ قیس بن عاصم نے فرمایا: میں بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ آپ علیہ السلام کے پاس گیا۔ آپ کے پاس صلصال بن الدلہمس تھے، قیس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں کوئی نصیحت کیجیے جس سے ہم فائدہ اٹھائیں، تو آپ ﷺ نے انہیں اچھی نصیحت کی۔ تو قیس نے عرض کی: میری خواہش ہے یہ بات اشعار کی صورت میں تبدیل ہو جاتی جس سے ہم اپنے آس پاس کے لوگوں پر فخر کے طور پر پیش کرتے اور بطور یادگار ذخیرہ رکھتے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت حسان کو بلانے کے لیے کسی کو روانہ کیا تو صلصال بولے: اللہ کے رسول! مجھے کچھ اشعار کا ورود ہوا ہے جو میرے خیال میں قیس کی مراد کے موافق ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سناؤ''۔ تو انہوں نے کہا: ؏

''اپنی ملی جلی بات سے بچ، کیونکہ جوان کا ساتھی قبر میں اس کا فعل ہوگا۔ موت کے بعد ضروری ہے کہ تو اسے شمار کرے جس دن آدمی کو بلایا جائے گا تو وہ چل پڑے گا۔ اگر تو کسی کام میں مشغول ہے تو کسی ایسے کام میں مشغول نہ ہونا جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ انسان کی موت سے پہلے اور موت کے بعد صرف اس کا عمل اس کا ساتھی ہوگا۔ آگاہ رہو انسان تو اپنے گھرانے والوں کے لئے مہمان ہے جو کچھ عرصہ مقیم رہ کر پھر کوچ کر جاتا ہے''۔

ابن مندہ کی بطریق محمد بن الضوء بن الصلصال عن ابیہ عن جدہ روایت ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت اس وقت تک فطرت پر قائم رہے گی جب تک ستاروں کے نمودار ہونے تک مغرب کی نماز مؤخر نہیں کرے گی''۔[1] فرماتے ہیں: یہ غریب حدیث ہے۔ ان کی کتاب میں اس اسناد سے کئی اور احادیث ہیں۔ ابن حبان[2] لکھتے ہیں: محمد بن الضوء کی روایت کو دلیل میں پیش کرنا جائز نہیں، کیونکہ جوزقانی اور خطیب نے اسے کذاب لکھا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۳۹) استیعاب (۱۲۴۷) تجرید (۲۶۸/۱) [2] الثقات (۱۹۶/۳)

[1] کنز العمال (۱۹۴۱۵) الکامل فی الضعفاء (۹۶۸/۳) الدر المنثور (۳۰۰/۱) [2] الثقات (۶۹۱/۳)

۴۱۰۲ صلصل بن شُرَحْبِیْل

صفوان بن صفوان کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ بقول ابن عمر: مجھے ان کا نسب معلوم نہ ہوسکا اور نہ ان کی روایت کا پتہ چلا۔

۴۱۰۳ صلہ بن الحارث الغفاری[1]

بقول امام بخاری، ابن حبان اور ابن السکن: صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: مصر کے رہائشی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اہل مصر سے ان کی حدیث عمدہ سند سے مروی ہے۔ بقول ابن یونس: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ امام بخاری، بغوی، محمد بن الربیع الجیزی، ابن السکن اور طبری نے بطریق سعید بن عبدالرحمٰن الغفاری روایت کی ہے کہ سلیم بن عتر کھڑے ہو کر وعظ کہہ رہا تھا تو صلہ بن حارث ان سے کہنے لگے (جو صحابیٔ رسول تھے): ''اللہ کی قسم! نہ ہم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عہد چھوڑا اور نہ اپنی رشتہ داریوں کو ختم کیا یہاں تک کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے درمیان کھڑے ہوگئے''۔[2] ابن السکن فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت نہیں۔ محمد بن ربیع مصری کا قول ہے: ان سے ایک حدیث مروی ہے۔ محمد بن الربیع ہی کی روایت میں ہے: ایک دفعہ سلیم بن عتر لوگوں سے وعظ کہہ رہا تھا تو بنی غفار کے ایک شیخ جو صحابی تھے کہنے لگے..... پھر اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا یہاں تک کہ یہ کھڑا ہوگیا یا اس کا مفہوم نقل کیا۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ''صلہ کی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔

باب صاد کے بعد نون

۴۱۰۴ الصُّنَابِح بن الاعسر العجلی[3]

الاحمسی۔ ان کی حدیث قیس بن ابی حازم سے بحوالہ ان کے مروی ہے جو مسند احمد، ابن ماجہ[4] اور بغوی کی کتاب میں بروایت اسماعیل بن ابی خالد عن قیس مروی ہے۔ اور ابن المبارک اور وکیع کی روایت میں لکھا ہے: عن اسماعیل الصنابحی یاء کے اضافے کے ساتھ۔ جمہور کا کہنا ہے: جو اسماعیل کے شاگرد ہیں کہ بغیر یاء ہے اور یہ درست بھی ہے۔ ابن المدینی، امام بخاری، یعقوب بن شیبہ اور کئی حضرات نے اس کی صراحت کی ہے۔ ابوعمر[5] کا کہنا ہے: ان صنابح سے قیس بن ابی حازم ہی روایت کرتے ہیں یہ وہ صنابحی نہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ یمن کے ایک قبیلے کی نسبت سے صنابحی ہیں اور یہ نام ہے نہ کہ نسب، وہ تابعی ہیں جبکہ یہ صحابی ہیں۔ وہ شامی ہیں اور یہ کوفی۔ ابن البرقی کا قول ہے: صنابح بن الاعسر سے دو حدیثیں مروی ہیں۔
میں کہتا ہوں: ترمذی نے العلل میں بحوالہ امام بخاری رحمہ اللہ ان دونوں حدیثوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری کو مجالد کی وجہ سے

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۳۲) استیعاب (۱۲۴۹) تجرید (۲۶۸/۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۲۱/۲)
[2] المعجم الکبیر (۷۴۰۷/۸) ثقات التابعین (۳۲۹/۴) بخاری فی تاریخہ (۱۲۵/۲)
[3] اسد الغابہ (۲۵۳۳) استیعاب (۱۲۵۰) تجرید (۲۶۹/۱)
[4] ابن ماجہ کتاب الفتن باب لا ترجعوا بعدی کفار (۳۹۴۴) [5] استیعاب (۲۹۳/۲)

معلول قرار دیا ہے۔ اور طبرانی نے دونوں روایت کی ہیں اور تیسری کا اضافہ بھی کیا ہے جو بروایت حارث بن وہب بحوالہ ان کے مروی ہے، لیکن یعقوب بن شیبہ نے اعتماد سے لکھا ہے کہ حارث بن وہب نے تو صنابحی تابعی سے روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: البتہ طبرانی کی کتاب میں عن حارث بن وہب عن الصنابح بغیر یاء کے لکھا ہے۔ یہی وہم کا سبب بنا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ بغوی نے وہ روایت بطریق حارث بن وہب نقل کی تو فرمایا: ''صنابحی'' جس سے ظاہر ہوا دونوں کو صنابح اور صنابحی کہا جاتا ہے۔ لیکن ابن الاعسر کے بارے میں صنابح کہنا درست ہے۔ جس میں یاء نہیں اور دوسری شخصیت یاء کے ساتھ ''صنابحی'' ہے۔ جہاں قیس بن ابی حازم کی ان سے روایت ہو تو وہ ابن الاعسر ہیں جو صحابی ہیں اور ان کی حدیث موصول ہے اور جب قیس کے علاوہ ان سے مروی روایت ہو تو وہ صنابحی تابعی ہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ یوں دونوں سے روایت کے اعتبار سے فرق ہو جائے گا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے۔ بقول بعض: عبداللہ۔ ایک قول ہے: عبداللہ صنابحی، جن سے عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں۔ ایک اور صحابی ہیں جو عبدالرحمٰن بن عسیلہ مشہور صحابی کے علاوہ ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں وضاحت عبادلہ (عبداللہ نامی حضرات) کے ذیل میں کروں گا۔

باب صاد کے بعد ہاء

۴۱۰۵ صہبان بن عثمان [1]

ابوطلاسہ الحرمی ابن مندہ کی بطریق عبداللہ بن عبدالکبیر عن ابیہ روایت ہے، میں نے اپنے والد صہبان ابوطلاسہ کو فرماتے سنا: عبدالجبار بن حارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے بعد ہمارے پاس آئے، پھر لوٹ گئے اور آپ کی معیت میں ایک غزوے میں شریک ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہادت پائی۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان [2] نے تابعین میں صہبان بن عبدالجبار اللخمی کا ذکر کیا ہے جن کی کنیت ابوطلاسہ ہے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے اور ان سے اہل فلسطین روایت کرتے ہیں، شاید وہ یہی ہیں۔

۴۱۰۶ صہبان بن شمر [3]

بن عمرو الحنفی الیمامی۔ وثیمہ نے ''کتاب الردۃ'' میں اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا بنی حنیفہ کے ساتھ ایک واقعہ ذکر کیا ہے جب یہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے۔ اسی میں ہے انہوں نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا: ہم سے پہلے لوگوں کی تین قسمیں تھیں: فتنے میں مبتلا کافر، دھوکے میں پڑا ہوا مومن اور غم میں مبتلا شک کرنے والا، اور خط میں یہ شعر لکھا ہے: ع

انی بریٔ الی الصدیق معتذر　　مما مسیلمۃ الکذاب ینتحل

''میں مسیلمہ کذاب کے نظریے سے معذرت کرتا اور صدیق اکبر کی طرف براءت کا اظہار کرتا ہوں''۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۳۵) تجرید (۱/۲۶۸) [2] الثقات (۴/۳۸۳) [3] تجرید (۱/۲۶۸)

ان کی پیام رسانی سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی، جس کے متعلق مسلمانوں کا شاعر کہتا ہے: ع
''صہبان بن شمر کیا ہی خوب آدمی ہے جسے اپنی قوم میں حسب اور دین داری کا امتیاز حاصل ہے''۔

۴۱۰۷ صہیب بن سنان [1]

بن مالک (رومی)۔ بقول بعض: خالد بن عبد عمرو بن عقیل۔ بقول بعض: طفیل بن عامر بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس بن زید مناۃ بن النمر بن قاسط النمری۔ ابو یحییٰ والدہ کا تعلق بنی مالک بن عمرو بن تمیم سے تھا۔ انہیں رومی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بچپن میں انہیں رومیوں نے گرفتار کر کے قیدی بنالیا تھا۔ ابن سعد [2] کا قول ہے: ان کے والد اور چچا کسریٰ کی جانب سے ابلّہ (قبیلہ) پر مقرر تھے۔ اور ان لوگوں کے گھر دجلہ کے کنارے آباد تھے، جو موصل کی جانب پڑتا تھا۔ حضرت صہیب رومیوں میں پلے بڑھے اس وجہ سے ان کی زبان میں ہکلاہٹ تھی۔ پھر کلب کے کسی آدمی نے انہیں خرید کر مکہ میں فروخت کر دیا تو عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کر دیا۔ ایک قول ہے: وہ روم سے بھاگ کر مکہ آگئے تھے اور ابن جدعان کے حلیف بن گئے۔

ابن سعد [3] لکھتے ہیں: جب یہ اور عمار مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ دار ارقم میں تھے۔ وزیر ابوالقاسم المغربی نے نقل کیا: ان کا نام عمیرہ تھا، رومیوں نے صہیب رکھ دیا۔ ان کی بہن امیمہ انہیں ایام حج میں شعر کہنے کے لیے بھیجتی، اسی طرح ان کے دونوں چچا لبید اور زحر صاحبزادگانِ مالک۔ عمارہ بن وثیمہ کا گمان ہے: ان کا نام عبدالملک تھا۔ بغوی کا بیان ہے: ان کا رنگ انتہائی سرخ تھا اور سر کے بال گھنے تھے۔ مہندی کا خضاب لگاتے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں کمزور سمجھ کر اللہ کی راہ میں تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ آخری سال جن جن لوگوں نے ہجرت کی انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ پندرہ (۱۵) ربیع الاوّل میں آئے۔ بدر اور اس کے بعد والے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ابن عدی کی روایت ہے: حضرت صہیب نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعثت سے پہلے رہا۔ ایک قول ہے: جب انہوں نے ہجرت کی تو چند مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا تو یہ ان سے کہنے لگے: ''اے قریشیو! میں تم سے زیادہ تیرانداز ہوں، میرے پاس جتنے تیر ہیں تمہیں مارتے مارتے ختم کر دوں گا، پھر اپنی تلوار سے تم پر حملہ کروں گا، پھر بھی تم مجھ تک پہنچنے کے نہیں۔ ہاں! اگر تمہیں میرا مال چاہیے تو میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں''۔ [4] چنانچہ وہ اس پر رضامند ہوگئے۔ پھر انہوں نے معاہدہ کیا، آپ نے اس سے آگاہ کیا، یوں یہ لوگ واپس لوٹ گئے اور جا کر ان کا مال لے لیا۔ آپ جب نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نفع بخش سودا ہے''۔ [5] جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر اپنی جان کو بیچ ڈالتے ہیں''۔ [6] یہ بات ابن سعد اور ابن خیثمہ نے بطریق حماد عن علی بن زید عن سعید بن المسیب اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں نقل کی ہے۔ یہی روایت ابن سعد نے ایک اور طریق سے عن ابی عثمان النہدی اور الکلبی نے اپنی تفسیر میں عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے، اس کا ایک طریق بھی ہے۔

ابن عدی نے حدیث انس سے اور طبرانی نے حدیث ام ہانی سے اور حدیث ابی امامہ بحوالہ رسول اللہ ﷺ نقل کیا ہے:

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۳۶) استیعاب (۱۲۳۱) تجرید (۲۹۸/۱) [2] الطبقات (۱۶۱/۳) [3] الطبقات (۲۲۶/۳)

[4] المعجم الکبیر (۴۳/۸) کنز العمال (۳۳۳۵۴) الطبقات الکبریٰ (۱۶۳/۳) [5] تہذیب تاریخ دمشق (۴۵۳/۶)

[6] سورۃ البقرہ (۲۰۷)

''سبقت لینے والے چار افراد ہیں: میں عرب سے سبقت لینے والا، صہیب روم سے، بلال حبشہ سے اور سلمان فارس سے سبقت لینے والا ہے''۔ [1]

ابن عیینہ نے اپنی تفسیر میں اور ابن سعد نے بطریق منصور عن مجاہد روایت کی ہے: سب سے پہلے سات آدمیوں نے اظہار اسلام کیا۔ ان میں انہیں بھی شمار کیا۔ ابن سعد نے بطریق عمر بن الحکم روایت کی ہے، حضرت عمار بن یاسر کو اتنا عذاب دیا جاتا کہ انہیں ہوش نہیں رہتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح صہیب، ابوفائد، عامر بن فہیرہ اور دوسرے لوگ جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ''پھر تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آزمائش کے بعد ہجرت کی....''۔ [2] [3]

بغوی نے بطریق زید بن اسلم عن ابیہ روایت کی ہے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ مدینہ کے بالائی حصہ میں حضرت صہیب کے ہاں جا پہنچے، جب حضرت صہیب نے انہیں دیکھا تو کہنے لگے: یا ناس! یا ناس! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ارے اسے کیا ہوگیا کہ لوگوں کو آوازیں دے رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، یہ اپنے غلام یحنس کو بلا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: صہیب! مجھے تم میں صرف تین باتیں عیب لگتی ہیں۔ تم اپنا نسب عربی بتاتے ہو اور تمہاری زبان عجمی ہے۔ تمہاری کنیت ایک نبی کے نام پر ہے اور تم اپنا مال بے دریغ خرچ کرتے ہو۔ انہوں نے فرمایا: رہا میرا خرچ کرنا تو میں حق میں ہی خرچ کرتا ہوں۔ رہی میری کنیت تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے۔ رہی عرب کی طرف میری نسبت تو بچپن میں مجھے رومی قیدی بنا کر لے گئے تھے، یوں میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ وفات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ صہیب ان کی نماز جنازہ پڑھائیں اور جب تک لوگ ایک خلیفہ نامزد نہیں کر لیتے لوگوں کی امامت بھی یہی کرائیں گے۔ [4]

حمیدی اور طبرانی نے حدیث صہیب سے بطریق صحاح ستہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ جس معرکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے میں اس میں موجود تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سریہ بھی روانہ کیا میں نے اس میں شرکت کی اور جس غزوے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے میں اس میں حاضر تھا۔ میں یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب یا بائیں جانب ہوتا، اور لوگ جب آگے سے خطرہ محسوس کرتے تو میں آگے آگے ہوتا اور جب پیچھے سے دشمن کے حملے کا خدشہ ہوتا تو میں ان کے پیچھے ہوتا، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آگے ہوں، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ حضرت صہیب اڑتیس (۳۸ھ) بقول بعض: ۳۹ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے ان کی اولاد میں سے حبیب، حمزہ، سعد، صالح صیفی، عباد، عثمان اور محمد نے اور پوتوں میں سے زیاد بن صیفی نے روایت کی ہے۔ حضرت جابر صحابی رضی اللہ عنہ نے، سعید بن المسیب، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کی ہے۔ واقدی فرماتے ہیں: مجھ سے ابوحذیفہ (جو حضرت صہیب کی آل واولاد سے) عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے کہ حضرت صہیب کا انتقال شوال اڑتیس (۳۸ھ) میں ستر (۷۰) سال کی عمر میں ہوا۔

۴۱۰۸ صہیب بن النعمان [5]

عمر بن شبہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی اور معمری نے الیوم واللیلۃ میں بطریق قیس بن ربیع عن منصور بن

---

[1] المعجم الکبیر (۳۴/۸) المستدرک (۲۸۴/۳) الکامل فی الضعفاء (۵۰۷/۲) [2] سورۃ النحل (۱۱۰)
[3] الطبقات الکبریٰ (۲۲۸/۳) [4] تاریخ بخاری [5] اسد الغابہ (۲۵۳۷) استیعاب (۱۲۳۲) تجرید (۲۶۸/۱)

ہلال بن یساف عن صہیب ابن النعمان روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی اپنے گھر میں پڑھی جانے والی نماز کی ایسی نماز پر جو لوگوں کے سامنے پڑھی گئی ہو ویسی ہی فضیلت ہے جیسی فرض کی نفل پر''۔ [1]

باب صاد کے بعد واؤ

۴۱۰۹ صُؤاب [2]

یہ نام ابن نقطہ نے قلمبند کیا ہے۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ میرے خیال میں بصرہ فروکش ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں بطریق ہمام اپنے ایک پڑوسی سے جن کی کنیت ابو یعقوب تھی روایت کی ہے کہ یہاں ایک صحابیٔ رسول ﷺ تھے جنہیں صُؤاب کہا جاتا تھا۔ وہ جب بھی کھانا پکاتے تو ایک یا دو یتیموں [3] کو ضرور کھانے میں شرکت کے لئے بلا لیتے۔ بغوی نے یہ روایت بطریق ہمام نقل کی ہے۔

باب صاد کے بعد یاء

۴۱۱۰ صیفی ابن الاسلت

ابو قیس۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۴۱۱۱ صیفی بن ربعیّ [4]

بن اوس انصاری۔ بقول ابو عمر: [5] ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

۴۱۱۲ (ز) صیفی بن ساعدہ

بن عبد الاشہل بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری ابو الخریف۔ بقول ابن کلبی: نبی ﷺ کی معیت میں کسی غزوے میں شریک ہوئے اور کدید میں وفات پائی، تو نبی ﷺ نے اپنی قمیص میں کفن دیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۱۳ صیفی بن سواد [6]

بن عباد بن عمرو بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری السلمی۔ ابن اسحاق نے بیعت عقبہ ثانیہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر (۷۳۲۲/۸) اتحاف السادة المتقین (۴۱۹/۳) کنز العمال (۲۱۳۳۳)

[2] اسد الغابہ (۲۵۳۸) استیعاب (۱۲۵۱) تجرید (۲۶۸/۱) [3] جامع المسانید (۴۰۷/۶)

[4] اسد الغابہ (۲۵۴۱) استیعاب (۱۲۳۴) تجرید (۲۶۹/۱) [5] استیعاب (۲۸۷/۲)

[6] اسد الغابہ (۲۵۴۲) استیعاب (۱۲۳۵) تجرید (۲۶۹/۱)

ابوالاسود کا قول ہے، عروہ نے فرمایا: بدر میں شریک ہوئے۔

۴۱۱۴ صیفی بن عامر ❶

بنی ثعلبہ کے سردار۔ نبی ﷺ نے انہیں ان کی قوم کا امیر مقرر کیا تھا۔ ابوعمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے: ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی اسناد میں تامّل ہے، وہ بروایت بصریین ہے۔ اور بطریق عبیداللہ بن میمون بن عمرو بن خباب العبدی روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، میں عمر، محمد اور الصلت بن کریب عبدیوں کے پاس آیا، یہ لوگ ایک خط لائے اور لا کر ثمامہ بن خلیفہ کے ہاتھ پر رکھ دیا، انہوں نے باہمی اس میں ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے: ہمارے دادا نے یہ خط ہمیں دیا اور بتایا کہ صیفی بن عامر نے انہیں یہ خط دیا ہے اور صیفی کا بیان ہے یہ خط رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھوا کر دیا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے صیفی بن عامر کے لیے بنی ثعلبہ بن عامر کے ان لوگوں پر امارت و سرداری کا ہے جو اسلام لا کر زکوٰۃ ادا کرتے اور غنیمت میں خمس (پانچواں حصہ) دیتے اور نبی اور صفی کا حصہ ادا کرتے ہیں تو یہ (سب لوگ) اللہ تعالیٰ کی امان میں ہیں۔ (حدیث) ❷

۴۱۱۵ صیفی بن ابی عامر ❸ الراہب

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کے بھائی۔ بقول ابن سعد اور طبرانی: اُحد میں شریک ہوئے۔

۴۱۱۶ (ز) صیفی بن عائذ

ابوالسائب المخزومی۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۴۱۱۷ صیفی بن عُلبہ

بن شامل۔ سیف نے اپنی کتاب الردہ اور فتوح کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ان دس افراد میں سے تھے جنہیں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے روانہ کیا تھا۔ جب حضرت عمر نے انہیں شام کا والی بنایا۔ یہ سب صحابہ تھے۔ ایسا ہی طبری اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لفظ علبہ ابن ماکولا ❹ نے عین کے پیش، لام کے سکون اور اس کے بعد باء سے قلمبند کیا ہے۔

۴۱۱۸ (ز) صیفی بن عمرو

بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری، علبہ بن زید کے چچا۔ بقول بعض: ان لوگوں میں سے ہیں جو بکثرت روتے تھے، جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جب وہ آپ کے پاس سواری طلب کرنے آئیں''۔ ❺

---

❶ اسد الغابہ (۲۵۴۳) استیعاب (۱۲۳۶) تجرید (۲۶۹/۱)

❷ ابوداؤد کتاب الخراج باب ما جاء فی سھم الصیفی (۲۹۹۹) بمعناہ نسائی (۴۱۵۷)

❸ تجرید (۲۶۹/۱) ❹ الاکمال (۱۴۵/۲) ❺ سورۃ التوبۃ (۹۲)

ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۱۹ صیفی بن قیظی [1]

بن عمرو بن سہل بن مخرمہ بن قلع بن حریش بن عبدالاشہل، الحباب کے بھائی۔ جو ابن الصعبہ بنت التیہان ہیں اور وہ الہیثم کی بہن ہیں۔ ابوحاتم [2] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شہید ہوئے۔ یہی قول ابن اسحاق کا ہے، فرماتے ہیں: ضرار بن خطاب نے انہیں شہید کیا تھا۔

قسم ثانی ازحرف صاد

باب صاد کے بعد الف

۴۱۲۰ (ز) صالح بن نهشل بن عمرو الفهری

نہشل کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۴۱۲۱ (ز) صالح بن العباس

بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ ابن درید نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ان کا نام شمار کیا ہے جو دس تھے، جن کے بارے میں آپ نے فرمایا: ''تمام'' کے ساتھ تمام (مکمل) ہو جاؤ، چنانچہ وہ دس ہو گئے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تمام لڑکے شرف صحابیت یا رؤیت سے مشرف ہیں۔ سب سے بڑے فضل، پھر عبداللہ اور پھر قثم ہیں۔

باب صاد کے بعد فاء

۴۱۲۲ صفوان بن عبدالرحمٰن

بن صفوان بن امیہ بن خلف۔ ان کے دادا کا ذکر ہو چکا ہے۔ انہیں رؤیت حاصل ہے، جبکہ ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔ ابوعمر نے ان کے حالات میں لکھا ہے یہ وہی ہیں جو فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے بیٹے کو لائے تاکہ ہجرت پر بیعت کریں اور آپ ﷺ رُک گئے تھے۔ درست یہ ہے کہ یہ واقعہ عبدالرحمٰن بن صفوان کے ساتھ پیش آیا ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر درست ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (٢٥٤٤) استیعاب (١٢٣٧) تجرید (٢٦٩/١)

[2] الجرح والتعدیل (٤٤٧/٤)

قسم ثالث از حرف صاد

باب صاد کے بعد الف

۴۱۲۳ (ز) صالح بن شریح السکونی

دورِ نبوت پایا ہے۔ ابوالحسین الرازی کا بیان ہے: یہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] لکھتے ہیں: عبداللہ بن قرط کے کاتب تھے، جو ابوعبیدہ کی طرف سے حمص کے گورنر تھے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ان کا بیٹا محمد روایت کرتا ہے۔ رویانی نے اپنی مسند میں اور ابوالقاسم الحمصی نے تاریخ حمصیین میں بطریق عیسیٰ بن ابی رزین روایت کی ہے، فرمایا: مجھ سے صالح بن شریح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب سے میں دمشق سے نکلا، انہیں نہیں اتارا"۔ ابوبکر البغدادی "طبقات اہل حمص" میں لکھتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: خلافتِ عبدالملک تک زندہ رہے، نعمان بن الرازیہ کے حالات میں ان کی روایت ہے۔

۴۱۲۴ (ز) صالح بن کیسان التابعی

مشہور تابعی ہیں۔ حاکم کا گمان ہے ان کا انتقال ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سے زائد برس کی عمر میں ہوا۔ اس بنا پر دورِ رسالت پایا ہوگا اور بعثت سے دو سال پہلے ان کی پیدائش ہوئی ہوگی۔ اوروں کا کہنا ہے: ان کی عمر نوے (۹۰) سال سے کم تھی۔ واللہ اعلم

باب صاد کے بعد باء

۴۱۲۵ (ز) صُبَیْرَہ بن سعد

بن سہم بن عمرو بن مُصَیْص بن کعب بن لؤی السہمی۔ ابومخنف نے معمرین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ایک سو اسّی (۱۸۰) برس زندہ رہے۔ اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہوگئے۔ بقول بعض: اسلام نہیں لائے، یہی صحیح ہے، ان کے بارے میں ان کی بیٹی مرثیے میں کہتی ہے: ؎

"صبیرہ سہمی جو فوت ہوگیا، اس کے بعد حوادثاتِ زمانہ سے کون محفوظ رہے گا۔ اس کی موت بڑھاپے سے آگے نکل گئی، یہی جدائی ہے"۔

۴۱۲۶ (ز) صبیغ (بروزن عظیم) ابن عسل

بقول بعض: عسیل تصغیر ہے۔ بقول بعض: ابن سہل الحنظلی دورِ نبوی پایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مشہور واقعہ ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۲۸۲/۲)

دارمی نے بطریق سلیمان بن یسار روایت کی ہے صبیغ نامی شخص مدینہ منورہ آیا، وہ لوگوں سے قرآن کی متشابہ آیات کے بارے میں پوچھنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف پیام بھیجا اور ادھر اس کے لیے کھجور کی شاخیں تیار کر لی گئیں، جب وہ آ گیا تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو میں اللہ کا بندہ عمر ہوں۔ پھر آناً فاناً اس کے سر پر شاخوں کی بوچھاڑ کر کے اس کا سر زخمی کر دیا (جسے تعزیر معمولی سزا کہتے ہیں، جس کا حاکم مجاز ہوتا ہے)۔ وہ کہنے لگا: امیر المومنین! بس کریں، میرے سر سے وہ فتور نکل چکا ہے۔ اور بطریق نافع اس سے مکمل روایت کی ہے۔ پھر آپ نے اسے بصرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

یہی روایت خطیب [1] نے بطریق انس، سائب بن یزید اور ابوعثمان نہدی، طویل اور مختصر نقل کی ہے۔ ابوعثمان کی روایت میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط بھیجا: اس کے ساتھ تم لوگ نہ بیٹھو۔ فرماتے ہیں: حالت یہ ہوگئی تھی کہ اگر ہم سو لوگ بھی مل بیٹھے ہوتے، جب وہ آتا ہم منتشر ہو جاتے۔ قاضی اسماعیل نے الاحکام میں بطریق ہشام عن محمد بن سیرین روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پیام بھیجا: صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھنا اور اس کا وظیفہ بند کر دو۔ دارمی کی حدیث نافع میں روایت ہے کہ ابوموسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ اس کی حالت بہتر ہوگئی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ ابن درید نے ''کتاب الاشتقاق'' میں لکھا ہے کہ وہ احمق ہو جاتا تھا۔ اور یہ امیر معاویہ کے پاس آیا تھا، خطیب نے بطریق عِسل بن عبداللہ بن عِسیل التمیمی عن عطاء بن ابی رباح انہوں نے اپنے چچا صبیغ بن عِسل سے روایت کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا.... پھر ایک واقعہ ذکر کیا اور بطریق یحییٰ بن معین فرمایا: صبیغ بن شریک۔

میں کہتا ہوں: سیاق کا ظاہر یہی بتاتا ہے کہ یہ عطا کے چچا ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ ''عن عمّہ'' کی ضمیر کا مرجع عِسل ہے۔ ابن ماکولا [2] نے عِسل میں اور ایک بار عِسیل میں ان کا ذکر کیا۔ دارقطنی الافراد میں سعید بن سلامہ العطار کی عن ابی بکر بن ابی سبرہ عن یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیب، روایت کے بعد فرماتے ہیں: صبیغ تمیمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ رضی اللہ عنہ سے ذاریات کے متعلق پوچھا۔ [3] اسی میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سو کوڑے مارنے کا حکم دیا، جب وہ صحیح ہو گئے تو پھر انہیں بلایا اور سو اور لگوائے اور سواری پر بٹھا کر ابوموسیٰ کی طرف پیام بھیجا: لوگوں سے اس کا ملنا جلنا بند کر دو، تو وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ ابوموسیٰ کے پاس آ کر قسم کھائی کہ اب ایسی کوئی بات اس کے ذہن میں نہیں آتی۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا تو آپ نے جواباً لکھا: اس سے یہ پابندی ہٹا دو۔ یہ روایت غریب ہے، اس میں ابن ابی سبرہ منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہے اور اس سے روایت کرنے والا اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ لیکن انباری نے ایک اور طریق سے عن یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید عن عمر بسند صحیح روایت کی ہے، اس میں ہے پھر صبیغ اپنی قوم میں رسوا رہا حالانکہ وہ ان کا سردار تھا۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ پورے مرد تھے۔ اسماعیلی نے کتاب ''جمع حدیث یحییٰ بن سعید'' میں اسی سند سے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوزرعہ دمشقی نے ایک اور طریق سے بروایت سلیمان تیمی عن ابی عثمان النہدی انہی

[1] مختصر تاریخ دمشق (۴۵/۱۱) [2] الاکمال (۱۳۶/۲) [3] مختصر تاریخ دمشق (۴۵/۱۱)

الفاظ میں نقل کی ہے۔ اور الدار قطنی نے "افراد" میں طویل نقل کی ہے۔ ابواحمد عسکری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خوارج کی رائے سے متہم کیا۔

۴۱۲۷ (ز) صُبیّ

بن معبد التغلبی۔ دورِ نبوت پایا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حج کیا۔ اور آپ سے حج وعمرہ کو ایک ساتھ کرنے کا حکم پوچھا تھا۔ ان کی حدیث اصحاب السنن نے بروایت ابووائل بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ ابواسحاق وغیرہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں: سلیمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان نے انہیں اس سے روکا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تمہیں اپنے نبی کی سنت کی ہدایت ہوئی۔ بقول عسکری: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت تو کرتے ہیں لیکن آپ سے ملے نہیں۔

باب صاد کے بعد خاء

۴۱۲۸ صخر بن اعیا الاسدی

دورِ نبوی نصیب ہوا ہے۔ حطیہ کے شعر میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ وہ ان کے پاس فروکش ہوئے تو انہوں نے انہیں پینے کے لیے دودھ پیش کیا، جس پر یہ شعر کہا: ع

شددت حیا زیم ابن اعیا بشربة علی ظمأ شدت اصول الجوانح

"ابن اعیا نے ایک گھونٹ کے بدلے اس پیاس پر صبر کیا جس نے اطراف کی جڑوں کو مضبوط کر رکھا تھا"۔

۴۱۲۹ صخر بن قیس

بقول بعض: الاحنف بن قیس کا نام ہے۔ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۱۳۰ (ز) صخر بن عبداللہ الهذلی

جو صخر الغی کے نام سے مشہور ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضرمی ہیں اور ان کا یہ شعر نقل کیا: ع

"اگر میرے اردگرد قریم کا کوئی مرد ہوتا تو مجھے بہادری اور نرمی سے روک دیتے، یعنی یا جنگ کرکے یا جنگ کے بغیر"۔

باب صاد کے بعد راء

۴۱۳۱ (ز) صرد بن شُمَیر

بن ملیل بن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی۔ دورِ نبوی پایا ہے، ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کا فتوحات میں ذکر ملتا ہے، ان کی اولاد سے مشہور محدث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ عبدہ بن سلیمان کلابی ہیں۔

باب صاد کے بعد عین

۴۱۳۲ (ز) الصعب بن عثمان السحیمی الیمانی

وثیمہ نے ردّہ میں لکھا ہے کہ یہ انتہائی بوڑھے کھوسٹ اور عمر رسیدہ شخص تھے۔ جاہلیت میں نعمان بن منذر کے پاس آئے تھے، پھر اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے اور اپنی قوم کو ارتداد سے روکا۔ جب مسیلمہ کذاب نے اپنے تئیں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اور ان کے اس بارے میں اشعار نقل کیے۔

۴۱۳۳ صعصعہ بن صوحان العبدی [1]

ان کے بھائیوں سیحان اور زید کا ذکر ہو چکا ہے۔ بقول ابوعمر: [2] عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہو چکے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، خطیب اور فصیح اللسان تھے، امیر معاویہ کے ساتھ ان کی کئی مقامات پر بات ہوئی۔ شعبی فرماتے ہیں: میں ان سے خطبے سیکھتا تھا۔ ابواسحاق سبیعی، منہال بن عمرو، عبداللہ بن بریدہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ خلافت معاویہ [3] میں کوفہ میں بقول بعض: اس کے کچھ عرصہ بعد فوت ہوئے۔ علائی نے "اخبار زیاد" میں لکھا ہے: مغیرہ نے امیر معاویہ کے حکم سے صعصعہ کو کوفہ سے جزیرہ کی طرف یا بحرین کی جانب جلاوطن کر دیا تھا۔ ایک قول ہے: جزیرہ ابن کافان جہاں ان کا انتقال ہوا مرزبانی نے ان کا شعر نقل کیا ہے۔ ع

"کیا تم نے بنی الجارود سے پوچھا کہ سفارش اور دروازے کے پاس ابن صوحان کون سا جوان تھا۔ ہم وہ ایسے تھے جیسے کسی ماں کی دودھ شریک اولاد، جس کی نافرمانی کی گئی، احسان کرنے سے اس کا احسان چکایا نہ گیا"۔

باب صاد کے بعد قاف

۴۱۳۴ (ز) الصقر بن عمرو بن مخصن

دورِ نبوی پایا ہے، مشہور شہسواروں میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری میں صفین میں شہید ہوئے۔ پھر اہل عراق کو اطلاع ملی کہ اہل شام نے ان کے قتل پر فخر کیا ہے تو ان کے کسی شاعر نے کہا: ع

"اگر تم نے الصقر بن عمرو بن محصن کو قتل کیا ہے تو ہم نے ذوالکلاع اور حوشب کو قتل کیا ہے"۔

ذوالکلاع اور حوشب یمن کے شام میں سرداروں میں سے تھے، دونوں اسی دن قتل ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۰۳) استیعاب (۱۲۱۶) تجرید (۲۶۵/۱) [2] استیعاب (۲۷۳/۲) [3] اسد الغابہ (۴۵۰/۲)

باب صاد کے بعد لام

۴۱۳۵ صلہ بن اَشیَم [1]

بروزن احمد ابوالصہباء العبدی۔ مشہور تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کی جس کی وجہ سے ابن شاہین اور سعید بن یعقوب نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا اور وہ روایت بطریق حماد عن ثابت بحوالہ ان کے نبی ﷺ سے مروی ہے۔ فرمایا: ''جس نے کوئی نماز اس حالت میں پڑھی کہ دنیا کی کسی چیز کو اس میں یاد نہ کیا تو وہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا''۔ [2] اسی طرح ابن شاہین نے یہ روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری، [3] ابن ابی حاتم [4] اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حجاج کی عراق پر گورنری کے آغاز میں شہید ہوئے جو پچھتر (۷۵ھ) کا دور ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: خلافت یزید بن معاویہ میں شہید ہوئے۔ ابو موسیٰ کا بیان ہے: بجستان میں پینتیس (۳۵ھ) میں ایک سو تیس (۱۳۰) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ ابونعیم نے حلیۃ میں بطریق ابن المبارک عن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت میں صلہ نامی ایک شخص ہوگا جس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے''۔ [5]

باب صاد کے بعد یاء

۴۱۳۶ (ز) صیحان بن صوحان العبدی

مرتدوں سے جنگ میں ان کا ذکر ملتا ہے، عمان میں لقیط بن نعمان ازدی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو حضرت عکرمہ، عرفجہ، جبیر اور عبید نے اس سے جنگ کی لیکن وہ ان سے قابو نہ آیا۔ پھر مسلمان کو بنی ناجیہ اور عبدالقیس سے کمک پہنچی، ان کے امیر حارث بن راشد اور صیحان بن صوحان العبدی تھے، جس سے مسلمانوں کو مضبوطی ہوئی اور لقیط کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، وہ اور اس کے دس ہزار ساتھی قتل ہوئے۔ سیف نے اس کا ذکر کیا ہے۔

قسم رابع از حرف صاد

باب صاد کے بعد الف

۴۱۳۷ (ز) صالح بن خیوان [6]

السبائی۔ مشہور تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث روایت کرنے کی وجہ سے، علی بن سعید اور ابن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۳۱) [2] جامع المسانید (۳۷۶/۶) [3] التاریخ الکبیر (۳۲۱/۲)

[4] الجرح والتعدیل (۴۴۷/۴) [5] الطبقات الکبریٰ (۹۷/۷) کنز العمال (۳۴۵۸۹) حلیۃ الاولیاء (۲۴۱/۲)

[6] اسد الغابہ (۲۴۶۹) تجرید (۲۶۱/۱)

کر دیا، اور بطریق بکر بن سوادہ عن صالح بن خیوان روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس اپنے عمامے (پگڑی) کے بل پر سجدہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ماتھے [1] سے عمامے کا پلو ہٹا دیا"۔ ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: یہ صالح حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں، مجھے نہیں لگتا کہ یہ صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد [2] نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، تو فرمایا: عن صالح عن السائب۔ ابن ابی حاتم [3] فرماتے ہیں: ابوعقبہ اور ابوسہلہ السائب بن خلاد سے روایت کرتے ہیں۔

۴۱۳۸ (ز) صالح بن رُتبیل

مشہور تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ابوحاتم [4] لکھتے ہیں: ان سے بکر بن سوادہ نے روایت کی ہے۔ عسکری کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے، ان سے عمران بن حُدَیر روایت کرتے ہیں۔

۴۱۳۹ الصامت انصاری [5]

عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت کے دادا۔ ترمذی [6] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور جامع میں ہے اس کے بارے میں جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو جائز سمجھتا ہے۔ ابن قانع نے صحابہ میں اور ابن فتحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہم حذف سے پیدا ہوا۔ ان کے بیٹے ثابت بن الصامت کے بارے میں ابوعمر [7] کا قول بیان ہو چکا ہے کہ وہ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ لہٰذا صامت کا استدراک میں کیسے ذکر کیا جاتا ہے؟ ابراہیم الحربی اور ابن قانع نے بطریق عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ میں نے ثابت بن الصامت کے حالات میں حرف ثاء کے ذیل میں ان کی پوری وضاحت کر دی ہے۔

باب صاد کے بعد باء

۴۱۴۰ صَبرہ

لقیط کے والد، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے جبکہ قسم اوّل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب صاد کے بعد حاء

۴۱۴۱ (ز) صُحَمَہ اصحمہ میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۴۳۹/۲) [2] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب کراھیۃ البزق فی المسجد (۴۸۱).

[3] الجرح والتعدیل (۳۹۴/۴) [4] الجرح والتعدیل (۴۰۲/۴) [5] اسد الغابہ (۲۴۷۵) تجرید (۲۶۲/۱)

[6] ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی الصلاۃ فی الثوب الواحد (۳۳۹) [7] استیعاب (۲۰۵/۱)

باب صاد کے بعد خاء

(۴۱۴۲) (ز) صخر بن عبداللہ [1]

بن حرملہ المدلجی۔ تبع تابعین میں سے مشہور ہیں۔ ایک مرسل حدیث کی وجہ سے سعید بن یعقوب نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن ابی یحییٰ عن صخر بن عبداللہ بن حرملہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کپڑا پہن کر الحمدللہ کہا اس کی بخشش کر دی جائے گی''۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ان صخر کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ترمذی [2] میں ہے۔ مجھے ان کے سب سے بڑے شیخ ابوسلمہ بن عبداللہ کا پتہ چلا ہے۔

(۴۱۴۳) (ز) صخر بن مالك

نبی ﷺ سے گوہ کے بارے میں ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان سے معاویہ بن صالح نقل کرتے ہیں۔ یہ ابن ابی حاتم [3] کا بحوالہ اپنے والد قول ہے، جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا اسے وہم ہوا ہے۔

(۴۱۴۴) صخر بن معاویه النمیری [4]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن نام غلط لکھ دیا ہے۔ اور ذہبی [5] نے ان کی خوشہ چینی کی۔ یہ تو مخضرم ہیں، ان کی جو حدیث ابن قانع نے نقل کی ہے وہ ابن ماجہ [6] نے اسی سند سے صحیح نقل کی ہے اور بغوی نے حکیم بن معاویہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب صاد کے بعد راء

(۴۱۴۵) صرمه بن انس

ابن مندہ نے ان میں اور صرمہ بن ابی انس میں فرق کیا ہے، جبکہ یہ ہو بہو وہی ہیں جس کی وضاحت میں کر چکا ہوں۔

(۴۱۴۶) صرمه انصاری [7]

معجم ابن الاعرابی میں بطریق عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ لکھا ہے کہ نماز تین حالتوں سے تبدیل ہوئی.... حدیث لمبی ہے۔ اسی میں ہے صرمہ نامی ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میں نے آسمان سے دو سبز کپڑوں میں ملبوس ایک شخص باغ کی دیوار کے اردگرد اترتے دیکھا، اس نے دو دو بار اذان دی اور پھر بیٹھ گیا، پھر اٹھا اور اقامت کہی۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی کچھ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ یہی واقعہ عبد بن حمید کی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اس وقت تک

---

[1] اسد الغابه (۲٤٨٧) [2] ترمذی کتاب الدعوات باب حدثنا یحییٰ بن موسیٰ و سفیان بن وکیع (۳٥٦٠)
[3] الجرح والتعدیل (٤/٤٢٦) [4] اسد الغابه (۲٤٩٣) تجرید (١/٢٦٤) [5] تجرید (١/٢٦٤)
[6] ابن ماجه کتاب النکاح باب ما یکون فیه الیمن والشؤم (۱۹۹۳) [7] اسد الغابه (۲٥٠٨) استیعاب (۱۲۲۰) تجرید (١/٢٦٦)

(سحری) کھاؤ پیو جب تک تمہیں فجر کی سفید دھاری کالی دھاری سے واضح نظر نہ آئے"۔ [1] پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ صرمہ کا واقعہ تو وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ افطاری سے پہلے سو گئے تھے، اور جنہوں نے اذان کا خواب دیکھا تھا وہ عبداللہ بن زید ہیں۔ یوں صرمہ کے ذکر سے عبداللہ بن زید کے ذکر تک سیاق سے رہ گیا، درست ابوداؤد اور نسائی کی کتاب میں ہے۔

باب صاد کے بعد عین

۴۱۴۷ (ز) صُعَیر (بے نسبت)

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق زہری عن عبداللہ بن ثعلبہ عن صعیر روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں صدقۂ فطر کا حکم دیا۔ (حدیث) یہ وہم لفظی غلطی سے برپا ہوا ہے۔ درست عن عبداللہ بن ثعلبة بن صعیر عن ابیہ ہے، ثعلبہ بن صعیر کو ابن ابی صعیر بھی کہا جاتا ہے۔ صحیح نام ثاء میں گزر چکا ہے۔

باب صاد کے بعد فاء

۴۱۴۸ صفوان بن امیّه

بن عمرو السلمی۔ بنی اسد کے حلیف۔ ان کی بدر میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے، ان کے بھائی مالک بن امیہ اس میں شریک ہوئے، دونوں بھائی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابوعمر [2] نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ امیہ کے اضافے سے وہم ہوا ہے یہ تو صفوان بن عمرو ہیں، قسم اوّل میں درست نام گزر چکا ہے۔

۴۱۴۹ صفوان بن عبدالله [3]

یا عبداللہ بن صفوان۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث صید الارنب [4] (خرگوش کے شکار) نقل کی ہے، درست صفوان بن محمد یا محمد بن صفوان ہے۔

۴۱۵۰ صفوان بن عبدالله خزاعی

کسی نے ان کا ذکر کیا ہے، درست عبداللہ بن صفوان خزاعی ہے، تذکرہ ہوگا۔

۴۱۵۱ صفوان بن ابی العلاء

تبع تابعی ہیں۔ ابن لہیعہ کو وہم ہوا، چنانچہ وہ خالد بن ابی عمران سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا، پھر ایک حدیث ذکر کی جسے میں قسم اوّل میں بیان کر چکا ہوں۔ ابن ابی حاتم [5] لکھتے ہیں: درست وہ روایت ہے جو

---

[1] سورة البقره (۱۸۷) [2] استیعاب (۷۲۲/۲) [3] اسد الغابه (۲۵۱۲) تجرید (۲٦٦/۱)

[4] ابوداؤد كتاب الضحايا باب فى الذبيحة فى المروة (۲۸۲۲) نسائى كتاب الصيد باب الارنب (٤٣٢٤) ابن ماجه (٣٢٤٤)

[5] الجرح والتعديل (٤٢١/٤)

عبداللہ بن ابی جعفر، محمد بن عمرو اور سہیل بن ابی صالح نے عن صفوان بن ابی یزید عن القعقاع بن اللجلاج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: محدثین کا القعقاع بن اللجلاج پر اتفاق نہیں، بلکہ یہ مشہور ہے کہ یہ سہیل کی ان سے مروی روایت ہے۔ سہیل سے آگے بھی اختلاف ہے۔ محمد بن عمرو نے قعقاع کے بدلے حصین اور ابن اسحاق نے عن صفوان ان کی متابعت کی لیکن انہوں نے ابن سلیم کہا۔ شاید سلیم کی کنیت ابو یزید ہو، یہی اس میں ابن لہیعہ کے وہم کا سبب ہے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث خالد بن ابی عمران سے سنی جو عبید اللہ بن ابی جعفر کے رفیق ہیں۔ انہوں نے صفوان بن ابی یزید سے یوں ابن لہیعہ سے نام پلٹ گیا۔ انہوں نے صفوان کے شیخ کی کنیت کو ان کے والد کا نام قرار دے دیا اور واسطے کو حذف کر دیا جس سے یہ وہم پیدا ہو گیا۔ اسے حماد بن سلمہ نے سہیل سے نقل کیا تو کہا: عن صفوان بن سلیم عن خالد بن اللجلاج اس سے ابو عمرو اور ابن اسحاق کی روایت کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن خالد میں متابعت نہیں کی۔ ابن عجلان کا قول ہے: عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرہ۔ وہ راہ پر چلے (یعنی صحیح سند بیان کی)۔ نسائی نے زیادہ تر یہی طرق نقل کیے ہیں اور ابن حبان سے چوک ہوئی انہوں نے بطریق ابن عجلان روایت تو نقل کر دی لیکن اس میں جو اضطراب ہے اس سے بے خبر رہے۔

۴۱۵۲ صفوان بن عمرو الاسلمی[1]

ابو عمرو[2] نے ان کا نام شامل کیا ہے اور ابن الاثیر[3] نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ درست ''الاسدی'' ہے۔ اس میں ابو عمر کا کوئی قصور نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ انہوں نے الاسلمی کہا جبکہ درست الاسدی ہے اصل غلطی ابن الاثیر کی ہے کہ انہوں نے ان میں جن کا ابو عمر نے ذکر کیا ہے اور الاسدی میں جن کا کسی اور نے ذکر کیا ہے، فرق کیا ہے، جبکہ ابو عمر لکھتے ہیں: یہ بنی اسد کے حلیف ہیں، لہٰذا دو ہونے کا کوئی مطلب نہ ہوا۔ تعجب کی بات ہے کہ اس میں ابو عمر کو جو وہم ہوا کہ انہوں نے صفوان بن عمرو اور صفوان بن امیہ بن عمرو میں فرق کیا ہے یہ ابن الاثیر سے مخفی رہا۔ جس کی میں نے وضاحت کر دی۔

۴۱۵۳ صفوان بن محرز

مشہور تابعی۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے جس کی وجہ فہم فاسد ہے، وہ اس طرح کہ انہوں نے بطریق ابی تمیمہ روایت کی ہے، فرمایا: میں صفوان جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس تھا، جب وہ انہیں وصیت کر رہے تھے۔ یعنی صفوان بن محرز، جبکہ حدیث تو جندب بن عبداللہ بجلی کی ہے جو صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ تو لوگوں نے ان سے پوچھا تھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے: ''جس نے سنوائی کے لیے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے جتا دے گا''۔ (حدیث)[4] ابن شاہین نے سمجھا کہ حدیث صفوان کی ہے

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۱۷) استیعاب (۱۲۲٤) تجرید (۲٦۷/۱) [2] استیعاب (۷۲٤/۲) [3] اسد الغابہ (٤۵۵/۲)

[4] بخاری کتاب الاحکام باب من شاق شق اللہ علیہ (۷۱۵۲) مسلم کتاب الزھد باب من اشرك فی عملہ غیر اللہ (۷٤۰۱) ابن ماجہ (۷۲۰۷)

کیونکہ اس میں ان کا ذکر ہے حالانکہ ایسا ہے نہیں۔ وہ جندب کی ہے "هو یوصیهم" میں ضمیر کا مرجع جندب ہے، انہی کو صحابی کہا گیا ہے، انہی سے کہا گیا تھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد سنا ہے؟ مذکورہ حدیث صحیحین میں بطریق ابی تمیمہ مروی ہے اور اسے ابن شاہین نے انہی دونوں کے طریق سے نقل کیا ہے، کیونکہ ابن شاہین نے یہ روایت عن ابی محمد بن صاعد عن اسحاق بن شاہین عن خالد الطحان عن الجریری عن ابی تمیمہ نقل کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاحکام میں عن اسحاق بن شاہین اسی سند سے نقل کی ہے، ان کے الفاظ ہیں: عن ابی تمیمه۔ فرمایا: میں صفوان، جندب اور ان کے ساتھیوں کے پاس تھا، اور وہ انہیں وصیت کر رہے تھے۔ تو وہ لوگ ان سے کہنے لگے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "جو شخص ریاکاری کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جتا دے گا"۔ (حدیث) اس کے آخر میں ہے: ابو عبداللہ امام بخاری سے کسی نے پوچھا: کیا جندب نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما [1] نے یہ حدیث "من سمع سمع الله به" ایک اور سند سے عن جندب اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرقاق میں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے آخر میں دونوں بطریق سفیان ثوری عن سلمه بن کُهَیل عن جندب نقل کرتے ہیں۔ صفوان بن محرز کی صحیح مسلم بحوالہ جندب اس کے علاوہ ایک اور حدیث مروی ہے۔ یہ درمیانے طبقے کے تابعی ہیں، اور ان کے سب سے پرانے شیخ عبداللہ بن مسعود، پھر اشعری، حکیم بن حزام عمران بن حصین پھر ابن عباس اور جندب رضی اللہ عنہم ہیں۔ وہ بصرہ کے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے۔ عجلی لکھتے ہیں: ثقہ تابعی ہیں، جنہیں فضیلت اور تقوے کا مقام حاصل تھا۔ خلیفہ کا قول ہے: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد فوت ہوئے۔ ابن حبان نے [2] ان کی تاریخ وفات چوہتر (۷۴ھ) لکھی ہے یہ وہی سال ہے جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔

۴۱۵۴ صفوان بن یعلیٰ

بن امیہ۔ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت جو صحیح بخاری میں ہے اس کا تقاضا ہے کہ صحابی ہیں۔ یہ وہم ہے جو اسناد میں عن ابیہ کے ساقط ہونے سے پیدا ہوا اور جس کا ہونا (یعنی عن ابیہ کا ہونا) ضروری ہے۔

۴۱۵۵ صفوان یا ابن صفوان

درست عن ابی صفوان ہے، یہ مالک بن عمیرہ ان کے حالات کی وضاحت میں نے قسم اوّل میں صفوان نامی حضرات کے ذیل میں کردی ہے۔

۴۱۵۶ صفوان ابوکُلَیب

کسی راوی کو ان کے بارے وہم ہے چنانچہ ابن مندہ نے بطریق سلیمان بن مروان العبدی عن ابراہیم بن ابی یحییٰ عن عثیم بن کلیب بن الصلت عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے سرسے

---

[1] بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسمعة (٦٤٩٩) مسلم (٧٤٠٢) [2] الثقات (٣٨٠/٤)

کفر کے بال منڈوادو"۔ ❶ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے یہ روایت کلیب نامی حضرات کے سوانح میں بطریق سعید بن الصلت عن ابی یحییٰ نقل کی تو فرمایا: عن عثیم بن کثیر بن کلیب عن ابیه عن جده۔ ابوداؤد نے یہ حدیث بطریق ابن جریج نقل کی، فرمایا: مجھے عثیم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بتایا گیا، لگتا ہے اس روایت میں عثیم اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے اور شاید ابن جریج نے یہ حدیث ابن ابی یحییٰ سے سنی ہو، ان کی عادت ہے کہ ان سے تدلیس کر کے روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم لکھتے ہیں: عبداللہ بن منیب نے عن عثیم بن کثیر بن کلیب عن ابیه عن جدّه یہ حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن ابن شاہین نے بطریق واقدی عن عبداللہ بن منیب ایک اور حدیث نقل کی، فرماتے ہیں: عن عثیم بن کثیر بن الصلت الجهنی عن ابیه عن جده (جو صحابی ہیں) فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھائیوں میں بڑا بھائی (فرمانبرداری میں) باپ کا درجہ رکھتا ہے"۔ ❷ واللہ اعلم

باب صاد کے بعد لام

۴۱۵۷ صله بن اشیم قسم ثالث میں ذکر ہوا ہے۔

۴۱۵۸ الصلت السدوسی

نبی ﷺ سے ذبیحہ ❸ کے بارے میں روایت کرتے ہیں، اور ان سے ثور بن یزید الرجبی روایت کرتے ہیں جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسے وہم ہوا ہے بلکہ یہ تابعی ہیں۔ ابن حبان ❹ نے تبع تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب صاد کے بعد نون

۴۱۵۹ (ز) الصنابح (بے نسبت)

ان کے بارے میں وہم کی وضاحت صنابح بن اعسر کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ بقول ابونعیم: ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک یہی ابن الاعسر ہیں۔

---

❶ المعجم الکبیر (۲۴۴/۱۹) مجمع الزوائد (۱۴۶/۸) کنز العمال (۴۵۴۷۲)

❷ السنن الکبریٰ (۲۴۰/۹) فتح الباری (۶۳۷/۹) اتحاف السادۃ (۶۷/۶) ❹ (۴۷۱/۶)

باب صاد کے بعد یاء

(۴۱۶۰) صیفی [1] (بے نسبت)

سعید بن یعقوب نے بطریق وکیع عن سعید بن زید عن واصل مولی ابی عیینہ عن عبید بن صیفی عن ابیہ کی سند سے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کے لئے ایسے اہتمام سے جگہ ڈھونڈتے [2] تھے جیسے (رات گزارنے اور) ٹھہرنے کے لیے۔ یہ وہم ساقط ہونے سے پیدا ہوا اور وکیع تک اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ درست روایت وہ ہے جو یحییٰ بن اسحاق نے عن سعید بن یزید عن واصل عن یحییٰ بن عبید عن ابیہ نقل کی ہے۔ اسی طرح یہ روایت ابن قانع اور حارث نے اپنی مسند میں نقل کی ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اسناد میں باضافہ عن ابی ہریرہ نقل کیا ہے۔

(۴۱۶۱) (ز) صیفی بن المرقع [3]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی حدیث طلق بن غنام عن عمرو بن المرقّع بن صیفی عن ابیہ عن جدّہ کی سند سے روایت کی ہے کہ "نبی ﷺ نے چیونٹیوں کو مارنے سے منع کیا ہے"۔ [4] اس میں کئی اوہام ہیں۔ اوّل جدہ کی ضمیر عمرو کی جانب راجع کی ہے جبکہ وہ مرقّع کی جانب ہے اور شرف صحابیت صیفی کے والد کو حاصل ہے اور وہ رباح بن حارث ہیں۔ دوم عمرو، درست عمر ہے۔ سوم نَمله وہ تو عورت کا نام ہے۔ یہ حدیث صحیح الفاظ میں ابوداؤد اور نسائی میں ہے جسے حاکم وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ براء میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵٤٦) تجرید (۱/۲٦۹)

[2] مجمع الزوائد (۱/۲۰٤) کنز العمال (۱۷۸۸۰) المطالب العالیۃ (۲٦) اسد الغابہ (۲/٤٦٤)

[3] اسد الغابہ (۲۵٤۵) تجرید (۱/۲٦۹)

[4] السنن الکبریٰ (۹/۳۱۷) المعجم الکبیر (۱۲/۳۹۸)

حرفِ ضاد (نقطہ دار)

القسم الاوّل ازحرفِ ضاد

باب ضاد کے بعد باءِ جیم اور حاء

۴۱۶۲ ضبّ بن مالك [1]

مدائنی نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۴۱۶۳ الضحّاك بن ابی جبیرہ انصاری

بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ ابن مندہ نے بطریق المسعودی عن اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی عن الضحاك بن ابی جبیرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) بھیجے گئے ہیں"۔ [3]
بغوی اور ابن مندہ نے یہ روایت ﴿ولا تنا بزوا بالالقاب﴾ [4] "اور برے لقبوں سے نہ پکارو" والی آیت کے شان نزول کی حدیث ترجمة الباب میں نقل کی ہے۔ جو الٹ ہے درست ابوجبیرہ بن الضحاک ہے جیسا کہ کنیتوں میں بیان ہوگا، مزید وضاحت قسم رابع میں ہوگی۔

۴۱۶۴ الضحاك بن حارثه [5]

بن زید بن ثعلبہ بن عبید انصاری الخزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ عروہ نے شرکائے بیعتِ عقبہ [6] اور ابوحاتم [7] کا قول ہے: عقبی بدری ہیں، ان سے علم مروی نہیں۔

۴۱۶۵ الضحاك بن خليفه [8]

بن ثعلبہ، بن عدی بن کعب بن عبدالاشہل انصاری اشہلی۔ بقول ابوحاتم: [9] غزوہ بنی نضیر میں شریک ہوئے، ان کا ذکر تو ملتا ہے لیکن روایت نہیں۔ بقول ابوعمر: [10] یہ ابوجبیرہ بن الضحاک کے بیٹے ہیں۔ اُحد میں شریک ہوئے اور خلافتِ فاروقی تک زندہ

---

[1] تجرید (۲۶۹/۱) [2] اسد الغابہ (۲۵۴۸) استیعاب (۱۲۵۲) تجرید (۲۶۹/۱)
[3] بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا و الساعة کهاتین (۶۵۰۴) مسلم (۷۳۳۰) ترمذی (۲۲۱۴)
[4] سورة الحجرات (۱۱) [5] اسد الغابہ (۲۵۴۹) استیعاب (۱۲۵۳) تجرید (۲۷۰/۱) [6] السیرة النبویه (۲۵۲/۲)
[7] الجرح والتعدیل (۴۵۷/۴) [8] اسد الغابہ (۲۵۵۰) استیعاب (۱۲۵۴) تجرید (۲۷۰/۱)
[9] الجرح والتعدیل (۲۵۸/۴) [10] استیعاب (۷۴۱/۲)

رہے۔ ان پر عیب تھا۔ یہ وہی ہیں جن کا اور محمد بن مسلمہ کا چھوٹی ندی میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پیش کیا تو آپ نے محمد سے کہا: ''وہ اسے گزار کر رہے گا خواہ تمہارے پیٹ پر سے''۔ [1] ابن شاہین فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی داؤد کو فرماتے سنا: یہ وہی ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''تمہارے سامنے خوبصورتی کی چھاپ والا جنتی شخص آئے گا، قیامت کے دن جس کا وزن اُحد جتنا ہوگا''۔ [2] تو ضحاک بن خلیفہ نمودار ہوئے۔ انہوں نے ہی اپنے آقا سے اپنے آپ کو مال کے عوض خرید لیا تھا، جسے مدینہ میں ضحاک کے مال سے بلایا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: اس بات اور ابن سعد کے کلام میں فرق ہے۔ میں نے جو دیوانِ حسان میں بروایت ابوسعید السکری دیکھا ہے کہ بنی قریظہ کے بارے میں ضحاک بن خلیفہ اشہلی کی ہجو کرتے ہیں۔ ضحاک کا والد منافق تھا جو عبدالحمید بن ابی جبرہ کے دادا ہیں، پھر وہ اشعار ذکر کیے۔

میں کہتا ہوں: شاید یہی ابن سعد کے سلف (پیشرو) ہیں، لیکن یہ تو ضحاک کے والد کے بارے میں ہوئے، نہ کہ خود ان کے بارے میں۔ ابن اسحاق نے غزوۂ تبوک میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شویکر یہودی کے گھر میں جمع ہیں اور لوگوں کو جنگ میں شرکت سے روک رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ ان کے گھر کو آگ لگا دیں۔ تو انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ جن میں ضحاک بن خلیفہ گھر کی چھت سے کود پڑے تو ان کا پاؤں ٹوٹ گیا، یوں وہ بچ نکلے، جس کے بارے میں کہتے ہیں: ''اللہ کے گھر کی قسم! قریب تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے لگائی ہوئی آگ سے ضحاک اور ابن ابیرق گر پڑتے۔ تم پر سلام ہو اب میں ایسا کام نہیں کروں گا مجھے خوف ہے جس پر بادشمالی گزرے، وہ جل جاتا ہے''۔ لگتا ہے وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ ابن سعد کا قول ہے اس کے بعد توبہ کر لی اور ان کی حالت درست ہو گئی۔

۴۱۶۶ الضحاك بن ربيعه [*]

بقول بعض: ابن ابی عمر والحمیری۔ بقول ابوعمر: العلاء بن الحضرمی کے خط میں ان کا ذکر ہے۔

میں کہتا ہوں: شبیب بن قرہ کے حالات میں اختلاف بیان ہو چکا ہے۔

۴۱۶۷ الضحاك بن زِمْل الجُهَنى

عبداللہ بن زمل میں ذکر ہوگا۔

۴۱۶۸ الضحاك بن سفيان [*]

بن حارث بن زائدہ بن عبداللہ بن حبیب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن بھثہ بن سلیم السلمی۔ بقولِ ابن کلبی: صحابی ہیں۔ اسی طرح ابن سعد، [5] ابن البرقی اور ابن حبان [6] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سب کا کہنا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علم بنا کر دیا تھا۔ وثیمہ کتاب الردۃ میں لکھتے ہیں: بنی سلیم کے علمبردار اور سردار تھے۔ انہوں نے ان سے اس وقت کہا: جب ان لوگوں نے الفجاءۃ

---

[1] اسد الغابہ (۴٦٦/٢) [2] مسند احمد (١٦٦/٣) المستدرك (٧٣/٣) المعجم الكبير (٢٠٦/١٠)

[*] اسد الغابہ (2551) تجريد (٢٧٠/١) [*] اسد الغابہ (2553) [5] الطبقات (١٧/٤) [6] الثقات (١٩٨/٣)

اسلمی کی پیروی اختیار کر لی تھی: بنی سلیم! تم نے بہت برا کیا۔ اور انہیں مبالغہ آمیز نصیحت کی، لیکن ان لوگوں نے انہیں برا بھلا کہا اور ان کے قتل کے درپے ہوگئے تو یہ وہاں سے کوچ کر گئے، پھر ان لوگوں کو ندامت ہوئی اور ان سے عرض کرنے لگے کہ نہیں آپ یہیں رہیں لیکن وہ نہ مانے اور کہنے لگے: مجھے تم سے بھلائی کی کوئی امید نہیں، اور اس کے متعلق اشعار بھی کہے۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ ان لوگوں سے جنگ کے لیے واپس آئے اور شہادت پائی، ان کا شعر ہے: ع

''فجاءہ نے بنی سلیم پر ایسی رسوائی مَلی ہے جس کی عار زمانے میں باقی رہے گی''۔

ابوعمر نے ضحاک کلابی کے حالات میں لکھا ہے: جب نبی ﷺ فتح مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سلیم نو سو (۹۰۰) افراد تھے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا تمہیں ایسے شخص کے بارے رغبت ہے جو سو کے برابر ہو اور تمہاری ہزار کی نفری پوری کر دے؟ تو ضحاک سے اس کمی کو پورا کیا گیا وہ ان کے سردار بھی تھے۔ جن کے بارے میں عباس بن مرداس سلمی کہتے ہیں: جن لوگوں سے تم نے وعدہ کیا انہوں نے نبھایا، وہ ایسا لشکر ہے جس کا امیر تم نے ضحاک کو مقرر کیا۔ تم نے اسے نیزوں کی تکالیف کا امیر بنایا، لگتا ہے جب دشمن اس سے شکست خوردہ ہوا وہ تمہیں دیکھ رہا تھا۔ کبھی تو وہ دو ہتھی تلوار چلاتا ہے اور کبھی تیز دھار تلوار سے کھوپڑیاں تن سے جدا کر دیتا ہے۔ ابن شاہین نے اس کا مفہوم نقل کیا ہے، لیکن غزوے کا نام متعین نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: مجھے لگتا ہے اس عنوان والے وہ ہیں جن کا ذکر ہونے لگا ہے۔ واللہ اعلم

۴۱۶۹ الضحاك بن سفيان[1]

بن عوف بن ابی بکر بن کلاب ابوسعید کلابی۔ بقول ابن حبان[2] اور ابن السکن صحابی ہیں۔ قرہ بن دعموص النمیری کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابوعبید فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا اور آپ نے انہیں پرچم باندھ کر دیا۔ بقول واقدی: اپنی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور تھے۔ بہادر تھے اور سو گھڑ سواروں کے مقابلے میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں ایک سریے میں بھیجا جس کے متعلق عباس بن مرداس کہتے ہیں:

ان الذين وفوا بما عاهدتهم　　جيش بعثت عليهم الضحّاكا[3]

بقول ابن سعد:[4] وہ موالی ضریہ میں نجد فروکش ہوا کرتے تھے، اور وہاں اپنی قوم کے مسلمانوں کے والی تھے۔ ابن السکن نے بسند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، فرمایا: ضحاک بن سفیان کلابی رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرے تو انہوں نے آپ علیہ السلام سے کہا: جبکہ میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا، کیا آپ کو ام شبیب کی بہن (جو ضحاک کی بیوی تھی) کے بارے کوئی رغبت ہے تو آپ نے اس سے شادی کر لی، لیکن رخصتی سے پہلے طلاق دے دی، پھر جب آپ جعرانہ سے واپس آئے تو انہیں بنی کلاب کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ سعید بن المسیب کی بحوالہ ان کے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا کہ اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔ اصحاب سنن نے یہ روایت نقل کی ہے۔[5] ان سے ایک حدیث حسن بصری نے نقل کی ہے جسے بغوی نے ذکر کیا ہے اور مولہ بن کثیف کے حالات میں وہ روایت بیان ہوگی جو بغوی اور ابن قانع نے ان کے طریق سے نقل کی ہے

---

[1] اسد الغابه (٢٥٥٤) استيعاب (١٢٥٥) تجريد (١/٢٧٠) [2] الثقات (٣/١٩٨) [3] السيرة النبويه (٤/٨١)

[4] الطبقات (٤/١٧) [5] ابوداؤد كتاب الفرائض باب فى المرأة ترث من دية زوجها (٢٩٢٧) مسند احمد (٣/٤٥٢)

کہ ضحاک بن سفیان کلابی رسول اللہ ﷺ کے شمشیر زن تھے جو تلوار لٹکائے آپ کے پاس کھڑے رہتے تھے۔ [1]

۴۱۷۰ ضحاك بن عبد عمرو [2]

بن مسعود بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار انصاری خزرجی نجاری۔ بقول ابن حبان: بدر میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: ان سے علم مروی نہیں۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: اُحد [3] میں بھی شریک ہوئے۔ یہ نعمان بن عبد عمرو کے بھائی ہیں۔

۴۱۷۱ الضحاك بن عرفجه السعدى [4]

ابن مندہ نے بطریق عبداللہ بن عرارہ عن عبدالرحمن بن طرفه عن الضحاك بن عرفجه روایت کی ہے، یوم کلاب میں ان کی ناک شہید ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا۔ اسی طرح وارد ہے: مشہور تو یہ ہے کہ عرفجہ کی ناک کٹی تھی۔ جیسا کہ المبارک نے عن ابی الاشهب عن ابی طرفه بن عرفجة عن جده عرفجة نقل کیا ہے۔

۴۱۷۲ الضحاك بن قيس [5]

بن خالد بن وہب بن ثعلبہ الفہری۔ ابو انیس، ابو عبدالرحمٰن، فاطمہ بنت قیس کے بھائی۔ بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الکنی'' میں لکھا ہے: بدر میں شریک ہوئے جو بہت بڑا وہم ہے جس سے ابن عساکر نے خبردار کیا ہے۔ نسائی نے ان کی صحیح الاسناد بروایت زہری عن محمد بن سوید الفہری بحوالہ ان کے ایک حدیث نقل کی ہے۔ بعض نے نبی ﷺ سے ان کے سماع کو بعید سمجھا ہے جبکہ اس میں کوئی بعد نہیں۔ کیونکہ ان کی نبی ﷺ کی وفات کے وقت کی عمر کے بارے میں کم از کم یہ کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ (۸) سال کے تھے۔ طبری کا قول ہے: وفات نبوی کے وقت سمجھدار لڑکے تھے۔ واقدی کا قول ہے، ان کے علاوہ کا کہنا ہے: نبی ﷺ سے سماع کیا ہے۔ امام احمد [6] اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق علی بن زید عن الحسن روایت کی ہے، جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہوگیا تو ضحاک بن قیس نے لکھا: امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت سے پہلے ایسے فتنے ہوں گے جیسے دھوئیں کے ٹکڑے''۔ (حدیث) نیز ان سے محمد بن سوقہ ابو اسحاق سبیعی، تمیم بن طرفہ، میمون بن مہران، عبدالملک بن عمیر، شعبی اور ہارون روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حبیب بن سلمہ سے جو ان کے ہمعصر اور قریبی ہیں، روایت کی ہے۔ اور ہم نے فوائد ابن ابی شریح میں بطریق ابن جریج عن محمد بن طلحہ عن معاویہ بن ابی سفیان روایت کی ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا کہ ضحاک بن قیس (جو عادل راوی ہیں) نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش کا ایک والی رہے''۔ [7] زبیر فرماتے ہیں: ضحاک بن قیس دمشق میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے، آپ نے انہیں کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، پھر معزول کر دیا، بعد میں دمشق کا گورنر بنا دیا۔ وہ امیر معاویہ کی وفات

---

[1] كنز العمال (٣٧١٥٦) تهذيب تاريخ دمشق (٢٦١/٧) [2] اسد الغابه (٢٥٥٥) استيعاب (١٢٥٦) تجريد (٢٧٠/١)

[3] اسد الغابه (٤٦٧/٢) [4] اسد الغابه (٢٥٥٦) استيعاب (١٢٥٧) تجريد (٢٧٠/١)

[5] اسد الغابه (٢٥٥٧) استيعاب (١٢٥٨) تجريد (٢٧٠/١) [6] مسند احمد (٤٥٣/٣)

[7] المعجم الكبير (٣٥٧/٨) المستدرك (٥٢٥/٣)

کے وقت حاضر تھے۔ آپ کا جنازہ پڑھا اور یزید کے حق میں لوگوں سے بیعت لی۔ پھر جب یزید بھی فوت ہوگیا اور معاویہ بن یزید بن معاویہ خلیفہ بنا تو ضحاک اپنی طرف بلانے لگے۔ بقول خلیفہ: ترپن (۵۳ھ) میں جب زیاد کا انتقال ہوا تو عبداللہ بن خالد بن اسید کوفہ کے نائب مقرر ہوئے، جنہیں امیر معاویہ نے معزول کر کے ضحاک بن قیس کو امیر بنا دیا۔ بعد میں انہیں معزول کر کے عبدالرحمٰن بن ام الحکم کو مقرر کر دیا، اس کے بعد امیر معاویہ نے ضحاک کو دمشق کا والی بنا دیا تو یزید نے اپنی وفات تک انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔ پھر ضحاک نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف لوگوں کو بلایا اور لوگوں سے ان کے لیے بیعت لی، یہاں تک کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ کا انتقال ہوگیا۔ اوروں کا کہنا ہے: عبیداللہ بن زیاد نے انہیں دھوکا دیا تھا، ان سے کہا: آپ قریش کے بزرگ ہیں اوروں کے لیے بیعت لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے لیے بیعت لینا شروع کر دی تو مروان نے ان سے جنگ کی، پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف دعوت دینے لگے تو پھر مروان نے ان سے جنگ کی، یوں ضحاک بمقام مرج راہط چونسٹھ یا پینسٹھ (۶۵/۶۴ھ) میں شہید کر دیئے گئے۔ طبری کا قول ہے: یہ واقعہ پندرہ (۱۵) ذوالحجہ چونسٹھ (۶۴) ھ کو پیش آیا۔ اسی پر ابن مندہ کا اعتماد ہے۔ اور ابن زید نے اپنی ''وفیات'' میں بطریق یحییٰ بن بکیر عن اللیث لکھا ہے کہ واقعہ مرج راہط عیدالاضحیٰ کی دو راتوں کے بعد پیش آیا۔

۴۱۷۳ الضحاك بن النعمان ❶

بن سعد۔ ابن ابی عاصم ❷ نے ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عتبہ بن ابی حکیم عن سلیمان بن عمرو عن الضحاک بن النعمان بن سعد روایت کی ہے کہ مسروق بن وائل نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور کہنے لگے: میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ کچھ آدمی بھیجیں جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں، آپ نے حضرت معاویہ کو حکم دیا اور خط لکھوایا: ''محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے حضرموت ❸ کے سرداروں کی طرف'' پھر اس خط کا ذکر کیا اور نبی ﷺ نے زیاد بن لبید کو بھیجا، اس روایت کا ایک طریق مسروق کے حالات میں بیان ہوگا۔

۴۱۷۴ الضحاك الانصاری ❹ (بے نسبت)

طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن زیاد عن ابراہیم بن بشیر انصاری عن الضحاک انصاری روایت کی ہے، فرمایا: جب نبی ﷺ خیبر کی جانب روانہ ہوئے، تو مقدمۃ الجیش پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ان سے فرمایا: جبرائیل تم سے محبت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کو معلوم ہوا کہ جبرائیل مجھ سے محبت کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اور جو جبرائیل سے بہتر ہے''۔ ❺ اس کی سند ضعیف ہے، سفیان بن قیس بن حارث کے حالات میں ایک اور حدیث کے دوران ضحاک انصاری کا ذکر ہو چکا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ عالم تھے، شاید وہ یہی ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۵۵۹) تجرید (۲۷۱/۱) ❷ الاحاد والمثانی (۱۷۳/۵) ❸ جامع المسانید (۴۲۵/۶)

❹ اسد الغابہ (۲۵۴۷) تجرید (۲۶۹/۱) ❺ المعجم الکبیر (۳۶۱/۸)

باب ضاد کے بعد راء

۴۱۷۵ ضرار بن الازور[1]

ازور کا نام مالک بن اوس بن جذیمہ.... الاسدی تھا۔ کنیت ابوالازور یا ابو بلال تھی۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ،[2] ابن حبان و ابو حاتم:[3] صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: کوفہ کے رہائشی تھے، ابن حبان، دارمی،[4] بغوی اور حاکم[5] نے بطریق الاعمش بحوالہ ضرار بن الازور روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دودھیا اونٹنی ہدیئے میں آئی۔ آپ نے مجھے اس کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ میں نے اچھی طرح چھان جھاڑ کر اسے دوہ ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ دودھ بچے کے لیے رہنے دو''۔ بغوی کی روایت میں ہے کہ میرے گھر والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھے اونٹنیاں دے کر بھیجا.... (حدیث) بغوی نے اسے بطریق سفیان عن الاعمش نقل کیا تو کہا: عن عبداللہ بن سنان عن ضرار۔ ابن شاہین نے بطریق موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر عن ابیہ عن ضرارہ اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ بغوی اور ابن شاہین نے روایت کی ہے کہ ضرار بن الازور نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ اشعار سنائے:

''میں نے جام و سرود کو اور جو شراب میں پیتا تھا اور ثمال کو چھوڑ دیا ہے۔ مجبّر پر نشے کی حالت میں حملہ کرنا اور مشرکین پر بھرپور طریقے سے حملہ کرنا''۔

جمیلہ کہنے لگی:

''تو نے ہمیں اور اپنے گھر والوں کو مختلف حالتوں میں چھوڑ دیا، اے میرے رب! میں کسی سودے میں خسارہ نہ کھاؤں کیونکہ میں نے بدلے میں اپنے اہل و عیال کو بیچ (چھوڑ) دیا ہے''۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فائدے کا سودا ہے''۔

اسے طبرانی[6] نے بطریق سلام ابی المنذر عن عاصم عن ابی وائل عن ضرار نقل کیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ان دو حدیثوں کے علاوہ ضرار کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ بقول بعض: ان کے ہزار اونٹ ان کے چرواہوں سمیت تھے۔ ان سب کو چھوڑ دیا۔ ایک قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنی اسد کے علاقہ سے شکار منع کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

ان کی وفات میں اختلاف ہے۔ بقول واقدی: یمامہ، بقول موسیٰ بن عقبہ: اجنادین، جسے ابو نعیم نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابو عروبہ حرانی کا قول ہے: حران فروکش ہوئے اور یہیں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے: یرموک اور فتح دمشق میں شرکت کی۔ بقول بعض: دمشق میں وفات پائی۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن المبارک عن کہمس عن ہارون بن الاصم روایت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا اور ضرار فوت ہو چکے تھے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ایسا نہیں کہ ضرار کو رسوا کرے۔ اسے یعقوب

---

[1] اسد الغابہ (۲۵٦۰) استیعاب (۱۲۵۹) تجرید (۲۷۱/۱) [2] التاریخ الکبیر (۳۳۸/۲)

[3] الجرح والتعدیل (٤٦٤/٤) [4] دارمی کتاب الاضاحی باب فی اکل المیتۃ للمضطر (۸۸/۲)

[5] المستدرک (٦۳/۲) [6] المعجم الکبیر (٤۳/۸)

بن سفیان نے اسی سند سے طویل نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ضرار کو ایک مہم پر روانہ کیا تو ان لوگوں نے بنی اسد کے ایک قبیلے پر حملہ کیا اور ایک خوبصورت عورت گرفتار کرلی۔ ضرار نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ مجھے دے دو، تو انہوں نے کہا لے لیں۔ تو وہ اس سے ہمبستر ہوئے، بعد میں ندامت ہوئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسے تمہارے لیے پسند کیا تھا۔ وہ کہنے لگے: نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ اسے پتھروں سے کچل دو، ادھر خط آیا اور وہ پہلے فوت ہو چکے تھے، جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ ایسا نہیں کہ ضرار کو رسوا کرتا۔ ایک قول ہے: انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حکم سے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا، ایک قول یہ ہے کہ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے ابوجندب کے ساتھ مل کر شراب نوشی کی تھی، تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے ان لوگوں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے جواباً لکھا: انہیں بلا کر پوچھو، اگر یہ کہتے ہیں کہ حلال ہے تو انہیں قتل کر دو اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ حرام ہے تو انہیں کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا تو ان سب نے کہا: حرام ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] اپنی تاریخ میں موسیٰ بن عقبہ کے قول کے بعد کہ ضرار بن ازور خلافت ابی بکر میں شہید ہوئے، لکھتے ہیں: وہم ہے، وہ تو ضرار بن خطاب تھے۔

(۴۱۷۶) ضرار بن الخطّاب [2]

بن مرداس بن کثیر بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری۔ بقول ابن حبان: [3] صحابی ہیں۔ بقول زبیری: شہسوار شاعر تھے، ان کے والد اپنے دور میں بنی فہر کے سردار تھے۔ ضرار شہسوار تھے، قریش میں ان سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ تھا۔ ان کے بعد زبعری ہوا ہے۔ ابن سعد [4] لکھتے ہیں: انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بڑی سخت جنگیں لڑیں، اُحد و خندق میں ان کا ذکر ملتا ہے، پھر فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لے آئے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بقول خطیب: بلکہ فتح مدائن کی شرکت تک پھر شام فروکش ہونے تک زندہ رہے۔

ابن مندہ ان کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کا ذکر ملتا ہے، لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں۔ ان سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا اور نہ مسلمانوں میں۔ ابن عساکر [5] ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابن مندہ کی بات صحیح ہے۔ ذہبی ''زہریات'' میں زہری کی حدیث عن السائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ ہم مکہ کے راستے میں عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ تھے، اچانک عبدالرحمٰن نے رباح بن المعترف سے کہا: ہمیں گنگنا کر سناؤ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر تم شروع ہی کرنے لگے ہو تو ضرار بن الخطاب کے اشعار سناؤ۔ ابوعبیدہ لکھتے ہیں: انہوں نے ہی ام جمیل دوسیہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھی، کی وفا کو مشہور کیا تھا۔ ہشام بن ولید بن مغیرہ نے ابوازیہر دوسی کو قتل کیا تھا، وہ ابوسفیان کا داماد تھا۔ اس کی قوم کو پتہ چلا تو وہ ضرار بن الخطاب پر پل پڑے تا کہ انہیں قتل

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۳۸/۲) [2] اسد الغابہ (۲۵۶۱) استیعاب (۱۲۶۰) تجرید (۲۷۱/۱) [3] الثقات (۲۰۰/۳)
[4] الطبقات الکبریٰ (۳۳۶/۵) [5] مختصر تاریخ دمشق (۱۵۶/۱۱)

کر دیں، وہ بھاگے اور ام جمیل کے گھر داخل ہو گئے۔ اس سے پناہ لی۔ ایک آدمی نے انہیں دیکھ لیا، آ کر تلوار کا حملہ کر دیا، خیر سے تلوار کی نوک دروازے پہ جا پڑی، ام جمیل ان کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی قوم کو پکارنے لگی، تو انہوں نے انہیں بچا لیا۔ جب حضرت عمر خلیفہ بنے ام جمیل سمجھی کہ یہ ان کے بھائی ہیں۔ آپ کے پاس آئی، جب ان کا نسب بیان کیا تو اصل واقعہ سامنے آ گیا۔ آپ نے فرمایا: میں تو صرف اسلام کے ناتے سے اس کا بھائی ہوں، وہ مجاہد تھا، ہمیں اس کے ساتھ تمہارے احسان کی قدر ہے۔ تو آپ نے اسے مسافر ہونے کی وجہ سے کچھ عطا کیا۔ یہ روایت ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں واضح ہے۔ اس لیے ابونعیم کے تعاقب کا کوئی جواز نہیں۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے: جس خاتون نے ضرار بن الخطاب کو پناہ دی تھی وہ ام غیلان دوسیہ تھی، جس کے بارے ضرار کہتے ہیں: ؎

''اللہ تعالیٰ میری طرف سے ام غیلان کو اور اس کے خاندان کی عورتوں کو اچھا بدلہ دے، کیونکہ وہی پراگندہ اور دراز گردن ہیں۔ اور عوف کو اللہ تعالیٰ بہتر بدلہ دے اس نے نہ کمزوری دکھائی اور نہ میرے سامنے اس کے جوڑ ڈھیلے ہوئے''۔

لکھتے ہیں: عوف اس خاتون کا بیٹا تھا۔ زبیر نے ضرار بن خطاب کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے فتح مکہ کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہے تھے: ؎

''اے ہدایت کے نبی! قریش کا قبیلہ پناہ کے وقت آپ کے پاس پناہ گزیں ہوا، جب زمین کی کشادگی ان کے لئے تنگ پڑ گئی اور آسمان کے الٰہ و معبود کی دشمنی میں یہ لوگ آ گئے تھے۔ قوم کی حالت سنگین تھی اور انہیں بڑی سخت مصیبت کا اعلان سننا پڑا کہ سعد اہل حجون اور بطحاء کی کمر توڑنا چاہتا ہے''۔

لکھتے ہیں: ضرار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ہم لوگ قریش کے حق میں تم سے بہتر ثابت ہوئے۔ تم نے انہیں جہنم بھیجا اور ہم نے انہیں جنت۔

۴۱۷۷ ضرار بن القعقاع[1] ابوبسطام

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق زید بن ضرار بن قعقاع عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کی ہے، فرمایا: میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ آپ نے ہم میں سے ہر ایک آدمی کے لیے دو چادریں دینے کا حکم دیا۔[2]

۴۱۷۸ ضرار بن مقرّن المزنی[3]

بھائیوں میں کے ایک۔ سیف اور طبری کا بیان ہے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حیرہ کا محاصرہ کیا، جو بارہ (۱۲ھ) کا واقعہ ہے، تو انہیں امیر مقرر کیا۔ اور اس دور میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم امیر بنائے جاتے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۶۲) تجرید (۲۷۱/۱) [2] جامع المسانید (۴۳۴/۶) [3] اسد الغابہ (۲۵۶۳) تجرید (۲۷۱/۱)

(۴۱۷۹) ضرس بن قطیعه التمیمی [1]

بقول بعض: یہ وہی یتیم ہیں جن کا ذکر حدیث حنیفہ بن حذیم میں مذکور ہے۔ جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی یہ لاٹھی بڑی ہو''۔ [2] حنیفہ میں ذکر ہوا ہے۔

باب ضاد کے بعد میم

(۴۱۸۰) ضماد بن ثعلبه الازدی [3]

از ازدشنوءۃ۔ ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے مسلم اور نسائی نے بطریق عمرو بن سعید عن سعید بن جبیر عن ابن عباس نقل کیا ہے کہ ضماد مکہ آئے اور وہ دم کرتے تھے، انہوں نے سنا کہ لوگ حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) جادوگر، کاہن یا مجنون کہہ رہے ہیں۔ وہ آپ ﷺ سے ملے اور کہا: محمد (ﷺ)! میں علاج کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی ہر طرح کی تعریف کرتے اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔ (الحدیث) اسی میں ہے کہ ضماد اسلام لے آئے، اور اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ بغوی نے یہ روایت باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے: پھر نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جو ضماد کے علاقوں سے گزرا تو لشکر کے امیر نے کہا: ان لوگوں کی کوئی چیز نہیں لینی۔ مسدد نے اپنی مسند میں اس حدیث کے شروع میں اضافہ نقل کیا ہے۔ ضماد نبی ﷺ کے دوست تھے، وہ علاج معالجہ کرتے تھے۔ وہ علم کی طلب کے لئے نکلے تھے، پھر جب واپس آئے تو نبی ﷺ مبعوث ہو چکے تھے۔ پھر اس کا ذکر کیا۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے ضماد کی اس کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن حبان کی کتاب الصحابہ میں ''ضمان الازدی'' لکھا ہے، وہ نبی ﷺ کے دوست تھے۔ میں نے حافظ ابو علی بکری کے قلم سے ایسا ہی لکھا دیکھا۔ یہی قول ابن مندہ کا ہے: انہیں ضماد اور ضمام کہا جاتا ہے۔

(۴۱۸۱) ضمام بن ثعلبه السعدی [4]

از بنی سعد بن بکر۔ ان کا ذکر حدیث انس میں آتا ہے، جو صحیحین میں ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، اتنے میں ایک دیہاتی آ کر کہنے لگا: تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟..... (حدیث) اسی میں ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا۔ اور کہنے لگا: میں اپنی قوم کے باقیماندہ لوگوں کا قاصد ہوں، میں ضمام بن ثعلبہ ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] کی کتاب میں اس کا مدار لیث پر عن سعید المقبری عن شریک عن انس ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تعلیقاً بھی ذکر کیا ہے۔ مسلم نے بروایت سلیمان بن المغیرہ عن ثابت عن انس موصولاً نقل کیا ہے۔ اور نسائی [6] بغوی نے بطریق عبیداللہ بن عمر عن سعید عن ابی ہریرہ وعروہ، وہ دونوں سند میں ہیں، روایت کی ہے۔ متن میں ان کے ''ضمام بن ثعلبہ'' کہنے سے پہلے ہے رہی ہنات یعنی کھلی برائیاں تو اللہ کی قسم! ہم جاہلیت میں ہی ان سے بچتے

---

[1] اسد الغابه (٢٥٥٤) تجريد (٢٧٢/١) [2] مسند احمد (٦٨/٥) [3] اسد الغابه (٢٥٦٧) استيعاب (١٢٦٩) تجريد (٢٧٢/١)

[3] مسلم كتاب الجمعة باب رفع الصوت فى الخطبة و ما يقول فيها (٢٠٠٥) [5] الثقات (٢٠١/٣)

[4] اسد الغابه (٢٥٦٨) استيعاب (١٢٧٠) تجريد (٢٧٢/١) [5] بخارى كتاب العلم باب ما جاء فى العلم (٦٣)

[6] نسائى كتاب الصيام باب وجوب الصيام (٢٠٩١)

تھے۔ جب وہ روانہ ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کو دین کی سمجھ آگئی''۔ [۱] حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے: میں نے ضمام بن ثعلبہ سے بڑھ کر بہتر اور مختصر سوال کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ابوداؤد کی روایت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بنی سعد نے ضمام بن ثعلبہ کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ پھر لمبا تذکرہ کیا۔ اس کے آخر میں ہے: ہم نے کسی قوم کا نمائندہ ضمام سے بڑھ کر افضل نہیں دیکھا۔ بغوی لکھتے ہیں: کوفہ رہائش پذیر تھے۔ ابن مندہ اور ابوسعید نیشاپوری کی روایت ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی تمیم کے ضمام بن ثعلبہ نامی آدمی سے مروی ہے، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ ان کا ''بنی تمیم سے'' کہنا وہم ہے۔ واقدی کا گمان ہے کہ وہ پانچ (۵ھ) میں آئے تھے، اس میں تامل ہے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ابوعبیدہ سے منقول ہے وہ نو (۹ھ) میں آئے، یہی میرے نزدیک زیادہ راجح ہے۔

۴۱۸۲ ضمام بن زید [۲]

بن ثوابہ بن الحکم بن سلمان بن عبد عمرو بن الخارف بن مالک بن عبداللہ بن کثیر بن مالک ..... ہمدانی ثم الخارفی۔ ابن کلبی، طبری اور ہمدانی کا قول ہے: نبی ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوئے۔

۴۱۸۳ ضمام بن مالک السَّلْمَانیّ

نبی ﷺ کی تبوک سے واپسی کے موقع پر آئے۔ ابوعمر [۳] نے مالک بن نمط کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے، اور رشاطی کا گمان ہے یہ پہلے والے ہیں۔ ابواسحاق سبیعی کا قول ہے: ہمدان کا وفد آیا تو ان میں مالک بن نمط بھی تھے۔

۴۱۸۴ (ز) ضمرہ بن بشر ابن عمرو میں ذکر ہوگا۔

۴۱۸۵ ضمرہ بن ثعلبہ البہزی [۴]

وہی السُّلَمِیّ۔ بقول ابوحاتم: [۵] صحابی ہیں۔ ابن السکن، بقول بعض: صحابی ہیں۔ بغوی لکھتے ہیں: شام رہتے تھے۔ ابن حبان کا قول ہے: اہل شام سے ان کی حدیث مروی ہے۔ امام احمد [۶] اور بغوی کی بطریق یحییٰ بن جابر عن ضمرہ بن ثعلبہ روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے یمن کے دو جوڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ضمرہ! تمہارا کیا خیال ہے، تمہارے یہ دونوں جوڑے تمہیں جنت میں پہنچا دیں گے؟'' وہ کہنے لگے: ''آپ میرے لیے استغفار فرمائیں، میں انہیں اتارے دیتا ہوں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ضمرہ کی مغفرت فرما!'' وہ جلدی سے گئے اور دونوں کو اتار دیا۔ بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابن السکن، طبرانی [۷] اور ابن شاہین کی روایت ہے کہ ضمرہ بن ثعلبہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک تم لوگ خیر سے رہو گے جب تک آپس میں حسد نہیں کرو گے''۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب ہے، پھر مجھے ان کی تیسری حدیث مل گئی جو طبرانی [۸] نے اسی سند سے بطریق یحییٰ بن جابر نقل کی ہے کہ ضمرہ بن ثعلبہ بہزی صحابیٔ رسول ﷺ سے مروی

---

[۱] کنز العمال (۱۳۷۳) فتح الباری (۱/۱۵۳) [۲] اسد الغابہ (۲۵۶۹) تجرید (۱/۲۷۲) [۳] استیعاب (۲/۳۹۶)
[۴] اسد الغابہ (۲۵۷۱) استیعاب (۱۲۶۱) تجرید (۱/۲۷۲) [۵] الجرح والتعدیل (۴/۴۶۶) [۶] مسند احمد (۴/۳۳۹)
[۷] المعجم الکبیر (۸/۳۰۹) [۸] المعجم الکبیر (۸/۳۶۹) [۹] السیرۃ النبویۃ (۴/۱۱۴)

ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! میرے لیے شہادت کی دعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں ابن ثعلبہ کے خون کو مشرکین پر حرام ہونے کی دعا کرتا ہوں''۔ تو وہ لمبا عرصہ زندہ رہے، وہ دشمنوں کی صفوں پر حملہ کرتے اور انہیں منتشر کر دیتے، پھر واپس آ جاتے۔

۴۱۸۶ (ز) ضمرہ بن جندب

جندع بن ضمرہ میں ذکر ہوا ہے۔

۴۱۸۷ (ز) ضمرہ بن الحارث

بن جشم بن حبیب بن مالک السلمی۔ ابن ہشام [1] اور اموی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ حنین میں شریک ہوئے، وہ کہتے ہیں: ؏

''میں نہدہ کے ننگی پیٹھ والے گھوڑوں پر بیٹھا رہا، پڑتلے سے میرا تہبند لگ رہا تھا، ایک دن لوٹ مار کے پیچھے اور کبھی انصار کے ساتھ مجاہدہ کرتا''۔

اموی نے ان کے دوسرے اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے طائف کے موقع پر کہے تھے۔ بقول بعض: یہ ضمضم ہیں۔ جن کا تذکرہ ہونا ہے۔

۴۱۸۸ ضمرہ بن الحصین [1]

بن ثعلبہ البلوی۔ جیزی نے بحوالہ سعید بن کثیر بن عفیر لکھا ہے کہ بیعتِ رضوان کی، پھر مصر فروکش ہوئے اور وہیں رہنے لگے۔

۴۱۸۹ ضمرہ بن ربیعہ السُلَمیّ

بقول بعض: ابن سعد، یہی مشہور ہے۔ ایک قول ہے: ضُمَیْرہ۔ امام بخاری اور ابن السکن کا قول ہے: صحابی ہیں۔ بقول بغوی: مدینہ کے رہائشی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ابوداؤد اور بغوی وغیرہ کی کتابوں میں بروایت زیاد بن ضمیرہ بن سعد عَن ابیہ کی سند سے مروی ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ معلوم نہیں۔ مکتیل کے حالات میں بیان ہوگا کہ ضمیرہ اور ان کا بیٹا سعد حنین میں شریک ہوئے۔ مغازی ابن اسحاق میں ہے مجھ سے محمد بن جعفر نے زیاد بن ضمرہ بن سعد سے سن کر بحوالہ عروہ بیان کیا کہ ان کے والد اور نانا حنین میں شریک ہوئے، پھر بطریق الحکم بن حارث بن محمود بن سفیان بن ضمرہ بن سعد روایت کی ہے وہ اپنے دادا محمود وہ اپنے والد سفیان سے وہ ضمرہ بن سعد سے کہ نبی ﷺ نے اپنی ہجرت کے آغاز میں انہیں سوارقیہ بطور قطعہ عطا کیا جسے دار ضمرہ کہا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں: غریب ہے۔

۴۱۹۰ ضمرہ بن عمرو الخزاعی

جُندع میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] تجرید (۲۷۲/۱)

۴۱۹۱ ضمرہ بن عمرو [1]

بن کعب الجہنی۔ بقول بعض: ضمرہ بن بشر، انصار کی شاخ خزرج میں سے بنی طریف کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں اور ابن اسحاق نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ بسبس بن عمرو بن ثعلبہ کے بھائی ہیں۔ حرف باء میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے، انصار میں شمار ہوتے ہیں۔

۴۱۹۲ ضمرہ بن عیاض الجُهَنی [2]

بقول ابوعمر: [3] انصار میں سے بنی سواد کے حلیف، اُحد میں شریک اور یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۱۹۳ ضمرہ بن ابی العیص [4]

یا ابن العیص۔ ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ولید بن کثیر عن یزید بن قسیط روایت کی ہے کہ ضمرہ بن عاص جندعی اسلام لائے اور ابن مندہ نے ابی اسامہ کی عن الولید بن کثیر سے روایت تعلیقاً ذکر کی ہے۔ فریابی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم سے قیس (جو ابن ربیع ہیں) نے عن سالم الافطس عن سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ جب یہ آیت ''ایمان والوں میں سے بیٹھے رہ جانے والے سوائے معذورین کے برابر نہیں'' [5] نازل ہوئی پھر اس میں مکہ کے مساکین کو رخصت ملی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک جن لوگوں کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں'' [6] تو وہ لوگ کہنے لگے: یہ تو ہلانے والی ہے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''ہاں وہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی چارہ سوجھائی دیتا ہے اور نہ کوئی راہ دکھائی دیتی ہے''۔ [7] تو ضمرہ بن عیص بن لیث کہ جن کی نظر نہیں تھی اور تھے مالدار، کہنے لگے: میں تو چارہ جوئی کر سکتا ہوں۔ میرے پاس مال اور غلام ہیں، مجھے سوار کرو، چنانچہ انہیں سوار کر دیا گیا اور وہ بیماری کی حالت میں روانہ ہو گئے۔ مقام تنعیم میں ان کی وفات ہو گئی اور مسجدِ تنعیم میں دفن ہوئے۔ تو خصوصاً ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ''جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلا''۔ (آیت) [8] ابن مندہ نے اسے ہیثم کے حوالہ سے عن سالم الافطس تعلیقاً نقل کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بطریق اسرائیل عن سالم الافطس نقل کیا تو کہا: عن سعید بن جبیر عن ابی ضمرہ بن العیص الزرقی، اس کی وضاحت جندع بن ضمرہ کے حالات میں ہو چکی ہے۔

ابن مندہ بحوالہ ابن عباس روایت کی ہے: مجھے اس آدمی کے نام کی جستجو ہوئی جس کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے نکلا تھا، وہ ضمرہ بن ابی العیص ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے ابو احمد زبیری نے عن محمد بن شریک عن عمرو بن دینار عن عکرمہ عن ابن عباس نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ضمرہ یا ابن ضمرہ نامی ایک شخص تھا، پھر اس کا ذکر کیا، اور بطریق اشعث بن سوار عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ ضمرہ بن جندب نکلے ..... پھر ذکر کیا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۷٤) تجرید (۲۷۳/۱) [2] اسد الغابہ (۲۵۷٦) استیعاب (۱۲٦۳) تجرید (۲۷۳/۱)
[3] استیعاب (۳۰۱/۲) [4] اسد الغابہ (۲۵۷۷) استیعاب (۱۲٦٤) تجرید (۲۷۳/۱) [5] سورۃ النساء (۹۵)
[6] سورۃ النساء (۹۷) [7] سورۃ النساء (۹۸) [8] سورۃ النساء (۱۰۰)

اس میں ایک اور اختلاف ہے جس کا ذکر جندع بن ضمرہ کے حالات میں ہے۔ یہ واقعہ ایک آدمی کا ہے جس کے نام میں اختلاف ہے اور اس کے والد کے نام میں دس (۱۰) سے زیادہ صورتیں ہیں۔ واللہ اعلم

۴۱۹۴ ضمرہ بن عیاض الجهنی

بقول ابوعمر: انصار میں سے بنی سواد کے حلیف، اُحد میں شریک اور یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۱۹۵ ضمرہ بن غَزِیّہ [1]

بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول انصاری نجاری۔ ابوعمر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے اور جسر ابی عبید میں شہید ہوئے۔

۴۱۹۶ ضمرہ بن کعب [3]

بن عمرو بن عدی الجہنی۔ بنی ساعدہ کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، بغوی کا قول ہے: مجھے ان کی حدیث کا علم نہیں۔

۴۱۹۷ ضمرہ الیمامی (بے نسبت)

ابوزرعہ رازی نے ''الافراد'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حروریہ (فرقہ) یمامہ کی نہروں کے درمیان (والے علاقے) سے نمودار ہوگا''۔ میں نے عرض کی: وہاں کوئی نہریں وہریں نہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''عنقریب وہ ہو جائیں گی''۔ [4] لکھتے ہیں: اس طریق سے غریب ہے، اس متن کی تفصیل و تذکرہ آخری قسم کے ذیل میں طلق بن علی کے حالات میں (ت ۴۳۲۵ ج ۲) ہوگا۔

۴۱۹۸ (ز) ضمرہ (دوسرے، بے نسبت)

الدارقطنی نے العلل میں سعید بن المسیب کے حالات میں بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کا ذکر کیا ہے کہ سفیان بن حسین نے عن الزہری عن سعید عن ضمرہ مرفوع روایت کی ہے جو کنویں کی حدود کے بارے میں ہے۔ فرماتے ہیں، بقول بعض: عن معمر عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: اسمٰعیل بن امیہ نے فرمایا: عن الزہری عن سعید مرسلا، یہی بہتر ہے۔

میں کہتا ہوں: سفیان بن حسین کے طریق کو ابن مندہ نے موصولاً، ضمرہ بے نسبت کے حالات میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: غریب ہے، جسے ہم نے حدیث سفیان بن حسین سے ہی قلمبند کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۷۸) استیعاب (۱۲۶۵) تجرید (۱/۲۷۳) [2] استیعاب (۲/۳۰۱) [3] اسد الغابہ (۲۵۷۹) تجرید (۱/۲۷۳)

[4] جامع المسانید (۶/۴۴۰) * میں نے کہا: یہ مصنف کا نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، جو تعجب پر مبنی ہے۔ کاتب نے اسے نشان زد کر دیا۔ (ع ت ن)

۴۱۹۹ ضَمضَمُ بن الحارث[1]

ابن الاثیر[2] نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے دوگزشتہ اشعار کا ذکر ان کے حوالے سے کیا ہے جو ضمرہ بن حارث کے حالات میں بیان ہوئے، اور حوالہ کسی کا نہیں دیا۔

۴۲۰۰ (ز) ضمضم بن عمرو[3]

جندع بن ضمرہ میں ذکر ہوگا۔

۴۲۰۱ ضمضم بن قتادہ[4]

عبدالغنی بن سعید مصری نے جو حدیث بطریق مطر بن العلاء عن عمتہ بنت ھرم بن قطبہ روایت کی ہے، اس میں ان کا ذکر آتا ہے کہ مدلوک نے ان لوگوں سے بیان کیا کہ ضمضم بن قتادہ کا سیاہ فام لڑکا بنی عجل کی خاتون سے پیدا ہوا، جس کی وجہ سے انہیں بڑا تردد ہوا، انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کی: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے کیسے رنگ ہیں۔ عرض کی: سرخ بھی ہیں اور سیاہ بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ رنگ کیسے آ گئے؟ عرض کی: کسی رگ نے کھینچ لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہے۔ فرماتے ہیں: پھر بنی عجل کی بوڑھی عورتیں آئیں، انہوں نے بتایا کہ اس عورت کی دادی سیاہ فام تھی۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: اس کی اسناد عجیب ہے۔

میں کہتا ہوں: اصل واقعہ صحیحین[5] میں ہے۔ جو حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے نام اور آخر میں اس زیادتی و اضافے کے بغیر مروی ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں اسی سند سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۰۲ (ز) ضمضم بن مالک

بن المضرب بن عمرو بن وہب بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معین قرشی عامری۔ مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ ان کا بھائی شیبہ بن مالک اُحد میں کافر مارا گیا۔ ضمضم کی اولاد سے عبدالرحمٰن بن بشر بن ضمضم ہے۔ زبیر بن بکار نے ان کا ایک واقعہ ذکر کیا جو شاید امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں پیش آیا۔

۴۲۰۳ ضُمَیرہ

بن اُنس۔ بقول بعض: ابن جندب یا ابن حبیب، حرفِ جیم میں جندع کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۴۲۰۴ ضُمیرہ بن سَعد

ضمرہ بن ربیعہ میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۸۰) تجرید (۲۷۳/۱) [2] اسد الغابہ (۴۵۶/۲)

[3] اسد الغابہ (۲۵۸۱) تجرید (۲۷۳/۱) [4] اسد الغابہ (۲۵۸۳) تجرید (۲۷۳/۱)

[5] بخاری كتاب الطلاق باب اذا عرّض بنفی الولد (۵۳۰۵) ابن ماجه كتاب النكاح باب الرجل يشك فی ولده (۲۰۰۲)

۴۲۰۵ ضُمَیرہ بن ابی ضُمَیرہ اللیثی بقول ابن حبان:[1] صحابی ہیں۔

۴۲۰۶ (ز) ضمیرہ (بے نسبت)

احتمال ہے کہ پہلے والے ہوں، ابراہیم حربی نے ''غریب الحدیث'' میں روایت کی ہے کہ ضمیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کا حلیف بننے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی کے حلیف بن جاؤ''۔ عرض کی: میں ان کا اس وقت تک حلیف بننا چاہتا ہوں جب تک صالف اپنی جگہ پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اُحد اپنی جگہ پر قائم ہے اس کے حلیف بن جاؤ، یہ بہتر ہے''۔ عبداللہ بن حسن کا قول ہے: صالف وہ پہاڑ ہے جہاں لوگ جاہلیت میں معاہدے کیا کرتے تھے۔

۴۲۰۷ (ز) ضمیرہ[2] (دوسرے)

یہ حسین بن عبداللہ کے دادا ہیں۔ بقول بعض: یہ ابن سعید الحمیری ہیں۔ ابن حبان[2] لکھتے ہیں: ضمیرہ بن ابی ضمیرہ اللیثی۔ امام بخاری[2] نے اپنی تاریخ میں اور حسین بن سفیان نے بطریق ابن ابی ذئب عن حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ عن ابیہ عن جدہ ضمیرہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ام ضمیرہ کے پاس سے ہوا جو رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا رو رہی ہو؟ عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اور میرے بیٹے کو جدا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف پیام بھیجا جس کے پاس ضمیرہ تھے، اور ایک اونٹ کے بدلے اس سے خرید لیا۔ اور ہم نے اوّل میں حدیث المخلص سے عالی سند کے ذریعے روایت کی ہے۔ ابن صاعد کا قول ہے: اس میں ابن وہب، ابن ابی ذئب سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ زید بن الحباب نے ابن ابی ذئب کی متابعت کی ہے، پھر دونوں نے اسی طرح حسین سے روایت کی ہے، اسی روایت کو ابن مندہ نے ایک اور طریق سے باضافہ ان الفاظ کے نقل کیا ہے۔ ابن ابی ذئب نے فرمایا: مجھے حسین نے ایک تحریر پڑھ کر سنائی جس میں لکھا تھا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ابو ضمیرہ اور ان کے گھرانے کے لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کا شاہد ابن اسحاق کی کتاب میں منقطع سند کے ساتھ موجود ہے۔ اسماعیل بن اویس نے بھی ابن ابی ذئب کی متابعت کی ہے اور اسے محمد بن سعد نے نقل کیا ہے۔ بغوی نے ان سے عن اسماعیل بن ابی اویس نقل کی ہے کہ مجھے حسین بن عبداللہ بن عبیرہ بن ابی ضمیرہ نے بتایا کہ وہ تحریر جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی۔ پھر اس کا ذکر کیا جیسا کہ پہلے بیان ہوئی۔ اس میں ہے کہ کسی عربی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو غنیمت میں دیا تھا۔ پھر معذرت کی اور ابو ضمیرہ کو اختیار دیا، چاہے تو اپنی قوم سے جا ملیں۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امن ہے۔ اور اگر چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں تو آپ کے اہل بیت میں شمار ہوں گے تو ابو ضمرہ نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار کیا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر کسی نے سوائے بھلائی کے ان سے تعرض نہ کیا اور جو مسلمان ان سے ملے اسے ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا اور

---

[1] الثقات (۱۹۹/۳) [1] اسد الغابہ (۲۵۸۶) استیعاب (۱۲۶۸) تجرید (۲۷۴/۱)

[2] الثقات (۱۹۹/۳) [2] التاریخ الکبیر (۳۴۱/۲)

ابی بن کعب کی طرف خط بھیج دیا۔

ابوضمیرہ کے حالات میں ان لوگوں کا ذکر ہوگا جو حدیث بغوی نے بروایت قعنبی عن حسین بن ضمیرہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے نبی! فلاں عورت سے میرا نکاح کر دیجئے، آپ نے فرمایا: تمہارے پاس اسے مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟ عرض کی: میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ انگوٹھی کس کی ہے؟ عرض کی: میری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی اسے دے دو!''[1] چنانچہ اس کا نکاح کر دیا، اور دوسرے شخص کا جس کے پاس بھی کچھ نہ تھا، سورۃ البقرہ کے عوض کر دیا۔ بغوی نے ظاہری سیاق کی بنا پر یہ روایت ابوضمیرہ کے حالات میں درج کی ہے وہ تو بروایت ضمیرہ ہے اور قعنبی کا قول: ''عن حسین بن ضمیرہ'' میں امکان ہے ان کے دادا کے نسب سے ذکر کیا ہو وہ حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ ہیں، لہٰذا یہ حدیث ضمیرہ کی ہوئی نہ کہ ان کے بیٹے کی۔ عبدالغنی المقدسی نے ''العمدہ'' میں گمان کیا ہے کہ یہ ضمیرہ ہی وہ یتیم ہیں جنہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان کے گھر نماز پڑھائی۔ فرمایا: میں اور یتیم نبی ﷺ کے پیچھے اور ہمارے پیچھے بوڑھی خاتون کھڑی ہوئی۔

القسم الثانی ازحرفِ ضاد

باب ضاد کے بعد حاء

۴۲۰۸ الضحاك بن قيس الفهری قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

القسم الثالث ازحرفِ ضاد

باب ضاد کے بعد الف

۴۲۰۹ (ز) ضابئ بن حارث

بن ارطاۃ بن شہاب بن عُبَید بن ماول بن قیس بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم۔ اسی طرح ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے اور خلافتِ عثمانی میں ایک جرم کیا تو قید میں ڈال دیئے گئے۔ ان کے بیٹے عمیر بن ضابی نے حضرت عثمان پر غفلت میں حملہ کرنا چاہا لیکن پھر بزدل ہو گیا جس کے بارے کہتا ہے: ؏

''میں نے ارادہ کر لیا تھا لیکن نہ کر سکا اور میں کرنے ہی والا تھا کاش میں عثمان پر اس کی بیویوں کو روتا ہوا چھوڑتا''۔

اسی میں وہ کہتا ہے: ؏

''کئی دوپہریں گزر گئیں اللہ تعالیٰ ضابی کو دور نہ کرے اور نہ اس کے اخلاق وعادات کو ختم کرے''۔

---

[1] المعجم الكبير (۳۰۷/۸) مجمع الزوائد (۲۸۱/٤)

پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو عمیر بن ضابی نے حضرت پر کود کے آپ کی دو پسلیاں توڑ دی تھیں۔ پھر جب حجاج بن یوسف کوفہ آیا اور اعلان کروایا جو شخص تین دن کے بعد مقیم رہے گا اسے قتل کر دیا جائے، تو تین دن ان کے بعد عمیر بن ضابی کو لایا گیا، وہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا، کہنے لگا: میں آپ کے لائق نہیں۔ البتہ میرا بیٹا مجھ سے جوان ہے، اسے میری طرف سے بدلہ دے دیں۔ حجاج نے اس کی بات مان لی۔ تو عنبسہ بن سعید بن عاص نے حجاج سے کہا: یہی عمیر ضابی ہے، جس نے وہ اشعار کہے ہیں، اور پھر وہ اشعار سنائے۔ حجاج نے اس کی گردن اتارنے کا حکم دے دیا۔ جس کے بارے عبداللہ بن الزبیر اسدی کہتے ہیں: ع

''تیار ہو جا کیونکہ یہ تو تو نے ابن ضابی عمیر کو دیکھنا ہے یا مہلب کو''۔

حجاج نے اس سے کہا تھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا: میرا باپ گرفتار تھا جو انتہائی بوڑھا تھا۔ حجاج نے کہا: میاں تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس (اپنے باپ کی جگہ) بدلے میں کسی کو کیوں نہیں بھیجا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اس وجہ سے گرفتار کیا تھا کہ اس نے بنی حنظلہ کے کسی شخص سے شکاری کتا مانگے پر لیا تھا، تو ان لوگوں نے اس سے مطالبہ کیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا تو ان لوگوں نے زبردستی اس سے چھین لیا تو یہ ناراض ہو گیا اور ان کی ہجو کرنے لگا: ع

''تم لوگ اپنی والدہ اور اپنے کتے کو نہ چھوڑنا، کیونکہ والدین کی نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے''۔

ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے استدعا کی تو آپ نے اسے گرفتار کرا دیا۔ یہ لمبا واقعہ ہیثم بن عدی نے مجالد وغیرہ سے عن الشعبی نقل کیا ہے، محمد بن قدامہ الجوہری: اپنی ''کتاب الخوارج'' میں لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن صالح نے ہمیں بحوالہ ابوبکر بن عیاش بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجو گوئی کے باعث جیل میں ڈال دیتے تھے، اسی اثناء میں ضابی نے کچھ لوگوں کی ہجو کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قید کر لیا۔ پھر آپ نے انہیں طلب کیا تو انہوں نے ایک چھری اپنے جوتے میں چھپا لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر کر دی گئی تو آپ نے انہیں کوڑے لگوائے اور دوبارہ جیل بھیج دیا۔

میں کہتا ہوں: جو شخص دورِ عثمانی میں بوڑھا ہو اور اس کا بیٹا حجاج کی گورنری کے آغاز میں بوڑھا کھوسٹ ہو تو یقیناً اسے دورِ نبوی نصیب ہوا ہوگا۔

باب ضاد کے بعد باء

۴۲۱۰ (ز) ضبّہ بن مِحصن العنزی

البصری۔ مشہور تابعی ہیں، دورِ نبوی پایا ہے جو تاریخ ابن عساکر میں زیاد بن امیہ کے حالات میں ہے۔ ضبّہ نے حضرت عمر، ابوموسیٰ وغیرہ سے اور ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ مسلم اور ابوداؤد وغیرہ [1] نے ان کی روایت کی ہے۔ بقول ابن سعد: بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] مسلم كتاب الامارة باب وجوب الانكار على الامراء فيما يخالف الشرع (۴۷۷۷)
ابوداود كتاب السنة باب فى قتل الخوارج (۴۷۶۰)

[2] الثقات (۳۹۰/۴)

باب ضاد کے بعد حاء

۴۲۱۱ الضحاك بن قيس التميمى وہی احنف۔حرف الف میں ان کا صحیح نام گزر چکا ہے۔

باب ضاد کے بعد راء

۴۲۱۲ ضرار بن الارقم [1]

بقول ابن عساکر: دورِ نبوی پایا ہے، ابوحذیفہ نے مسند میں ذکر کیا ہے: اجنادین میں شہید ہوئے۔

۴۲۱۳ (ز) ضريس القيسى

فتوحات میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ میرے والد کا ارطبون تھا جس نے ان کا ہاتھ کاٹ دیا تو قیسی نے اسے قتل کر دیا۔

باب ضاد کے بعد غین

۴۲۱۴ ضُغَاطر الرومى الاسقُف [2]

بقول بعض: تغاطر عبدان بن محمد، المروزی نے بحوالہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کی جانب بھیجا.... پھر وہ حدیث ذکر کی، یہاں تک کہ اس میں کہا: پھر مجھے ایک اسقف (پادری) کی طرف بھیجا جو ان کے مذہب کا ذمہ دار تھا، اس نے اسے بتایا اور خط پڑھ کر سنایا، اور کہنے لگا: یہ وہی نبی ہے جس کا ہم انتظار کرتے تھے۔ قیصر نے کہا: تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تو اس کی تصدیق کرتا اور اس کی پیروی کرتا ہوں۔ قیصر بولا: میں نے اگر ایسا کیا تو میری بادشاہت ختم ہو جائے گی۔

سعید بن منصور نے بطریق حصین عن عبداللہ بن شداد اس کا مفہوم نقل کیا ہے جو اس سے مکمل ہے۔ اس میں ابوسفیان کا واقعہ بھی ہے۔ اسی میں ہے: تغاطر نے ہرقل سے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی نبی ہے جسے ہم پہچانتے ہیں۔ وہ کہنے لگا: بس بس! میں نے اگر اس کا اتباع کر لیا تو رومی مجھے قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا: ''میں تو پیروی کروں گا''۔ پھر اس کے قتل کا لمبا واقعہ ذکر کیا۔ عبدان بحوالہ ابن اسحاق نقل کرتے ہیں کہ مجھے کسی اہل علم نے بتایا کہ ہرقل نے حضرت دحیہ سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے بخوبی معلوم ہے تمہارے ساتھی نبی ہیں جنہیں مبعوث کیا گیا ہے اور یہ وہی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے ہیں اور اپنی کتاب میں ان کا ذکر پاتے ہیں۔ لیکن مجھے اپنے بارے میں روم سے خدشہ ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ضرور ان کا اتباع کر لیتا۔ تم ضغاطر پادری کے پاس جاؤ۔ پھر اس سے اپنے نبی کے دین کا ذکر کرنا، روم میں اس کی حیثیت مجھ سے بڑھ کر ہے اور اس کی بات چلتی ہے۔ چنانچہ دحیہ اس کے پاس پہنچے، اسے

---

[1] تجرید (۲۷۱/۱) [2] اسد الغابہ (۲۵٦٦) تجرید (۲۷۲/۱)

بتایا، وہ کہنے لگا: تمہارے ساتھی اللہ کی قسم! بھیجے ہوئے رسول ہیں، ہم انہیں ان کے نام اور نشانیوں سے پہچانتے ہیں۔ پھر وہ کمرے میں گیا، پہلے والے کپڑے اتارے اور سفید کپڑے پہنے اور رومیوں کے سامنے آ کر حق کی گواہی دی تو ان لوگوں نے اس پر حملہ کر کے اسے شہید کر دیا۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں اور طبری نے بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے۔

باب ضاد کے بعد واؤ

۴۲۱۵ ضوء الیشکری [1]

دورِ نبوی پایا ہے سف کی فتوح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یمامہ میں کچھ لوگ خفیہ مسلمان ہوئے، ان میں سے ضوء یشکری بھی تھے۔ اس بارے میں اشعار کہتے ہیں: ؏

''میرا دین نبی ﷺ والا دین ہے اور قوم میں میری طرح کئی لوگ ہدایت پر ہیں''۔
محلّم بن طفیل نے قوم کو ہلاکت میں ڈال دیا اور کئی لوگ جو ہمارے لئے کام کے مرد نہیں۔

القسم الرابع از حرف ضاد

باب ضاد کے بعد باء

۴۲۱۶ ضبّ بن مالك

مدائنی نے اور تجرید کے مصنف نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ غلطی لفظی ہیر پھیر اور تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ یہ تو ضمام بن مالک ہیں، جن کا ذکر قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔

باب ضاد کے بعد حاء

۴۲۱۷ الضحاك بن ابی جبیرہ انصاری [2]

ابویعلی، بغوی اور ابن السکن کی کتابوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یہ نام الٹ گیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: اسے حماد بن سلمہ نے عن داؤد عن الشعبی بحوالہ ان حدیث الالقاب میں ان کا نام پلٹ دیا ہے۔ جبکہ ابن علیہ وغیرہ عن داؤد عن الشعبی عن ابی جبیرہ بن الضحاک روایت کرتے ہیں جو درست ہے۔ اور اس سند میں حفص بن غیاث نے عن داؤد یہ اضافہ نقل کیا ہے: عن ابی جبیرہ عن ابیہ و عمومہ۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد ضحاک بن خلیفہ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ بغوی اور ابن السکن نے بطریق ہدبہ عن حماد اسی سند سے

---

[1] تجرید (۲۷٤/۱) [2] اسد الغابہ (۲۵٤۸) استیعاب (۱۲۵۲) تجرید (۲٦۹/۱)

ایک اور حدیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے شانِ نزول کے بارے میں نقل کی ہے: ''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔ [1] بقول ابن السکن: اس میں ہدبہ بن خالد منفرد ہے۔

۴۲۱۸ الضحاک بن عبدالرحمٰن الاشعری [2]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور تجرید [3] میں اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: دارقطنی نے ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن زیاد الالہانی نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کی حدیث صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے جس کا سبب اسقاط ہے۔ رہے ابن قانع تو وہ ان کی حدیث بطریق ولید بن مسلم عن عبداللہ بن العلاء روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ضحاک بن عبدالرحمٰن الاشعری کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: قیامت کے دِن بندے سے سب سے پہلا سوال یہ ہوگا: ''کیا میں نے تیرے بدن کو صحت مند اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں رکھا''۔ [4] تو اس سند سے صحابی کا ذکر رہ گیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ حدیث ابن حبان اور حاکم دوسرے دو طریق سے عن ولید بن مسلم نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے بطریق شبابہ بن سوار وہ دونوں عبداللہ بن العلاء بن زبیر سے عن الضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزم اشعری نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دِن بندے سے اولین سوال یہ ہوگا کہ اسے کہا جائے گا...... [5] پھر اس کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: غریب ہے، انہیں عَرْزب کہا جاتا ہے، اور عرزم زیادہ صحیح ہے۔ اسی طرح یہ روایت زید بن یحییٰ نے عن عبداللہ بن العلاء اور اسی طرح ابراہیم بن عبداللہ بن العلاء نے عن ابیہ نقل کی ہے اور ابن عساکر نے ان کے حالات میں کئی طُرُق سے نقل کی ہے سب میں عن الضحاک عن ابی ہریرہ ہے۔

امام بخاری، [6] ابن ابی حاتم، [7] ابن سعد اور عجلی نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور ثقہ کہا ہے۔ ابوزرعہ تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ صحابی ہیں۔ ان سے ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں۔ ان کے باوجود ابوحاتم کا قول [8] ہے: ان کی ان سے روایت مرسل ہے۔ ابوحاتم نے عرزب راجح قرار دیا ہے۔ ابوالحسن بن سمیع فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں دمشق کا والی مقرر کیا، اسی طرح یزید بن عبدالملک اور ہشام نے۔ اوزاعی فرماتے ہیں: مجھ سے مکحول نے عن الضحاک بن عبدالرحمٰن بیان کیا، جنہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دمشق کا گورنر بنایا تھا، اور وہ وہیں فوت ہوئے۔ وہ بہترین والی اور گورنر تھے۔ خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: ایک سو پچاس (۱۵۰ھ) میں فوت ہوئے اور ابن سمیع کے قول کے مطابق ان کی وفات تاخیر سے ہوئی۔

۴۲۱۹ الضحاک بن عَرفجه

یوم الکلاب میں ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ ابن عرادہ عن عبدالرحمٰن بن طرفہ بن عرفجہ روایت کرتے ہیں: یہ الضحاک بن عرفجہ ہیں، جبکہ درست عرفجہ بن اسعد ہے۔ اسی طرح ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: بعض متاخرین نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر اس کا کلام ذکر کیا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا کہ یہ وہم ہے جبکہ پہلے اس کا قول ہے کہ درست ہے۔

---

[1] سورة البقره (١٩٥) [2] تجريد (١/٢٧٠) [3] تجريد (٧٦) [4] المستدرك (١٣٨/٤) الصحيح لابن حبان (٧٣٦٤)
[5] مختصر تاريق دمشق (١٢٩/١١) الدر المنثور (٦١٣/٨) [6] التاريخ الكبير (٣٣٣/٢) [7] الجرح والتعديل (٤٥٩/٤) [8] ايضًا

میں کہتا ہوں: یہ عجب غفلت ہے۔ اختلاف تو تابعی کے نام میں ہے جو طرفہ ہیں نہ کہ ان کے دادا کے نام میں۔ ابن عرادہ کا قول عبدالرحمٰن بن الضحاک بالکل غلط ہے۔ یہ تو عبدالرحمٰن بن طرفہ، طرفہ ہی ابن عرفجہ بن اسعد ہیں جن کی ناک کٹی وہ عرفجہ تھے۔ ان کی حدیث درست طور پر حرف عین میں ان شاء اللہ تعالیٰ عرفجہ نامی حضرات میں بیان ہوگی۔

۴۲۲۰ الضحاك بن قيس

نبی ﷺ نے فرمایا: "ام عطیہ! ختنہ کرنا اور زیادہ مبالغہ نہ کرنا"۔ [1] (بیہقی) یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: یہ ضحاک فہری نہیں۔ ایسا ہی تجرید کے استدراک میں ہے، یہ تابعی ہیں جنہوں نے یہ حدیث مرسل بیان کی ہے۔ چنانچہ خطیب نے "المتفق" میں بطریق عبیداللہ بن عمرو الرقی عن رجل من اهل الكوفة عن عبدالملك بن عمير عن الضحاك بن قيس روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں ام عطیہ نامی ختنہ کرنے والی ایک خاتون تھی..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ پھر بطریق المفضل بن غسان العلائی اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ میں نے ابن معین سے اس حدیث کے متعلق پوچھا، جو عبداللہ بن جعفر الرقی نے ہم سے عن عبیداللہ بیان کی ہے.....تو انہوں نے اس کا ذکر کیا۔ تو فرمایا: الضحاک بن قیس: اور یہ فہری نہیں۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث ابوداؤد نے بطریق مروان بن معاویہ عن محمد بن حسان الکوفی عن عبدالملک بن عمیر عن ام عطیہ اس متن کے ساتھ نقل کی ہے اور الضحاک کا ذکر نہیں کیا۔ فرماتے ہیں: اسے عبیداللہ بن عمرو بن عبدالملک نے معناً نقل کیا ہے اور وہ قوی نہیں۔ اور محمد بن حسان مجہول ہے۔ یہ روایت مرسلاً نقل کی اور بیہقی نے دونوں طریق سے نقل کی ہے اس ساری بحث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ عبدالملک نے ام عطیہ سے تدلیس کی ہے اور دونوں کے درمیان واسطہ مذکورہ ضحاک بن قیس ہیں۔

۴۲۲۱ الضحاك بن قيس

نبی ﷺ کے عامل، طبرانی [2] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور حارث نے بطریق جریر بن حازم روایت کی ہے کہ ہمارے پاس ایک شیخ بیٹھا جس نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا، کہنے لگا: مجھ سے میرے مولا قرہ بن دعموص نے بیان کیا کہ میں مدینہ آیا میں نے پکار کر کہا: اللہ کے رسول! نمیری لڑکے کے لیے استغفار کریں، آپ نے فرمایا: "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ اور ضحاک بن قیس کو میری قوم کے لیے عامل زکوٰۃ بنا کر بھیجا..... (حدیث) ابو مسلم کجی نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، تو فرمایا: الضحاک بن سفیان۔ اسی طرح ابن قانع نے عن ابی مسلم روایت کی ہے، یہی صحیح ہے۔

باب ضاد کے بعد راء

۴۲۲۲ ضريح بن عرفجه [3]

یا عرفجہ بن ضریح۔ ابن شاہین نے بطریق لیث بن ابی سُلَیم عن زیاد بن علاقہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے

---

[1] السنن الكبرىٰ (٨/٣٢٤) [2] المعجم الكبير (١٩/٣٤) [3] اسد الغابه (٢٥٦٥) تجريد (١/٢٧٣)

فرمایا: ''عنقریب ادھرادھر سے فتنے برپا ہوں گے، تو جو شخص تمہیں ایسا نظر آئے کہ امت محمد ﷺ میں تفرقہ ڈالے اوراس میں اتفاق ہو تو اسے قتل کردو، خواہ کوئی بھی ہو''۔ اسی طرح لیث نے کہا، جبکہ مشہور عن زیاد بن علاقہ عن عرفجہ بن ضریح ہے، اسی طرح مسلم [1] نے اسے نقل کیا ہے۔

باب ضاد کے بعد میم

۴۲۲۳ ضمرہ بن انس انصاری [2]

ابن الاثیر نے اپنے سے سابقہ لوگوں کی کتابوں پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے عن جزء بن ابی ثابت اپنی اسناد سے عن قیس بن سعد عن عطاء عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مسند بیان کی ہے، فرمایا کہ مسلمان جب (رمضان میں) عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو ان کے لیے کھانا پینا اور عورتوں سے مقاربت حرام تھی۔ ضمرہ بن انس انصاری کی آنکھ لگ گئی۔ (حدیث) جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اس وقت تک (سحری) کھاؤ پیو، یہاں تک کہ تمہارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ سے جدا ہو کر نمودار ہو جائے'' [3] کے شانِ نزول کے بارے میں ہے، وہ تو ایسا ہی لکھتے ہیں: جبکہ صحیح صرمہ بن انس ہے جبکہ قسم اوّل میں ان کے متعلق قول اوراس میں اختلاف بیان ہو چکا ہے۔ وباللہ التوفیق

---

[1] مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق ام المسلمین وھو مجتمع (۴۷۷۳)

[2] اسد الغابہ (۲۵۷۰) تجرید (۱/۲۷۳)

[3] سورۃ البقرہ (۱۸۷)

حرفِ طاء (بے نقطہ)

القسم الاوّل ازحرف طاء

باب طاء کے بعد الف

۴۲۲۴ طارق بن احمر [۱]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن علاثہ انہوں نے اپنے بھائی عثمان سے بحوالہ طارق بن احمر روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خط دیکھا: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف، کھجور کے پکنے سے پہلے نہ بیچو''۔ (حدیث) [۲]

میں کہتا ہوں: ''طارق'' کا ذکر ابن ابی حاتم [۳] اور ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں کیا ہے اور ان کی صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے۔ واللہ اعلم۔ میرے خیال میں ان کا یہ کہنا: ''مع رسول اللہ ﷺ'' غلط ہے، وہ خط تو صحابی کے پاس تھا۔ شاید میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس سے واقف ہو جاؤں۔

۴۲۲۵ طارق بن اَشیَم [۵]

بن مسعود اشجعی۔ ابو مالک کے والد۔ بقول بغوی: کوفہ کے رہائشی تھے۔ مسلم کا قول ہے: ان سے روایت کرنے میں ان کا بیٹا منفرد ہے۔ ان کی کتاب میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک [۶] ابن ماجہ میں ہے جس میں نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت ہے، اور سنن میں عن ابی مالک الاشجعی دوسری حدیث ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان اور یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے تقریباً پانچ سال سے فجر کی نماز پڑھی ہے، کیا یہ سب حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: بیٹا! بعد کا ایجاد کردہ عمل ہے۔ ترمذی [۸] نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ خطیب نے انوکھا طرز اختیار کر کے ''کتاب القنوت'' میں لکھا ہے ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس میں کیا تردد و تأمل ہے جبکہ اس کی صراحت ہو چکی ہے۔ شاید ان کی نظر

---

[۱] اسد الغابہ (۲۵۸۷) تجرید (۲۷٤/۱) [۲] المعجم الکبیر (۱۵۳/۸) [۳] الجرح والتعدیل (٤۸۷/٤)

[۴] الثقات (۳۲٦/۸) [۵] اسد الغابہ (۲۵۸۸) استیعاب (۱۲۷۲) تجرید (۲۷٤/۱)

[٦] مسلم کتاب الدعاء باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء (٦۷۹۰، ٦۷۹۱)

[۷] ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب ما جاء في القنوت من صلاة الفجر (۱۲٤۱)

[۸] ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء في ترك القنوت (٤۰۲)

اس روایت پر پڑی ہے جو ابن مندہ نے بطریق ابوالولید عن القاسم بن معن نقل کی ہے۔فرمایا: میں نے آلِ ابی مالک اشجعی سے پوچھا: کیا تمہارے جدامجد نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نفی پر اثبات والے کا قول مقدم ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ "ابو ھم" سے مراد ابو مالک لی ہو وہ تو واقعی صحابی نہیں، صحابی تو ان کے بیٹے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۲۲۶ (ز) طارق بن رشید الجعفیّ

بقول ابن حبان: صحابی ہیں، انہیں طارق بن سوید الحضرمی سے الگ ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ "رشید" میرے خیال میں کاتب کی غلطی ہے، وہ تو سوید ہیں، جیسا ابن السکن نے اس پر اعتماد کیا ہے، آخری قسم میں ان کا ذکر کروں گا۔

۴۲۲۷ طارق بن سوید الحضرمی [1]

یا الجعفی۔ بقول بعض: سوید بن طارق۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے۔ ابن السکن اور بغوی لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، امام احمد، [2] ابن ماجہ، [3] بغوی اور ابن شاہین نے بطریق حماد بن سلمہ عن سماک عن علقمہ بن وائل عن طارق بن سوید روایت کی ہے، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں، جنہیں نچوڑ کر ہم مشروب بناتے ہیں اور اسے پیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں پی سکتے"۔ اسے ابوداؤد [4] نے بطریق شعبہ عن سماک نقل کیا ہے، فرمایا: سوید بن طارق یا طارق بن سوید نے پوچھا تھا، بغوی فرماتے ہیں: حماد کے علاوہ نے اسے روایت کیا تو کہا: سوید بن طارق، جبکہ میرے نزدیک طارق بن سوید صحیح ہے۔ یہی روایت ابن شاہین نے بطریق ابراہیم بن طہمان عن سماک اسی طرح نقل کی ہے، جس طرح حماد بن سلمہ نے اور ان کا نسب جعفی بیان کیا۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں: طارق بن سوید زیادہ صحیح ہے۔ ابوزرعہ، ترمذی اور ابن حبان نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ طارق بن سوید ہیں۔ ابوحاتم [6] نے اس کے برعکس کہا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] فرماتے ہیں: شریک عن سماک نقل کرتے ہیں: طارق بن زیاد یا زیاد بن طارق۔ ابوالنضر عن شعبہ عن سماک عن علقمہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ سوید بن طارق نے پوچھا اور اسے مسندِ وائل میں شامل کیا اور جزم سے لکھا ہے کہ سوید بن طارق ہیں اور ابن قانع نے یہ بروایت شریک عن سماک نقل کیا ہے کہ "طارق بن زیاد" اور شک کے الفاظ نہیں بیان کیے۔ اور ابن مندہ نے بطریق وہب بن جریر عن شعبہ اسی طرح نقل تو کیا لیکن عن ابیہ وائل الحضرمی عن سوید بن طارق یا طارق بن سوید جو جعفی آدمی ہیں، اور ابن السکن و بغوی نے بطریق غندر عن شعبہ نقل کی تو کہا: عن علقمہ بن طارق بن سوید، انہوں نے پوچھا۔ ابن السکن فرماتے ہیں: غندر کا قول صحیح ہے۔ اور اسرائیل نے اسے سماک سے نقل کیا ہے، ان سے آگے اختلاف ہے آیا وہ طارق بن سوید ہیں یا سوید بن طارق، اس میں سماک سے آگے ایک اور اختلاف بھی ہے جس کا ذکر میں نے آخری قسم میں کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۲۲۸ طارق بن شریک

شریک بن طارق میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۹۰) استیعاب (۱۲۷٤) تجرید (۲۷٤/۱) [2] مسند احمد (۳۱۱/٤)
[3] ابن ماجہ کتاب الطب باب النھی ابن تیداوی بالخمر (۳۵۰۰) [4] ابوداؤد (۲۸۷۳)
[5] الثقات (۲۰۱/۳) [6] الجرح والتعدیل (٤۸٤/٤) [7] التاریخ الکبیر (۳۵۲/۲)

۴۲۲۹ طارق بن شہاب [1]

بن عبد شمس بن سلمہ بن ہلال .... البجلی الاحمسی۔ ابوعبداللہ۔ اس وقت نبی ﷺ کو دیکھا جب جوانمرد تھے۔ ایک قول ہے: آپ علیہ السلام سے کچھ نہیں سنا۔ بغوی لکھتے ہیں: کوفہ فروکش ہوئے۔ ابن ابی حاتم [2] کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: یہ صحابی نہیں ہیں۔ اور جو حدیث انہوں نے روایت کی ہے مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے انہیں "وحدان" میں شامل کیا، فرماتے ہیں: ان کی اس بات کی وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: جب یہ ثابت ہوگیا کہ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی ہے، راجح قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا تو ان کی آپ علیہ السلام سے روایت صحابی مرسل ہے جو راجح قول کے مطابق قبول ہے۔ نسائی نے ان کی متعدد احادیث نقل کی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کا صحابی ہونا ثابت ہے۔ ابوداؤد نے ان کی ایک حدیث نقل کی تو کہا: طارق نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، لیکن آپ سے سماع نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: غسل جمعہ والا متن حاکم نے ان کے طریق سے نقل کیا تو کہا: "عن طارق عن ابی موسیٰ"۔ محدثین نے اسے غلط کہا ہے۔ ابوداؤد طیالسی [3] نے فرمایا: حدثنا شعبہ عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور خلافت ابی بکر میں جہاد کیا۔ یہ سند صحیح ہے، اسی سند سے بیان کرتے ہیں: وفدِ بجیلہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "احمسیوں سے شروع کرو"۔ اور ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی۔ علی بن مدینی کا قول ہے: یہ ان کثیر بن شہاب کے بھائی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: حدیثِ طارق جو صحابہ سے خصوصاً خلفاء اربعہ سے مروی ہے، کتب صحاح ستہ میں ہے۔ بغوی نے بطریق شعبہ عن قیس بن سلم عن طارق روایت کی ہے، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور ابوبکر الصدیق کے دور میں جہاد کیا۔ نیز ان سے سماک، مخارق، علقمہ بن مرثد اور اسماعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں۔ بیاسی، تراسی یا چوراسی (۸۴/۸۳/۸۲ھ) میں فوت ہوئے۔ جس نے سو (۱۰۰ھ) کے بعد کی تاریخ وفات لکھی ہے، اسے وہم ہوا ہے۔ ابن حبان [4] نے تراسی (۸۳ھ) پر اعتماد کیا ہے۔

۴۲۳۰ طارق بن عبداللہ المحاربی [5]

از محارب خصفہ دوسرے صحابی ہیں۔ کوفہ فروکش ہوئے۔ ان سے ابوالشعثاء، ربعی بن خراش اور ابوضمرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن البرقی: ان کی دو حدیثیں ہیں، جبکہ ابن السکن فرماتے ہیں: تین ہیں۔ اہل کوفہ سے ان کی حدیث ملتی ہے، صحابی ہیں۔ ان کی ایک حدیث نسائی وغیرہ کی کتابوں میں ہے: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ منبر پر خطاب فرما رہے تھے: دینے والا ہاتھ اونچا ہے..... [6] (حدیث) ترمذی نے ان کی حدیث سے نقل کیا ہے، انہوں نے ہجرت سے پہلے نبی ﷺ کو ذوالمجاز میں دیکھا تھا۔ اور پھر

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۹۲) استیعاب (۱۲۷۶) تجرید (۲۷٤/۱) [2] الجرح والتعدیل (٤٨٦/٤) [3] مسند ابی داؤد طیالسی (۱۲۸۰)
[4] الثقات (۲۰۱/۳) [5] اسد الغابہ (۲۵۹۳) استیعاب (۱۲۷۷) تجرید (۲۷٤/۱) [6] نسائی، کتاب الزکاۃ باب ایتھما الید العلیا (۲۵۳۱)

آپ کا اپنے چچا ابولہب کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا۔

۴۲۳۱ طارق بن عُبَیْد ❶

بن مسعود انصاری۔ محمد بن مروان السدی نے اپنی تفسیر میں عن الکلبی عن ابی صالح عن ابی عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ طارق بن عبید بن مسعود ابوالیسر، اور مالک بن دخشم نے بدر کے دن عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا: جس نے جو (دشمن) مارا اس کا سامان اسی کے لیے ہے، ہم نے تو ستر آدمی مارے ہیں۔ (حدیث) جو اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں ہے: ''لوگ آپ سے غنیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں.....''۔ ❷ بقول ابن مندہ: انہوں نے حضرت عباس کو گرفتار کیا تھا، ان کے ساتھ ابواسید انصاری ❸ تھے۔

۴۲۳۲ طارق بن علقمہ ❹

بن ابی رافع، عبدالرحمٰن کے والد۔ بقول بغوی: کوفہ کے رہائشی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: حدیث ابن اسحاق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی ایک مرفوع حدیث ہے جس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ طبرانی ❺ اور ابن شاہین نے بطریق عمرو بن علی عن ابی عاصم عن ابن جریج عن عبیداللہ بن ابی یزید عن عبدالرحمٰن بن طارق بن علقمہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب یعلی بن امیہ کے مکان کی برابری میں آجاتے تو بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے دعا کرتے۔ یہ عمرو بن علی سے نیچے والے لوگوں کا وہم ہے، یہی حدیث نسائی نے ان سے نقل کی تو اس میں ''عن ابیہ'' نہیں کہا۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں عبدالرزاق نے عن ابن جریج روایت کی ہے اور ہشام بن یوسف نے ان کی متابعت کی ہے۔ اور یہ ابوداؤد میں ہے، ضیاء مقدسی سند کی تحریر سے دھوکا کھا گئے۔ چنانچہ انہوں نے یہ روایت بطریق طبرانی ''مختارہ'' میں نقل کی ہے جو غلط ہے۔ یہی روایت ابن السکن، بغوی اور ابن قانع نے بطریق رَوح بن عبادہ عن ابن جریج پہلی سند کی طرح نقل کی ہے۔ اور برسانی نے اسے ابن جریج سے نقل کیا تو کہا: عن عمہ۔ یہ ایسا اضطراب ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلول ہے۔ لیکن اس سے قوی ہوتی ہے کہ یہ عن امہ ہے نہ کہ عن ابیہ و عن عمہ۔ اس حدیث کے آخر میں عن ابی نعیم مروی ہے: ''ہم مسلمان خواتین آپ کے ساتھ نکلتیں، آپ دعا فرماتے''۔ بغوی کی روایت ہے، بقول بعض: روح کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۴۲۳۳ طارق بن کلیب ❻

ذہبی ❼ نے سابقہ لوگوں پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بقی بن مخلد کی طرف نسبت کی کہ بقول بعض: وہ ابن محاسن ہیں۔

میں کہتا ہوں: طارق بن محاسن دوسرے طبقے کے تابعی ہیں۔ ان کی حدیث ابوداؤد اور نسائی میں ہے، شاید ابن مخلد نے ان کی وہ اسناد نقل کر دی ہو جو مرسل ہو۔

---

❶ اسد الغابہ (۲۵۹۴) تجرید (۲۷۴/۱) ❷ سورۃ الانفال (۱) ❸ جامع المسانید (۴۷۶/۶)
❹ اسد الغابہ (۲۵۹۵) تجرید (۲۷۵/۱) ❺ المعجم الکبیر (۳۲۳/۸) ❻ تجرید (۲۷۵/۱) ❼ تجرید (۷۷)

۴۲۳۴ طارق بن المرقع الکنانی [1]

میمونہ بنت کردم کی حدیث میں ان کا ذکر ہے، جسے ابوداؤد اور امام احمد نے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے موقعہ پر نکلی، میں نے آپ کو دیکھا، میرے والد آپ کے قریب تھے۔ میرے والد نے آپ کا قدم تھام لیا تو آپ نے ان کے لیے سواری روک دی۔ میں کھڑے ہو کر آپ کی باتیں سننے لگی۔ میرے والد نے آپ سے کہا: میں جیش عثران میں شریک ہوا تھا، تو طارق بن المرقع نے کہا: ہمیں اس کا ایک نیزہ کون اس کے بدلے سمیت دے گا؟ فرماتے ہیں، میں نے کہا: اس کا کیا بدلہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں اس سے اپنی پہلی بیٹی کی شادی کروں گا۔ چنانچہ میں نے اسے اپنا نیزہ دے دیا اور پھر اسے نہ ملا۔ بعد میں جب اس کے ہاں بیٹی ہوئی تو میں اس کے پاس آ کر کہنے لگا: میری اہلیہ کو میرے سپرد کرو، وہ کہنے لگا: جب تک نیا مہر نہیں دو گے حوالے نہیں کروں گا (میں نے قسم کھالی کہ میں بھی ایسا نہیں کروں گا)۔ (حدیث)

ابونعیم لکھتے ہیں: طارق بن المرقع کے بارے میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حجازی اور صحابی ہیں۔ جبکہ اس کی کوئی دلیل (جس سے صحابی ہونے کا پتہ چلے) نہیں ذکر کی۔ کیونکہ جس سے کردم نے رشتہ مانگا تھا، اس کا مسلمان ہونا مشہور نہیں اور اگر طارق بن مرقع مسلمان ہیں تو پھر اور ہیں جو تابعی ہیں۔ صفوان بن امیہ سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں پھر ان کی روایت بیان کی۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے لیکن دونوں کو ایک شخصیت قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: طارق بن مرقع کی صفوان بن امیہ سے مروی مسند حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: بلکہ وہ بلاشبہ دو شخص ہیں۔ صحابی تو وہ ہیں جو حجۃ الوداع کے موقع پر بہت بوڑھے تھے اور جو صفوان سے روایت کرتے ہیں، ان کا شمار طبقۂ ثانیہ کے تابعین میں ہوتا ہے۔ اور کردم کا واقعہ اس بارے میں ظاہر ہے کہ طارق اس سال ان کے ساتھ تھے، اس واسطے کہ ان کے کلام سے پتہ چلتا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانا چاہتے تھے۔ ابوعمر [2] فرماتے ہیں: طارق بن مرقع سے ان کا بیٹا عبداللہ بن طارق اور عطاء روایت کرتے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے ان کی حدیث غیر آباد زمین کے بارے میں مرسل نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: یہی وہ تابعی ہیں۔

۴۲۳۵ (ز) طارق بن المرتفع الکنانی

مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر اور آپ کے عہد میں ہی فوت ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، فاکہی بطریق ابن جریج عن عطاء روایت کرتے ہیں: طارق بن مرتفع مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے، انہوں نے کئی غلام آزاد کیے، پھر ان کی وفات ہوگئی، کچھ ہی عرصہ بعد ان آزاد کردہ لوگوں میں سے کوئی فوت ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طارق کی اولاد کو اس کی میراث دے دی۔ طبری لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا گورنر اس وقت بنایا تھا جب نافع بن عبدالحارث کو معزول کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: مجھے کسی کی صراحت نہیں ملی کہ اس نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو۔ جبکہ یہ یقیناً صحابی ہیں۔ ایک تو قریش کے

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۹۶) استیعاب (۱۲۷۸) تجرید (۱/۲۷۵) [2] استیعاب (۲/۳۰۹)

پڑوسی ہیں، دوسرا قریش اور اس کے پاس پاس کے لوگوں میں سے جو شخص بھی فتح مکہ کے سال کے بعد سے حجۃ الوداع کے موقعہ تک زندہ رہا، وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا جیسا کہ بارہا گزر چکا ہے اور اگر یہ صحابی نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں گورنر نہ بناتے۔

۴۲۳۶ (ز) طارق الخزاعی

غزوۂ مریسیع میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابوسعید عسکری عن ابی عمرو الشیبانی روایت کی ہے۔ امیہ بن الاسکر اللیثی کے خاندان کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ہاتھوں غزوۂ مریسیع میں مارے گئے، جن کے متعلق طارق الخزاعی نے بتایا تھا وہ بنی مصطلق کے پڑوسی تھے۔ تو امیہ بن الاسکر نے کہا: ع

"تیری زندگی کی قسم میں اور طارق خزاعی قوم عاد پر پڑنے والی چیخ کی طرح ہیں، جو ان کی موت کا سامان تھی، میں نے تیرے دوست سے ایک قوم کے بارے میں سنا جو ہلاک ہو گئے، انہیں زمانے کا غبار آلود دن دیکھنا پڑا"۔

تو طارق نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا: ع

"مجھے ربیعہ کے ایک بوڑھے پر تعجب ہوتا ہے جو ایک کام کا فریفتہ ہے، اس کے لیے زمانے کا ایک برا دن ہے"۔

۴۲۳۷ طاہر بن ابی ہالہ التمیمی [1]

الاسدی۔ ہند پروردۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی۔ سیف نے الردۃ کے آغاز میں لکھا ہے بطریق ابوموسیٰ مروی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار میں سے پانچواں شخص مقرر کر کے یمن کے اضلاع پر بھیجا، جن میں (۱) میں (۲) معاذ (۳) طاہر بن ابی ہالہ (۴) خالد بن سعید اور (۵) عکاشہ بن ثور شامل تھے۔ بغوی نے عبید بن صخر بن لوذان کے حالات میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے جب باذام کا انتقال ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گورنروں کو شہر بن باذام، عامر بن شہر، اور طاہر بن ابی کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر ایک جماعت کا ذکر کیا۔ مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے مرتدوں سے جنگ کے دوران کہے تھے: ع

"میری آنکھ نے اس دن کی طرح کا دن نہیں دیکھا جو خبیثوں کے مجمعے میں ذلت والی بری جگہوں میں تھا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا جس کے علاوہ کوئی رب نہیں تو یمن کے گاؤں "اجزاع" میں سختیوں کی جماعت ٹکڑے ٹکڑے نہ کی جاتی"۔

ازد تہامہ میں سے سب سے پہلے عک مرتد ہوئے، جن کی طرف طاہر بھیجے گئے، ان پر غلبہ پالیا اور راستے پر امن ہو گئے، یوں ان کا نام "الاخابث" پڑ گیا۔

باب طاء کے بعد باء

۴۲۳۸ (ز) طبابہ آخری قسم میں ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۹۷) استیعاب (۱۳۰۶) تجرید (۱/۲۷۵)

باب طاء کے بعد حاء

۴۲۳۹ طُحَیل بن رَبَاح

حضرت بلال کے بھائی۔ تاریخ دمشق میں ان کے بھائی خالد بن رباح کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۴۲۴۰ (ز) طُحَیلَه الدئلی

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا کہ طحیلہ الدئلی مدینہ رہتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بیان کی۔

باب طاء کے بعد خاء

۴۲۴۱ طخفه بن قیس طہفہ میں ذکر ہوگا۔

۴۲۴۲ (ز) طخفه دوسرے، ان کا ذکر طہیہ میں ہوگا۔

باب طاء کے بعد راء

۴۲۴۳ طرفه بن عرفجه [1]

جنگ کلاب میں ان کی ناک کٹ گئی تھی جس میں بدبو پیدا ہوگئی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ یہ ثابت بن یزید کی عن ابی الاشہب روایت ہے، ابن المبارک نے ان کے خلاف روایت کی ہے اور اسے عرفجہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جو زیادہ صحیح ہے۔ یہی ابوعمر کا قول ہے۔ ثابت بن یزید والی روایت کو ابن قانع نے نقل کیا ہے، بات بھی یہی ہے۔ صحیح قول کے مطابق اس واقعے والے عرفجہ ہیں۔ اس کے مدمقابل روایت وہم پر مبنی ہے، لیکن ابوداؤد کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث طرفہ سے ہے اگرچہ واقعہ عرفجہ کا ہے۔ کیونکہ انہوں نے بطریق ابن علیہ عن ابی الاشہب عن عبدالرحمن بن عرفجه عن ابیه کی سند سے بیان کیا ہے کہ عرفجہ کی ناک کٹ گئی تھی..... (حدیث) اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث طرفہ کی ہے۔ اکثر روایات میں عن ابی الاشہب عن عبدالرحمن بن طرفه عن جده ہے، بقول بعض: عن ابیه عن جده۔ ادھر نسائی نے بطریق یزید بن زریع عن ابی الاشہب روایت کی ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن بن طرفہ نے عن عرفجہ بن اسعد بیان کیا اور عرفجہ ان کے دادا تھے، مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے دادا کو دیکھا تھا، فرماتے ہیں: ان کی ناک کٹ گئی تھی۔ واللہ اعلم۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۰۰) استیعاب (۱۳۰۷) تجرید (۲۷۵/۱)

۴۲۴۴ طرفہ الطائی [1]

تمیم کے والد۔ سعید بن یعقوب نے صحابہ میں ان کا نام شامل کیا ہے۔ اور عن احمد بن عصام عن ابی بکر الحنفی عن الثوری عن سماك عن تمیم بن طرفہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ "نبی ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے"۔ [2] سعید فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن ابی حاتم نے "العلل" میں احمد بن عصام سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کے متعلق اپنے والد سے پوچھا، انہوں نے فرمایا: یہ تو عن سماك عن قبیصہ بن هُلْب عن ابیہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے سوائے نسائی کے اصحاب السنن نے بطریق سماک عن قبیصہ نقل کیا ہے۔ اگر یہ روایت محفوظ ہے تو شاید اس میں سماک کے دو شیخ ہیں۔

۴۲۴۵ (ز) طرود السلمی

حوذہ السلمی، جن کا ذکر تیسری قسم میں ہوگا، کے اشعار میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۴۲۴۶ (ز) طریف بن ابان [3]

بن سلمہ بن جاریہ بن فہم .....الانماری۔ انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، ان کا پوتا جفینہ بن قیس بن مسلمہ حضرت حسین بن علی کے ساتھ شہید ہوا۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ جاریہ جیم سے اور عَبْلہ عین کے زبر اور باء کے سکون سے اور عمیرہ زبر سے ہے۔

۴۲۴۷ طریفہ بن ابان [4]

بن سلمہ بن حاجر السلمی۔ بقول ابوعمر: [5] صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ سیف کا بیان ہے کہ یہ وہی ہیں جن کی طرف سیدنا ابوبکر نے فجاءۃ السلمی کے بارے میں لکھا تھا۔ تو طُرَیفہ اس کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ بالآخر اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا تو آپ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ طریفہ اور ان کے بھائی معن بن حاجر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اسی طرح سیف نے عن سہل بن یوسف بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ طریفہ کو امیر بنایا تھا اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۹۹) تجرید (۲۷۵/۱)

[2] ابوداؤد کتاب الصلاۃ (۷۵۹) المعجم الکبیر (۳۱۲/۳) المصنف لعبدالرزاق (۳۳۱۷)

[3] اسد الغابہ (۲۶۰۲) تجرید (۲۷۵/۱)

[4] اسد الغابہ (۲۶۰۳) استیعاب (۱۳۰۸) تجرید (۲۷۵/۱)

[5] استیعاب (۳۳۶/۲)

باب طاء کے بعد عین

۴۲۴۸ طُعمہ بن اُبَیرِق [1]

بن عمرو انصاری۔ ابو اسحاق المستملی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: سوائے بدر کے تمام معرکوں میں شریک ہوئے۔ اور بطریق خالد بن معدان، بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چل رہا تھا، آپ سے ایک شخص پوچھنے لگا: ''اس شخص کی کیا فضیلت ہے جو ثواب کی نیت سے اپنی اہلیہ سے مقاربت کرے؟'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان دونوں کی یقیناً مغفرت فرمادے گا''۔ [2] یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی کتاب پر استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے یہ ابو موسیٰ کا قول ہے۔ لکھتے ہیں: طعمہ کے ایمان کے بارے میں کلام ہے۔

باب طاء کے بعد غین

۴۲۴۹ طغفہ بن قیس طہفہ میں ذکر ہوگا۔

باب طاء کے بعد فاء

۴۲۵۰ الطفیل بن حارث [3]

بن المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر [4] فرماتے ہیں: اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ یہ اور ان کے بھائی حصین کا انتقال اکتیس (۳۱ھ) میں بقول بعض بتیس (۳۲ھ)، ایک قول کے مطابق تینتیس (۳۳ھ) میں ہوا۔ ابن ابی حاتم [5] کا قول ہے: ان کی کوئی روایت نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی ایک روایت ہے، لیکن سند میں جعفر بن عبدالواحد ہاشمی ہے جو بغوی کے نزدیک متروک راوی ہے۔ بطریق سلیمان بن محمد انصاری عن رجل من قومہ یقال لہ: الضحاک وہ عالم تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن حارث اور سفیان بن قیس بن حارث کے درمیان مواخات قائم کی۔

۴۲۵۱ (ز) الطفیل بن حارث الازدی طفیل بن عمرو میں ذکر ہوگا۔

۴۲۵۲ الطفیل بن زید الحارثی [6]

انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ابن کلبی، عوانہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم مجلسوں سے

---

[1] اسد الغابہ (٢٦٠٤) تجرید (٢٧٥/١) [2] جامع المسانید (٤٨٤/٦) [3] اسد الغابہ (٢٦٠٧) استیعاب (١٢٨٠) تجرید (٢٧٦/١)

[4] استیعاب (٣١٠/٢) [5] الجرح والتعدیل (٤٨٨/٤) [6] اسد الغابہ (٢٦٠٨) تجرید (٢٧٦/١)

فرمایا: تم میں سے کسی کو جاہلیت میں نبی ﷺ کے بارے میں کوئی واقعہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہے؟ تو طفیل بن زید حارثی — جن کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال ہوگئی تھی — کہنے لگے: ہاں امیر المومنین! مأمون بن معاویہ کی کہانت کا آپ کو علم ہے..... پھر نبی ﷺ کے ڈرانے کے بارے میں حدیث ذکر کی۔ اسی میں ان کا قول ہے: کاش میں ان کے ساتھ مل جاتا اور ان سے پہلے نہ ہوتا۔ فرماتے ہیں: وہ نصرانی تھے۔ طفیل فرماتے ہیں: ہمیں نبی ﷺ کی اطلاع ملی اور ہم اس وقت تہامہ میں تھے۔ میں نے دل میں کہا: یہ وہی شخصیت ہے جس (کی مخالفت) سے مامون نے ڈرایا تھا۔ فرماتے ہیں: وہ میرے سب سے پسندیدہ دن ہیں جن میں میں آپ ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوا۔ اسے ابوموسیٰ نے ذیل میں بطریق ابوسعید نقاش، ان کی ابن کلبی تک کی سند سے نقل کیا ہے۔

۴۲۵۳ الطفیل بن سنجرہ الازدی [1]

قریش کے حلیف۔ بقول بعض: الطفیل بن حارث بن سنجرہ۔ ایک قول ہے: الطفیل بن عبداللہ بن حارث بن سنجرہ۔ ابن حبان [2] کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں: رہے وہ جن سے زہری روایت کرتے ہیں، تو وہ صحابی نہیں۔ حماد بن سلمہ نے عن الطفیل بن سنجرہ عن القاسم عن عائشہ یہ حدیث روایت کی ہے، سب سے زیادہ برکت والی عورتیں وہ ہیں جو (مہر کے) بوجھ کے اعتبار سے ہلکی ہوں۔ [3] شاید یہ وہی ہیں جن سے زہری روایت کرتے ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان کی طرف سے ماں شریک بھائی ہیں۔ عبداللہ بن حارث بن سنجرہ مکہ آئے تو حضرت ابوبکر کے حلیف بن گئے، پھر ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام رومان سے شادی کرلی۔

میں کہتا ہوں: اس نسبت سے طفیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن سے بڑے ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث سنن ابن ماجہ [4] میں بطریق ربعی بن خراش (جو ایک بڑے تابعی ہیں) بحوالہ ان کے مروی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے ان کی اس کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں جو ان الفاظ میں ہے: "جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہیں"۔ محدثین کے نزدیک سند میں عن طفیل بن سنجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ابن قانع کی روایت میں بطریق ابی الولید عن شعبہ ان کی سند سے عن الطفیل یا ابوالطفیل مروی لکھا ہے۔ ابوالولید کو شک ہے مصعب زبیری کا قول ہے: طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ وہی حارث بن طفیل کے والد ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ بات ہم سے عبداللہ بن معاویہ نے عن ہشام بن عروہ عن ابیہ بیان کی ہے۔

۴۲۵۴ الطفیل بن سَعد [5]

بن عمرو بن ثقیف انصاری نجاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شہداءِ بئر معونہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابوعمر: [6] احد میں شریک تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۱۰) استیعاب (۱۲۸۱) تجرید /۲۷۶/۱) [2] الثقات (۲۰۳/۳)

[3] المستدرک (۱۷۸/۲) بلفظ "ایسرھن صداقا" کنز العمال (۴۴۵۳۳)

[4] ابن ماجہ کتاب الکفارات باب النھی ان یقال ما شاء اللہ و شئت (۲۱۱۸)

[5] اسد الغابہ (۲۶۰۹) استیعاب (۱۲۸۲) تجرید (۲۷۶/۱) [6] استیعاب (۳۱۱/۲)

۴۲۵۵ (ز) الطفیل بن سنان الاسدی

نقادہ کے چچازاد بھائی، ان کی حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۴۲۵۶ الطفیل بن عمرو [1]

بن طریف بن عاص بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن دوس الدوسی، بقول بعض: یہ ابن عبد عمرو بن عبد اللہ بن مالک بن عمرو بن فہم ہیں۔ ذوالنوران کا لقب ہے۔ مرزبانی نے اپنے ''معجم'' میں لکھا ہے: یہ طفیل بن عمرو بن حممہ ہیں۔ بغوی کا قول ہے: میرے گمان میں یہ شام کے رہائشی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے اپنی صحیح میں بطریق الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے، طفیل بن عمرو الدوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، عرض کی: اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے، ان کے لیے بددعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما''۔ ابن اسحاق نے مغازی کے نسخہ میں بطریق صالح بن کیسان عن الطفیل بن عمرو، ان کے اسلام لانے کی حدیث طویل نقل کی ہے۔ اسی میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمرو بن حممہ کے بت ''ذوالکفین'' کی طرف بھیجا جسے انہوں نے آگ میں جلا دیا۔ وہ کہتے ہیں: ع

''ذوالکفین میں تیرا پجاری نہیں، ہماری پیدائش، تیری پیدائش سے بڑی ہے۔ میں تیرے دل میں آگ ٹھونس رہا ہوں''۔

اسی میں ہے کہ انہوں نے عہد صدیقی میں ایک خواب دیکھا کہ ''ان کا سر منڈا ہے اور ان کے منہ سے ایک پرندہ نکلا ہے جسے ان کی بیوی نے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا۔ ان کے بیٹے نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اسے نہ پا سکا''۔ تو آپ نے اس کی تعبیر دی کہ ''ان کا سر کاٹا جائے گا، پرندے سے مراد ان کی روح ہے، عورت سے ان کی جائے تدفین ہے، اور ان کا بیٹا شہادت کا طالب ہوگا لیکن اسے نصیب نہیں ہوگی''۔ چنانچہ طفیل جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور ان کا بیٹا اس کے بعد زندہ رہا۔ ابن اسحاق نے باقی نسخوں میں بلا اسناد یہ واقعہ ذکر کیا ہے، ابن سعد نے بھی یہ روایت ایک اور طریق سے طویل، اسی طرح اموی نے دوسری سند سے بحوالہ ابن کلبی نقل کی ہے۔ ابن سعد [3] فرماتے ہیں: طفیل مکہ میں مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کے علاقے میں لوٹ گئے۔ پھر عمرۃ القضاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی اور فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ یہی قول ابن حبان [4] کا ہے۔ ابن ابی حاتم [5] فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو۔

میں کہتا ہوں: بغوی کی روایت میں طفیل فرماتے ہیں: مجھے ابی بن کعب نے قرآن سکھایا تو میں نے انہیں کمان کا ہدیہ پیش کیا۔ (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: غریب ہے اور سند میں عبد ربہ کو ابن زیتون کہا جاتا ہے۔ انہوں نے طفیل بن عمرو سے نہیں سنا۔ طبری بطریق ابن کلبی طفیل کا ''ذوالنور'' نام (لقب) کا سبب بیان کرتے ہیں۔ یہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] اسد الغابہ (۲٦۱۱) استیعاب (۱۲۸۳) تجرید (۲۷٦/۱)

[2] بخاری کتاب المغازی باب قصۃ دوس والطفیل بن عمرو الدوسی (۴۳۹۲)

[3] الطبقات الکبریٰ (۱۷۵/۴) [4] الثقات (۲۰۳/۳) [5] الجرح والتعدیل (۴۸۹/۴)

ان کی قوم کے لیے دعا فرمائی۔ انہوں نے عرض کی: مجھے ان لوگوں کی طرف بھیجئے اور میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے لئے نور پیدا فرما دے''۔ تو ان کی پیشانی پر نور چمکنے لگا۔ عرض کی: اللہ! میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مثلہ نہ کہہ دیں، چنانچہ وہ ان کے کوڑے کی جانب منتقل ہو گیا۔ جس سے اندھیری رات میں روشنی کا کام لیتے تھے۔ ابوالفرج اصبہانی بطریق ابن کلبی نقل کرتے ہیں: جب طفیل مکہ آئے تو قریش کے کچھ لوگوں نے ان سے نبی ﷺ کی نبوت کا ذکر کیا اور ان سے فرمائش کی کہ وہ آپ ﷺ کا امتحان لیں، چنانچہ وہ آئے اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے اشعار پڑھے۔ نبی ﷺ نے سورۂ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت فرمائی تو یہ فوراً مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کی طرف واپس گئے، اپنے کوڑے کا واقعہ اور اس کی روشنی کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی تو والد مسلمان ہو گئے اور والدہ نے قبول نہ کیا۔ اپنی قوم کو دعوت دی تو اکیلے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ پھر آپ علیہ السلام کے پاس آئے، عرض کی کیا آپ کو مضبوط قلعے اور محفوظ علاقے کی رغبت [1] ہے یعنی ارض دوس؟ جب نبی ﷺ نے ان لوگوں کی ہدایت کی دعا فرمائی۔ تو طفیل عرض کرنے لگے: میں تو یہ نہیں چاہتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس زمین میں تم جیسے بہت سے لوگ ہیں''۔ فرماتے ہیں: جندب بن عمرو بن حممہ بن عوف دوسی جاہلیت میں کہا کرتے تھے: یقیناً اس مخلوق کا کوئی خالق ہے لیکن مجھے معلوم نہیں وہ کون ہے؟ جب نبی ﷺ (کی بعثت) کی خبر سنی تو اپنے ساتھ پچھتر (۷۵) آدمی اپنی قوم کے لے کر روانہ ہوئے خود بھی اور وہ بھی سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جندب ایک ایک آدمی کو آگے کرتے تھے۔ عمرو بن حممہ تین سو سال دوس کے حاکم رہے۔ انہی کی طرف وہ صلح منسوب کی جاتی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا ہے۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں طفیل بن عمرو کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں وہ قریش کو مخاطب کرتے ہیں، کیونکہ جب وہ اسلام لائے تھے تو قریش نے انہیں دھمکایا تھا۔

الا ابلغ لديك بنى لؤىّ ... على الشنآن والعَضَب المُرِدّ
بانّ الله رب الناس فرد ... تعالى جدّه عن كل ندّ
و ان محمدا عبد رسول ... دليلُ هدًى و موضح كل رشد
و ان اللّٰه جلّله بهاء ... واعلى جدّه فى كلّ جدّ

''اپنے ہاں کے بنی لؤی کے لوگوں تک یہ پیام پہنچا دو کہ باوجود دشمنی اور ایسا غصہ جو تیز تلوار کی طرح ہے کہ لوگوں کا پروردگار اکیلا اللہ ہے، اس کی شان ہر شریک سے بالا و برتر ہے اور یہ کہ محمد ﷺ بندے اور رسول ہیں جو ہدایت کی رہنمائی کرنے والے اور ہر رشد و ہدایت والی بات کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمتِ شان کو بڑھایا ہے اور دوسرے لوگوں کے اجداد میں ان کے جدّ امجد کو عالی شان عظمت والا بنایا ہے''۔

بقول بعض: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ یہ قول ابن سعد [2] کا ابن کلبی کے اتباع میں ہے۔ ایک قول ہے: یرموک میں

---

[1] مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان قاتل نفسه لا يكفر (۱۸۴) مسند احمد (۳۷۱/۳)

[2] الطبقات الكبرىٰ (۱۷۷/٤)

شہید ہوئے۔ جو ابن حبان [1] کا ہے، اور موسیٰ بن عقبہ کا بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود کا بحوالہ عروہ قول ہے: اجنادین میں شہادت پائی۔ ان کے بیٹے عمرو بن طفیل کے حالات میں بیان ہوگا۔ یہ وہی ہیں جو جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔

۴۲۵۸ طفیل بن مالك [2]

بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں اسی طرح ابن اسحاق اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی و ابن مندہ کا قول ہے: ان کی روایت مشہور نہیں۔ ابن ابی حاتم [3] کا قول ہے: بیعت عقبہ کے شرکاء میں سے ہیں اور غزوۂ خندق میں شہید ہوئے۔

۴۲۵۹ طفیل بن مالك [4] (دوسرے)

ابن عبدالبر [5] نے ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے طفیل بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ طواف کر رہے تھے اور اور آپ کے سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ ابواحمد بن جحش نابینے کے یہ اشعار دہرا رہے تھے: ؎

''مکہ کیا ہی بہترین وادی ہے جس میں میرے اہل و اولاد ہیں، جس میں مَیں کسی رہنما کے بغیر چل سکتا ہوں''۔

۴۲۶۰ طفیل بن النعمان [6]

بن خنساء بن سنان سابقہ شخصیت کے چچا زاد بھائی، سب نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ عروہ نے بیعت عقبہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے: طفیل بن نعمان خندق کے روز شہید ہوئے۔ ابوعمر کا گمان ہے: یہ طفیل بن النعمان بن مالک بن خنساء ہیں۔ لکھتے ہیں: طفیل بن نعمان بن خنساء، انہیں سابقہ شخصیت کے ساتھ جوڑ دیا، درست یہ ہے کہ دونوں الگ الگ ہیں۔ مغازی میں مذکور ہے کہ طفیل بن نعمان کو جنگ اُحد میں تین زخم آئے۔

باب طاء کے بعد لام

۴۲۶۱ طلحه بن البراء [7]

بن عمیر بن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سُرَیّ بن سلمہ بن اُنَیف البلوی، بنی عمرو بن عوف انصاری کے حلیف۔ ابوداؤد حدیث الحصین بن وحوح سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن البراء بیمار ہوگئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ ان کی حالت دیکھ کر فرمایا: ''مجھے لگتا ہے کہ طلحہ موت سے دوچار ہونے کو ہے تو مجھے اطلاع کر دینا اور (غسل و تکفین میں) جلدی کرنا، اس لئے کہ مسلمان (مردے) کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے گھرانے کے لوگوں میں روکا رکھا رہے''۔

---

[1] الثقات (۲۰۳/۳) [2] اسد الغابہ (۲۶۱۲) استیعاب (۱۲۸۴) تجرید (۲۷۶/۱) [3] الجرح والتعدیل (۴۸۹/۴)

[4] اسد الغابہ (۲۶۱۳) استیعاب (۱۲۸۵) تجرید (۲۷۶/۱) [5] استیعاب (۳۱۵/۲)

[6] اسد الغابہ (۲۶۱۴) استیعاب (۱۲۸۴) تجرید (۲۷۶/۱) [7] اسد الغابہ (۲۶۱۶) استیعاب (۱۲۸۶) تجرید (۲۷۷/۱)

ابوداؤد [1] نے حسبِ عادت ان کا مختصر ذکر کیا ہے جتنا کہ ترجمۃ الباب کے ساتھ ضرورت پڑتی ہے۔ ابن الاثیر نے انہی کے طریق سے روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: روایت میں آتا ہے کہ وہ رات کے وقت فوت ہوئے، وفات سے پہلے انہوں نے کہا تھا: ''مجھے دفن کر کے میرے رب کے پاس پہنچا دینا، اور رسول اللہ ﷺ کو نہ بلانا کیونکہ مجھے آپ ﷺ کے بارے میں یہودیوں سے اطمینان نہیں، کہیں میری وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے''۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی، آپ ﷺ ان کی قبر پر تشریف لائے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی، پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

''اے اللہ! طلحہ اس حال میں آپ سے ملے کہ آپ اس سے خوش ہوں اور وہ آپ سے راضی ہو''۔ [2]

میں کہتا ہوں: ان کے طرزِ عمل میں سخت کوتاہی ہے، کیونکہ اتنی مقدار تو بقیہ حدیث ہے جسے بغوی، ابن ابی خیثمہ، ابن ابی عاصم، طبرانی، [3] ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہ نے درج کیا ہے۔ وہ بھی اسی طریق سے جس سے ابوداؤد نے طویل اور مختصر نقل کیا ہے، اس کے شروع میں ہے۔ ابتداء میں جب یہ نبی ﷺ سے ملے تو آپ کے قریب ہونے لگے حتیٰ کہ آپ کے ساتھ مل کر آپ کے قدم چومنے لگے اور عرض کی: اللہ کے رسول! آپ مجھے اپنا من پسند حکم دیں۔ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ کو ان کی یہ عادت بڑی پسند آئی، اس وقت یہ لڑکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو جاؤ اپنے باپ کو مار ڈالو''۔ یہ مارنے کے لئے اٹھے ہی تھے، آپ ﷺ نے آواز دی: ''(کہاں چلے؟) ادھر آؤ! میں رشتہ داری ختم کرنے نہیں مبعوث ہوا''۔ پھر طلحہ بیمار پڑ گئے اور سابقہ سے زیادہ مکمل حدیث نقل کی۔ طبرانی اوسط میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حصین بن وحوح سے صرف اسی سند سے مروی ہے جس میں عیسیٰ بن یونس متفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث مسند حصین سے ہے لیکن ابن السکن نے اسے بطریق یزید بن موہب عن عیسیٰ بن یونس نقل کیا تو فرمایا: عن حصین عن طلحہ بن البراء انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسلم نعش کے شایانِ شان نہیں کہ اسے اس کے گھرانے کے لوگوں میں روکا جائے''۔ اور ابن السکن روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن البراء نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ ﷺ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس بات پر؟'' عرض کی: اسلام پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ میں تمہیں یہ حکم دوں کہ جاؤ اپنے باپ کو مار ڈالو!؟'' عرض کی: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ہی کہا: یہاں تک تین بار ایسا کہا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ان کی والدہ تھیں جن کے بڑے فرمانبردار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''طلحہ! ہمارے دین میں قطع رحمی (رشتہ داری ختم کرنے کا) کوئی وجود نہیں''۔ راوی کا بیان ہے پھر اسلام لے آئے، اور ان کا اسلام خوب سنورا۔ پھر اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔ اسے طبرانی [4] نے اسی سند سے نقل کیا، لیکن اس میں کہا: اگرچہ میں تمہیں والدہ سے رشتہ ختم کرنے کا حکم دوں؟ لیکن میں یہ چاہتا ہوں تمہارے دین میں کوئی شک باقی نہ رہے۔ اسی حدیث کے دوران فرماتے ہیں: اس گھڑی نبی ﷺ کی طرف پیام نہ بھیجنا، ایسا نہ ہو کہ کوئی سانپ بچھو آپ ﷺ کو ڈس لے یا کوئی اور تکلیف پہنچے۔ لیکن صبح ان سے میرا اسلام کہہ دینا اور عرض

---

[1] ابوداؤد کتاب الجنائز باب التعجیل بالجنازہ وکراھیۃ جسھا (۳۱۵۹)

[2] المعجم الکبیر (۷۳/۴) کنز العمال (۳۳۳۷۸) الطبقات (۷۳/۴) [3] المعجم الکبیر (۷۳/۴)

[4] المعجم الکبیر (۳۷۳/۸)

کرنا تا کہ آپ ﷺ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ علی بن عبد العزیز نے اپنی سند میں عن ابی نعیم روایت کی ہے کہ ہم سے ابوبکر — جو ابن عیاش ہیں — نے بیان کیا کہ مجھ سے طلحہ بن البراء کے چچازادوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا جو بلی سے تعلق رکھتا تھا کہ طلحہ نبی ﷺ کے پاس آئے، پھر مختصراً اس کا ذکر کیا۔ ابونعیم نے بطریق ابومعشر عن محمد بن کعب عن طلحہ بن البراء روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ! طلحہ اس حال میں آپ سے ملے کہ آپ اس سے راضی اور وہ آپ سے خوش ہو''۔ [1] یہ طویل حدیث کا مختصر حصہ ہے۔

۴۲۶۲ طلحہ بن ابی حدرد الاسلمی [2]

ابوحدرد کا نام سلامہ ہے۔ بقول ابن السکن: اہل مدینہ سے ان کی حدیث مروی ہے۔ بقول بعض: صحابی ہیں۔ البتہ ابن حبان [3] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: مرسل احادیث بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری [4] نے تاریخ میں رو کی ہے کہ طلحہ بن ابی حدرد نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قیامت کی نشانی ہوگی کہ تم چاند کو دیکھ کر کہو گے: یہ دو راتوں یا ایک رات کا چاند ہے''۔ ابن مندہ نے بطریق لیث بن ابی سلیم عن عبدالملک بن ابی حدرد بحوالہ ان کے طلیحہ نامی بھائی سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کی: میں یہود کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا، میں نے کہا: تم کیا ہی قوم تھے اگر یہ نہ کہتے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں!؟ (حدیث)

۴۲۶۳ طلحہ بن خراش [5]

بن الصمہ۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بحوالہ طلحہ بن خراش صحابی رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ طلحہ بن خراش بن عبدالرحمٰن بن خراش بن صمہ تابعی ہیں اور ابن جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ صاحب سوانح کے بھتیجے ہیں۔

۴۲۶۴ طلحہ بن داود [6]

طبرانی [7] اور ابونعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یعقوب لکھتے ہیں: صحابی نہیں۔ پھر سب نے بطریق عبدالرزاق [8] بحوالہ مولی آل طلحہ بن داؤد عن طلحہ روایت کی ہے کہ انہوں نے انہیں فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل عمان کی دودھ پلانے والی عورتیں کیا ہی بہترین ہیں''۔ سعید کی روایت میں ہے: ''نعمان''۔

۴۲۶۵ طلحہ بن رکانہ

بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی۔ ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں تو ان کا ذکر کیا ہے، لیکن استیعاب میں نہیں کیا۔ مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ [9] عن سلمہ بن صفوان عن یزید بن طلحہ عن النبی ﷺ روایت کرتے ہیں: ''ہر دین کے

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۷۳/۴) [2] اسد الغابہ (۲۶۱۷) استیعاب (۱۲۸۷) تجرید (۲۷۷/۱) [3] الثقات (۳۹۴/۴)
[4] التاریخ الکبیر (۳۴۵/۲) [5] اسد الغابہ (۲۶۱۸) تجرید (۲۷۷/۱) [6] اسد الغابہ (۲۶/۹) تجرید (۲۷۷/۱)
[7] المعجم الکبیر (۳۱۲/۸) [8] المصنف لعبدالرزاق (۱۳۹۸۷)
[9] مؤطا مالک کتاب حسن الخلق باب ما جاء فی الحیاء (۱۷۲۵)

اچھے اخلاق ہوتے ہیں اور اسلام کے اچھے اخلاق حیاء ہے''۔ وکیع نے اسے عن مالک نقل کیا تو کہا: عن یزید بن طلحہ بن رکانہ عن ابیہ، ابن عبدالبر فرماتے ہیں: اگر یہ سند وکیع کو یاد تھی تو یہ حدیث مسند ہے۔ لیکن یحییٰ بن معین وکیع کے قول ''عن ابیہ'' پر نکیر کرتے تھے۔ فرماتے: اس طرح کا متن حدیث معاذ بن جبل سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: وکیع کی روایت الدارقطنی نے ''غرائب'' میں اور اسی طرح بطریق سعدہ بن السبیع عن مالک عن سلمہ بن صفوان عن طلحہ بن یزید بن رکانہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں: اس میں مسعدہ کو وہم ہوا ہے۔ یہ تو یزید بن طلحہ بن رکانہ ہیں۔ نیز عن ابی ہریرہ کہنے میں وہم ہوا ہے یہ روایت تو مرسل ہے پھر اسے مسند احمد بن سنان القطان سے عن ابن مہدی اسی طرح بیان کیا جیسے مؤطا میں ہے اور اسے بطریق محمد بن احمد بن الاشعث عن نصار بن حرب عن ابن مہدی وکیع کے الفاظ میں نقل کیا ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں: اس میں اس شیخ کو وہم ہوا ہے۔ درست مرسل ہے۔ پھر ابن ابی الارقم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے آگے اختلاف ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے اس میں ایک اور اختلاف بھی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے عیسیٰ بن یونس نے عن مالک عن الزہری عن انس نقل کیا ہے۔

۴۲۶۶ (ز) طلحہ بن زید انصاری [۱]

بقول ابو عمر: [۲] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور الارقم میں بھائی چارہ قائم فرمایا، لکھتے ہیں: میرے خیال میں یہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے بھائی ہیں۔

۴۲۶۷ طلحہ بن سعید [۳]

بن عمرو بن مرہ الجہنی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں۔ ابن الاثیر [۴] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے ان کے والد سعید کا صحابہ میں تذکرہ نہیں دیکھا۔ احتمال ہے بچپن میں فوت ہو گئے ہوں۔ اور ان کے دادا عمرو مشہور صحابی ہیں۔

۴۲۶۸ (ز) طلحہ بن عبداللہ اللیثی

ابن حبان [۵] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض صحابی ہیں۔ دوری بحوالہ ابن معین نقل کرتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ طلحہ بن عبداللہ النضری صحابی ہیں۔ یہ روایت ابن شاہین اور ابن السکن نے نقل کی ہے، یہی ابن سعد کا قول ہے جس میں یہ اضافہ ہے: ان کا تعلق بنی لیث سے ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: طلحہ بن مالک اللیثی بقول بعض: ''طلحہ بن عبداللہ''۔

میں کہتا ہوں: ابن الاثیر مرحوم نے دوسروں کی دیکھا دیکھی میں ان کے سوانح طلحہ بن عمرو نضری (جن کا ذکر قریب ہی میں ہونے والا ہے) کے سوانح سے ملا دیئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ صحیح ہے۔

---

[۱] اسد الغابہ (۲۶۲۱) استیعاب (۱۲۸۸) تجرید (۲۷۷/۱) [۲] استیعاب (۳۱۶/۲)

[۳] اسد الغابہ (۲۶۲۳) تجرید (۲۷۷/۱) [۴] اسد الغابہ (۴۹۰/۲) [۵] الثقات (۲۰۴/۳)

۴۲۶۹ طلحہ بن عبیداللہ [1]

بن عثمان بن عمرو بن کعب.... قرشی تیمی ۔ ابو محمد، عشرہ مبشرہ اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والے آٹھ خوش نصیبوں میں کے ایک ۔ اور ان پانچ میں سے ایک جو سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ۔ اور اصحاب شوریٰ کے چھ افراد میں سے ایک ۔

روایت حدیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے یحییٰ، موسیٰ اور عیسیٰ، قیس بن ابی حازم، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، الاحنف، مالک بن ابی عامر وغیرہ روایت کرتے ہیں ۔ والدہ صعبہ بنت الحضرمی ہیں، جو یمن کی رہنے والی اور العلاء بن الحضرمی کی بہن ہیں ۔ حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد بن ربیعہ ہے ۔ جنگ بدر کے موقع پر شام تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ لگایا اور اجر کی نوید سنائی ۔ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے اور اس میں انتہائی جانفشانی سے لڑے ۔ اسی میں انہوں نے اپنے جسم پر وار سہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا ۔ اپنے ہاتھوں پر آپ کی طرف بڑھنے والے نیزے روکے جس سے ان کی انگلیاں شل ہو گئی تھیں ۔ زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ حضرت طلحہ سرخ وسفید چہرے والے، قد میانہ بلکہ ایک حد تک پست، سینہ چوڑا، قدم چوڑے پر گوشت جب وہ مائل ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے ۔ زبیر فرماتے ہیں: محمد بن ابراہیم بن حارث کا قول ہے: غزوۂ ذی قرد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک چشمے پر سے ہوا جس کا نام بیسان مالح تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ نعمان اور وہ طیب ہے، یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا ۔ حضرت طلحہ نے اسے خرید کر وقف کر دیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلحہ تم تو بڑے فیاض ہو'' ۔ [2] چنانچہ اسی وجہ سے انہیں ''طلحہ فیاض'' کہا جانے لگا ۔

قبولِ اسلام:

قبولِ اسلام کا واقعہ جو ابن سعد نے نقل کیا ہے خود انہی کی زبانی سنیئے، فرماتے ہیں کہ میں بصری کے بازار میں تھا ۔ وہاں ایک راہب کو اپنے عبادت خانے میں کہتے سنا: اس سال حج کے موقعہ پر آنے والوں سے پوچھو کوئی ان میں حرم کا رہنے والا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا: میں ہوں ۔ اس نے کہا: کیا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو چکا ہے؟ میں نے کہا: کون احمد؟ اس نے کہا: ''عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے'' ۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں وہ مبعوث ہوں گے، وہ خاتم الانبیاء ہیں ۔ حرم سے نکلیں گے اور نخلستان حرہ اور شور زمین کی طرف ہجرت کریں گے ۔ ایسا نہ ہو کوئی تم سے پہل کر جائے، تو میرے دِل میں اس کی بات بیٹھ گئی ۔ میں جلدی سے نکلا اور سیدھے مکہ پہنچا، لوگوں سے پوچھا: کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! محمد الامین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت کا اعلان کیا ہے ۔ (سب سے پہلے) ابن ابی قحافہ نے ان کی پیروی کی ہے ۔ میں وہاں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، وہ مجھے لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ میں نے اسلام قبول کر لیا، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہب کا واقعہ سنایا ۔

---

[1] اسد الغابة (ت: ٢٥٠٦) الاستيعاب (ت: ١٢٨٩) تجريد اسماء الصحابة (١/٢٧٧)

[2] تهذيب تاريخ دمشق (٧/٨٢) كنز العمال (٣٣٣٧٠)

واقدی کا بیان ہے: حضرت طلحہ بن عبید اللہ کا رنگ گندم گوں، بال بہت گھنے تھے نہ سیدھے نہ گھنگھریالے، چہرہ کتابی، ناک کا بانسہ باریک، چلتے تو جلدی جلدی قدم اٹھاتے اور خضاب نہیں لگاتے تھے۔ زبیر نے اپنی مرسل سند سے نقل کیا ہے: ہجرت سے پہلے مکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معدودے چند ساتھیوں میں مواخات قائم کی تو حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا، اور ایک مرسل سند سے بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آمد کے بعد مہاجرین وانصاری میں بھائی چارہ قائم فرمایا: تو طلحہ اور ابوایوب رضی اللہ عنہما کے مابین مواخات قائم کی۔ ترمذی اور ابویعلی کی بطریق محمد بن اسحاق بحوالہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''طلحہ نے اُحد کے دِن جو کارنامہ سرانجام دیا اس سے (جنت) واجب کرلی''۔ [1]

ابن اسحاق فرماتے ہیں: غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ جب ہر طرف سے کفار کا نرغہ ہوا اور آپ نے پہاڑ کی ایک چٹان پر چڑھنا چاہا لیکن (کئی بار کوشش نے لگاتار تیر وتفنگ کی بوچھاڑ نے اس کا موقع نہ دیا تو) آپ اٹھتے بھی تو رہ جاتے، اس نازک موقع پر حضرت طلحہ نیچے بیٹھے اور آپ اس چٹان پر سیدھے کھڑے ہوگئے (اس وقت کسی نے یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ ان کے قائد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید ہوگئے ہیں جن کی وجہ سے کئی حضرات نے تلواریں پھینک دی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مہتاب بن کر جب نمودار ہوا، جانباز ستاروں کی مانند اکٹھے ہونے لگے)۔ یہ ابویعلی کی روایت کے الفاظ ہیں، یہی روایت یونس بن بکیر نے مغازی میں ان الفاظ میں بیان کی ہے جو زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دہری زرہ پہنے ہوئے دیکھا، آپ چٹان پر چڑھنا چاہ رہے تھے.... آخر تک اسے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی''۔ [2]

زبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کی اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سعد بن عبادہ نے بیان کیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی۔ جب بظاہر مسلمانوں کو پسپائی ہوئی تھی تو وہ ثابت قدم رہے اور وہ اپنی جان پر کھیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے لگے، یہاں تک کہ ان میں جو شہید ہوئے سو ہوئے۔ بیعت کرنے والے لوگوں میں ایک جماعت کا شمار انہوں نے کیا، جن میں ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر، سعد، سہل بن حنیف اور ابودجانہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ الدارقطنی نے ''الافراد'' میں بطریق ہیثم عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن مولی آلِ طلحہ عن موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ روایت کی ہے: جس ہاتھ سے طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا اور وہ شہید ہوگیا تو آپ نے فرمایا: حِس حِس۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم بسم اللہ کہہ لیتے تو اپنا وہ جنتی مقام دنیا میں رہتے ہوئے دیکھ لیتے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنایا ہے''۔ [3] فرماتے ہیں: اس میں ہیثم متفرد ہیں جوان کی حدیث کی تقدیم ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [4] نے بطریق قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا شل ہوا ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دفاع کیا تھا۔

ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض: حضرت طلحہ نے جن چار خواتین سے شادیاں کیں ان کی ایک ایک بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھی۔ ام کلثوم بنت ابی بکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن، حمنہ بنت جحش حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن، فارعہ بنت ابی سفیان

---

[1] ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الدرع (۱۶۹۲) مسند احمد (۱۶۵/۱) ابویعلی فی مسنده (۶۷۰/۲)

[2] حوالہ ابھی گزرا ہے۔ [3] کنز العمال (۳۳۳۷۵)

[4] بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب ذکر طلحه بن عبدالله (۳۷۲۴)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن، اور رقیہ بنت ابی امیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن۔ یعقوب بن سفیان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: بحوالہ قبیصہ بن جابر روایت ہے کہ میں حضرت طلحہ کے ساتھ رہا میں نے بن مانگے ان سے زیادہ دینے والا کوئی شخص نہ دیکھا۔ اور خلیفہ نے اپنی تاریخ میں بحوالہ قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ جنگ جمل میں حضرت طلحہ کے گھٹنے میں ایک تیر پیوست ہوگیا، لوگوں نے نکالا تو گھٹنا پھول جاتا اور جب چھوڑ دیتے تو خون ظاہر ہو جاتا۔ آپ نے فرمایا: "اسے رہنے دو"۔

ابن عساکر [1] نے متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ وہ تیر مروان بن الحکم نے چلایا تھا، جس سے ان کی شہادت ہوگئی۔ ابوالقاسم بغوی نے بسند صحیح عن الجارود بن ابی سبرہ روایت کی ہے۔ جنگ جمل میں مروان نے حضرت طلحہ کو دیکھا، کہنے لگا: آج کے بعد میں اپنا بدلہ کسی سے نہیں لوں گا، پھر ایک تیر نکالا اور ان پر چلا دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بسند صحیح عن قیس بن ابی حازم روایت کی ہے کہ مروان نے لشکر میں حضرت طلحہ کو دیکھ کر کہا: اسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف مدد پہنچائی تھی تو ان کے گھٹنے پر ایک تیر مارا جس سے خون بہہ پڑا، یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ اسے عبدالحمید بن صالح نے قیس سے اور طبرانی [2] نے بطریق یحییٰ بن سلیمان الجعفی عن وکیع اسی سند سے نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ جمادی الاولی چھتیس (۳۶ھ) کو پیش آیا۔ ابن سعد [3] کی روایت ہے: یہ واقعہ جمعرات کے روز جمادی الثانیہ کی دس راتیں گزرنے پر پیش آیا، اس وقت ان کی عمر چونسٹھ (۶۴) سال تھی۔

(۴۲۷۰) طلحہ بن عبیداللہ [4]

بن مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم التیمی۔ یہ وہی ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: "تمہارے لیے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ اس بات کی اجازت ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی ازواج سے نکاح کرو"۔ [5] جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اگر (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرلوں گا۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا عن ابن شاہین بلا اسناد ذکر کیا ہے۔ ادھر مفسرین کی ایک جماعت سے غلطی ہوئی، انہوں نے سمجھا یہ طلحہ وہی ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں: انہیں "طلحہ الخیر" کہا جاتا تھا جیسے حضرت طلحہ کو "احد العشرہ" کہا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ واقعہ یہ بات کہ "میں نکاح کروں گا" کہنے والے کا نام لیے بغیر نقل کی ہے۔

(۴۲۷۱) طلحہ بن عتبہ انصاری [7]

الاوسی از بنی جحجبی۔ اُحد میں شریک اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن شاہین اور ابوعمر [8] نے ان کا ذکر کیا ہے جبکہ

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۸۲/۷) [2] المعجم الکبیر (۱۹۷/۱) [3] الطبقات الکبریٰ (۱۵۲/۳)

[4] اسد الغابہ (۲۶۲۶) استیعاب (۱۲۸۹) تجرید (۲۷۷/۱) [5] سورۃ الاحزاب (۵۳) [6] جامع المسانید (۵۳۰/۶)

[7] اسد الغابہ (۲۶۲۷) استیعاب (۱۲۹۰) تجرید (۲۷۸/۱) [8] استیعاب (۳۲۱/۲)

موسیٰ بن عقبہ نے تصغیر کی صورت طلیحہ ذکر کیا ہے۔

۴۲۷۲ (ز) طلحه بن عتبه (دوسرے)

ابن عساکر نے بسند صحیح بحوالہ موسیٰ بن عقبہ روایت کی ہے کہ یرموک میں شہید ہوئے۔ مجھے معلوم نہیں آیا یہ پہلے والے ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۴۲۷۳ طلحه بن عمرو النضری [1]

بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بتایا جاتا ہے کہ اہل صفہ میں سے تھے۔ امام احمد، طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے بطریق ابی حرب بن ابی الاسود روایت کی ہے کہ طلحہ نے جو صحابی ہیں ان سے بیان کیا کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اہل صفہ کے ایک شخص نے کہا: ''کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور خطاب فرمایا: ''مجھے اگر روٹی اور گوشت ملتا تو تمہیں کھلاتا، بہر حال عنقریب یہ چیزیں تمہیں میسر ہو جائیں گی، اور حال یہ ہوگا کہ تمہارے سامنے پیالوں پر پیالے لائے جائیں گے (جن میں مختلف انواع کے ماکولات ومشروبات ہوں گے) اور تمہارے گھروں میں ایسے پردے لٹک رہے ہوں گے جیسے کعبہ پر لٹک رہے ہیں''۔ [2] فرماتے ہیں: کعبہ پر سفید پردے ڈالے جاتے تھے جو یمن سے لائے جاتے۔ ان میں ہر ایک دوسرے سے مزید الفاظ میں مروی ہے، سب کئی طرق کے ذریعے بن داؤد بن ابی ہند بحوالہ ان کے نقل کرتے ہیں۔ ان میں بعض نے کہا: عن طلحہ اور نسب نہیں بیان کیا اور بعض نے طلحہ بن عمرو کہا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: طلحہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں اور اسے عدی بن الفضل (جو ایک متروک راوی ہے) نے عن داؤد عن ابی حرب نقل کی تو کہا: عن عبید اللہ بن فضالہ، فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا.... اسے ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ پہلی سند صحیح ہے۔

۴۲۷۴ (ز) طلحه بن عمرو

بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن اکبر الحضرمی۔ بدر اور بیعت عقبہ میں شریک، جسے رشاطی نے بحوالہ ہمدانی نقل کیا ہے۔ ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۴۲۷۵ طلحه بن ابی قتاده قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

۴۲۷۶ طلحه بن مالك الخزاعی [3]

بقول بعض: اللیثی۔ ابن حبان فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بغوی کا کہنا ہے طلحہ بن مالک بصرہ کے

---

[1] اسد الغابہ (۲٦٢٩) استیعاب (۱۲۹۱) تجرید (۲۷۸/۱)

[2] مسند احمد (۴۸۱/۳) المعجم الکبیر (۳۱۰/۸) الصحیح لابن حبان (۲۵۳۹)

[3] اسد الغابہ (۲٦٣٠) استیعاب (۱۲۹۲) تجرید (۲۷۸/۱)

رہائشی تھے۔ ابن حبان ان کا نسب سُلَمی بیان کرتے ہیں۔ امام بخاری [1] نے تاریخ میں، ابن ابی عاصم، [2] حارث، سمویہ، بغوی، طبرانی [3] اور ابن السکن نے بطریق ام الحریر روایت کی ہے، فرماتی ہیں: میں نے اپنے مولا کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قربِ قیامت کی نشانی عربوں کی ہلاکت ہے''۔ محمد بن ابی رزین بواسطہ اپنی والدہ سے بحوالہ ام الحریر نقل کرتے ہیں کہ ان کے مولا کا نام طلحہ بن مالک تھا، بقول ابن السکن: طلحہ سے ان کے علاوہ کوئی حدیث مروی نہیں۔ اور اسے سلیمان بن حرب کے علاوہ کسی نے محمد سے نہیں نقل کیا۔

۴۲۷۷ طلحہ بن معاویہ

بن جاہمہ، قسم رابع میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔

۴۲۷۸ طلحہ بن نضیلہ [4]

قاسم بن مُخَیْمِرَہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ابو معاویہ کنیت تھی۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اور ابن السکن نے ان کی حدیث بیان کی ہے کہ کسی نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے لئے نرخ مقرر کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے اللہ تعالیٰ اس طریقے کے بارے میں نہیں پوچھے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہیں دیا، اگر میں اسے تم لوگوں میں رائج کر دوں لیکن تم اللہ سے اس کا فضل مانگو''۔ [5] ابو موسیٰ نے اسی طرح بطریق ابوبکر بن ابو علی ان کی ایوب بن خالد تک کی سند سے، بیان کیا ہے، ابن سکن فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث مروی ہے جس میں سماع اور حاضری کا ذکر نہیں اور یہ صحابہ میں غیر معروف ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن قانع اور طبرانی نے بطریق عمرو بن ہاشم، عن الاوزاعی، بلا نام روایت کیا ہے۔ طبرانی نے بطریق مفضل بن یونس، بحوالہ اوزاعی نقل کیا ہے، وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: عن ابن نضیلہ، جو صحابی ہیں اور ان کا نام نہیں لیا، اسی طرح یہ روایت ابو مغیرہ، محمد بن جریر، کئی حضرات نے اوزاعی سے نقل کی ہے، ان میں معافی بن عمران بھی ہے۔

اسے نصر مقدسی نے کتاب الحجہ میں نقل کیا ہے، لیکن طبرانی نے ان کا عنوان عبید بن نضیلہ اور ابن قانع نے علقمہ بن نضیلہ قائم کیا ہے۔ ابن قانع کی روایت میں لکھا ہے: ابن نضیلہ یا نھلہ، جس سے وہ یہ سمجھے کہ صحابی کے نام میں تردد ہے۔ یوں ان کا عنوان حرف نون نھلہ میں دے دیا، ابن مندہ نے ان کا عنوان عمرو بن نضیلہ لکھ کر بعینہٖ یہ حدیث شامل کی ہے، لیکن وہ دوسری سند سے بطریق معاذ بن رفاعہ، بحوالہ ابونھلہ، اسی طرح بلا نام مروی ہے۔ ایوب بن خالد کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا نام طلحہ اور بروایت مفضل بن یونس معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، یہی معتبر ہے جو اس کے علاوہ باتیں ہیں، وہ وہم ہیں۔

۴۲۷۹ (ز) طلحہ انصاری [6] (بے نسبت)

ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کے بارے میں سب سے نیک بخت عجم

---

[1] التاریخ الکبیر (۳٤٤/۲) [2] الآحاد والمثانی (۱۹۱/۱) [3] المعجم الکبیر (الحدیث: ۳۰۹/۸)

[4] اسد الغابہ (۲٦۳۲) استیعاب (۱۲۹٤) تجرید (۲۷۸۱) [5] مجمع الزوائد (٦٤۷۲) (۳۸۰۷٦)

[6] اسد الغابہ (۲٦۳۳) استیعاب (۱۲۹٦) تجرید (۲۷۸/۱)

اہل فارس ہیں''۔ [۱] (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۸۰ طلحہ زرقی [۲]

ان کا بھی ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں، بقول بعض: یہی ابن ابی حدرد ہیں، بطریق عمرو بن دینار، بحوالہ عبید بن طلحہ زرقی کے والد سے نقل کیا ہے جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی کا چاند دیکھتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَ السَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہ.

اس کی سند ضعیف ہے اور یہ متن ترمذی [۳] نے عن طلحہ بن عبیداللہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، دوسرے طریق سے نقل کی ہے۔

۴۲۸۱ طلحہ سلمی [۴]

عقیل کے والد ہیں۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: [۵] شام کے رہائشی ہیں، اہل شام سے ان کی حدیث مروی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [۶] نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی خیثمہ اور بغوی نے بطریق ضمرہ، عن ابن شوذب، عن عقیل بن طلحہ جو صحابی ہیں روایت کی ہے، ابوالولید طیالسی نے بحوالہ عقیل بن طلحہ سلمی روایت کی ہے ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت میں بحوالہ عقیل بن طلحہ ہے، طلحہ کو یعنی ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۴۲۸۲ طلحہ (بے نسبت)

ابن اسحاق نے شہدائے خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے، اوس بن عائذ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۸۳ طلق بن بشر

خلیفہ کے والد بشر میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

طبرانی [۷] کی روایت میں بطریق خلیفہ بن بشر عن ابیہ مروی ہے کہ وہ اسلام لائے تو نبی علیہ السلام نے انہیں ان کے مال اور اولاد واپس کر دی، پھر آپ کی ان سے ملاقات ہوئی تو وہ اور ان کا بیٹا طلق ایک رسی میں بندھے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے قسم کھائی ہے کہ ہم اسی میں بندھ کر حج کریں گے۔ آپ ﷺ نے رسّی کو کاٹ دیا اور فرمایا: ''حج کرو، یہ شیطانی کام ہے''۔

۴۲۸۴ (ز) طلق بن ثمامہ

وہ ابن علی ہیں، ابن سکن نے اسے روایت کیا ہے۔

۴۲۸۵ (ز) طلق بن خشاف

مسلم بن ابراہیم نے بحوالہ سوادہ بن ابی اسود قیسی عن ابیہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے طلق بن خشاف کو دعا کرتے ہوئے سنا اور وہ

---

[۱] تاریخ اصبہان (۱۲۱۱) [۲] اسد الغابہ (۲۶۲۰) تجرید (۲۷۷/۱) [۳] ترمذی (۳۴۵۱)

[۴] اسد الغابہ (۲۶۲۸) استیعاب (۱۲۹۵) تجرید (۲۷۸/۱) [۵] ثقات (۲۰۴/۳)

[۶] تاریخ الکبیر (۳۴۴/۲) المعجم الکبیر (۲۵/۲) [۷] المعجم الکبیر (الحدیث: ۲۵/۲)

صحابی ہیں۔

ذہبی [1] نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اسے انہی کے قلم سے نقل کیا ہے۔ رہے بخاری، [2] ابن حبان [3] اور ابن ابی حاتم [4] تو انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ تابعی ہیں، وہ حضرت عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

۴۲۸۶ طلق بن علی [5]

بن طلق بن عمرو، بقول بعض: ابن علی بن منذر بن قیس بن عمرو، ایک قول ہے: وہ طلق بن قیس بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن عبدالعزی بن سحیم حنفی سحیمی ہیں، ان کی کنیت ابوعلی مشہور ہے، صحابی ہیں، وفد اور روایت حاصل ہے۔ بعض کا قول ہے: طلق بن ثمامہ ہیں۔ اسے ابن سکن نے سنن کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''گارا اس کے نزدیک کرو کیونکہ انہیں کام کا زیادہ پتہ ہے''۔ [6] ان سے ان کا بیٹا قیس، بیٹی خلدہ، عبداللہ بن بدر اور عبدالرحمن بن علی بن سنان روایت کرتے ہیں۔

۴۲۸۷ طلق بن یزید [7]

یا یزید بن طلق، شک کے ساتھ ہے۔ احمد، ابن ابی خیثمہ، ابن قانع، بغوی اور ابن شاہین سب نے بطریق شعبہ، بحوالہ طلق بن یزید یا یزید بن طلق، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا، عورتوں سے پچھلے مقام سے صحبت نہ کیا کرو''۔ [8] معمر نے عاصم سے روایت کرنے میں ان سے مخالف نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: طلق بن علی، شک کے الفاظ نہیں بیان کیے، یہی قول ابونعیم کا عن عبدالملک بن سلام، عن عیسیٰ بن خطان ہے۔ فرماتے ہیں: ابن ابی خیثمہ، یہی درست ہے۔

ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں بطریق سراج بن عقبہ نقل کیا ہے کہ ان کی پھوپھی خلدہ بنت طلق نے بحوالہ اپنے والد ان سے بیان کیا ہے کہ ہم وبائی اور سخت گرم زمین میں تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تمہیں اچھا لگے پی لو''۔ [9]

۴۲۸۸ طُلیب [10]

تصغیر کے ساتھ ہے، ابن ازہر بن عبدعوف بن حارث بن زُہرہ بن کلاب قرشی، زہری، مطلب کے بھائی ہیں، دونوں قدیم الاسلام ہیں۔ زبیر نے مہاجرین حبشہ اور وہاں فوت ہونے والوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۸۹ طلیب بن عرفہ [11]

بن عبداللہ بن ناشب، ابوقرہ زبیدی نے سنن میں بحوالہ کلیب بن طلیب عن ابیہ ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] التجرید (۷۸) [2] تاریخ کبیر (۳۵۸/۲) [3] الثقات (۳۹۶/٤) [4] جرح والتعدیل (٤/٤٩٠)

[5] اسد الغابہ (۲٦۲٤) استیعاب (۱۳۰۹) تجرید (۲۷۸/۱) [6] سنن دارقطنی (۱٤۸/۱) سنن کبریٰ (۱۳۵/۱)

[7] اسد الغابہ (۲٦۳۵) تجرید (٦۷۸/۱) [8] ترمذی (۱۱٦٤) احمد (۸٦۱۱) معجم [9] مسند احمد (۳۵۵/۲) کنز العمال (۱۳۳۰۰)

[10] اسد الغابہ (۲٦۳٦) استیعاب (۱۲۹۷) تجرید (۲۷۸/۱) [11] اسد الغابہ (۲٦۳۷) استیعاب (۱۲۹۸) تجرید (۲۷۸/۱)

پاس آئے اور آپ سے یہ ارشاد سنا: ''اپنی تنگدستی اور خوشحالی میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو''۔ ❶

۴۲۹۰ (ز) طلیب بن کثیر

بن عبد بن قُصی بن کلاب قرشی، عمر بن شبہ نے بحوالہ ابوغسان ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے مدینہ میں حویلی بنائی۔ فرماتے ہیں: یہ ان کی حویلی ان کے بھتیجے کثیر بن زید بن کثیر کے پاس تھی، پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئی، مجھے خدشہ ہے کہ وہ بعد والے ہوں، اس میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۴۲۹۱ طلیب بن عمیر ❷

یا عمرو بن وہب بن ابی کثیر بن عبد بن قصی بن کلاب بن مرّہ، ابوعدی ہیں، ان کی والدہ اروی بنت عبدالمطلب ہیں، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن سعد ❸ نے ذکر کیا ہے کہ واقدی اہل بدر میں ان کا ذکر کرنے میں متفرد ہیں۔ ہاں ابن مندہ نے یہ بحوالہ موسیٰ بن عقبہ بیان کیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ وہ اجنادین میں شہید ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق ❹ نے مغازی میں اور زبیر میں نسب میں فرمایا کہ وہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

زبیر کا قول ہے: ان عبد بن قصی کی اولاد ختم ہوگئی، تو عبدالصمد بن علی اور عبداللہ بن عروہ بن زبیر تعداد کے لحاظ سے ان کے وارث ہوئے۔ زبیر فرماتے ہیں: انہوں نے اسلام میں سب سے پہلے ایک مشرک کو زخمی کیا جس کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے سنا کہ عوف بن صبرہ سہمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے۔ انہوں نے اونٹ کا جبڑا اٹھایا اور اس کا سر زخمی کر دیا۔ کسی نے اروی سے کہا، آپ دیکھتی نہیں کہ آپ کے بیٹے نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ع

''طلیب نے اپنے ماموں زاد کی مدد کی ہے، اس کے مال والے اور خون والے کے بارے میں اس کی غم خواری کی''۔

بقول بعض: جسے مارا گیا تھا وہ ابواہاب بن عزیز دارمی تھا، قریش نے اسے نبی علیہ السلام پر حملے کے لیے تیار کیا تھا، اس سے طلیب ملے اور مار کر اس کا سر زخمی کر دیا، بلاذری کا بیان ہے کہ جب مشرکین نے شعب ابی طالب میں مسلمانوں کا محاصرہ کیا، تو طلیب نے ابولہب کا سر زخمی کر دیا، لوگوں نے طلیب کو پکڑ کر باندھ دیا تو ابولہب اسے بچانے کے لیے ان کے سامنے کھڑا ہوگیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر چلے گئے تو اس نے ان کی والدہ سے جو ابولہب کی بہن ہیں شکایت کی، وہ کہنے لگیں: اگر انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے تو یہ ان کے بہترین دن ہیں۔ ابن ابی حاتم ❺ کا قول ہے: ان کی روایت نہیں۔

میں کہتا ہوں: حاکم نے اپنے مستدرک میں بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کی ہے کہ طلیب بن عمیر، دار ارقم میں اسلام لا کر باہر نکلے تو اپنی والدہ اروی بنت عبدالمطلب کے پاس پہنچے، اور کہنے لگے: میں نے محمد کا اتباع کر لیا ہے اور اللہ ربّ العالمین کے لیے گردن جھکا دی ہے۔ تو ان کی والدہ کہنے لگیں: تمہاری مدد و نصرت کے زیادہ حقدار تمہارے ماموں زاد

---

❶ کنز العمال (۵۶۲۸) کشف الخفاء (۴۳/۱) ❷ اسد الغابہ (۲۶۳۸) استیعاب (۱۲۳۹) تجرید (۲۷۹/۱)
❸ طبقات الکبریٰ (۸۶/۳) ❹ مغازی (۲۴/۱) ❺ الجرح والتعدیل (۴۹۹/۴)

ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمیں اتنی دسترس ہوتی جتنی مردوں کو ہے تو ہم اس کا اتباع کر لیتے، اور ان کا دفاع کرتے۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: امی جان! آپ کو مسلمان ہونے سے کون روکتا ہے؟ پھر وہ حدیث ذکر کی، جو ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔ حاکم فرماتے ہیں: علی شرط البخاری صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا، کیونکہ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی ضعیف ہے، ابوسلمہ کی ان سے روایت مرسل ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے، فرماتے ہیں، میں نے کہا: اے امی جان!...... آخر تک۔

۴۲۹۲ (ز) طلیحہ

ابن بلال قرشی عبدری، ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وہ جلولا کے دن مسلمانوں کے دستے کے امیر تھے، باقی تمام لشکر کے امیر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص تھے۔ کئی بار گزر چکا ہے کہ فتوحات میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۹۳ طلیحہ بن خویلد ✿

بن نوفل بن نفلہ بن اُشتر بن حجوان بن مقتس اُسدی فقعسی، ابن سعد نے کئی طرق سے بحوالہ ابن کلبی وغیرہ روایت کیا ہے کہ بنو اسد کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، ان میں حضرمی بن عامر، ضرار بن اُزور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن قائف، سلمہ بن حبیش، طلیحہ بن خویلد، نقادہ بن عبداللہ بن خلف تھے۔ حضرمی بن عامر نے عرض کیا: ہم تاریک رات میں، سرخ سال میں، آپ کے پاس آئے ہیں۔ اور ہماری طرف آپ نے کوئی لشکر بھی نہیں بھیجا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی "وہ لوگ آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان دھرتے ہیں....."۔ (الآیت) ✿ یہ ابن کلبی کا سیاق ہے۔

محمد بن کعب کی روایت میں طلیحہ کے علاوہ کسی کا نام نہیں ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ اس کے بعد طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ مرتد ہو گئے۔ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ✿ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام بزاخہ پر ان کا مقابلہ کیا، طلیحہ شام بھاگ گیا، پھر حج کا احرام باندھ کر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا: میں دو نیک آدمیوں کے قتل کے بعد تمہیں پسند نہیں کرتا، ایک عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم، وہ دونوں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے جاسوس تھے۔ ان سے طلیحہ اور سلمہ ملے اور انہیں قتل کر دیا۔ طلیحہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو میرے ہاتھ سے عزت بخشی ہے اور مجھے ان کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا۔ جنگِ قادسیہ اور نہاوند میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ واقدی، وثیمہ اور سیف نے فتوحات میں ان کے عظیم کارنامے ذکر کیے ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بطریق زہری روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور ان کے ساتھ لوگ روانہ ہوئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ مضر کی جانب چلیں۔ اور وہاں کے مرتدوں سے جنگ کریں۔ اس کے بعد یمامہ روانہ ہوں۔ چنانچہ وہ ادھر روانہ ہوئے۔ وہاں طلیحہ سے نبرد آزما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے شکست دی۔ پھر ایک واقعہ

✿ اسد الغابہ (۲۶۳۹) استیعاب (۱۳۰۰) تجرید (۲۷۹/۱) ✿ سورة الحجرات الآية (۱۷)

✿ مختصر تاريخ دمشق (۲۱٤/۱۱)

نقل کیا۔

سیف عن المفصل بن مبشر عن جابر روایت کرتے ہیں: ہم نے تین آدمیوں کو تہمت زدہ سمجھا لیکن ان کی امانت اور دنیا سے بے رغبتی کو دیکھا تو جیسا ہم نے سمجھا تھا نہ پایا۔ طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح واقدی کی بطریق محمد بن ابراہیم التیمی اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی بطریق عبدالملک بن عمیر پہلے واقعے کے مفہوم میں ایک روایت ہے، اس میں ہے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: امیر المومنین! پھر اچھی معاشرت اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ لوگ باوجود بغض وعناد کے بھی مل جل کر رہتے ہیں۔ فرماتے ہیں: پھر طلیحہ صحیح اسلام لے آئے اور اس کے بعد کسی نے ان کے اسلام پر) حرف نہیں اٹھایا۔ اور ان کے صحیح مسلمان ہونے کے بارے میں ان کے اشعار بھی نقل کیے۔ بقول بعض: وہ غزوۂ نہاوند میں اکیس (۲۱ھ) میں شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الام کے باب قتل المرتد میں باب الجنائز سے تھوڑا پہلے لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلیحہ اور عیینہ بن بدر کو قتل کر دیا۔ میں نے قاضی جلال الدین بلقینی سے اس بارے میں مراجعت کی تو انہوں نے اسے بڑا عجیب سمجھا۔ شاید وہاں قتل کے بجائے قبل ہو یعنی آپ نے ان دونوں کے مسلمان ہونے کو قبول کر لیا۔ واللہ اعلم۔

۴۲۹۴ طلیحہ بن عتبہ طلحہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۴۲۹۵ طلیحہ الدئلی [1]

ابو عمر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہ ہو سکی۔

۴۲۹۶ طُلَیق بن سفیان [3]

بن امیہ بن عبد شمس۔ ابو عمر [4] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا اور ان کے بیٹے کا ذکر تالیف قلبی والوں میں ملتا ہے۔

۴۲۹۷ طلیق ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید یہ پہلے والے ہیں، قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

باب طاء کے بعد ھاء

۴۲۹۸ (ز) طَھفَہ بن زُھَیر [5] تھوڑی دیر بعد ذکر ہونا ہے۔

۴۲۹۹ طھفہ

بقول بعض: طِخفَہ۔ ایک قول ہے: طِغفَہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاوسط'' میں طخفہ کو طھفہ کے مقابلے میں راجح قرار دیا ہے۔ بن قیس الغفاری، صحابی ہیں۔ ان کی حدیث ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے پیٹ کے بل سونے کی کراہت کے بارے میں بطریق

---

[1] اسد الغابہ (٢٦٤٠) استیعاب (١٣٠١) تجرید (٢٧٩/١) [2] استیعاب (٣٢٤/٢)

[3] اسد الغابہ (٢٦٤٢) استیعاب (١٣٠١) تجرید (٢٧٩/١) [4] استیعاب (٢٣٨/٢)

[5] اسد الغابہ (٢٦٤٤) استیعاب (١٣٠٣) تجرید (٢٧٩/١)

ہشام عن یحییٰ بن ابی کثیر عن یعیش بن طخفہ عن ابیہ نقل کی ہے۔ اور ابن حبان نے اسے بطریق الاوزاعی عن یحییٰ نقل کیا تو کہا: طخفہ۔ اور نسائی نے بطریق سفیان عن یحییٰ عن ابی سلمہ نقل کیا ہے کہ یعیش بن طخفہ یا قیس بن طخفہ نے بحوالہ اپنے والد اُن سے بیان کیا۔ اس بنا پر صحابی قیس بن طخفہ ہوئے اور اسے بطریق اوزاعی نقل کیا تو انہوں نے اپنی روایت میں فرمایا: حدثنی قیس بن طغفہ حدثنی ابی۔ یہ ابن حبان کی روایت جیسی ہے وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: عن قیس بن طخفہ عن ابیہ، اس کے آخر میں ہے: حدثنی ابن یعیش بن طخفہ عن ابیہ جو اصحاب صفہ میں سے تھے۔ دوسری روایت میں ہے: عن یحییٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی، حدثنی عطیہ بن قیس عن ابیہ پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ ابن ماجہ ❶ میں بطریق اوزاعی عن یحییٰ بن ابی اسامہ عن قیس بن طھفہ عن ابیہ لکھا ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: طخفہ بقول بعض طھفہ ان سے ان کا بیٹا یعیش روایت کرتا ہے۔ اصحاب صفہ میں سے تھے، نام میں اختلاف ہے۔ بعد میں (حرمین کے درمیان) صفراء نامی وادی کے عیقہ مقام میں رہائش پذیر ہو گئے۔ بقول بعض: ان کے بیٹے عبداللہ بن طھفہ کو شرف صحابیت حاصل ہے اور انہی کا واقعہ ہے پھر بطریق محمد بن عمرو عن نعیم المجمر عن ابن الطھفہ الغفاری عن ابیہ مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی مہمان نوازی کی اور بطریق موسیٰ بن خلف عن یحییٰ بن ابی سلمہ عن یعیش بن طخفہ بن قیس عن ابیہ، جو (صحابیٔ رسول ﷺ اور) اصحاب صفہ میں سے تھے، روایت کی ہے۔

بقول ابن حبان: عبداللہ بن طخفہ الغفاری، صحابی ہیں۔ بقول بعض: عبداللہ بن طغفہ ایک قول ہے عبداللہ بن طھفہ۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: اس حدیث کے راوی میں اختلاف ہے۔ ''یہ ایسا سونے کا انداز ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا''۔ ❷ کسی نے کہا: طھفہ بن قیس، کسی نے طخفہ تو کسی نے طِغفہ اور بعض نے قیس بن طخفہ یا یعیش بن طخفہ یا عبداللہ بن طخفہ کہا۔ بغوی لکھتے ہیں: عبداللہ بن طھفہ اصحابِ صفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر ان کی حدیث بیان کی کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، نبی ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں عبداللہ بن طھفہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا''۔ ❸ اسی سند سے ہے کہ ''نبی ﷺ اپنے گھرانے کے لوگوں کو جگاتے، نماز کا وقت ہو گیا، نماز کا وقت ہو گیا''۔ ابن ابی خیثمہ نے یہ دونوں حدیثیں اسی سند سے ایک سیاق میں نقل کی ہیں۔ اس میں ہے عن الحارث: میں ابوسلمہ کے ساتھ تھا، اچانک بنی غفار کے عبداللہ طھفہ کا بیٹا سامنے آ گیا۔ ابوسلمہ نے اس سے فرمایا: ہم سے اپنے والد کی حدیث بیان کرو تو وہ کہنے لگے: حدثنی ابی عبداللہ بن طھفہ ..... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

۴۳۰۰ طھمان، مولا رسول ﷺ، ذکوان میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۳۰۱ مولیٰ آل سعید بن عاص ان کا ذکر بھی ذکوان میں ہوگا۔

۴۳۰۲ طھیہ بن ابی زھیر النھدی ❺

بقول ابوعمر: ❻ طِھفہ بن زہیر النھدی، جبکہ اوروں نے فاء کے بجائے یاء سے نام قلمبند کیا ہے۔ ابن الاعرابی نے اپنے معجم

---

❶ ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرجل ینبطح علی بطنه (۵۰۴۰) ❷ ابن ماجه کتاب الادب (۵۰۴۰)

❸ ابن ماجه کتاب الادب (۳۷۲۳) المستدرك (۲۷۱/۲) ❹ مسند احمد (۴۲۹/۳) المستدرك (۲۷۱/٤)

❺ اسد الغابه (۲٦٤۳) استیعاب (۲۳۰۲) تجرید (۲۷۹/۱) ❻ استیعاب (۳۲٤/۲)

میں اور ابونعیم نے بطریق عوام بن حوشب عن الحسن عن عمران بن حصین روایت کی ہے کہ بنی نہد کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو طہفہ بن ابی زہیر کھڑے ہو کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہم تہامہ کے دو نشیبی علاقوں سے مضبوط پالانوں پر بیٹھ کر آئے جنہیں اونٹ اٹھائے چل رہے تھے۔ ہم درانتیوں سے گھاس کی تلاش میں، بارش کی طلب میں، برید سے مضبوطی حاصل کرنے کے لیے نکلے..... پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں غریب الفاظ بکثرت ہیں۔ اسی میں ہے نبی ﷺ نے ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی (جو انہی کے مزاج کے مطابق غریب الفاظ میں تھی) اور ان کے لئے تحریر لکھوائی۔ ابونعیم لکھتے ہیں: شریک نے عوام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ زہیر بن معاویہ دوسری سند سے فرماتے ہیں: طہفہ بن ابی زہیر پھر ان کا الگ عنوان سوانح میں ذکر کیا اور بطریق الولید بن عبدالواحد عن زہیر روایت کی ہے، اسی طرح ابن قتیبہ نے ''غریب الحدیث'' میں بطریق زہیر بن معاویہ عن لیث عن حبہ العرنی عن حذیفہ بن الیمان ذکر کیا ہے کہ طہفہ آئے۔ ابن الجوزی نے یہ روایت العلل میں انتہائی ضعیف سند سے حدیث علی بن ابی طالب سے نقل کی ہے۔ اسؔ میں فرماتے ہیں: بنی نہد کا وفد آیا تو اس میں طخفہ بن زہیر تھے۔ اس میں اسی طرح خاء سے لکھا ہے جبکہ رشاطی کی کتاب میں بحوالہ ہمدانی طہفہ بن ابی زہیر ہے اور ان کی حدیث بغیر اسناد کے طویل نقل کی ہے۔

باب طاء کے بعد یاء

۴۳۰۳ الطیب بن عبداللہ الداری[1]

بقول بعض: ابن برؔ، ایک قول ہے: ابن البراء۔ ابو ہند کے بھائی۔ بقول ابن ابی حاتم:[2] غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد نبی ﷺ کے پاس آئے، وہ وفد کے ایک فرد تھے۔ آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ابونعیم کی روایت میں ہے، ابو ہند نے فرمایا: ہم چھ افراد (۱) نعیم بن اوس (۲) تمیم بن اوس (۳) یزید بن قیس (۴) ابو ہند — جو حدیث بیان کر رہے ہیں — اور ان کے بھائی (۵) طیب جن کا نام نبی ﷺ نے عبدالرحمٰن رکھا اور (۶) رفاعہ بن نعمان، رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ ہم نے عرض کی: ہمیں شام کی زمین دی جائے تو آپ ﷺ نے ہمیں تحریر لکھوا دی۔ ان لوگوں کے آنے کا ذکر بطریق واقدی نعیم بن اوس کے حالات میں بیان ہو گا۔

۴۳۰۴ طَیابہ بن مُعیص

بن خثیم بن سالم بن غنم انصاری۔ بقول عدوی: احد میں شریک اور قادسیہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی[3] نے طاہر کے بعد اور طخفہ سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے۔ شاید وہ یہ نام باء سے سمجھے ہیں جس کا احتمال ہے۔ پھر میں نے ابن الامین کے استدراک کے دونوں نسخوں میں طیابہ لکھا دیکھا ہے۔

---

[1] تجرید (۱/ ۲۸۰) [2] الجرح والتعدیل (۵۰۱/۴) [3] تجرید (۷۷)

القسم الاوّل از حرف طاء

باب طاء کے بعد الف

۴۳۰۵ (ز) الطاهر ابن سید الخلق محمد ﷺ

بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ والدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ زبیر بن بکار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں کتاب النسب سے ذکر کرتے ہیں: مجھ سے میرے چچا مصعب نے بیان کیا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے یہ اولاد ہوئیں: قاسم اور طاہر، جنہیں الطیب بھی کہا جاتا ہے۔ طاہر نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں فوت ہو گئے ان کا نام عبداللہ تھا اور چاروں صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے۔ یزید بن عیاض نے بحوالہ زہری قاسم اور عبداللہ پر اکتفا کیا ہے۔ اسے زبیر بن بکار نے عن محمد بن حسن عن محمد بن فلیح بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ اور بطریق ابی ضمرہ عن ابی بکر بن عثمان وغیرہ روایت کی ہے، حضرت خدیجہ سے چاروں بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹے تو سارے مکہ میں فوت ہو گئے اور بیٹیوں کی شادیاں ہوئیں اور وہ صاحب اولاد ہوئیں۔ فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن فضالہ نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تین بیٹے: قاسم، طاہر اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے علی بن صالح نے بحوالہ میرے دادا عبداللہ بن مصعب بیان کیا کہ حضرت زبیر کی والدہ حضرت صفیہ نے ان کی کنیت اپنے بھتیجے طاہر کے نام پر ابوطاہر رکھی اور یہی کنیت ان کے بھائی نے ان کے بیٹے زبیر کی رکھی تھی۔ ان کا بیٹا مکہ کے تمام نوجوانوں میں سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کا نام رکھا۔ موفقیات میں عن محمد بن فضالہ اس کا مفہوم منقول ہے۔ اس میں ہے کہ طاہر بن زبیر شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے تھے، نبی ﷺ نے انہی کے نام پر اپنے بیٹے کا نام رکھا تھا۔

باب طاء کے بعد فاء

۴۳۰۶ الطفیل بن ابی بن کعب انصاری [1]

قراء کے سردار۔ بقول واقدی وعجابی کہا جاتا ہے عہدِ نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ثقات التابعین میں مشہور ہیں۔

باب طاء کے بعد لام

۴۳۰۷ (ز) طلحہ بن حارث

بن طلحہ بن ابی طلحہ العبدری۔ منصور بن عبدالرحمٰن بن طلحہ الحجبی کے دادا۔ ان کا باپ حارث اور دادا طلحہ بن ابی طلحہ اُحد

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۰۵) استیعاب (۱۲۷۹)

کے روز کافر مارے گئے۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان طلحہ کا صحابہ میں ذکر کیا ہو تو ان کے لیے رؤیت ہو گی اس لیے یقیناً اس قسم سے ہوئے۔

۴۳۰۸ (ز) طلحه بن عبدالله

بن عوف الزھری۔ مشہور تابعی ہیں، متاخرین میں سے کسی نے عن ابی القاسم التَّمغربی الوزیر ذکر کیا ہے کہ انہوں نے "المشہور" میں ایک روایت نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے انہیں رؤیت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ چھیانوے یا ستانوے (۹۷/۹۶ھ) میں بانوے (۹۲) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

القسم الثالث از حرفِ طاء

باب طاء کے بعد فاء

۴۳۰۹ (ز) طفيل بن عمرو [1]

بن ثعلبہ بن حارث بن حصن کلبی۔ دور نبوی پایا ہے، ان کا بیٹا ابی بن الطفیل کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ اس کے ان کے ساتھ کئی ایک واقعات اور اچھے اشعار ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب طاء کے بعد میم

۴۳۱۰ (ز) الطمّاح بن يزيد العقيلی ثم الخويلدی

اسد بنی خویلد بن عوف بن عامر بن عقیل۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضرمی ہیں۔ اکثر شعر کہتے۔ ان کا وہ شعر نقل کیا ہے جس میں تمیم بن مقبل پر رد کرتے ہیں۔

باب طاء کے بعد یاء

۴۳۱۱ (ز) الطيب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے۔ الطاہر میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل عبداللہ میں ہو گی۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۱۱) استیعاب (۱۲۸۳)

القسم الرابع ازحرف طاء

باب طاء کے بعد الف

(۴۳۱۲) طارق بن زیاد[1]

ابوعمر[2] ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان کی حدیث سماک بن حرب کے ہاں عن سنان بن سلمہ عن طارق بن زیاد کی سند سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے پاس انگور کی بیلیں اور نخلستان ہیں.....(حدیث)

میں کہتا ہوں: یہ تو ابن سوید ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے بارے میں اختلاف کی وضاحت میں پہلی قسم میں کر چکا ہوں۔ مشہور یوں ہے عن سماک عن علقمہ بن وائل عن ثوبان بن سلمہ، راویوں میں طارق بن زیاد کوفی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوارج کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن عبدالاعلیٰ روایت ہیں، وہ ان کے علاوہ ہیں۔

(۴۳۱۳) (ز) طارق بن سوید الجعفی[3]

ابن السکن نے ان میں اور حضرمی میں فرق کیا ہے جبکہ دونوں ایک ہیں۔ اور حدیث بھی ایک ہے۔ کسی راوی نے ان کی نسبت بدل دی ہے۔

(۴۳۱۴) (ز) طارق بن شمر الجعفی

ابن حبان نے ان کا نام شامل کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے، یہ تو طارق بن سوید ہی ہیں۔ ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ ولید بن ابی ثوران کی حدیث سماک بن حرب سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: طارق بن شمر، یوں ان کے والد کا نام غلط لکھ دیا حالانکہ یہ تینوں (نام) ایک (شخص کے) ہیں پہلے بھی ذکر ہوا ہے۔

(۴۳۱۵) طارق بن المرقع[4] تابعی ہیں۔ تنبیہ قسم اوّل میں گزر چکی ہے۔

باب طاء کے بعد راء

(۴۳۱۶) طریح بن سعید

بن عقبہ ثقفی، ابواسماعیل۔ بقول ابن مندہ: محمد بن عوف نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن طریح بن اسماعیل بن عقبہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے بیان کیا اور ان کے دادا سعید بن عقبہ نے غزوۂ طائف میں سفیان پر تیر چلایا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ طریح وہی ابن اسماعیل ہیں جیسا کہ اسناد میں ہے۔ ابن مندہ نے ان کے دادا کے نسب سے ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۵۸۹) استیعاب (۱۲۷۳) [2] استیعاب (۳۰۷/۲)

[3] اسد الغابہ (۲۵۹۰) استیعاب (۱۲۷۴) تجرید (۲۷۴/۱) [4] اسد الغابہ (۲۵۹۶) استیعاب (۱۲۷۸) تجرید (۲۷۵/۱)

پھر ابن مندہ نے طریح کے لیے دورِ نبوی پانے کے لئے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو بطریق العلاء بن الفضل حدثنی محمد بن اسماعیل بن طریح حدثنی ابی عن جدی نقل کی ہے کہ میں امیہ بن ابی الصلت کی وفات کے وقت موجود تھا۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا اور محمد بن عدی نے یہ روایت مذکورہ محمد بن اسماعیل کے حالات میں اپنی کتاب ''الکامل'' سے نقل کی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں: محمد اسی حدیث سے مشہور ہیں ان کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: ہم نے اسے امالی الضبی کے اکسٹھویں (۶۱ ویں) جزء میں روایت کیا ہے۔ اس سیاق میں سقط واقع ہوا ہے جبکہ امام بخاری، ابن ابی الدنیا، اسماعیل القاضی اور ان کے طریق سے ''دلائل'' میں بیہقی نے اور بطریق العلاء روایت کی تو کہا عن محمد بن اسماعیل بن طریح حدثنی ابی عن ابیہ عن جدابیہ، فرمایا: میں امیہ کے پاس موجود تھا پھر اس کا ذکر کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ طریح نہ صحابی ہیں اور نہ انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا ہے، رہے ان کے والد اسماعیل تو ان کے بارے احتمال ہے کہ دورِ نبوی پایا ہو۔ البتہ طریح مشہور بے حیا شاعر اور ولید بن یزید کا ندیم تھا۔ مہدی بن منصور کی خلافت تک زندہ رہا۔ چنانچہ قاضی محمد بن خلف اور وکیع نے اپنی کتاب ''الغرر من الاخبار'' میں طریح سے اپنی اسناد کے ذریعہ نقل کیا ہے کہ میں ولید بن یزید کا مخصوص آدمی بن گیا، یہاں تک کہ تنہائی میں اس کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملتا رہا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔

مرزبانی لکھتے ہیں: عمدہ شاعر ہے۔ ولید بن یزید کے پاس پہنچا، اس تک خئولہ کے ذریعہ پہنچ ہوئی، کیونکہ ولید کی والدہ ثقفیہ تھی۔ طبری لکھتے ہیں، بقول ابن سلام: مجھے معلوم ہوا ہے کہ طریح مہدی کے پاس آیا اور اس سے اپنا کلام سنانے کی اجازت چاہی لیکن اس نے نہ دی۔ ابوالفرج [1] ''الاغانی'' میں لکھتے ہیں: طریح کے زیادہ تر اشعار ولید بن یزید کے بارے میں ہیں۔ بنی عباس کی حکومت کا دور پایا اور ہادی کے دورِ حکومت میں فوت ہوا۔ اس کی والدہ بنت عبداللہ بن سباع بن عبدالعزی ہے۔ جس کے دادا اسباع کو غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر قتل کیا تھا: لے ختنہ کرنے والی کے بیٹے!

باب طاء کے بعد فاء

۴۳۱۷ الطفیل ابن اخی جویریہ [2]

بنت حارث زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے۔ حسن بن سوّار، عن شریک عن جابر (جو جعفی ہے) روایت کی ہے وہ اپنی پھوپھی ام عثمان سے بحوالہ طفیل بن اخی جویریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا.....''۔ [3] ابونعیم لکھتے ہیں: کسی متاخر نے ان کا ذکر کیا ہے، پھر ابن مندہ کی عبارت ذکر کی اور اس کا تعاقب نہیں کیا جو حسن کا اس بارے میں وہم ہے کہ انہوں نے ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے'' یہ حدیث تو طفیل نے اپنی پھوپھی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے۔ اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں عن الاسود بن عامر بن شاذان وحجاج بن محمد دونوں نے طفیل تک عن جویریۃ اسی سند سے نقل کی ہے

---

[1] الاغانی (۳۰۲/۴) [2] اسد الغابۃ (۲۶۰۷) تجرید (۲۷۶/۱)

[3] مسلم کتاب اللباس باب تحریم لبس الحریر (۵۳۹۲) ترمذی کتاب الادب (۲۸۱۷) ابن ماجہ (۳۵۸۸)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے آگ کا (فرمایا) یا (فرمایا) ذلت کا لباس پہنائے گا''۔
میں کہتا ہوں: جابر ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

باب طاء کے بعد لام

۴۳۱۸ طلحه السُحَیمیّ [1]

درست طلق ہے۔ بقول ابوموسیٰ عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن ابی کثیر عن عکرمہ عن طلحہ السحیمی عن رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنے رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ (کمر) سیدھی نہ رکھے''۔ [2]

میں کہتا ہوں: یہ حدیث امام احمد اور طبرانی نے طلق بن علی کے سوانح میں نقل کی ہے۔ وہی حیمی ہیں۔

۴۳۱۹ طلحه [3]

عبدالملک کے بھائی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کر کے وہم کا ثبوت دیا ہے، کیونکہ ابن مندہ کی کتاب میں ان کا ذکر ہے اور وہ طلحہ بن ابی حدرد ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۴۳۲۰ (ز) طلحه [4] (بے نسبت)

صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: کھجوریں کھا کھا کر ہمارے پیٹ جل گئے ہیں..... طلحہ بن عمرو میں ذکر ہوا ہے۔

۴۳۲۱ (ز) طلحه بن ابی قَنَان

مشہور تابعی ہیں۔ ایک مرسل حدیث بیان کرنے کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ عسکری ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، یہی قول ''المؤتلف'' میں الدارقطنی نے اختیار کیا ہے اور ابوداؤد نے ''مراسیل'' میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۴۳۲۲ طلحه بن معاویه [5]

بن جاہمہ السلمی ان سے ان کا بیٹا محمد روایت کرتا ہے جیسا کہ ابوعمر کا قول ہے۔
میں کہتا ہوں: بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے، اور اسے ابن ابی شیبہ نے بطریق ابن اسحاق عن محمد بن طلحہ عن ابیہ طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: ''اللہ کے رسول! میں آپ کی

---

[1] اسد الغابہ (٢٦٢٢) [2] مسند احمد (٣١/٤) مجمع الزوائد (٢٧٢٤) [3] اسد الغابہ (٢٦٢٤)
[4] اسد الغابہ (٢٦٣٣) استیعاب (١٢٩٦) تجرید (٢٧٨/١) [5] اسد الغابہ (٢٦٣١) استیعاب (١٢٩٣) تجرید (٢٧٨/١)

معیت میں جہاد کرنا چاہتا ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بس اس (کی خدمت) سے الگ نہ ہونا"۔ [1] ابونعیم نے اسے ان کے طریق سے اور بطریق علی بن مسہر عن ابن اسحاق نقل کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے ابن اسحاق نے روایت کیا اور ابن جریج نے ان کے خلاف روایت کی ہے جیسا کہ جاہمہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ وہاں میں نے ان کے بارے میں وہم کی وضاحت کر دی ہے اور یہ کہ محمد بن طلحہ اور طلحہ بن معاویہ بن جاہمہ میں کوئی رشتہ داری نہیں۔

۴۳۲۳ (ز) طلحه الحجبی

عمر بن شبہ نے "اخبار مکہ" میں روایت کی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قصواء پر اسامہ سوار تھے۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت بلال، عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہم تھے، پھر یہ حضرات بیت اللہ میں داخل ہوئے.... (حدیث) اس میں اسی طرح لکھا ہے "وطلحہ" واؤ کے ساتھ۔ جبکہ درست "عثمان بن طلحہ" ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے عن شریح بن نعمان عن فلیح صحیح نقل کیا ہے۔

۴۳۲۴ طَلْق (بے نسبت)

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حدیث نقل کی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک شخص آ کر عرض کرنے لگا: میں نے اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو چھو لیا ہے۔ یہ وہی طلق بن علی یمامی ہیں جن کا ذکر قسم اوّل میں ہو چکا ہے۔ انہوں نے بلا فائدہ ان کی تکرار کی ہے، خود انہوں نے طلق بن علی کے حالات میں ایک اور حدیث بروایت قیس بن طلق بن طلق عن ابیہ کی سند سے نقل کی ہے۔

۴۳۲۵ (ز) طلق بن علی [3]

بن شیبان بن محرز بن عمرو بن عبدالرحمٰن، طلق بن علی کے چچا زاد بھائی۔ ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبداللہ بن بکر بن بکار عن عکرمہ بن عمار عن عبداللہ بن بدر عن عبدالرحمٰن بن علی عن طلق بن علی روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور خوارج کا ذکر کر کے فرمایا: اے یمامی! وہ اس زمین سے ظاہر ہوں جو نہروں کے درمیان ہے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہماری زمین پر تو نہریں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب ہو جائیں گی"۔ انہوں نے اسی طرح یہ روایت درج کی ہے لیکن "طلق بن علی" کہنے میں غلطی کی ہے۔ یہ حدیث تو علی بن شیبان کی ہے جیسا کہ حرف عین میں بیان ہو گی۔ کیونکہ امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ کی کتابوں میں ان کی کئی احادیث بروایت عبداللہ بن بدر عن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان عن ابیہ کی سند سے ہیں، ان کی کسی سند میں "طلق بن علی" کا ذکر نہیں۔ یہ غلطی سند میں ایک بے اصل آدمی کے اضافے سے پیدا ہوئی۔ یہی متن ضمرہ بے نسبت میں بطریق محمد بن جابر عن عکرمہ بن عمار ضمرہ تک کی ایک اور سند سے بیان ہوا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] المعجم الکبیر (۸۱۶۲/۸) مجمع الزوائد (۱۳۸/۸) [2] بخاری کتاب الحج باب الرکوب والارتداف فی الحج (۱۵۴۳)

[3] اسد الغابہ (۲۶۹۴) استیعاب (۱۳۰۹) تجرید (۲۷۸/۱)

۴۳۲۶ (ز) طُلَیق

تصغیر ہے۔ابن قانع نے ان میں اور طلق بن علی میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک ہیں۔ پھر ابن قانع نے بطریق سراج بن عقبہ انہوں نے اپنی پھوپھی خلدہ بنت طلیق روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں صحار العبدی آئے..... پھر مشروبات کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: اسے بغوی اور طبرانی نے بطریق سراج اپنی پھوپھی خلدہ بقول بعض: خالدة عن ابیھا کی سند سے نقل کیا ہے۔ سراج بن عقبہ ہی ابن طلق بن علی ہیں، تو طلق ان کے والد کے دادا ہوئے۔

باب ظاء کے بعد الف

۴۳۲۷ (ز) ظالم بن أثیله راشد میں ذکر ہوا ہے۔

۴۳۲۸ ظالم بن سارق [1]

ابوصفرہ، کنیتوں میں ذکر ہوا ہے۔ ابوالفرج کعب اشعری کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کا نام قصیدہ سناس میں ابوصفرہ بتایا گیا ہے۔

باب ظاء کے بعد باء

۴۳۲۹ ظَبْیان بن عمارہ [2]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ امام بخاری [3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راویوں میں سے ہیں۔ ان سے سوید ابن قُطبہ نے روایت کی ہے۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے میں کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے تاریخ میں یہی طرز اپنایا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا، ان کا ذکر ان کی کتاب ''المفرد فی الصحابہ'' میں نہ ہو۔ ابن ابی حاتم [4] اور ابن حبان [5] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے ذہبی [6] کے قلم سے لکھا پڑھا ہے کہ ''یہ صحابی نہیں'' شاید انہوں نے ابونعیم کی بات پر اعتماد کیا ہے۔

۴۳۳۰ ظَبْیان بن کرادہ [7]

بقول بعض: ابن کدادہ الایادی یا الثقفی۔ بقول ابوعمر: [8] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہوئے.... جس کی لمبی حدیث ہے جسے مؤرخین اور غریب الفاظ کی شرط بیان کرنے والے نقل کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انہی کے علاقوں میں قطعہ ارضی عطا کیا، ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں: ع

---

[1] تجرید (۲۸۰/۱) [2] اسد الغابہ (۲۶۵۲) تجرید (۲۸۰/۱) [3] التاریخ الکبیر (۳۶۸/۲)

[4] الجرح والتعدیل (۵۰۲/۴) [5] الثقات (۴۰۰/۴) [6] تجرید (۷۸)

[7] اسد الغابہ (۲۶۵۳) استیعاب (۱۳۱۱) تجرید (۲۸۰/۱) [8] استیعاب (۳۲۹/۲)

''میں پرانے گھر اور کوہِ صفا کی گواہی دیتا ہوں، اس شخص کی گواہی جس کے احسان قبول ہیں کہ آپ ہمارے ہاں ستودہ و پسندیدہ، بابرکت، وفادار، امانتدار، بات کے سچے اور رسول ہیں''۔

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''دنیا کی نعمتیں ختم ہونے والی ہیں''۔ (ابن مندہ) اسے عبداللہ بن حرب نے عن یونس بن خباب عن عطاء الخراسانی بحوالہ ان کے اور عطاء بحوالہ ان کے منقطع بھی نقل کرتے ہیں۔

باب ظاء کے بعد ھاء

۴۳۳۱ ظہیر ❶ (تصغیر ہے) بن رافع

بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری اوسی حارثی، بدر میں شریک ہوئے، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق ❷ نے شرکاءِ بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

القسم الثانی از حرفِ ظاء

اس میں کسی کا ذکر نہیں۔

القسم الثالث از حرفِ ظاء

باب ظاء کے بعد الف

۴۳۳۲ ظالم بن عمرو ❸

بن سفیان بن جندل.... یہ اکثریت کا بیان کردہ نسب ہے جبکہ دِعبل اور عمر بن شبہ کا کہنا ہے: عمرو بن ظالم بن سفیان، عنقریب ان کا سیدھا نسب بیان ہوگا۔ واقدی فرماتے ہیں: نام عویمر بن ظویلم تھا، بقول بعض: عمرو بن عمران، ایک قول ہے: عثمان بن عمر۔ ابوالاسود دئلی، کنیت سے مشہور ہیں۔ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ دورِ جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ حضرت عمر، علی، معاذ، ابوذر، ابن مسعود، زبیر، ابی بن کعب، عمران بن حصین اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوحرب، یحییٰ بن یعمر، عبداللہ بن بریدہ، عمر مولا عفرہ اور سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش روایت کرتے ہیں۔ بقول ابوحاتم: ❹ بصرہ کے قاضی رہے۔ ابن معین، عجلی اور ابن سعد ❺ نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ ابوعمر کا قول ہے: دین دار، عقلمند، صاحبِ زبان و بیان، بافہم باہمت انسان تھے۔ ابن سعد ہی کا قول ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بصرہ کا نائب مقرر کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں برقرار رکھا۔ ابوالفرج اصبہانی کا کہنا ہے: ابوعبیدہ کا بیان ہے، انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ فرماتے ہیں: میں نے کسی اور کی کتاب میں یہ

---

❶ اسد الغابہ (۲۶۵٤) استیعاب (۱۳۱۲) تجرید (۲۸۰/۱) ❷ السیرۃ النبویہ (۳۲۹/۲)

❸ اسد الغابہ (۲۶۵۰) تجرید (۲۸۰/۱) ❹ الجرح والتعدیل (۵۰۳/٤) ❺ الطبقات الکبریٰ (۹۹/۷)

بات نہیں دیکھی۔ پھر ان تک اپنی یہ سند بیان کی جو وہم ہے، شاید وہ مشرکین کے ساتھ تھے۔ کیونکہ مؤرخین نے ان کے والد کا ذکر کیا ہے کہ وہ کسی غزوے میں کافر مارے گئے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے جنگ کی۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن القطان کا قول ہے، مرزبانی کا قول ہے: ابوالاسود نے خلافت فاروقی میں بصرہ ہجرت کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ولات کے بصرہ پہ دور میں بصرہ کا نائب مقرر کیا۔ وہ مذہباً علوی تھے۔ جاحظ لکھتے ہیں: ابوالاسود ہر طبقے کے لوگوں میں فوقیت رکھتے تھے۔ وہ تابعین، شعراء، فقہاء، محدثین، معززین، شہسواروں، امراء، نحویوں، حاضر جوابوں، شیعوں، صلح، تکبر والوں اور بخیلوں میں شمار ہوتے تھے۔ ابوعلی القالی کا قول ہے: ہم سے ابواسحاق الزجاج نے ہم سے ابوالعباس المبرّد نے بیان کیا کہ سب سے پہلے عربیت کو اور مصاحف میں نقطوں کی وضع ابوالاسود نے کی۔ ابوالاسود سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ علم کس سے حاصل کیا ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے۔ بقول بعض: اس کا سبب یہ ہوا کہ ان کی بیٹی نے ایک دفعہ ان سے کہا: ابا جان کس قدر گرمی ہے؟ اور اس وقت وہ انتہائی گرمی کے موسم میں تھے، کہنے لگے: کیا جس موسم میں ہم ہیں؟ وہ کہنے لگی: میری مراد ہے بہت سخت ہے۔ انہوں نے کہا: ما اشدّ کہو۔ چنانچہ باب التعجب کو مرتب کیا۔ عمر بن شبہ نے اپنی اسناد سے عن عاصم بن بہدلہ روایت کی ہے: سب سے پہلے ابوالاسود نے نحو وضع کی، انہوں نے زیاد سے اجازت چاہی کہ عربوں کو عجموں سے اختلاط ہوگیا ہے جس سے ان کی زبان خراب ہو رہی ہے، لیکن زیاد نے اجازت نہ دی۔ اسی اثناء میں ایک شخص آ کر کہنے لگا: "اصلح الامیر مات ابانا و ترك بنون"۔ تو زیاد نے کہا: ابوالاسود کو بلاؤ تو اس وقت انہیں اجازت دے دی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: اس کی وجہ یہ بنی کہ وہ ایک فارسی کے پاس سے گزرے جو اعرابی غلطی کر رہا تھا تو انہوں نے باب الفاعل والمفعول کی بنیاد رکھی۔ جب عیسیٰ بن عمر آئے تو انہوں نے ابواب کی پیروی کی وہ پہلے شخص ہیں جو اس فن کی انتہاء تک پہنچے۔ [1] ان کی لطیف باتوں میں سے چند یہ ہیں: اصرار کر کے سوال کرنے والا روک ٹوک رکھنے والے سے بہتر نہیں۔ ان کے عجیب اور بلیغ جوابات میں سے چند ملاحظہ ہوں، کسی نے کہا: اگر ابوالاسود میں بخل نہ ہوتا تو سب سے زیادہ ظریف انسان ہوتے؟ تو انہوں نے کہا: اس برتن میں کیا بھلائی جو اپنے اندر رکھی چیز کو نہ روک سکے۔

ان کے پر حکمت اشعار میں سے معدودے چند یہ ہیں: ع

"تو مشہور بات کو ہرگز نہ بھیجنا کہ جب وہ نکل جائے تو تو اسے قابو نہ کر سکے جس چغلی کی تمہیں اطلاع ملی اسے ہرگز ظاہر نہ کرنا، اور جس نے تمہیں وہ بتائی ہے اس کی طرف سے اس کی ضرور حفاظت کرنا"۔

ان کا مشہور شعر ہے: ع

"ضروری نہیں ہر عقلمند تم سے خیر خواہی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر خیر خواہ عقلمند ہو۔ ہاں جب دونوں صفات کسی میں یکجا ہو جائیں تو اس کا حق بنتا ہے اس کی بات مانی جائے"۔

بقول ابن ابی خیثمہ وغیرہ: جارف میں انہتر (۶۹ ھ) پچاسی (۸۵) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہی مرزبانی کا قول ہے۔ مدائنی فرماتے ہیں، بقول بعض: جارف سے پہلے فوت ہوئے۔

---

[1] الطبقات (۷/۹۹)

میں کہتا ہوں: اس بنا پر انہوں نے دورِ نبوی کے تقریباً بیس سے زیادہ سال پائے ہیں۔ مدائنی فرماتے ہیں: زیادہ مناسب یہ لگتا ہے کہ جارف سے پہلے فوت ہوئے اس واسطے کہ ہم نے مختار کے واقعے میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا:

باب ظاء کے بعد باء

۴۳۳۳ ظبیان بن ربیعہ [1] ذبیان میں ذکر ہوا ہے۔

باب ظاء کے بعد فاء

۴۳۳۴ ظفر بن دهیّ

دورِ نبوی پایا ہے اور خلافتِ صدیقی کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ چنانچہ سیف بن عمر نے اپنے طریق سے کتاب الردّۃ میں نقل کیا ہے کہ ہمیں ساتھ لے کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے صبح کی روشنی میں دشمنوں پر حملہ کیا، وہ لوگ غارت گری کر کے آئے ہوئے اور ان کے کچھ ساتھی شراب نوشی صبح کے اس عالم میں مست تھے۔ ان کا ساقی کہہ رہا تھا: ؏

"خبردار! تم دونوں ہمیں ابوبکر کے لشکر سے پہلے پلا دو، ہوسکتا ہے ہماری موتیں قریب ہوں اور ہمیں معلوم نہ ہو"۔

فرماتے ہیں: اس کی گردن اڑا دی گئی، یوں اس کا خون ان کی شراب میں شامل ہوگیا۔

باب ظاء کے بعد هاء

۴۳۳۵ ظهیر بن سنان الاسدی [2]

ابن مندہ کا بیان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہیں۔ آپ کی طرف ایک اونٹنی ہدیے میں بھیجی لیکن ان کے آنے کا ذکر نہیں ملتا۔

میں کہتا ہوں: اس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ نقادہ (ت ۸۷۹۸ ج سوم) میں ہوگا۔

القسم الرابع از حرف ظاء

باب ظاء کے بعد الف

۴۳۳۶ ظالم بن عمرو [3]

بن سفیان۔ ابوالاسود دؤلی۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے کنیتوں میں ان کے بارے وہم کی وجہ بیان کر دی ہے اور ان کے متعلق ابوعبیدہ نے جو کچھ کہا وہ بھی اس سے پہلی قسم میں لکھ چکا ہوں اور یہاں بھی وہم کی وضاحت کر دی ہے۔ الحمد للہ

---

[1] اسد الغابہ (٢٦٥١) [2] اسد الغابہ (٢٦٥٥) [3] اسد الغابہ (٢٦٥٠)

باب عین کے بعد الف

۴۳۳۷ عابد بن السائب عایذ میں ذکر ہوگا۔

۴۳۳۸ (ز) عابس بن جعدہ التمیمی

از بنی الشُعَیْراء۔ ابوالحسن المدائنی نے اپنی کتاب ''اخبار الاحنف بن قیس'' میں ایک روایت نقل کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ جو بطریق عامر بن عبید ہے کہ صعصعہ بن معاویہ نے احنف سے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے، اگر میں کسی کے ہاں رشتہ بھیجوں تو وہ لوگ انکار کر دیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر تم بنی شعیراء کے ہاں جا کر رشتہ طلب کرو تو وہ انکار کر دیں گے۔ تو وہ کہنے لگے: میں اپنی سواری سے اترے بغیر ان کے پاس پہنچ کر رہوں گا۔ چنانچہ آ کر عابس بن جعدہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ عابس فرماتے تھے، میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تھا آپ ﷺ نے اہل مجلس پر پانی چھڑکا تو مجھ پر بھی نبی ﷺ کے چھڑکاؤ کی تراوٹ پڑی تھی۔ صعصعہ نے عابس سے رشتہ مانگا، عابس نے فرمایا: نیچے اتر آؤ، وہ اترے اور ان کی سواری کو ہنکا دیا تو وہ صعصعہ کی حویلی میں لوٹ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد صعصعہ بن شعیراء کو برا بھلا کہتے آ گئے۔ (صعصعہ بن معاویہ حضرت احنف بن قیس کے چچا ہوتے ہیں)۔ [ت ۴۰۷۰ ج دوم]

۴۳۳۹ عابس بن ربیعہ [1]

بن عامر الغطیفی۔ ابن مندہ بطریق عمرو بن ابی المقدام (جو ایک متروک راوی ہے) عن عبدالرحمٰن بن عابس بن ربیعہ عن ابیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی میرا بہترین بھائی اور حمزہ میرا بہترین چچا ہے'' [2] (کہ رشتہ داروں میں اسلام لا کر امداد کی)۔ ابن الاثیر نے وہاں حدیث عابس بن ربیعہ النخعی شامل کی ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو چوم رہے ہیں۔ (حدیث) [3] نخعی غطیفی کے علاوہ ہیں۔ ابن ماکولا [4] وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے، نخعی کے متعلق اتفاق ہے کہ تابعی ہیں۔

۴۳۴۰ عابس بن عَبْس الغفاری [5]

بقول عبس بن عابس، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [6] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ طبرانی اور ابن شاہین کی بطریق موسیٰ الجھنی عن زاذان

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۵۷) تجرید (۲۸۰/۱) [2] کنز العمال (۳۲۸۹۳)
[3] بخاری کتاب الحج باب ما ذکر فی الحجر الاسود (۱۵۹۷) ترمذی (۸۶۰) [4] الاکمال (۱۰۳/۲)
[5] اسد الغابہ (۲۶۵۸) تجرید (۲۸۰/۱) [6] التاریخ الکبیر (۸۰/۴)

روایت ہے کہ میں عابس نامی یا ابن عابس نامی ایک صحابیِ رسول ﷺ کے ساتھ چھت پر تھا۔ انہوں نے دیکھا لوگ سامان اٹھائے نکل رہے ہیں۔ کہنے لگے: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ کسی نے کہا: طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ کہنے لگے: اے طاعون مجھ پر مسلط ہو جا۔ تو ایک صحابی ان سے کہنے لگے: کیا آپ موت کی دعا کر رہے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: چھ باتوں کی وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمت کے بارے میں ان سے تشویش کرتے سنا..... (حدیث) الفاظ ابن شاہین کے ہیں۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [1] بطریق عثمان بن عمیر عن زاذان نقل کیا ہے اور پہلے مبہم شخص کا نام حکیم کندی بتایا ہے اور ابوبکر بن ابی علی نے اسی سند سے نقل کیا تو کہا: تو ان کے چچا زاد بھائی نے (جو صحابی تھے) کہنے لگے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے اسے اپنی تاریخ میں بطریق لیث عن عثمان بن عمیر عن زاذان عن عابس ہی نقل کیا ہے۔ اور ابن شاہین نے بطریق قاسم عن ابی امامہ عن عابس الغفاری صحابیِ رسول ﷺ نقل کیا ہے اور چھ باتوں کا ذکر کیا۔

۴۳۴۱ عابس [3]

مولی حویطب بن عبدالعزی۔ بقول بعض: ان کے اور حضرت صہیب کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر اپنے تئیں بیچ دیتے ہیں.....'' [4] ابن مندہ نے یہ روایت بطریق السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کی ہے۔

۴۳۴۲ (ز) عازب

نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عفیف رکھا تھا۔ عفیف میں ذکر ہونا ہے۔

۴۳۴۳ عازب بن حارث [5]

بن عدی انصاری اوسی۔ براء کے والد نسب ان کے بیٹے براء کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ صحیحین [6] میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عازب سے ایک کجاوہ خریدا اور پھر عازب سے کہنے لگے: اپنے بیٹے سے کہو میرے ساتھ اٹھا لے جائے۔ انہوں نے کہا: جب تک آپ یہ نہیں بتاتے کہ آپ نے اور رسول اللہ ﷺ نے کیسے ہجرت کی نہیں اٹھائے گا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ جو ہمیں قربوس میں عالی سند سے ملی ہے۔ ابن سعد [7] فرماتے ہیں، لوگوں کا کہنا ہے: عازب اسلام تو لائے لیکن مغازی میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ ہم نے کجاوے کے بارے میں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خریدا تھا، ان کی حدیث سنی ہے۔

۴۳۴۴ (ز) العاصی بن الاسود مطیع میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] مسند احمد (۴۹۴/۳) [2] التاریخ الکبیر (۸۰/۴) [3] اسد الغابہ (۲۶۵۶)

[4] سورۃ البقرۃ (۲۰۷) [5] اسد الغابہ (۲۶۵۹) تجرید (۲۸۰/۱)

[6] بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ (۳۶۱۵) مسلم کتاب الزھد باب فی حدیث الھجرۃ (۷۴۳۸)

[7] الطبقات الکبریٰ (۳۶۵/۴)

۴۳۴۵ عاص بن حارث بن جزء عبداللہ میں ذکر ہوگا۔

۴۳۴۶ (ز) عاص بن سهیل بن عمرو۔ بقول بعض: یہ ابوجندل کا نام ہے عبداللہ میں ذکر ہوگا۔

۴۳۴۷ عاص بن عامر بن عوف، مطیع میں اور اسی طرح عاص بن ذی کا ذکر ہوگا۔

۴۳۴۸ (ز) عاص بن عمرو عبداللہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان لوگوں کے نام نبی ﷺ نے تبدیل کیے تھے۔

۴۳۴۹ عاصم بن ثابت[1]

بن ابی الاقلح اور ابوالاقلح کا نام قیس بن عصمہ بن النعمان بن مالک بن امیہ.... انصاری تھا۔ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا، انصار میں سے سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ بیعت عقبہ یا بدر کی رات نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم لوگ دشمن سے کیسے جنگ کرو گے؟ عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح اٹھے تیر کمان لی اور کہنے لگے: جب دشمن دوسو (۲۰۰) گز کے قریب ہوتو تیراندازی ہوگی اور جب اتنے قریب آ جائیں کہ ان تک ہمارے نیزے پہنچ سکیں تو نیزہ بازی کی جائے گی یہاں تک کہ جب اس کی گنجائش نہ رہے تو ہم نیزے رکھ کرتلواریں اٹھالیں گے۔ جس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنگ کا یہی دستور نازل ہوا ہے جو بھی جنگ کرے وہ اس طرح کرے جیسے عاصم کرتا ہے''۔[2] صحیحین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی جس کا امیر عاصم بن ابی الاقلح کو مقرر کیا.... لمبی حدیث ہے۔ جس میں حضرت خبیب بن عدی کا واقعہ اسی میں ایک طویل واقعہ ہے۔ اس میں ہے عاصم رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تو کسی مشرک کی ذمہ داری میں (ٹیلے سے) نیچے نہیں اتروں گا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ نہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگائے گا۔ قریش نے ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لانے کے لئے آدمی بھیجے، انہوں نے جنگ بدر میں ان کا ایک سردار مارا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لیے بادل کی طرح بھڑوں کو بھیج دیا جنہوں نے انہیں مشرکوں سے محفوظ رکھا۔ اسی وجہ سے انہی ''حمیّ الدبر'' کہا جاتا ہے۔ اس واقعے کے متعلق شاعرِ رسول ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ؎

''میری زندگی کی قسم! ہذیل بن مدرک کو وہ باتیں بہت ناگوار گزریں، لحیان کی باتیں، وہ بری طرح داخل ہوئے۔
اور لحیان تو برے جرائم کا ارتکاب کرنے والے ہیں''۔

۴۳۵۰ عاصم بن ابی جبل[3]

ابوجبل کا نام قیس، بقول بعض: عبداللہ بن قیس بن عزیز بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی ہے۔ عدوی نسب الاوسی میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ ان کا ذکر نہیں ملتا۔ عہد فاروقی میں انہیں شرف حاصل تھا۔ واقدی ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عاصم بن عبداللہ بن قیس، قیس وہی ابوجبل ہیں اُحد میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۶۳) استیعاب (۱۳۱۳) [2] کنز العمال (۱۱۳۹۳) السیرۃ النبویہ (۲/ ۱۸۰) [3] اسد الغابہ (۲۶۶۴)

خطیب ''المؤتلف'' میں لکھتے ہیں، عاصم بن ابی جبل صحابی رسول ﷺ ہیں، اور ابن القدّاح نسب الانصار میں عزیز بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی اولاد میں عاصم بن ابی جبل کا ذکر کرتے ہیں جو قیس ہیں۔ پھر ان کا نسب بیان کیا۔ پھر فرماتے ہیں: صحابیٔ رسول ﷺ ہیں لیکن ان کا ذکر نہیں ملتا۔ اور نہ کسی معرکے میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں انہیں شرف حاصل رہا اور جو برقرار رہا۔ ان کے پڑپوتوں میں آخری شخصیت جسے شہرت ملی عبداللہ بن عمارہ بن عبدالرحمٰن بن عاصم ہیں جوان چار قراء میں سے ہیں جو مہدی کے پاس آئے۔ حرف زاء میں زہیر بن ابی جبل کا ذکر ہوا ہے، مجھے نہیں معلوم آیا یہ ان کے بھائی ہیں یا نہیں۔

(۴۳۵۱) عاصم بن حدرد انصاری [1]

بقول بعض: حدرہ آخر میں ھا ہے۔ ابن ماکولا [2] کے نزدیک یہی معتبر ہے۔ بقول عیسیٰ بن شاذان: صحابی ہیں۔ ابن مندہ بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں: ہم لوگ عاصم بن حدرد کے ہاں پہنچے۔ انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کا مستقل دربان کبھی نہ تھا، [3] نہ خوان (میز) اور نہ کبھی آپ کے ساتھ تکیہ اٹھا کر چلا گیا''۔ الصّوری فرماتے ہیں: میں نے فوائد الطیوری میں لکھا دیکھا ہے: ہمیں اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں اور اس کا بھی یہی مخرج ہے۔

(۴۳۵۲) عاصم بن حصین [4]

بن مُشمّت۔ بقول ابوعمر: [5] بقول بعض: اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔

(۴۳۵۳) عاصم بن الحکم [6]

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ ابو یعلی [7] اور باوردی کی بطریق طالب بن مسلم بن عاصم روایت ہے کہ مجھ سے میرے گھرانے کے کسی شخص نے بیان کیا کہ میرے دادا نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے خطبے والے سال میں شریک تھے۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارے باہمی خون اور مال ایک دوسرے کے لیے حرام ہیں''۔ (حدیث) اور اسی سند سے بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس مجمع والوں کو دیکھا تو ان میں سے نیکوکاروں کی نیکیاں قبول کیں اور ان کے سیاہ کاروں کے بارے میں انہیں شفاعت کی اجازت دی''۔ [8] ابن فتحون فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ یہ عاصم، معاویہ بن الحکم کے سارے بھائیوں میں سے ایک ہوں۔

(۴۳۵۴) عاصم بن سفیان الثقفی [9]

بقول ابن حبان: [10] صحابی ہیں۔ بغوی اور ابن السکن لکھتے ہیں: انہیں صحابی بتایا جاتا ہے مدینہ کے رہائشی تھے۔ ابوعمر کا قول

---

[1] اسد الغابہ (٢٦٦٦) استیعاب (١٣١٤) تجرید (١/٢٨٠) [2] الاکمال (١/٢٤٦) [3] جامع المسانید (٩/٧)
[4] استیعاب (١٣١٥) اسد الغابہ (٢٦٦٧) (٣/٧) [5] استیعاب (٢/٣٣١) [6] اسد الغابہ (٢٦٦٨) تجرید (١/٢٨٠)
[7] مسند ابی یعلی (١٢/٦٨٣٢) [8] مجمع الزوائد (٥٥٥٥) المطالب العالیہ (١١٧٢)
[9] اسد الغابہ (٢٦٦٩) استیعاب (١٣١٦) تجرید (١/٩٨١) [10] المطالب العالیۃ (٢٠٤٨)

ہے: ان سے ان کا بیٹا قیس روایت کرتا ہے ان کی حدیث صحیح نہیں۔ یوں انہوں نے ان کے بیٹے کا نام بگاڑ دیا وہ تو بشر ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: عاصم ابو بشر جن کی حدیث حشرج بن نباتہ عن ہشام بن حبیب عن بشر بن عاصم عن ابیہ کی سند سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو والی (ذمہ دار) کو لا کر جہنم کے پل پر کھڑا کر دیا جائے گا''۔ (حدیث) [1]

میں کہتا ہوں: اسے بغوی نے اسی سند سے اور ابن السکن وابونعیم نے نقل کیا ہے، میرا خیال ہے جس نے انہیں ثقفی کہا ہے اسے وہم ہوا ہے کیونکہ ان کی حدیث کے سیاق میں یہ بات نہیں ہے، لگتا ہے جس نے ان کا نسب بیان کیا ہے اسے عاصم بن سفیان ثقفی (جو مشہور تابعی ہیں) کی وجہ سے اشتباہ ہوگیا ہے جو حضرت ابوایوب، عقبہ بن عامر اور عبداللہ بن عمرو وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے دادا کا نام عبداللہ بن ربیعہ بتایا ہے، لکھتے ہیں: وہ عبداللہ کے بھائی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ صحابی ہیں۔ ذہبی ان کے والد کا نام عاصم بتاتے ہیں لیکن انہیں دوسرا شخص سمجھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: عاصم بن عاصم بن بشر۔ ابن ابی طرخان نے ''وحدان'' میں ان کی حدیث درج کی ہے، شاید عاصم بن ابی عاصم ہو۔ واللہ اعلم

۴۳۵۵ عاصم بن عدیؓ [2]

بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن ضُبَیْعہ بن حرام البلوی العجلانی، انصار کے حلیف۔ بنی عجلان کے سردار تھے، یہ معن بن عدی کے بھائی ہیں۔ ابوعمرو بقول بعض: ابوعبداللہ کنیت ہے۔ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کرنے پر اتفاق ہے۔ بقول بعض: ابوعبداللہ کنیت ہے۔ بدری صحابہ میں ان کا ذکر کرنے پر اتفاق ہے۔ بقول بعض: اس میں شریک نہیں ہو سکے۔ یہ نکلے تو تھے لیکن ان کا پاؤں ٹوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں روحاء سے واپس بھیج دیا تھا اور انہیں مدینہ کے بالائی حصے کا نائب مقرر کر دیا۔ یہی معتبر ہے جس پہ ابن اسحاق نے اعتماد کیا ہے۔ واقدی نے ابی القداح بن عاصم تک کی اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم کو اہل قبا پر اور بالائی حصے پر کسی اطلاع کی وجہ سے نائب بنایا تھا اور ان کا اجر اور حصہ لگایا۔ لکھتے ہیں: احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ مسند احمد میں ان کی ایک روایت ہے۔ مؤطا اور سنن میں ان کے والد کے طریق سے ابوالقداح بن عاصم تک بحوالہ ان کے مروی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں عن ابی عاصم عن مالک روایت کی ہے۔ ان سے شعبی اور طبرانی روایت کرتے ہیں۔ صحیح میں ان کا ذکر حدیث سہل بن سعد سے باہمی دولعن طعن کرنے والوں کے واقعے میں ہے۔ بغوی نے عاصم بن عدی العجلانی اور عاصم ابوالقداح کے والد کے درمیان فرق کیا ہے جو ان کا وہم ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں صراحت کی ہے کہ ابن القداح کے والد کا نام عاصم بن عدی العجلانی ہے۔ ابن سعد [3] وابن السکن وغیرہ کا قول ہے: پینتالیس (۴۵ھ) میں ایک سو پندرہ (۱۱۵) بقول بعض ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ زبیر بن بکار ''عبدالرحمٰن بن عوف'' کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کی اولاد میں عمرو، معن اور زید ہیں۔ ان سب کی والدہ سہلہ بنت عاصم بن عدی العجلانی ہے۔ عبدالعزیز بن عمران عن ابیہ عن جدہ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ عاصم بن عدی ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے اہل خانہ رونے لگے۔ فرمایا: مجھ پر آنسو نہ بہاؤ میں تو فنا ہو کر رہ جاؤں گا۔ طبری کا بیان ہے: میانہ، بلکہ پست قد تھے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۷۰) استیعاب (۱۳۱۷) [2] السیرة النبویہ (۲/۲۵۰) [3] الطبقات الکبریٰ (۳۵/٤)

۴۳۵۶ عاصم بن البُکَیر [1]

المزنی، انصار کے حلیف موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ [2] ابوعمر فرماتے ہیں: اس میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: کئی اور حضرات نے ان کی موافقت کی ہے جن میں سے آخری ابوجعفر طبری ہیں۔

۴۳۵۷ (ز) عاصم بن عمرو [3]

بن خالد بن حرام ابن اسعد بن ودیعہ بن مالک بن قیس بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اللیثی ابونصر ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے لیے فلاں سرینوں والے کی طرف سے ہلاکت ہے''۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ صحابی ہیں یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: طبرانی [4] نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے جس سے بغوی نے نقل کی ہے اور ابتداء میں جو اضافہ کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے: صحابی ہیں۔ جوان کا قول ہے: میں مدینہ کی مسجد میں آیا، اصحابِ رسول اللہ ﷺ کہہ رہے تھے: ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: کس وجہ سے؟ انہوں نے بتایا ابھی ابھی آپ نے خطاب کیا تو ایک شخص اٹھا اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لے جانے والے اور لے جائے جانے والے پہ اللہ لعنت کرے۔ اس امت کے لیے فلاں بڑے سرینوں والے کی طرف سے خرابی ہے''۔

۴۳۵۸ عاصم بن عمرو التمیمی [5]

شہسوار شعراء میں سے ایک، قعقاع بن عمرو کے بھائی۔ سیف نے فتوح میں لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سہیل بن عدی کے ساتھ جو ذمہ دار بنے ان کے ہاتھوں پرچم بھیجے، تو بجستان کا جھنڈا عاصم بن عمرو تمیمی کو دیا، عاصم صحابی تھے۔ فتوحاتِ عراق میں ان کے بہت زیادہ اشعار نقل کیے ہیں۔ بقول ابوعمر: [6] محدثین کے نزدیک نہ یہ صحابی ہیں اور نہ ان کی روایت ہے۔ قادسیہ میں ان کے اور ان کے بھائی کے نمایاں کارنامے اور اچھی کارگزاری ہے۔

۴۳۵۹ (ز) عاصم بن فضالہ اللیثی

عبداللہ کے بھائی۔ طبرانی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ زیاد جب بصرہ کا گورنر بنا تو جن صحابہ کو قاضی بنایا ان میں یہ بھی تھے۔

۴۳۶۰ عاصم بن قیس [7]

بن ثابت بن نعمان انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر وغیرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۶۷۱) استیعاب (۱۳۱۸) [2] استیعاب (۳۳۲/۲) [3] اسد الغابہ (۲۶۷۳) استیعاب (۱۳۲۱)

[4] المعجم الکبیر (۱۷۶/۱۷) [5] استیعاب (۱۳۲۰) [6] استیعاب (۳۳۴/۲)

[7] اسد الغابہ (۲۶۷۴) استیعاب (۱۳۲۲) تجرید (۲۸۲/۱)

۴۳۶۱ (ز) عاصم بن ولید

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ ان کا والد اور دادا دونوں بدر میں کافر مارے گئے۔ اور یہ مکہ میں پلے بڑھے، حجۃ الوداع کے موقعہ پر آٹھ سال کے تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: عتبہ بن ربیعہ کی نسل صرف مغیرہ بن عمران بن عاصم بن ولید بن عتبہ کی اولاد سے چلی۔ بلاذری نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن عمران کی جگہ عمار لکھا ہے۔

۴۳۶۲ (ز) العاقب العمرانی

السید النجرانی میں ان کا ذکر ہے۔

۴۳۶۳ عاقل بن البُکَیر ✿

بنی عبد یالیل بن ناسِب بن غیرہ اللیثی۔ بنی عدی کے حلیف۔ سابقین اوّلین سے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی ایاس، عمالہ اور عامر بدر میں شریک ہوئے۔ عاقل بدر میں شہید ہوگئے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کا قول ہے۔ فرماتے ہیں: ان کا نام غافل تھا، نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ (ابن سعد) بقول بعض: دار ارقم میں سب سے پہلے نبی ﷺ سے یہ بیعت ہوئے۔ یہ واقدی ✿ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے۔

۴۳۶۴ عامر بن الاسود الطائی

ان کا ذکر ملتا ہے۔ سعید بن اشکاب کی بحوالہ عمر و روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن الاسود کو تحریر دی:

"بسم اللہ الرحمٰن، یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے عامر بن الاسود کے لیے جو مسلمان ہے کہ اس کے لیے اور اس کی قوم کے اسلام لانے کی وجہ سے وہ علاقے جو ان کے اپنے ہیں جب تک یہ لوگ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے ان پہ برقرار رہیں گے"۔

یہ تحریر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لکھی تھی۔

۴۳۶۵ عامر بن الاضبط الاشجعی

ابن شاہین وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ سے ملاقات سے پہلے شہید کر دیئے گئے۔ میں نے قسم ثالث میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا واقعہ محلّم بن جثامہ کے حالات میں قسم اوّل میں ذکر کیا ہے۔

۴۳۶۶ عامر بن الاکوع ✿

عامر بن سنان میں ذکر ہوگا۔

۴۳۶۷ عامر بن امیّہ ✿

بن زید بن الحسحاس ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار انصار خزرجی۔ ہشام کے والد۔ موسیٰ بن عقبہ اور

✿ اسد الغابہ (۲٦٧٥) استیعاب (١٣٢٨) تجرید (١/٢٨٢) ✿ المغازی (١٥٦)

✿ تجرید (١/٢٨٣) ✿ اسد الغابہ (٢٦٧٧) استیعاب (١٣٢٤)

ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرمایا: عامر بہترین آدمی تھے، اُحد میں شہید ہوئے۔ ابوداؤد اور نسائی کی روایت ہے اُحد کے روز انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگے (ہم زخموں سے لاچار ہو چکے ہیں، اپنے شہداء کی تدفین کا کیا کریں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گہری قبریں کھودو'' [1] (اور ایک قبر میں تین تین آدمی دفن کرو)۔ اسی میں ہے اس دن ابوعامر شہید ہوئے انہیں دو آدمیوں کے درمیان دفن کیا گیا۔ اس حدیث کے اور طرق بھی ہیں۔

۴۳۶۸ عامر بن ابی امیّہ [2]

بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ ان کی اپنی بہن ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی نسائی میں ایک حدیث ہے ان سے سعید بن المسیّب روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری، [3] خلیفہ، یعقوب بن سفیان، ابن ابی حاتم، [4] ابن ابی خیثمہ اور ابن حبان [5] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جس پر ابونعیم نے ان کی حرف گیری کی۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ اس واسطے کہ ان کا والد جاہلیت میں قتل ہو گیا اور فتح مکہ کے بعد جو قریشی بھی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ ان کی حدیث کے سیاق میں ہے: **عن احمد عن عامر بن ابی امیه عن اخته ام سلمه۔**

۴۳۶۹ عامر بن اوس [6]

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم... انصاری اوسی۔ طبری ذیل میں لکھتے ہیں: صحابی ہیں اور غزوۂ خندق اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے، حرہ کے روز شہید ہوئے۔

۴۳۷۰ عامر بن البُکَیر عاقل کے بھائی، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۴۳۷۱ (ز) عامر بن ثعلبه بقول بعض: ابودرداء کا نام ہے۔

۴۳۷۲ عامر بن ثابت [7] بن سلمہ بن امیہ بن مالک انصاری اوسی۔ بقول ابن اسحاق: جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۳۷۳ عامر بن ثابت انصاری [8] بن جحجبی کے حلیف۔ ابن شاہین اپنے رجال سے نقل کرتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوعمر [9] لکھتے ہیں: جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۴۳۷۴ عامر بن ثابت [10]

بن ابی الافلح، عاصم جن کا ذکر ہو چکا ہے کے بھائی۔ بقول ابوعمر: بقول بعض یہ وہی ہیں جنہوں نے عقبہ بن ابی معیط کی

---

[1] ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی تعمیق القبر (۳۲۱۵) نسائی (۲۰۰۹)
[2] اسد الغابه (۲۶۷۹) استیعاب (۱۳۲۷) تجرید (۲۸۳/۱) [3] التاریخ الکبیر (۴۵۰/۳)
[4] الجرح والتعدیل (۳۱۹/۶) [5] الثقات (۱۸۷/۵) [6] تجرید (۲۸۳/۱) [7] اسد الغابه (۲۶۸۴) استیعاب (۱۳۲۹)
[8] استیعاب (۱۳۳۱) تجرید (۲۸۳/۱) [9] استیعاب (۳۳۸/۲) [10] استیعاب (۱۳۳۰) تجرید (۲۸۳/۱)

گردن بدر میں اتاری تھی۔

۴۳۷۵ عامر بن حارث ✿

بن ثوبان، صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے ان کی روایت مشہور نہیں۔ (ابن مندہ)

۴۳۷۶ عامر بن حارث ✿

بن زہیر بن شداد بن ہلال بن مالک بن ضبّہ بن حارث بن فہر فہری۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام عمرو بن حارث بتایا ہے، یہی قول زیاد بکائی کا بحوالہ ابن اسحاق ہے۔

۴۳۷۷ عامر بن حارث

بن ہانیٔ بن کلثوم اشعری۔ بقول بعض: یہ ابو مالک کا نام ہے۔

۴۳۷۸ عامر بن خثمه

سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ دس امراء صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھے، جنہیں ابوعبیدہ نے اپنے آگے جنگِ فحل کی طرف بھیجا تھا۔ یرموک اور مَرْج الصفر وغیرہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۷۹ (ز) عامر بن حدید

ابوعمر نے ابوزید کنیت والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ اس میں تامل ہے۔

۴۳۸۰ عامر بن حذیفه ✿ بقول بعض: ابوجہم کا نام ہے۔

۴۳۸۱ (ز) عامر بن ابی الحسن المازنی

مازن انصار۔ ابن فتحون نے بحوالہ دارقطنی ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۸۲ عامر بن الحضرمی ✿

مقاتل نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''ہاں جسے مجبور کیا جائے البتہ اس کا دِل ایمان پر مطمئن ہو'' ✿ کا ذکر کیا ہے کہ عامر بن الحضرمی کے بہترین مولا کے بارے میں نازل ہوئی۔ اسلام لے آئے تو عامر نے انہیں کفر پر مجبور کیا تو وہ آ گئے۔ بعد میں عامر بھی اسلام لے آئے؛ پھر انہوں نے اور ان کے مولا دونوں نے ہجرت کی۔

میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی العلاء بن الحضرمی کے بھائی ہیں۔

✿ تجرید (۲۸۳/۱) ✿ ایضًا ✿ اسد الغابہ (۲۶۸۹) استیعاب (۱۳۳۳) تجرید (۲۸٤/۱)

✿ تجرید (۲۸٤/۱) ✿ سورۃ النمل (۱۰٦)

۴۳۸۳ عامر بن ربیعہ [1]

بن کعب بن مالک بن ربیعہ العنزی۔ بعض نے ان کا نسب کچھ اور بتایا ہے۔ عنز بکر بن وائل کے بھائی ہیں جو بنی عدی کے حلیف ہیں۔ پھر خطاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد کے حلیف رہے، بعض نے ان کا نسب مَذحج تک بیان کیا ہے، سابقین اوّلین سے ہیں۔ حبشہ ہجرت کی تو ان کی اہلیہ لیلیٰ بنت ابی خیثمہ ان کے ساتھ تھیں پھر مدینہ بھی ہجرت کی۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے جو بطریق ان کے والد عبداللہ اور بطریق عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر اور ابو اسامہ وغیرہ ہے اور یہ صحیحین وغیرہ میں ہے۔ حضرت عمر جب جابیہ آئے تو ان کے ساتھ تھے۔ حج کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں نائب مقرر کیا تھا۔ بقول ابن سعد: [2] جناب الخطاب نے عامر کو بیٹا بنایا ہوا تھا، چنانچہ انہیں عامر بن الخطاب کہا جاتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''ان (لے پالکوں) کو ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا کرو''۔ [3] یحییٰ بن سعد انصاری عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں، عامر بن ربیعہ رات کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کا آغاز کیا تھا۔ جب ان کی آنکھ لگی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کوئی ان سے کہہ رہا ہے اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی اس فتنے سے پناہ مانگو تو اٹھ کر پھر نماز پڑھنے لگے، اس کے بعد بیمار ہوئے۔ پھر ان کا جنازہ ہی نکلا۔ (مؤطا مالک) مصعب زبیری کا قول ہے: بتیس (۳۲ھ) میں فوت ہوئے یہی ابوعبیدہ کا قول ہے۔ پھر سینتیس (۳۷ھ) میں ان کا ذکر کیا فرماتے ہیں: مجھے یہی زیادہ صحیح لگتا ہے واقدی کا قول ہے: ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ ایام بعد ہوئی۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔

۴۳۸۴ عامر بن ابی ربیعہ [4]

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شریک بحوالہ ابن ابی ربیعہ روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک اس حرمت (یعنی کعبہ) کا لحاظ رکھیں گے''۔

۴۳۸۵ عامر بن ساعدہ انصاری [5]

بقول بعض: ابوخیثمہ سہل کے والد ہیں۔

۴۳۸۶ (ز) عامر بن سحیم المزنی

مدینہ کے رہائشی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے بحوالہ بخاری ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی حدیث نہیں نقل کی۔

۴۳۸۷ عامر بن سعد [6]

بن حارث بن عبادہ بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن اقصیٰ۔ ابن الدباغ نے ابوعمر پر اور ابن فتحون نے اپنے

---

[1] اسد الغابہ (۲٦۹۱) استیعاب (۱۳۳۵) تجرید (۲۸۳/۱) [2] الطبقات (۲۸/۳) [3] سورة الاحزاب (۵)

[4] اسد الغابہ (۲٦۹۲) تجرید (۲۸٤/۱) [5] اسد الغابہ (۲٦۹۳) استیعاب (۱۳۳٦) تجرید (۲۸٤/۱)

[6] اسد الغابہ (۲٦۹٤) تجرید (۲۸٤/۱)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کے بھائی عمرو غزوۂ موتہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن ہشام نے بحوالہ زہری ان کا ذکر کیا ہے۔ دولابی نے ''الکنی'' میں ابو طاہر عبدالملک بن محمد بن عمرو بن حزم کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان تک اپنی اسناد سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن عامر غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔ سعد بن حارث نے ہم سے بیان کیا۔

۴۳۸۸ عامر بن سعد ✿

بن عمرو بن ثقیف انصاری اوسی عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بتایا جاتا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ابن القداح نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الدباغ نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۳۸۹ عامر بن سَعْد ✿ بقول بعض: ابوسعد انماری کا نام ہے۔

۴۳۹۰ (ز) عامر بن سعد یا سعید بقول بعض: ابو کبشہ انماری کا نام ہے۔

۴۳۹۱ (ز) عامر بن السکن انصاری

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ جس جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد ضرار ڈھانے کے لیے بھیجا تھا ان میں سے ایک ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ عامر بن یزید بن السکن کے علاوہ ہیں جن کا ذکر ہوتا ہے، کیونکہ وہ احد میں شہید ہوئے اور مسجد ضرار اس سے مدت بعد تعمیر ہوئی۔

۴۳۹۲ عامر بن سَلَمہ ✿

بن عبید بن ثعلبہ الحنفی ثمامہ بن اثال الیمامی کے چچا۔ واقدی کا بیان ہے: وہ اسلام لے آئے۔ چنانچہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ تک کی اپنی سند سے بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے رجب ۹ ھ میں منذر بن ساوی کی طرف العلاء بن الحضرمی کو بھیجا تو منذر مسلمان ہو گئے اور العلاء واپس آ گئے۔ یمامہ سے گزرے تو ثمامہ بن اثال نے ان سے کہا: تم محمد (ﷺ) کے قاصد ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، کہنے لگے: تم ان تک کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔ تو ان کے چچا عامر نے ان سے کہا: تمہارا اور اس شخص کا کیا واسطہ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عامر کو ہدایت عطا فرما اور ثمامہ پر مجھے دسترس عطا کر''۔ چنانچہ عامر مسلمان ہو گئے اور ثمامہ ✿ گرفتار۔ سیف نے ''فتوح'' میں دوسری سند سے اس کا طویل ذکر کیا ہے۔

۴۳۹۳ عامر بن سَلَمہ ✿

بن عامر انصاری بلوی۔ موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے نقل کیا ہے: انہیں عامر کی جگہ عمر بھی کہا جاتا ہے۔

✿ تجرید (۲۸۴/۱) ✿ اسد الغابہ (۲۶۹۵) ✿ اسد الغابہ (۲۶۹۷) استیعاب (۱۳۳۷) تجرید (۲۸۵/۱)
✿ نصب الرایہ (۳۹۲/۳) ✿ تجرید (۲۸۵/۱)

۴۳۹۴ عامر بن سلیم الاسلمی ❶

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے، اور نیشاپور میں فوت ہوئے۔

۴۳۹۵ عامر بن سنان ❷

بن عبداللہ بن قشیر الاسلمی عرف ''ابن اکوع'' ہے، سلمہ بن عمرو بن الاکوع کے چچا اور اکوع کا نام سنان تھا۔ بقول بعض: ان کے بھائی ہیں۔ صحیح میں حدیث سلمہ سے خیبر کے واقعہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرمایا: میرے بھائی عامر نے بہت شدت سے جنگ کی لڑائی کی شدت میں ان کی اپنی تلوار انہیں لگ گئی جس سے وہ شہید ہو گئے، لوگ کہہ رہے ہیں ان کا عمل ضائع گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ بات کی ہے اس نے جھوٹ کہا وہ تو کوشش کرنے والا مجاہد تھا کم ہی کوئی عربی اس کی طرح پلا بڑھا ہوگا''۔ کسی اور طریق میں ہے، سلمہ نے کہا کہ ان کے چچا عامر، لہٰذا یوں موافقت ممکن ہے کہ جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا ان کے ماں شریک بھائی تھے یا رضاعی بھائی تھے۔ مسلم میں بطریق ایاس بن سلمہ بن اکوع عن ابیہ کی سند سے مروی ہے کہ میرے چچا غزوۂ خیبر کے شعر کہتے ہوئے نکلے، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ پہنچاتا رہے تو کیا ہی اچھا ہے۔ سلمہ کہتے ہیں: میرے چچا عامر نے یہودی مرحب سے مبارزت طلب کی دونوں کی تلواریں ٹکرائیں پھر عامر کی تلوار مرحب کی ڈھال میں پھنس گئی کھینچی تو ان کی پنڈلی پر جا لگی۔ (حدیث) اسی میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے دوہرا اجر ہے''۔ ❸

ابن اسحاق ❹ مغازی میں محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے بواسطہ ابوالہیثم بحوالہ ان کے والد بیان کیا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کی طرف روانگی کے وقت عامر بن اکوع سے فرماتے سنا، اور اکوع کا نام سنان تھا۔ (حدیث) ❺

۴۳۹۶ عامر بن شہر الھمدانی ❻

بقول بعض: الکبلی یا الناعطی، ابوشہر یا ابوالکنود۔ سنن ابی داؤد میں بروایت شعبی بحوالہ ان کے ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو قبیلہ ہمدان مجھ سے کہنے لگا: کیا تم ان صاحب (مراد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جا کر ہمارے لیے تلاش کرو گے؟..... (حدیث) ❼ اس کا متن ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اسے ابویعلی نے طویل نقل کیا ہے۔ اس میں ہے: جب وہ واپس ہوئے تو نجاشی کے پاس سے گزرے، اسی میں ہے: میری قوم مسلمان ہوگئی اور ایک میدانی علاقے میں فروکش ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر ذی مرّ ان کی طرف خط بھیجا اور مالک بن مرارہ الرھاوی دونوں کو یمن بھیجا اور عک ذوخیوان اسلام لے آیا، ان کی ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نجاشی کے پاس تھا۔ ان کے بیٹے نے انجیل کی ایک آیت پڑھی تو میں ہنس پڑا، وہ کہنے لگے: تم اللہ کا کلام سن کر ہنستے ہو؟..... یہ ایک لمبی حدیث کا گوشہ ہے۔ سیف نے فتوح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کی اپنی

---

❶ اسد الغابہ (٢٦٩٨) تجريد (١/٢٨٥) ❷ اسد الغابہ (٢٦٩٩) تجريد (١/٢٨٥)
❸ مسلم كتاب الجهاد والسير باب غزوه خيبر (٤٦٤٤) ❹ شرح السنة (١٩٩/٧) ❺ السيرة النبوية (٢٥٥/٣)
❻ اسد الغابہ (٢٧٠٠) استيعاب (١٣٣٨) تجريد (٢٨٥/١) ❼ جمع الجوامع (٤٥٧٠) كنز العمال (٣٣٨١٧)

سند سے نقل کیا ہے کہ جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے عامر بن سہل نے اس پر اعتراض کیا۔ عامر بن شہر یمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملوں میں سے ایک تھے۔

۴۳۹۷ عامر بن صبرہ [1]

بن عبداللہ بن المنتفق عامری عقیلی ابورزین لقیط بن عامر کے والد۔ ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی وہ حدیث درج کی ہے جو نسائی، [2] اور ابن الجارود نے بطریق عمرو بن اوس عن ابی رزین نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: اللہ کے نبی! میرا بوڑھا والد ہے جو حج وعمرہ نہیں کر سکتا، آپ نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرح سے حج وعمرہ کرو''۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی طریق میں ابورزین کے والد کی آمد کا ذکر نہیں دیکھا۔

۴۳۹۸ عامر بن الطفیل [3]

بن حارث الازدی۔ وثیمہ نے الردہ میں بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے نمائندے تھے اور فتنۂ ارتداد میں انہیں اسلام کی ترغیب دیتے تھے۔ ان کا لمبا واقعہ ذکر کیا۔ اور ان کا عمدہ قصیدہ بھی ذکر کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کا مرثیہ بھی ہے۔ زمین وآسمان اس نور پر اشکبار ہیں جو بندوں کے لیے چراغ تھا، جن کی وجہ سے ہمیں راہِ حق نصیب ہوئی جبکہ ہمیں اس راستے کا علم نہ تھا۔

بکت الارض والسماء علی النو ... رالذی کان للعباد سراجا
من هدینا به الی سبیل الحق ... وکنا لا نعرف المنهاجا

۴۳۹۹ عامر بن الطفیل [4]

دوسرے، ان کا نسب مذکور نہیں۔ ترمذی اور طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے مستغفری نے بطریق القاسم عن ابی امامہ عن عامر بن الطفیل روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے چند ایسے کلمات کا توشہ عطا کیجئے جن سے زندگی بسر کروں! آپ نے فرمایا: عامر! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایسے حیا کرو جیسے تم اپنے گھرانے کے کسی شخص سے کرتے ہو جب کوئی برائی ہو جائے تو نیکی کر لیا کرو کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ [5] مستغفری نے یہ روایت عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر کلابی رئیس بنی عامر فی الجاہلیہ کے حالات میں شامل کی ہے جو واضح غلطی ہے اس واسطے کہ عامر بن الطفیل تو کافر مرا، اس کا واقعہ مشہور ہے وہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ سے کہنے لگا: ''میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں...... [6] کہ میرے لیے گھوڑوں کی لگامیں ہوں گی، تو آپ باز رہے۔ جو حدیث انہوں نے درج کی اگر صحیح ہے تو یہ اور ہیں۔ میرے خیال میں یہ اسلمی ہیں۔ جسے بغوی اور طبرانی نے عامر بن مالک ملاعب الاسنہ کے سوانح میں روایت کی ہے۔ جو بطریق عبداللہ بن بریدہ اسلمی مروی ہے کہ مجھ سے میرے چچا عامر بن الطفیل نے عن عامر بن مالک بیان کیا پھر ایک حدیث ذکر کی جو عامر بن مالک کے حالات

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۰۱) [2] نسائی کتاب المناسک باب وجوب العمرہ (۲۶۲۰) [3] تجرید (۲۸۵/۱)

[4] اسد الغابہ (۲۷۰۲) استیعاب (۱۳۳۹) تجرید (۲۸۵/۱) [5] فتح الباری (۲۸۸/۷) [6] مسودے میں خالی جگہ ہے۔

میں بیان ہوگی۔

۴۴۰۰ عامر بن ابی عامر الاشعری

ابن سعد نے شام فروکش ہونے والے صحابہ کے ناموں میں ان کا ذکر کیا ہے، یعقوب بن سفیان، ابن السکن، باوردی اور ابن زبیر نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن البراء کا قول ہے: علی بن المدینی سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ ان کا اپنے والد سے سماع نہیں، ابو عامر عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قتل ہو گئے تھے۔ یہی طبری کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ اس بنیاد پر ہے کہ ان کے والد ابو عامر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہوں۔ جبکہ حاکم الکنی میں اس پر اعتماد کرتے ہیں کہ یہ اور ہیں۔ انہوں نے ابو عامر اشعری کا عنوان عم ابی موسیٰ قائم کیا ہے۔ ابن سعد، بغوی اور طبری کا قول ہے: عامر بن ابی عامر اشعری صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے آپ کی معیت میں غزوے لڑے، یحییٰ بن سلیم عن ابی خثیم عن شہر بن حوشب عن عامر الاشعری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: ''جس نے اپنے خاوند کے بارے میں سوال کیا تھا، اگر اسے جذام کی بیماری بھی ہو جائے اور اس کے نتھنوں سے خون رسنے لگے اور تم اسے چوستی رہو پھر بھی اس (کی خدمت) کا حق ادا نہ کر سکو گی''۔ اسے طبرانی اور حاکم [۱] نے عن سعید بن عبدالعزیز نقل کیا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کشتی والے چھوٹے بڑوں کو دعا دی۔ ابو عامر اشعری فرماتے تھے: میں ان میں سب سے بڑا تھا اور میرا بیٹا ان سب میں چھوٹا تھا۔ ابن سمیع نے اہل شام کے تابعین کے پہلے طبقے میں ذکر کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قاضی تھے۔

میں کہتا ہوں: زمانہ قضاء میں وہ مرد تھے، ابن حبان [۲] فرماتے ہیں: عامر بن ابی عامر اشعری، شام کے رہائشی صحابی ہیں۔ خلافت عبدالملک میں فوت ہوئے۔ پھر بھولے سے تابعین میں انہیں ذکر کر دیا۔ ابو زرعہ دمشقی نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۰۱ عامر بن عبدالاسد

قسم ثالث میں دیکھ لیا جائے۔

۴۴۰۲ عامر [۱] بن عبداللہ

بن الجراح بن ہلال بن اُہیب۔ بقول بعض: وہیب بن ضبّہ بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ ابو عبیدہ بن الجراح کنیت اور دادا کے نسب سے مشہور ہیں۔ بعض: عامر اور الجراح کے درمیان عبداللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ اسی پر مصعب زبیری نے نسب قریش میں اعتماد کیا ہے۔ اکثریت اسے (لفظ عبداللہ کو) برقرار رکھتی ہے۔ یہ، عثمان بن مظعون، عبیدہ بن الحارث بن المطلب، عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو سلمہ بن عبدالاسد ایک ہی وقت میں مسلمان ہوئے۔ ابھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف نہیں لائے تھے۔ [۲] ابن سعد نے اس کا بروایت یزید بن رومان ذکر کیا ہے جبکہ واقدی نے اس کا انکار کیا ہے ان کا گمان ہے کہ ان کے والد اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔ والدہ امیمہ بنت غنم بن جابر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن عمیرہ ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے

---

[۱] اسد الغابہ (۲۷۰۴) [۲] المستدرک (۸۳/۴) [۳] الثقات (۲۹۱/۳)

[۱] اسد الغابہ (۲۷۰۵) استیعاب (۱۳۴۰) تجرید (۲۸۵/۱) [۵] الطبقات الکبریٰ (۲۷۹/۳)

ایک ہیں۔ دو ہجرتیں کی ہیں۔ بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ انہوں نے ہی رسول اللہ ﷺ کے رخسار سے خود کی کڑیاں کھینچ کر نکالی تھیں جس کی وجہ سے ان کے سامنے کے دانت گر گئے تھے۔ نبی ﷺ نے ان کے بارے فرمایا تھا: ''ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے، اور اس اُمت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے''۔ اسے صحیح ❶ میں بطریق ابوقلابہ عن انس نقل کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ❷ فرماتے ہیں: حدثنا عفان، حدثنا حماد عن ثابت عن انس۔ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کرنے لگے: ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجئے جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے، آپ علیہ السلام نے ابوعبیدہ بن الجراح کے دونوں ہاتھ تھام کر فرمایا: یہ اس امت کا امین ہے۔ اور انہیں شام کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ شام کا اکثر حصہ ان کا ہاتھ پر فتح ہوا۔ انہوں نے ہی بدر کے روز اپنے والد کو قتل کیا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''آپ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دِن پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کا دوست نہیں پائیں گے''۔ ❸

یہ وہی روایت ہے جو طبرانی نے جید سند کے ذریعے عن عبداللہ بن شوذب نقل کی ہے کہ بدر کے روز ابوعبیدہ کا والد ان کے سامنے آ جاتا پہلے تو یہ بچاتے رہے جب اس نے زیادہ ہی ان کا رخ کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ان کی نبی ﷺ سے مروی کئی احادیث ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صحیح میں ان کا وہ قول ذکر کیا ہے جو انہوں نے اس لشکر سے کہا تھا جنہوں نے عنبر مچھلی کھائی تھی: ''ہم اللہ کے راستے میں اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد ہیں لہٰذا اسے کھاؤ''۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عرباض بن ساریہ، ابوامامہ، ابوثعلبہ اور سمرہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ان کی والدہ کا تعلق بنی حارث بن فہر سے تھا، انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہو گئیں۔ واقدی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور حضرت سعد بن معاذ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ انہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: کیا ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابوعبیدہ اگر تمہارے علاوہ کوئی کہتا تو ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں قدر و منزلت حاصل تھی۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے بطریق مالک بن عامر مسنداً بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوعبیدہ کا حلیہ بیان کیا کہ وہ لاغر و نحیف آدمی تھے، چہرہ کم گوشت، داڑھی ہلکی، دراز قد، تواضع کی وجہ سے جھک کر چلتے، سامنے کے دو دانت (خدمت رسول اللہ ﷺ میں قربان ہونے کی وجہ سے) نہیں تھے۔

موسیٰ بن عقبہ ''مغازی'' میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے غزوۂ ذات السلاسل میں عمرو بن عاص کو امیر بنا کر بھیجا جو شام کے بلند مقامات سے بلی وغیرہ میں جو قضاعہ سے تعلق رکھتے شروع ہوتی تھی (دشمن کی زیادہ تعداد سے) حضرت عمرو کو خدشہ ہوا، دربار رسالت

❶ بخاری کتاب اخبار الاحاد باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق (۷۲۵۵)
مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابی عبیدہ بن الجراح (٦٢٠٢)

❷ مسند احمد (۱۳۳/۳) ❸ سورة المجادلة (۵۸)

میں کمک کے لئے قاصد بھیجا۔ آپ نے مہاجرین و انصار میں سے لوگ منتخب کیے آخر میں شیخین نے خود کو پیش کیا۔ آپ نے ان کا امیر ابوعبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا اور عمرو بن عاص کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ جب ادھر پہنچے تو وہ کہنے لگے: میں تمہارا امیر ہوں، جس پر مہاجرین بولے تم اپنے ساتھیوں کے امیر ہو۔ عمرو بولے تم لوگ میری مدد کے لیے آئے ہو، حضرت ابوعبیدہ (جو حسن اخلاق اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ تھے) نے جب تکرار دیکھی تو فرمایا: عمرو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے جب اپنے ساتھی کے پاس پہنچنا تو ایک دوسرے کی بات ماننا، دیکھو اگر تم میری بات نہیں مانتے تو میں تمہارے حکم کو تسلیم کر لوں گا۔ فوائد ابن اخی سمی میں شعبی تک کی صحیح سند سے ہے: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ہمارا امیر بنایا ہے ابن النابغہ یعنی عمرو بن عاص سے کیا جھگڑا۔ ابوعبیدہ فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی بات مان کر چلیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے اس کی اطاعت قبول کرتا ہوں۔ ابویعلی کی بحوالہ عبداللہ بن شقیق روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے صحابہ میں سے) سب سے زیادہ کون عزیز تھا۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر، پھر عمر پھر ابوعبیدہ بن الجراح۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بحوالہ عبداللہ بن شقیق روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا.... یعقوب بن سفیان بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اگر چاہوں تو اپنے ہر ساتھی کی کوئی اخلاقی گرفت کر سکتا ہوں جس سے ابوعبیدہ بن الجراح مستثنیٰ (جدا) ہے''۔[1] یہ مرسل روایت ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ طبرانی میں بطریق عبداللہ بن عمرو مروی ہے، فرمایا: قریش کے تین آدمی سب سے زیادہ بارونق چہروں، سب سے اچھے اخلاق اور سب سے زیادہ حیادار تھے۔ ابوبکر، عثمان اور ابوعبیدہ بن الجراح، اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے ابن سعد بسند حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ بعض اہل شام نے دمشق محاصرے کے دوران حضرت ابوعبیدہ کو عاجز سمجھا اور خالد بن ولید کو ترجیح دی۔ حضرت معاذ غضبناک ہو کر فرمانے لگے: کیا ابوعبیدہ کے متعلق بھی اس طرح کا گمان کیا جاتا ہے؟ اللہ کی قسم! وہ زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین آدمی ہے۔ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں عروہ سے مروی روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو اجنادین (لشکروں) کے امراء آپ سے ملے، آپ نے پوچھا: میرا بھائی ابوعبیدہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: ابھی آنے ہی والے ہیں۔ اتنے میں وہ ایک اونٹنی پر سوار آئے جسے رسی کی مہار پڑی ہوئی تھی۔ سلام کیا، حال احوال دریافت کیا یہاں تک کہ ان کے گھر آئے تو ہمیں وہاں ان کی تلوار ڈھال اور کجاوے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: اگر تم کچھ سامان بنا لیتے تو بہتر تھا؟ وہ کہنے لگے: امیر المومنین! یہ ہمارے سونے کے لیے کافی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے مرسل سند سے نقل کیا ہے، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر میں جاتے ہوئے کہہ رہے تھے: ''بہت سے سفید پوش اپنے دین کو میلا کرنے والے ہیں اور بہت سے اپنی شان بڑھانے والے کل اپنے آپ کو ذلیل کریں گے۔ لوگو! پرانی برائیوں کو نئی نیکیوں سے دور کر دو''۔

ابن ابی الدنیا نے بسند جید عن ثابت البنانی روایت کی ہے کہ ابوعبیدہ شام کے گورنر تھے آپ نے خطاب میں فرمایا: تم میں سے جو شخص مجھ سے تقوے میں افضل ہوگا میری خواہش ہوگی کہ میں اس کا سامان ہوتا۔ مستدرک میں حاکم بحوالہ سعید المقبری روایت کرتے ہیں۔ جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو فرمایا: معاذ! لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی، پھر ابوعبیدہ

---

[1] کنز العمال (۳۳۴۹)

فوت ہوگئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خطاب میں فرمایا: ''لوگو! آج تمہیں ایسا شخص جدائی کا غم دے گیا ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے اس سے زیادہ صاف دِل، بے کینہ، سیر چشم، عاقبت اندیش، باحیا اور خیر خواہِ خلق کبھی نہیں دیکھا۔ پس ان کے لیے رحمت کی دعا کرو''۔ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ شام کے طاعونِ عمواس میں اٹھارہ (۱۸ھ) میں فوت ہوئے بعض سترہ (۱۷ھ) بھی تاریخ وفات لکھتے ہیں، جو شاذ قول ہے۔ ابن مندہ نے واقدی اور فلاس کی پیروی میں اعتماد سے لکھا ہے وہ اٹھاون برس زندہ رہے البتہ ابن اسحاق کا قول ہے: اکتالیس (۴۱) سال زندہ رہے۔ ابن عائذ فرماتے ہیں: ولید بن مسلم نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن رویم سے سننے والے شخص نے بیان کیا کہ ابوعبیدہ بیت المقدس میں نماز کی غرض سے روانہ ہوئے تو راستے میں فوت ہوگئے، انہوں نے وصیت کر رکھی تھی کہ جہاں ان کی وفات ہو وہیں تدفین کی جائے اور اردن کا مقام فحل تھا۔ بقول بعض: ان کی قبر بیسان میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے: آپ مہندی اور کتم کا خضاب استعمال کرتے تھے۔

۴۴۰۳ عامر بن عبداللہ البدری [1]

طبرانی [2] کی بطریق عمرو بن یحییٰ عن عمرو بن عامر بن عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عامر بن عبداللہ البدری روایت کی ہے، فرمایا: غزوۂ بدر سوموار کے دِن کی صبح سترہ رمضان میں پیش آیا۔ یہ روایت ابونعیم اور ابوموسیٰ نے بھی نقل کی ہے۔

۴۴۰۴ عامر بن عبداللہ [3]

بن جہم الخولانی۔ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ یہ ابن یونس کا قول ہے جسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۴۴۰۵ عامر بن عُمر [4]

بقول بعض: ابن عمرو۔ ایک قول ہے، یہ ابوحبہ بدری کا نام ہے جن کے حالات کنیتوں میں بیان ہونے ہیں۔

۴۴۰۶ عامر بن عبدغُنم [5]

بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال السہمی۔ ابن کلبی کا بیان ہے: مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ بقول ابوعمر: [6] یہ تو عثمان ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر انہیں یہ بات یاد ہے تو احتمال ہے ان کے بھائی ہوں۔

۴۴۰۷ عامر بن عبدقیس الحضرمی

انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے، عمرو کے بھائی ہیں، تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۰۸ (ز) عامر بن عبده الرقاشی [7]

بقول بعض: ابوحرہ رقاشی کا نام ہے، جن کا تذکرہ کنیتوں میں ہوتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۰۶) تجرید (۱/۲۸۵) [2] المعجم الکبیر (۱۹/۶۶۱) [3] اسد الغابہ (۲۷۰۷) تجرید (۱/۲۸۶)
[4] استیعاب (۱۳۴۲) [5] اسد الغابہ (۲۷۱۱) تجرید (۱/۲۸۶) [6] استیعاب (۳/۲۶) [7] اسد الغابہ (۲۷۱۳) تجرید (۱/۲۸۶)

۴۴۰۹ (ز) عامر بن عبید الاشعری ابن ابی عامر پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۴۴۱۰ عامر بن البکیر الانصاری [1]

مستغفری کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مشہور ہے عاصم بن البکیر جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ یہ ان کے بھائی ہیں۔ تو قسم چہارم میں ان کا ذکر کرتا، لیکن بدر میں عاصم بن البکیر شریک ہوئے۔ واللہ اعلم

۴۴۱۱ عامر بن عمرو

بن حذافہ بن عبداللہ بن المُخرّم ابن الاغم التجیبی ابوبلال، صحابی ہیں۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس نے اور ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۱۲ عامر بن عمرو المزنی [2]

بقول ابن حبان: [3] صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ ابومعاویہ عن ہلال بن عامر المزنی عن ابیہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے دیکھا آپ سرخ خچر پر سوار تھے۔ (حدیث) اسے امام احمد [4] نے ان سے اور ابوداؤد نے ان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بقول بعض، اس میں ابومعاویہ سے غلطی ہوئی ہے۔ مروان وغیرہ کا قول ہے: عن ہلال بن عامر عن رافع بن عمرو۔ اس دوسری سند کو بغوی نے صحیح قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابومعاویہ منفرد ہیں۔ حالانکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عن محمد بن عبید عن شیخ من بنی فزارہ عن ہلال بن عامر عن ابیہ نقل کی ہے جس سے احتمال ہے کہ ہلال نے اپنے والد سے یہ روایت سنی ہو اور اپنے چچا رافع سے سنی ہو۔ ان کے حالات میں ایک اور حدیث نقل کی ہے جو بطریق بسطام بن مسلم عن عبداللہ بن خلیفہ عن عامر بن عمرو مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ سوال میں کتنی (ذلت) ہے تو کوئی کسی سے کوئی چیز مانگنے نہ جائے''۔

میں کہتا ہوں: یہ غلطی لفظی غلطی کا نتیجہ ہے۔ یہ تو عائذ بن عمرو ہیں اسی طرح نسائی [5] اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۴۴۱۳ عامر بن عُمَیر النمیری [6]

طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سلیمان بن المغیرہ عن ثابت عن ابی یزید المدینی عن عامر بن عمیر روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تین بار آیا، آپ صرف فرض نماز کے لیے باہر تشریف لاتے۔ (حدیث) جس میں ستر ستر ہزار افراد کا بغیر حساب جنت میں داخلہ ہے۔ اس میں ثابت پر سلیمان سے آگے کے راویوں میں اختلاف ہے۔ رہے ثابت تو وہ فرماتے ہیں: حماد بن سلمہ عنہ عمرو بن عمیر اور عمارہ بن زاذان فرماتے ہیں: عن ثابت بن عمارہ بن عمیر ضحاک بن مرداس کا قول ہے:

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۱۵) [2] اسد الغابہ (۲۷۱۷) استیعاب (۱۳۴۴) تجرید (۱/۲۸۶) [3] الثقات (۳/۲۹۱)

[4] مسند احمد (۳/۴۷۷) [5] نسائی کتاب الزکاۃ باب المسألۃ (۲۵۸۵) [6] اسد الغابہ (۲۷۱۸) تجرید (۱/۲۸۶)

عنہ عمرو بن حرام، اور سلیمان تو ان سے بھی عمرو یا عامر شک کی بنیاد پر منقول ہے۔ اس متن کے صحابی کے بارے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: عمرو الانصاری۔ ایک قول ہے: عمرو بن بلال، ایک قول ہے: عمرو بن عمرو۔ مجھے عامر بن عمیر کی دو اور حدیثیں مل گئی ہیں۔ ابن عقدہ نے ''موالاۃ'' میں بطریق موسیٰ بن اکیل بن عمیر النمیری روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے چچا عامر بن عمیر نے بیان کیا پھر حدیث غدیر خم کا ذکر کیا۔ ابن مندہ نے اسے اسی سند سے عن عامر بن عمیر نقل کیا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سب سے آخری بات یہ فرمائی: ''نماز کا اہتمام کرنا، نماز کا اہتمام کرنا''۔ [1]

۴۴۱۴ (ز) عامر بن عنجدہ [2]

رافع بن عنجدہ میں ذکر ہوا ہے۔

۴۴۱۵ عامر بن عوف

بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی، ابن اسحاق نے سلمہ بن فضل کی بحوالہ ان سے مروی روایت میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔

۴۴۱۶ عامر بن غیلان [3]

بن سلمہ بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الثقفی۔ بقول ہشام بن کلبی مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ غیلان بن سلمہ نے خالدہ بنت العاص سے شادی کی جن سے عمار اور عامر پیدا ہوئے۔ عامر نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کر لی، اسی اثناء میں غیلان کے خزانچی نے غیلان کا مال چرا کر چوری کا الزام ان کے بیٹے عامر کے سر تھوپ دیا کہ آپ کے بیٹے عامر نے یہ مال چرایا ہے۔ غیلان نے یہ بات لوگوں میں پھیلا دی اور لوگوں سے اس کی شکایت کی بعد میں ان کی بے قصوری ظاہر ہوگئی۔ ایک قول ہے: یہ واقعہ عمار کے ساتھ پیش آیا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں ایک قصے کے تحت بیان ہوگا۔ جب غیلان بھی اسلام لے آئے اور انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ اپنے بیٹے عامر کا چہرہ کبھی نہیں دیکھیں گے۔ ایک قول ہے: یہ قسم ان کے بیٹے عامر نے کھائی تھی کہ وہ اپنے والد کا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ کیونکہ انہوں نے خزانچی کی بات کو سچ سمجھ لیا تھا۔ اسی میں ہے: پھر عامر اور ان کے بھائی عمار شام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ عامر تو طاعونِ عمواس میں فوت ہوئے۔ ان کے والد ان دنوں ثقیف کے شہسوار تھے تو ان کے والد نے ان کا مرثیہ کہا: ؏

''اے میری آنکھ اپنے نہ رکنے والے آنسو لگاتار بہاتی رہ اور گھڑ سواروں کے شہسوار پر اشک بہا، اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں عامر کو اپنے دل میں چھپا لیتا (لیکن کیا کیجئے؟!!) ہر زندہ نے فنا ہو کر رہنا ہے''۔

ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: عامر فتح طائف کے بعد اسلام لائے تھے۔

---

[1] جامع المسانيد (٤٢/٧) [2] اسد الغابہ (٢٧١٩) تجريد (٢٨٦/١)

[3] اسد الغابہ (٢٧٢٠) استيعاب (١٣٤٥) تجريد (٢٨٧/١)

۴۴۱۷ عامر بن فہیرہ التیمی [1]

مولا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ایک، اوران لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر اذیتیں دی جاتی تھیں۔ صحیح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی حدیث ہجرت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: ''ان حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ روانہ ہوئے''۔ آپ ہی سے مروی ہے، جب ہم مدینہ پہنچے تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہونے لگے۔ ان میں ابوبکر، بلال، عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ (حدیث) اسی میں ہے: عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو آپ فرماتے: ؎

''میں موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اسے محسوس کر رہا ہوں۔ بزدل کی موت اوپر سے ہوتی ہے۔ ہر انسان اپنے بس کے مطابق کوشش کرتا ہے جیسے بیل اپنے سینگوں سے اپنی کھال کی حفاظت کرتا ہے''۔

مغازی میں ابن اسحاق [2] بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں: عامر بن فہیرہ ازد کے مخالص عربی تھے اور طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ کے غلام تھے جن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ بہترین مسلمان تھے۔ ابن اسحاق اور مغازی کے تمام مصنفین نے شہداء بیئر معونہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: ہم سے ہشام بن عروہ نے عن ابیہ کی سند سے بیان کیا کہ عامر بن الطفیل کہا کرتا تھا ''تم میں سے وہ شخص کون تھا جب اسے قتل (شہید) کیا گیا تو میں نے اسے آسمان و زمین کے درمیان بلند ہوتے دیکھا''۔ لوگوں نے کہا: وہ عامر بن فہیرہ تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ عامر بن الطفیل نے یہ بات عمرو بن امیہ سے پوچھی تھی۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں ایک حدیث بروایت جابر عن عامر بن فہیرہ نقل کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش العسرہ میں گھی کی مشک اور شہد کی ڈبیہ باوجودیکہ ہم لوگ بھوک سے تھے توشے کے لئے دی۔ یہ روایت منکر ہے اس واسطے کہ جیش العسرہ وہی غزوۂ تبوک ہے اور حضرت عامر اس سے چھ سال پہلے شہید ہو چکے تھے۔ ابن مندہ کی اس حدیث کی روایت پر ابونعیم نے انہیں سخت سست کہا ہے اور پورے شد و مد سے ان کی گرفت کی ہے، ہاں ان پر صرف اس حد تک ملامت کی جا سکتی ہے کہ وہ اس پر خاموش رہے۔ اس واسطے کہ سند میں عمر بن ابراہیم الکردی ایسا راوی ہے جس پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹ بولنے کی تہمت ہے۔ ساری خرابی اسی کی وجہ سے ہے۔ ابن مندہ کو چاہیے تھا وہ اس سے خبردار کر دیتے۔

۴۴۱۸ (ز) عامر بن قیس انصاری

جلاس بن سوید کے چچازاد۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جلاس بن سوید کو کہتے سنا تھا: ''اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو باتیں کرتے ہیں برحق ہیں تو ہم گدھوں سے بھی گئے گزرے ہیں''۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو جلاس نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''وہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی، یقیناً ان کی زبانوں سے کلمۂ کفر صادر ہو چکا ہے''۔ [3]

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۲۲) استیعاب (۱۳۴۶) [2] السیرۃ النبویۃ (۱۴۸/۳) [3] سورۃ التوبۃ (۹)

اسی طرح ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے اور ثعلبی نے قتادہ اور سدی سے نقل کیا ہے یہ واقعہ تو عمیر بن سعد کے حوالے سے مشہور ہے۔

۴۴۱۹ عامر بن قیس الاشعری ✿

بقول بعض: حضرت ابوموسیٰ کے بھائی ابوبردہ کا نام ہے۔

۴۴۲۰ عامر بن کُرَیز

بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عبشمی، عبداللہ کے والد۔ والدہ کا نام بیضاء بنت عبدالمطلب ہے، ابن شاہین وغیرہ کا بیان ہے: فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور اتنا عرصہ زندہ رہے کہ خلافتِ عثمانی میں اپنے بیٹے عبداللہ کی بصرہ کی گورنری میں بصرہ آئے۔ بقول بعض: ان سے حماقت سرزد ہو جاتی تھی۔ انہوں نے جب اپنے بیٹے سے ملاقات کی اجازت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مانگی تو انہوں نے یہ شرط قرار دی کہ وہاں قیام نہیں کرو گے۔ چنانچہ جمعہ کے دن بصرہ آئے، اپنے بیٹے کو خطبہ دیتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھ بیٹھے شخص سے اپنے ذکر (آلہ تناسل) کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے: ''یہ جوان ادھر سے نکلا ہے''۔ (ابن کلبی)

۴۴۲۱ عامر بن کعب

ابوزعنہ شاعر، کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۴۴۲۲ عامر بن لقیط العامری ✿

ان کی حدیث طبرانی نے بروایت یعلی بن الاشدق روایت کی ہے کہ مجھ سے عامر بن لقیط عامری نے بیان کیا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے مسلمان ہونے اور فرمانبرداری کی خوشخبری سنانے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم بابرکت نمائندے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے''۔

مجھ سے آپ نے مصافحہ کیا اور میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا''۔ ✿

اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم نے اپنے مہمان کو کچھ کھلایا ہے؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''ہم نے اس کے سامنے کھجوریں رکھ دی تھیں''۔ فرماتے ہیں اتنے میں بکریاں آ گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری ذبح کرنے کا حکم دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بکری تقسیم کی ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہم نے تو اس کو اپنے لیے ہی ذبح کیا تھا۔ ہماری بکریاں جب سو سے زائد ہو جاتی ہیں تو ہم اس (زائد بکری) کو ذبح کر دیتے ہیں۔

اسی طرح اس روایت کو انہوں نے ذکر کیا ہے، جبکہ ابوموسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کر کے کہا کہ درست روایت وہ ہے جس کو ان کے علاوہ نے یعلی سے اس نے عاصم بن لقیط بن صبرہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۲۷۲۳) استیعاب (۱۳۴۷) ✿ اسد الغابہ (۲۷۲۶) تجرید (۲۸۷/۱)

✿ جامع المسانید (۴۵/۷)

میں کہتا ہوں: یعلی متروک الحدیث ہیں، اور لقیط بن صبرہ کی حدیث بھی اسی کے جیسی ہے۔ لیکن یہ حدیث یعلی عن عاصم بن لقیط کے علاوہ دوسرے طریق سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۲۳ عامر بن لَیلٰی بن ضمرہ ❶

ابن عقدہ نے کتاب ''الموالاۃ'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اپنی سند سے عبداللہ بن سنان کے واسطے سے روایت ذکر کیا ہے کہ وہ ابوالطفیل سے وہ حذیفہ بن اسید اور عامر بن لیلیٰ بن ضمرہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور جحفہ مقام پر پہنچے..... پھر غدیر خم کے متعلق حدیث ذکر کی۔ ❷ اس حدیث کو ابوموسیٰ نے ابن عقدہ کی سند سے تخریج کیا ہے اور کہا ہے کہ غریب جدًا یعنی بہت زیادہ اوپری ہے۔

۴۴۲۴ عامر بن لیلی الغفاری ❸

ان کو بھی ابن عقدہ نے ذکر کیا ہے اور عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرّہ کی سند سے حدیث لائے ہیں کہ وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں جس کا مولا (دوست، آقا) ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں''۔ ❹ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے تو لوگوں کو یہ بات یاد دلائی تو سترہ (۱۷) لوگوں کو یہ بات یاد آ گئی ان میں عامر بن لیلیٰ غفاری بھی تھے۔

ابوموسیٰ نے یہ بات بھی ممکن قرار دی ہے کہ یہ عامر بن لیلیٰ بھی وہی ہوں جن کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے اور ابن اثیر نے بھی انہی کی پیروی کر دی اور اس کی توجیہ یہ بیان کی کہ پہلا نام عامر بن لیلی من ضمرہ ہے، من غلطی سے ابن سے بدل گیا (یعنی اصل عبارت تھی عامر بن لیلیٰ من ضمرہ کہ عامر بن لیلیٰ کا تعلق ضمرہ قبیلہ سے ہے کسی کاتب کی غلطی سے یہ من بن سے بدل گیا اور ضمرہ قبیلہ کی بجائے دادا بن گیا) اور بلاشبہ ہر غفاری قبیلہ، ضمرہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کہ (غفاری غفار کی طرف منسوب ہے اور غفار کا پورا نام) غفار بن مُلَیل بن ضمرہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مگر ناقلین کا مختلف ہونا شخصیات کے مختلف ہونے کو ترجیح دے رہا ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۲۵ عامر بن مالك ❺

بن مالک بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب الزُّھری۔ مالک سے مراد ابووقاص ہیں، عامر کی کنیت ابوعمرو ہے اور وہ سعد کے بھائی ہیں۔ یہ بات واقدی نے کہی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ دس مردوں کے بعد اسلام لائے اور اپنی سند سے بواسطہ عامر بن سعد نقل کیا ہے کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں: میں نے آ کر دیکھا کہ لوگ میری والدہ حمنہ جو کہ سفیان بن امیہ کی بیٹی ہیں اور

---

❶ اسد الغابہ (ت تِم الترجمہ: ۲۷۲۷) تجرید اسماء الصحابہ (۲۸۷/۱)

❷ کنز العمال (۱۲۹۱۱) ❸ اسد الغابہ (۲۷۲۸) تجرید اسماء الصحابہ (۲۸۷/۱)

❹ ترمذی (۳۷۱۲) ابن ماجہ (۱۱۷) مستدرک حاکم (۱۱۰/۳) مجمع الزوائد (۱۰۹۷۸) کنز العمال (۳۲۹۰٤)

❺ تجرید (۲۸۸/۱)

میرے بھائی عامر کے گرد جمع ہیں، جن دنوں عامر اسلام لائے تھے، تو عامر نے لوگوں سے پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپ کی والدہ ہیں، انہوں نے اللہ سے یہ عہد کرلیا ہے کہ جب تک عامر مرتد نہیں ہو جاتے میں سائے میں نہیں جاؤں گی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ﴾ [1]

''اگر وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا مت مان''۔

اور ہم جزء ثانی میں ابوالعباس بن مکرم کی سند سے عاصم بن کُلَیب کی اپنے باپ سے روایت ذکر کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے ایک انصاری نے بیان کیا کہ جب میں بچہ تھا ایک مرتبہ اپنے والد کے ہمراہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے.... پھر مکمل حدیث ذکر کی جو اس عورت کے متعلق ہے جس نے اُن کی بکری سے ضیافت کی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک لقمہ لے کر چبایا مگر نگل نہ سکے، تو اس عورت نے عرض کیا کہ میں نے بقیع کی طرف بکری خریدنے کسی کو بھیجا مگر مل نہ سکی۔ میرے بھائی عامر بن ابی وقاص کے ہاں بکری تھی ان کے گھر والوں نے ان کی عدم موجودگی میں وہ حضور ﷺ کے لئے بھیج دی۔ (الحدیث)

بلاذری کہتے ہیں: عامر ہجرتِ ثانیہ میں حبشہ گئے، جعفر کے ساتھ واپس آئے تھے، اور ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

عمر بن شبہ نے ''اخبارِ مدینہ'' میں لکھا ہے کہ عامر بن ابی وقاص نے ''حلوۃ'' مقام کی گلیوں میں حویطب اور امۃ بنت سعد بن ابی سرح گھروں کے درمیان اپنے گھر میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

۴۴۲۶ عامر بن مالك

بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی۔ ابوبَراء جو کہ ''مُلَاعِبُ الأسنّة'' یعنی ''نیزوں سے کھیلنے والے'' کے نام سے معروف ہیں۔ ان کو خلیفہ، بغوی، ابن البَرقی، عسکری، ابن قانع، باوردی، ابن شاہین اور ابن سکن نے صحابہ میں ذکر کیا ہے اور دارقطنی کا کہنا ہے کہ ''ان کو صحبت حاصل ہے''۔

ابن اعرابی نے اپنے معجم میں مسعر کے واسطے سے روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے خشرم بن حسان سے عامر بن مالک کا بیان نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب دواء لینے کی غرض سے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے میری طرف شہد کا ایک مشکیزہ ارسال فرمایا۔

اس روایت کو ابن مندہ نے اسی طریق سے روایت کیا اور کہا: عامر بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغام بھیجا (یعنی بصیغۂ غائب)۔ اور بغوی نے اس کو روایت کیا تو کہا: خشرم جعفری سے روایت ہے کہ ملاعب الأسنّة نے پیغام بھیجا، اور (بغوی ہی نے) سند صحیح کے ساتھ قتادہ سے انہوں نے ابوالمتوکل سے انہوں نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ ملاعب الأسنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھتیجے کے پیٹ درد کی دواء منگوانے کے لیے پیغام بھیجا، تو آپ ﷺ نے شہد کا مشکیزہ ارسال فرمایا، انہوں نے

---

[1] سورة لقمان (۱۵)

اس کو پلایا تو وہ شفایاب ہو گیا۔

اور سعید بن اشکاب نے زہری کی سند سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد اور دیگر اہل علم کا بیان نقل کرتے ہیں کہ عامر بن مالک جن کو ملاعب الاسنہ بھی کہا جاتا ہے، تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے''۔

اسی روایت کو زہری کے اکثر شاگردوں نے روایت کیا ہے لیکن اس میں باپ کا واسطہ ذکر نہیں کیا اور یہی محفوظ (درست) ہے۔ اسی طرح انہوں نے تبوک میں آنے کا ذکر بھی نہیں کیا۔

ذہلی نے اس کو زہریات میں کئی سندوں سے نقل کیا ہے، اسی طرح ابن برقی اور ابن شاہین نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور ایک ضعیف سند سے بواسطہ زہری روایت کیا تو اس میں والدہ کا واسطہ بھی ذکر کیا۔

مغازی موسیٰ بن عقبہ میں یوں مذکور ہے کہ ابن شہاب کہتے تھے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اور کئی اہل علم نے بیان کیا کہ عامر بن مالک جن کو ملاعب الاسنہ کہا جاتا تھا حالت شرک میں آئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا، لیکن اس نے انکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا''۔ [1] پھر عامر بن مالک نے گزارش کی کہ میرے ساتھ آپ اپنے جو قاصد چاہیں بھیج دیں، میں ان کا محافظ ہوں گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ کر دی..... پھر قصہ بئر معونہ ذکر کیا۔

اس قصہ کو واقدی نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ [2] اور ابن اسحاق نے اس کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابو براء عامر بن مالک ملاعب الاسنہ آیا..... پھر اس کو تفصیلاً ذکر کیا۔

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ وہ اسلام لایا ہو جبکہ اس کو صحابہ میں شمار کرنے والوں کی دلیل وہ انداز و اسلوب ہے جو اس سے روایت کرتے ہوئے سامنے آ گیا، حالانکہ یہ چیز اس کے اسلام لانے میں واضح و صریح نہیں ہے، بلکہ ابو حاتم بجستانی نے تو ''معمرین'' [3] میں ہشام کلبی سے نقل کیا ہے کہ عامر بن طفیل نے جب اپنے چچا عامر بن مالک کے عہد ذمہ داری کو توڑ ڈالا تو اس کے چچا عامر بن مالک نے خالص شراب اتنی زیادہ پی لی کہ مر گیا۔ اور ہماری معلومات کی حد تک اہل عرب میں سے کسی نے یہ حرکت نہیں کی سوائے اس کے اور زہیر بن جناب اور عمرو بن کلثوم کے۔ ہاں البتہ عمر بن شبہ نے کتاب ''الصحابہ'' میں اپنی سند سے شیوخ بنی عامر کا بیان نقل کیا ہے کہ بنی جعفر اور بنی بکر سے پچیس (۲۵) آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں عامر بن مالک جعفری بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور فرمایا: میں نے تم پر اس کو عامل مقرر کر دیا، یہ کہتے ہوئے ضحاک بن سفیان کلابی کی طرف اشارہ کیا اور عامر بن مالک سے فرمایا:

''تو بنی جعفر پر متعین ہے''۔

اور ضحاک سے فرمایا:

---

[1] الطبرانی الکبیر (۳۰۹۴) مستدرك حاکم (۴۸۴/۳) مجمع الزوائد (۱۴۰۲۹) کنز العمال (۱۴۴۷۳)

[2] مغازی (۳۵۰) [3] معمرین (۳۶)

"تجھے اس کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں"۔

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ بعد میں مسلمان ہو کر آ گیا تھا۔

سب سے پہلے ان کو ملاعب الاسنہ کا لقب درار بن عمرو القیسی نے دیا تھا جن کا لقب "رُدَیم" ہے اور یہ لقب عرب کی مشہور جنگوں میں سے ایک جنگ "یوم سُوبان" میں دیا تھا۔ ہوا یوں کہ بنو عامر نے بنی تمیم و بنی ضبہ پر غارت گری کی، بنوضبہ کے سردار حسان بن وبرہ تھے، جن کو یزید بن صَعِق نے گرفتار کر لیا یہ گرفتاری عامر کو حسد میں مبتلا کر گئی، انہوں نے درار بن عمرو القیسی کا محاصرہ کر لیا اس نے اپنے بیٹے سے کہا: عامر سے نمٹ لو، اس بیٹے نے عامر کو تیر مارا، یہ اپنے گھوڑے کی زین سے اتر کر گھوڑے کی ایک جانب ہو گئے۔ درار نے دوسرے بیٹے سے کہا، پھر یہی ماجرا پیش آیا تو درار نے کہا: یہ تو ملاعب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) ہی لگتا ہے۔ پھر یہ نام مشہور ہو گیا۔

۴۴۲۷ عامر بن مالك القشيريّ [1]

ان کو الکعبی اور بقول ابن حبان [2] المستغفری بھی کہا جاتا ہے ان کو صحبت حاصل ہے۔

بلاذری اور سعید بن یعقوب نے بواسطہ شریک اشعث بن سوار سے نقل کیا ہے وہ علی بن زید سے وہ زرارہ بن ابی اوفی سے وہ عامر بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک سائل حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آؤ میں تمہیں حدیث بیان کروں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے اور آدھی نمازیں ساقط فرما دی ہیں"۔ [3]

میں کہتا ہوں: یہ متن انس بن مالک الکعبی القشیری کی روایت سے معروف ہے، اور ابی بن مالک القشیری کے حالات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ علی بن زید نے ان کی حدیث زرارہ سے روایت کی تو عامر بن مالک کے واسطے سے کر دی، اللہ تعالیٰ ہی اس معاملہ میں حقیقت حال سے واقف ہیں۔

۴۴۲۸ عامر بن مَخرَمہ

بن نوفل القرشی الزہری۔ [4] یہ مسور کے بھائی ہیں، کہا جاتا ہے ان کو صحبت بھی حاصل ہے۔ ابن مندہ کے بیان کے مطابق اعرج نے ان سے مقطوع روایت نقل کی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں یعقوب بن زید کی سند سے زہری سے انہوں نے ابوالطفیل سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ عنہما میں حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا تو طلحہ، عامر بن مخرمہ بن نوفل اور ازہر بن عبدعوف نے گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ منصب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

طبرانی کہتے ہیں کہ اس روایت کو زہری سے یعقوب کے علاوہ کوئی بھی بیان نہیں کرتا اور اس کے بیان میں واقدی بھی

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۳۰) تجرید (۲۷۸/۱) [2] الثقات (۲۹۳/۳)

[3] ابوداؤد (۲٤۰۸) ترمذی (۷۱۵) نسائی (۲۲۷۳) ابن ماجہ (۱٦٦۷) [4] اسد الغابہ (۲۷۳۷) تجرید (۲۸۸/۱)

منفرد ہے۔

۴۴۲۹ عامر بن مَخْلَد[1] بن حارث

بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار الانصاری الخزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے ان کو اُن صحابہ میں ذکر کیا ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے، اور یہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔

۴۴۳۰ عامر بن مُرَقِّش الھذلی[2]

سعید بن یعقوب نے ان کا تذکرہ صحابہ کے ضمن میں کیا ہے اور عبداللہ بن فضل کے واسطے سے ابوقیس بکری سے نقل کیا ہے کہ عامر بن مُرَقِّش نے کہا کہ حمل بن مالک بن نابغہ الہذلی کا اُثیلہ بنت راشد کے پاس سے گزر ہوا وہ اپنی بکریوں پر پتے جھاڑ رہی تھی اور اس کا برقع ہٹ گیا تھا۔ اس نے اُس کے حسن و جمال کو دیکھا تو اپنی اونٹنی بٹھا کر اس کے پاس آیا اور خواہش پوری کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اثیلہ نے کہا: حمل ٹھہر جاؤ، میرے باپ کو پیغام نکاح بھیج دو، وہ تمہارا پیغام نکاح رد نہیں کرے گا لیکن حمل نہ مانا تو اثیلہ نے اس کو اٹھا کر زمین پر دے مارا، اور اس کے سینے پر چڑھ بیٹھی اور اس سے یہ معاہدہ لے کر کہ وہ دوبارہ کوئی غلط حرکت نہیں کرے گا اس کے سینے سے اٹھ گئی، لیکن حمل نے تین مرتبہ یہی کچھ کیا تو اس نے ایک بڑا پتھر لے کر اس کا سر پھوڑ ڈالا اور اپنی بکریوں کو ہانک کر چل دی۔ حمل کے پاس سے اس کی قوم کے چند سوار گزرے اور صورتحال کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا میری سواری پھسل گئی ہے۔ لوگوں نے کہا: تمہاری سواری یہ بندھی ہوئی ہے اور تمہارے پہلو میں یہ پتھر ہے جس سے سر پھوڑا گیا۔ بہرحال انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اٹھا لیا۔ (حمل کا زخم جانبر نہ ہو سکا) اور اس کی موت کا وقت قریب آ گیا تو اس نے اپنے اہل خانہ سے کہا: اُثیلہ کے علاوہ تمام لوگ میرے (قتل کے) گناہ سے بری ہیں۔

جب حمل کی وفات ہو گئی تو قبیلہ ہذیل راشد سے اس کے خون کا بدلہ لینے آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے راشد کی طرف پیغام بھیج دیا، یہ راشد ظالم کے نام سے جانے جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کا نام راشد رکھا۔ تو قاصد نے ان سے جا کر دریافت کیا تو اس نے قتل سے انکار کیا۔ قبیلہ ہذیل والوں نے اثیلہ کا نام لیا، اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر اثیلہ کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تو اثیلہ نے جواباً کہا: کبھی عورت نے بھی مرد کو قتل کیا؟ لیکن رسول اللہ ﷺ سے تو جھوٹ نہیں بولا جا سکتا، پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تمام قصہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے" اور حمل کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔[3]

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں ایک سے زائد مجاہیل ہیں اور احمد و اصحاب سنن کی سند صحیح کے ساتھ بیان کردہ روایت اس کے خلاف ہے جس کو انہوں نے بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دی کہ کسی نے جنین (وہ بچہ جو ابھی پیٹ میں ہو) کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سنا ہے؟ تو حمل بن مالک بن نابغہ کھڑے ہوئے اور گواہی دی۔ تو جو شخص عہد نبوی ﷺ میں وفات پا جائے عہد فاروقی میں کیسے گواہی دے سکتا ہے؟ شاید واقعہ میں تحریف ہو گئی ہے جیسے اصل میں ابن حمل یا اس جیسا کوئی اور لفظ ہو اور ایک دور کا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی دوسرا بھائی بھی اسی نام کا ہو کیونکہ ایسا بھی

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۳۶) استیعاب (۱۳۴۹) [2] اسد الغابہ (۲۷۳۷) تجرید (۲۸۸/۱) [3] اسد الغابہ (۵۲۹/۲)

بہت ہوتا ہے۔

(۴۴۳۱) عامر بن مسعود بن اُمیّه بن خلف الجُمحی[1]

ترمذی میں ان کی ایک حدیث سند صحیح کے ساتھ ابواسحاق سے مروی ہے وہ نُمیر بن عریب سے وہ عامر بن مسعود سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سردیوں کا روزہ ٹھنڈی غنیمت ہے''۔

امام ترمذی رحمہ اللہ[2] فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور عامر بن مسعود رسول اللہ ﷺ کو نہیں پا سکے۔ (انتہی)

اور علل کبیر میں فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ ان کو صحبت حاصل ہے نہ ہی کوئی حدیث حضور ﷺ سے سنی ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے متعلق پوچھا کہ ان کو صحبت حاصل ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں لیکن میں نے مصعب سے سنا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔

ابن حبان نے الثقات[3] میں لکھا ہے کہ وہ مرسلات روایت کرتے ہیں، اور جو لوگ بغیر دلیل کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے یقیناً وہ وہم کا شکار ہیں۔

اور بغوی نے محمد بن علی کے واسطے سے امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ: میرے خیال میں ان کو صحبت حاصل نہیں۔ جبکہ دوری نے امام ابن معین کا قول نقل کیا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ ابن السکن کا کہنا ہے کہ انہوں نے دو مرسل حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور ان کو صحبت حاصل نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: دوسری حدیث عبدالعزیز بن رُفیع ان سے روایت کرتے ہیں جو طبرانی و ابن عدی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم[4] ابوزرعہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ تابعین میں سے ہیں۔ محمد بن حبیب نے فضالہ بن شریک اُسدی کے اشعار کے پس منظر میں یہ بات نقل کی ہے کہ عامر بن مسعود غریب آدمی تھے۔ ان کی شادی بنونصر سے تعلق رکھنے والی کوفہ کی ایک خاتون سے ہوئی، ان سے جب مہر کا مطالبہ ہوا تو یہ ہر ایک سے دو دو درہم لیتے تھے، تو فضالہ بن شریک نے ان کی ہجو کی، پھر ایک شعر بھی ذکر کیا۔

عامر کا لقب دُحرُوجه الجُعَل (کالے کپڑے کی بنائی ہوئی گولی) تھا اس لئے کہ وہ چھوٹے قد کے تھے۔

یزید ابن معاویہ کی وفات کے بعد اہل کوفہ کے اتفاقِ رائے سے یہ امیر منتخب ہوئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو کچھ عرصہ برقرار رکھا پھر تین ماہ کے بعد معزول کر دیا، پھر ان کو عبداللہ بن یزید خطمی نے والی مقرر کیا، کہتے ہیں انہوں نے اہل کوفہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

> ''ہر قوم کی ایک شراب ہوتی ہے، تم اسے صحیح جگہ میں تلاش کرو، تم پر وہ چیز لازم ہے جو حلال ہو اور قابل تعریف ہو اور اپنی شراب پانی سے توڑ ڈالو''۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۳۹) استیعاب (۱۳۵۰)۔

[2] ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی الصوم فی الشتاء (۷۹۷)

[3] الثقات (۵/۱۹۰)

اسی بارے میں شاعر کہتا ہے: ع

"کون ہے جو بادلوں سے برسے ہوئے صاف پانی کو حرام قرار دیتا ہے جس سے شراب کے مٹکے میں جا کر انگوروں کا پانی مل گیا۔ مجھے شراب کے متعلق راویوں کی شدت پسندی بری لگتی ہے جبکہ ابن مسعود کا قول اچھا لگتا ہے"۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاعر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس نے عامر بن مسعود کو مراد لیا ہے۔ اس عامر کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں بھی آ رہا ہے۔

۴۴۳۲ عامر بن مسعود

بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن حوالہ بن غالب بن مُحلّم بن عائذہ بن ایثع بن الھُون بن خزیمہ۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ [۱]

۴۴۳۳ عامر بن مطر الشیبانی [۲]

طبرانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور بسندِ سہل بن زنجلہ وکیع سے وہ مسعر سے وہ جبلہ بن سحیم سے وہ عامر بن مطر سے نقل کرتے ہیں کہ "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کی، پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہوگئے"۔

ابونعیم کہتے ہیں صحیح یوں ہے کہ عامر بن مسعود روایت کرتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں: سہل کے علاوہ راوی نے وکیع سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ عامر بن مطر نے یوں کہا: "ہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی"۔ [۳] اسی وجہ سے ابن حبان نے ان کو تابعین میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے جبلہ بن سحیم روایت کرتے ہیں۔ [۴]

۴۴۳۴ عامر بن نابی بن زید بن حرام انصاری [۵]

یہ عقبہ کے والد ہیں۔ ہشام کلبی نے کہا ہے کہ یہ بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے۔

۴۴۳۵ عامر بن ھذیل [۶]

شعبہ بن یعقوب نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور زیاد نمیری کی سند سے نفیع سے انہوں نے عامر بن ہذیل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"جو شخص خاموشی کے ساتھ جمعہ میں شریک ہوا اور امام کے نکلنے تک نماز پڑھتا رہا تو یہ اس کے لیے اس جمعہ،

---

[۱] الثقات (۱۹۱/۵) [۲] اسد الغابہ (ت : ۲۷۴۰) [۳] طبرانی کبیر (۹۵۷۷/۹)

[۴] عبدالرزاق (۷۶۱۹) مجمع (۴۸۷۲) [۵] الثقات (۱۹۱/۵) [۶] اسد الغابہ (۲۷۴٤) تجرید (۲۸۹/۱)

[۶] اسد الغابہ (۲۷٤۲) تجرید (۲۸۹/۱)

دوسرے جمعہ اور مزید تین دِن کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔ [1]

اس کی سند بہت زیادہ کمزور ہے۔

۴۴۳۶ عامر بن ھلال [2]

ابوسیارہ المتعِیّ۔ کنیتوں کے ذیل میں آئے گا۔

۴۴۳۷ عامر بن ابی وقاص زھری

یہ عامر بن مالک ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۴۳۸ عامر بن واثلہ [3]

بن عبداللہ بن عمر کنانی لیثی۔ ابوالطفیل۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کا تذکرہ کنیتوں کے ذیل میں آئے گا۔

۴۴۳۹ عامر بن یزید بن سکن انصاری

یہ اسماء کے بھائی ہیں۔ ابوعمر نے ان کے باپ کے حالات میں کہا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ عدوی کے بقول یہ اور ان کے والد جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔

۴۴۴۰ عامر الرامی المحاربی

یہ خُضر (نقطہ والی خاء پر پیش اور منقوط ضاد ساکن ہے) کے بھائی ہیں اور مالک بن طریف بن خلف بن محارب کی اولاد سے ہیں۔ مالک کے بیٹے کو الخُضر کہا جاتا تھا، اس لئے کہ وہ سخت گندمی مائل تھے۔ اور عامر اچھے تیرانداز تھے، اس لئے ان کو الرامی (تیرانداز) کہا جاتا تھا۔ اور شاعر بھی تھے، انہی کے متعلق شماخ کہتا ہے: ع

"عامر نے اسے پہلو والی جگہ سے دھتکار دیا، خضر کا بھائی ہے وہاں تیر پھینکتا ہے جہاں گرمی پڑتی ہے"۔

اس کو رشاطی نے روایت کیا ہے۔ احمد وابوداؤد [4] نے ابن اسحاق کی سند سے ابی منظور سے نقل کیا ہے وہ اپنے چچا عامر رامی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم اپنے علاقے میں تھے کہ ہمیں جھنڈے اور نشانات نظر آئے، تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو میں آگے بڑھا، میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے گرد آپ کے صحابہ ہیں.... پھر بیماروں سے متعلق اجر وثواب کی حدیث ذکر کی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ابواُویس نے اس حدیث کو ابن اسحاق سے روایت کیا تو کہا کہ ابن اسحاق الحسن بن عمارہ سے وہ ابومنظور سے روایت کرتے ہیں۔

اور ابن ابی خیثمہ وابن السکن وغیرہ نے اسی حدیث کو ابن اسحاق کے واسطے سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: مجھے ایک شامی

---

[1] كنز العمال (٢٣٢٩٩) [2] اسد الغابه (٢٧٤٤) استيعاب (١٣٥١) [3] تجريد (٢٨٩/١)

[4] ابوداؤد (٣٠٨٩) كتاب الجنائز باب الامراض مكفرة الذنوب [5] تاريخ كبير (٤٥٨/٢)

شخص نے بیان کیا جس کو ابومنظور کہا جاتا ہے، تو یہ چیزیں ابواُویس کے وہم پر دلالت کرتی ہیں یا ایسا ہو کہ ابن اسحاق نے اسی حدیث کو ابومنظور سے بواسطہ الحسن سنا ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابومنظور کا اس حدیث کے علاوہ کہیں تذکرہ نہیں۔

۴۴۴۱ عامر الشامیؓ

یہ ان آٹھ (۸) لوگوں میں سے ہیں جو حبشہ سے جعفر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آئے تھے۔ ان کا تذکرہ ابرہہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۴۴۴۲ عامر التیمی

عروہ کے والد ہیں، مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی کی سند سے قواریری سے نقل کیا ہے وہ عاصم بن ہلال سے وہ عاصم بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مدینہ آیا، ہمارے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے..... پھر حدیث ذکر کی جس کو ابوموسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو ایک جماعت نے عاصم سے روایت کیا ہے۔ مگر اس میں باپ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس طرح ذکر کیا ہے تک عمرو بن علی کے عاصم سے روایت کردہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وہ حضرات جن کا نام عائذ ہے

۴۴۴۳ عائذ اللہ بن سعد عنقریب آ رہا ہے۔

۴۴۴۴ عائذ بن ثعلبہ ✿

بن وبرہ البلوی۔ یہ صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے، رومیوں نے شہید کر دیا، بُرُلُّس مقام پر یہ ترپن (۵۳) ہجری کی بات ہے، یہ تفصیل ابن یونس سے منقول ہے۔

محمد بن ربیع الجیزی نے ذکر کیا ہے کہ یہ بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے، ان کی مصر میں جائیداد تھی۔

۴۴۴۵ عائذ بن سائب المخزومی ✿

ابن عبدالبر ✿ نے ان کا تذکرہ ان کے بھائی عامر کے حالات میں کیا ہے۔ عامر جنگ بدر میں حالتِ شرک میں قید ہوئے تھے، پھر اسلام لائے۔ بعضوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام عابد ہے (نقطہ والی باء پھر نقطہ سے خالی دال)۔

۴۴۴۶ عائذ بن سعید

بن زید بن جندب بن جابر بن زید بن عبدالحارث بن بغیض بن شکم (شین کے فتحہ اور کاف کے سکون سے) المحاربی

✿ استیعاب (۱۳۵٤) تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۰/۱) ✿ استیعاب (۳٤۷/۲) ✿ استیعاب (۳٤۷/۲)

الجسری (جیم مفتوح اور سین ساکن)۔

ان کو لفظ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے عائذ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابو عمر [1] نے طبری سے نقل کیا ہے کہ یہ زمانہ جاہلیت میں زائرین کعبہ کی میزبانی کے منصب پر فائز تھے۔

طبرانی اور ابن مندہ نے ام البنین بنت شراحیل الجسریہ کے واسطہ سے عائذ بن سعید الجسری کا قول نقل کیا ہے کہ ہم وفد کی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عائذ آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے چہرے پر ہاتھ پھیریئے اور میرے لیے برکت کی دعا کیجئے۔ تو حضور ﷺ نے ایسا فرما دیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر ان کا چہرہ چمکتا تھا۔ یہ ام البنین ان کی بیوی تھیں۔ بلاذری کے بقول جو کہ لقیط بن بکیر بن نصر بن سعید بن عائذ کی اولاد سے ہیں، اور بہت زیادہ روایتیں بیان کرنے والے عالم تھے جبکہ بکیر بن النصر سچ گو عالم تھے۔

عائذ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شریک ہوئے ان کے ہاتھ میں بنو محارب کا جھنڈا تھا، اس سے قبل جنگ قادسیہ و جلولاء میں شریک ہوئے۔ انہی علاقوں میں زمانہ فتح میں ان کی پیدائش ہوئی، اور صفین میں قتل ہوئے۔

۴۴۴۷ عائذ بن سلمہ [2]

یہ عمان کے حکمران تھے، ان کو سلمہ بن عباد بھی کہتے ہیں۔ مرزبانی نے ان کو ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ شعر پڑھے: ع

"اے تمام اہل زمیں میں سے بہتر! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کتاب کو پھیلا دیا جو حق کی معلم بن کر آئی تھی"۔

میں کہتا ہوں: ان اشعار کو رشاطی نے سلمہ بن عیاض کی طرف منسوب کیا ہے، ان کی نسبت اَسدی ذکر کی ہے اور ان کے ملک عمان ہونے کا تعارف نہیں کروایا۔ اسدی کو سکون سین پڑھنا چاہیے، اس لئے کہ عمان کے بادشاہ قبیلہ ازد (سکون زاء) سے تعلق رکھتے ہیں اور بکثرت اس زاء کو سین سے بدل دیا جاتا ہے۔

۴۴۴۸ عائذ بن ابی عائذ الجعفی [3]

امام بخاری [4] اور ابن ابی حاتم [5] نے ان کو ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ کا بیان ہے کہ محمد بن ربیع نے بواسطہ جعد بن الصلت ان سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے وہ پتھر اٹھا رہے تھے، راوی کہتے ہیں: ہم ان کو طاقتوروں کا پتھر کہا کرتے تھے۔

ابن حبان نے ان کا تابعین میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مراسیل روایت کرتے ہیں، ان سے جعد بن ابی الصلت روایت کرتے ہیں۔

---

[1] استیعاب (۳۴۷/۲) [2] تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۰/۱) [3] اسد الغابہ (۲۷۵۰) [4] التاریخ الکبیر (۹۹/۴)
[5] الجرح والتعدیل (۱۶/۷) [6] الثقات (۲۷۷/۵)

۴۴۴۹ عائذ بن عبد عمرو الأزدی

ان کا شمار بصریین میں ہوتا ہے، ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہوئی۔ ابن مندہ نے ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] نے ان کا ''الوحدان'' میں ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث ذکر نہیں کی۔

۴۴۵۰ عائذ بن عمرو الانصاری [2]

بلاذری نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور اپنی مسند سے عبید اللہ بن ابی رافع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کو ان صحابہ میں شمار کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے۔ اور بلاذری کی یہ سند ضعیف ہے۔

۴۴۵۱ عائذ بن عمرو [3]

بن ہلال بن عبید بن یزید المزنی ابو ھبیرہ۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے بیعتِ رضوان کی، یہ بات بخاری میں موجود ہے۔ اور ان کی صحیح مسلم میں اس کے علاوہ دو حدیثیں ہیں، بصرہ میں رہنے لگے تھے۔ ابن زیاد کی امارت میں انتقال ہوا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن کے طریق سے روایت کی ہے کہ عائذ بن عمرو جو صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آئے۔ اس نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بات سنی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدترین چرواہے وہ ہیں جو بے رحم ہوتے ہیں۔ (الحدیث) [4]

اسے حسن، معاویہ بن قرہ، عامر احول، ابوحمزہ الضبعی اور ان کے بیٹے حُشرج وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابوالشیخ فرماتے ہیں: وہ رافع بن عمرو مزنی کے بھائی ہیں۔ بغوی نے اسماء بن عبید کے سند سے روایت ذکر کی ہے کہ عائذ بن عمرو اپنے گھر سے راستے کی طرف پانی نہیں نکالتے تھے نہ تو کم استعمال ہونے والے رستے کی طرف نہ ہی زیادہ استعمال ہونے والے رستے کی طرف، ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں پانی کا برتن کمرے میں انڈیل دوں تو یہ مجھے زیادہ اچھا لگے گا بنسبت اس کے کہ اسے مسلمانوں کے رستے پر گراؤں۔

۴۴۵۲ عائذ بن قرط السکونی [5]

ان کو الثمالی بھی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [6] نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں: شام میں رہنے لگے تھے۔ بغوی، طبرانی، [7] ابن ابی خیثمہ اور ابن شاہین نے قیس بن سلم السکونی سے نقل کیا ہے کہ وہ عائذ بن قرط سے نقل کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے کوئی نماز مکمل نہ کی ہوگی تو اس میں اس کے نوافل سے اضافہ کر کے اسے مکمل کر دیا جائے گا''۔

اس کی سند حسن ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۵۷/۴) [2] تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۰/۱) [3] استیعاب (۱۳۵۵) [4] مسلم (۴۷۱۰)

[5] اسد الغابہ (۲۷۵۳) استیعاب (۱۳۵۶) تجرید (۲۹۰/۱) [6] تاریخ کبیر (۵۸/۴) [7] طبرانی کبیر (۳۷/۱۸)

طبرانی اور ابن مندہ نے موسیٰ بن ابی حبیب سے نقل کیا ہے وہ حکم بن عمیر اور عائذ بن قرط سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کا مثلہ نہ بناؤ''۔ [۱]

۴۴۵۳ عائذ بن ماعض [۲]

بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق انصاری الزرقی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یہ بدر میں شریک ہوئے، ان کے بھائی بھی ہمراہ تھے۔ ان کی شہادت بئر معونہ میں ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے یمامہ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سویبط کے مابین بھائی چارہ قائم کیا تھا۔

۴۴۵۴ عائذ بن معاذ [۳] بن اُنس

یہ انس اور اُبی کے بھائی ہیں، عدوی کا کہنا ہے کہ یہ اُحد میں شریک ہوئے اور ابوعبیدہ بن الجراح کے پل والے معرکے میں شہید ہوئے۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اُحد میں شریک ہوئے اور جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

باب عین کے بعد باء - عباد نامی حضرات کا تذکرہ

۴۴۵۵ عباد بن اَخضر [۴]

بعضوں نے ابن اَحمر کہا ہے۔ ان کو مُطیّن وغیرہ نے صحابہ کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

بغوی اور طبرانی [۵] وغیرہ نے جابر جعفی کے واسطہ سے معقل بن زبیدی سے انہوں نے عباد بن اَخضر یا ابن احمر سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کی جگہ لیٹتے تو ﴿ قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ختم تک پڑھتے تھے۔ [۶]

یہ عباد، عباد بن احمر المازنی کے علاوہ ہیں جن کا تذکرہ آخری قسم میں آئے گا۔

۴۴۵۶ عباد بن بشر [۷]

بن قَیظی الانصاری الدوسی۔ ان کا تعلق بنوحارثہ بن حارث بن خزرج سے ہے۔ ابن اسحاق نے ان کو شرکاء بدر میں ذکر کیا ہے۔ [۸]

ابن مندہ نے ابراہیم بن جعفر بن محمود بن محمد بن مسلمہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: مجھے میرے باپ نے میری دادی تو بلہ بنت اسلم (جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والیوں سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بنی حارثہ سے ایک

---

[۱] طبرانی کبیر (۳۱۸۸) مجمع الزوائد (۲۴۹/۶) [۲] اسد الغابہ (۲۷۵٤) استیعاب (۱۳۵۷) تجرید (۲۹۰/۱)

[۳] تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۰/۱) [۴] اسد الغابہ (۲۷۵۷) استیعاب (۱۳۶۱) تجرید (۲۹۱/۱)

[۵] طبرانی کبیر (۳۸۰۸) [۶] طبرانی کبیر (۱۲۱/۱۰) مجمع الزوائد (۱۷۰۳٤) کنز العمال (۱۸۲۳۷) البدایہ (۵۵۰/۸)

[۷] تجرید (۲۹۱/۱) [۸] السیرة النبویة (۲٤۸/۲)

شخص جن کو عباد بن بشر بن قیظی کہتے ہیں آئے اور فرمایا: نبی ﷺ نے بیت حرام کی جانب رخ کرلیا ہے تم بھی اس کی طرف پھر جاؤ۔ [1]

اس روایت کو یعقوب بن ابراہیم نے شریک سے انہوں نے ابوبکر بن صخر سے، انہوں نے ابراہیم بن عباد سے، انہوں نے اپنے والد سے جو کہ بنی حارثہ کے امام ہیں روایت کیا۔

ابن مندہ کے یہاں ان کا تعلق بنو البنین سے پھر بنو عبدالاشہل سے تھا اور یہ ان کا وہم ہے اس لئے کہ بنو عبدالاشہل جشم بن الحارث بن الخزرج کی اولاد ہیں جو کہ حارثہ بن الحارث کے بھائی ہیں، گویا آگے آنے والے نام کے ساتھ ان کو اشتباہ ہوگیا۔ جبکہ ابونعیم نے چاہا کہ اس وہم سے محفوظ رہیں تو انہوں نے ان دونوں کو ایک بنا دیا تو وہ بھی وہم کا شکار ہوگئے۔

۴۴۵۷ عبّاد بن بشر بن وقش [2]

بن زُغبہ بن زعُورا بن عبدالاشہل۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، کہا ہے کہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور یمامہ میں شہید ہوئے جبکہ ان کی عمر پینتالیس سال تھی اور یہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن الاشرف کو قتل کیا اور اس بارے میں ایک شعر بھی کہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تین انصاری ایسے ہیں جن سے فضیلت میں کوئی نہ بڑھ سکا وہ سب بنو عبدالاشہل کے ہیں۔ اسید بن حضیر، سعد بن معاذ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہم۔ یہ صحیح حدیث ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباد بن بشر کی آواز سنی تو فرمایا: ''یا اللہ! عباد پر رحم فرما''۔ (الحدیث) [2]

ان کا تذکرہ صحیح بخاری میں ہے، حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے کہ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر ایک تاریک رات نبی ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمکنے لگی جب وہ علیحدہ ہوتے تو ہر ایک کی لاٹھی چمکنے لگی۔ [2]

ابوداؤد نے ''فضائل انصار'' میں ابن اسحاق کے واسطے سے ایک حدیث ذکر کی ہے وہ حسین بن عبدالرحمٰن سے وہ عبدالرحمٰن بن ثابت سے وہ عباد بن بشر سے روایت کرتے ہیں۔ طبرانی اور ابن شاہین نے بھی ایک حدیث ذکر کی ہے۔

اسماعیل قاضی علی بن المدینی سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ ان کی کسی اور روایت کو نہیں جانتا۔

۴۴۵۸ عباد بن تمیم بن غزیہ الانصاری الخزرجی

ان کے والد کا ذکر ماقبل ہی گزر چکا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ کے چچا عبداللہ بن زید جو حدیث وضو کے راوی ہیں کا تذکرہ کیا۔ واقدی نے ابوبکر بن ابی سبرہ کے واسطے سے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے عباد بن تمیم سے روایت کیا ہے کہ میں غزوۂ خندق میں پانچ (۵) سال کا تھا۔

میں کہتا ہوں: غزوہ خندق ۵ یا ۴ یا ۶ ہجری میں تھی۔ اور بہرصورت حضور ﷺ کی وفات کے وقت دس (۱۰) سال کے تھے۔ تو وہ حضور ﷺ کی زیارت کے احتمال کی وجہ سے کم وبیش اسی قسم سے ہوئے لیکن مشہور یہ ہے کہ وہ تابعی ہیں۔

---

[1] جامع المسانید والسنن (٦٧/٧) [2] اسد الغابہ (٢٧٥٩) استیعاب (١٣٦٢) تجرید (٢٩١/١)

[2] صحیح بخاری (٢٦٥٥) جامع المسانید السنن (٦٦/٧) اسد الغابہ (٥٣٥/٢) [2] مسند احمد (١٩٠/٣)

شیخ شمس الدین الکرمانی [۱] شارح بخاری اپنی شرح میں فرماتے ہیں: میں نے بعض نسخوں میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک فارسی کی آواز سن کر فرمایا: کیا یہ عباد کی آواز ہے؟

کرمانی کہتے ہیں: بعض نسخوں میں عباد بن تمیم ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، یہ وضاحت صرف عباد بن بشر کے ساتھ ہی کی گئی ہے جیسا کہ میں نے فتح الباری میں وضاحت کر دی ہے۔

اس عباد نے اپنے والد، اپنی والدہ کے چچا عویمر بن اشقر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے زہری، عمرو بن یحییٰ المازنی، یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے۔ امام عجلی، نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کی احادیث صحیحین میں ہیں۔

۴۴۵۹ عباد بن جعفر [۲]

بن رفاعہ بن اُمیہ بن عائذ بنی عبداللہ بن عمر بن مخزوم، یہ محمد بن عباد تابعی مشہور کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان کی روایت اور صحابیت معروف نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد فتح مکہ سے پہلے وفات پا گئے، لہٰذا ان کی روایات ہیں اگرچہ صحابیت ثابت نہ ہو۔

۴۴۶۰ عباد بن الحارث [۳]

بن عدی بن اسود بن اصرم بن جحجبی بن کلفہ بن عوف انصاری، الاوسی، فارس ذی الخرق (چیتھڑوں والا شاہسوار) اور یہ ان کا گھوڑا تھا، اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابوعمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ [۴]

۴۴۶۱ (ز) عباد بن حُنَیف

یہ ابوعثمان اور سہل انصاری کے بھائی ہیں۔ ابوعبید نے ان کو بھائیوں کے ہمراہ ذکر کیا ہے۔

۴۴۶۲ عباد بن خالد الغفاریؓ [۵]

مستغفری نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ ان کو عِباد بکسر عین بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر [۶] نے ان کے یہی اعراب ذکر کیے ہیں اور کہا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے اور دو حدیثیں عطاء بن السائب کے واسطے سے ہیں وہ اپنے والد سے وہ خالد بن عباد بن خالد سے وہ اپنے بیٹے عباد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

بغوی کا کہنا ہے: یہ اصحاب صفہ میں سے تھے جیسا کہ مجھے روایت پہنچی ہے۔

---

[۱] تاریخ کبیر (۳۵/۳) یہ محقق کا وہم ہے یہاں شرح کرمانی کا حوالہ لگانا چاہیے تھا۔ (علی احمد)

[۲] اسد الغابہ (۲۷٦۱) استیعاب (۱۳٦٤) تجرید (۲۹۱/۱) [۳] اسد الغابہ (۲۷٦۲) استیعاب (۱۳٦٤) تجرید (۲۹۱/۱)

[۴] استیعاب (۳۵۲/۲) [۵] اسد الغابہ (۲۷٦۳) استیعاب (۱۳٦۵) تجرید (۲۹۱/۱) [۶] استیعاب (۳۵۲/۲)

ابوسعد نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ ﷺ'' میں مصعب بن محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ کے واسطہ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ارشاد نقل کیا ہے کہ صحابہ میں سے حاجت مند یہ تھے: ربیعہ بن کعب، حارثہ کے بیٹے اُسما، اور ہند، طہیہ غفاری، عباد بن خالد الغفاری، جعیل بن سراقہ، عرباض بن ساریہ، عمرو بن عوف عبداللہ بن مغفل، ابوہریرہ اور واثلہ بن الاسقع (رضی اللہ عنہم)۔

بلاذری کا بیان ہے کہ عباد بن خالد الغفاری معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

میں نے بلاذری کی کتاب کے ایک عمدہ نسخے میں عباد تشدید کے ساتھ اعراب لگا ہوا دیکھا ہے۔

۴۴۶۳ (ز) عباد بن الخشخاش [1]

نقطوں کے ساتھ، عبادہ کے اندر ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۴۶۴ عبّاد بن سابس [2]

یحییٰ بن مندہ نے ان کا تذکرہ اپنے دادا پر اضافہ کرتے ہوئے کیا ہے، اور ان کی کوئی حدیث ذکر نہیں کی اور کہا ہے کہ ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، اسے موسیٰ نے حکایت کیا ہے۔

۴۴۶۵ عبّاد بن سحیم الضبیّ [3]

ابن ابی عاصم نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ کوئی روایت ذکر نہیں کی۔ امام بخاری کا کہنا ہے کہ یہ تابعی ہیں، یہ بات ابن مندہ نے نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں نہیں ملی۔

۴۴۶۶ (ز) عباد بن سنان [4]

بن سالم بن جابر بن سالم بن مُرّہ السُّلَمی۔ ابن الکلبی کا بیان ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ ابن السکن کا بھی یہی کہنا ہے، مگر رشاطی نے حتمی طور پر یہ بات کہی ہے کہ یہ عباد بن شیبان الاحمسی ہیں۔

۴۴۶۷ عباد بن سھیل [5]

بن مخرمہ بن قلع بن خریش بن عبدالاشہل الانصاری الاشہلی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق [6] نے کہا ہے کہ یہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے، ان کو صفوان بن امیہ نے قتل کیا۔

۴۴۶۸ عباد بن شرحبیل [7]

اور بقول بعضے شراحیل الیشکری ثم الغمری۔ ان کا تعلق بنوغُبَر (بضم غین وفتح باء) ابن یشکر۔ بصرہ میں آ گئے تھے۔

---

[1] اسدالغابہ (۲۷۶٤) استیعاب (۱۳٦٦) تجرید (۲۹۱/۱) [2] تجرید (۲۹۲/۱) [3] اسد الغابہ (۲۷٦٦)

[4] اسد الغابہ (۲۷٦۷) [5] اسد الغابہ (۲۷٦۸) استیعاب (۱۳٦۷) تجرید (۲۹۲/۱) [6] سیرۃ النبویۃ (۹٦/۳)

[7] اسد الغابہ (۲۷٦۹) استیعاب (۱۳٦۸) تجرید (۲۹۲/۱)

ابن السکن فرماتے ہیں: ان کو صحبت حاصل ہے لیکن یہ بات محل نظر ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوداؤد نسائی اور ابن ابی عاصم [1] نے سند صحیح کے ساتھ ابوالبشر سے جن کا نام جعفر بن ابی وحشیہ ہے۔ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عباد بن شرحبیل سے سنا جو کہ ہمارے بنوعنبر کے ایک فرد ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ سخت سال سے سابقہ پڑا تو میں مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں گھس گیا، اور ایک خوشہ توڑ کر کھالیا، باغ والا آ گیا، مجھے مارا اور میری چادر لے گیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ماجرا بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کے مالک سے فرمایا:

''نہ تو تم نے اس کو صحیح بات سکھائی جبکہ وہ لاعلم تھا اور نہ ہی اس کو کچھ کھلایا جبکہ وہ بھوکا تھا''۔ [2]

اور اس کو حکم دیا کہ چادر واپس کردے۔

اس حدیث کے بعض طرق میں یوں ہے: ''میں اور میرے چچا مدینہ کی طرف کو نکلے''۔ اسی طرح یہ طبرانی اوسط میں ہے اور اس کے ایک نسخے میں شرحبیل کی جگہ شراحیل ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

۴۴۶۹ عباد بن شیبان ابوابراہیم [3]

یہ قریش کے حلیف تھے، ابن مندہ کا یہی بیان ہے۔ ابوعمر [4] فرماتے ہیں: عباد بن شیبان کہتے ہیں، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امامہ بنت ربیعہ کے لئے پیغام نکاح بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح کروادیا، اور اس نکاح میں (زیادہ) لوگ نہیں تھے۔

ان سے ان کے دو بیٹے ابراہیم و یحییٰ روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد نے بھی ایسی ہی بات کہی ہے اور کہا ہے کہ وہ بنوعبدالمطلب کے حلیف تھے۔ ابن مندہ نے ابوالعلاء کے واسطہ سے اسحاق بن عبداللہ سے انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم بن عباد بن شیبان سے انہوں نے اپنے باپ انہوں نے ان کے دادا سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہارا امیمہ بنت ربیعہ بن الحارث سے نکاح نہ کردوں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کا تم سے نکاح کردیا۔ اور اس پر (زیادہ) لوگ حاضر نہیں ہوئے۔

ایک دوسرے طریق سے یحییٰ بن العلاء نے اسماعیل کی مسند سے اسحاق کے واسطہ کے بغیر نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن قانع نے شیبان کے ترجمہ میں اس کو بسند نقل کیا ہے لیکن ان کے یہاں امامہ بنت عبدالمطلب ہے یعنی ان کے باپ کے دادا کی طرف نسبت کردی ہے۔

شعبہ نے یحییٰ بن العلاء سے انہوں نے ایک شخص کے واسطہ سے اسماعیل بن ابراہیم عن رجل من بنی سلیم کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امامہ کا رشتہ مانگا۔ اور ابن السکن نے یہ روایت بطریق یزید بن عیاض عن اسماعیل بن ابراہیم بن سنان انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اسی طرح ان کے یہاں بھی سنان ہے، ابونعیم نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ تصحیف (نقطوں کی تبدیلی) ہے، طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] الاحاد والمثانی (۲۷۳/۳) [2] ابوداؤد (۲۶۲۰) نسائی (۵۴۲۴) ابن ماجہ (۲۲۹۸)

[3] اسد الغابہ (۲۷۷۰) استیعاب (۱۳۶۹) [4] استیعاب (۳۵۳/۲)

آٹھویں سال پچیس (۲۵) رمضان کو بطن نخلہ میں عزیٰ (بت) کو منہدم کر دیا جو کہ بنوشیبان جو کہ بنوسلیم کا قبیلہ اور بنو ہاشم کے حلیف ہیں کا بت تھا۔ یہ روایات اس بارے میں ہیں کہ عباد کو صحبت حاصل ہے۔ بعضوں نے ضمیر (اشارہ) ابراہیم کی طرف لوٹائی ہے اور قصہ شیبان کا قرار دیا ہے جیسا کہ شین کی قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

ابن السکن کا بیان ہے: محمد بن ابی حمید نے اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے ایک دوسری حدیث روایت کی ہے اور نام ذکر نہیں کیا۔

عباد بن شیبان [1] الانصاری السلمی (بفتح سین ولام) یہ ابو ہریرہ یحییٰ بن عباد کے والد ہیں، ان کے متعلقہ احوال شیبان کے حالات میں شین معجمہ کے تحت گزر چکے ہیں۔

(۴۴۷۱) عباد بن عبدالعزی [2]

ابن محصن بن عقیدہ بن وہب بن الحارث بن جشم بن لوی بن غالب: ان کا لقب ''خطیم'' تھا (یعنی لگام زدہ) اس لئے کہ جنگ جمل میں ان کے ناک پر مارا گیا۔

ابو عمر نے کلبی سے نقل کیا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔

(۴۴۷۲) عباد بن عبد عمرو [3]

عیاذ (بالذال) کے اندر ان کا تذکرہ آئے گا۔

(۴۴۷۳) عبّاد بن عُبَید بن التیّہان [4]

ابو عمر نے طبری سے نقل کیا ہے کہ یہ بدر میں شریک ہوئے۔

(۴۴۷۴) عباد بن عمرو الدّیلی [5]

بعضوں نے اللیثی کہا ہے۔ بغوی وغیرہ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

بخاری اور ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے مسعود بن سعد کے واسطہ سے نقل کیا ہے وہ عطاء بن السائب سے وہ عباد کے بیٹے سے وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زمانۂ جاہلیت میں جائے وقوف پر دیکھا پھر بعثت کے بعد وہیں کھڑے ہوئے دیکھا، کہتے ہیں کہ بنی لیث کا ایک شخص آیا اور عرض کیا میں آپ کے متعلق شعر کہنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر چوتھی مرتبہ حضور ﷺ کی مدح میں شعر کہا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر شاعروں میں سے کسی نے اچھا شعر کہا ہے تو تم نے اچھا شعر کہا ہے''۔ [6]

ابن مندہ کہتے ہیں: اس روایت کو ابن جریر نے عطاء سے روایت کیا تو کہا ابن ربیعہ عباد سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۴۸/۳) [2] اسد الغابہ (۲۷۷۱) استیعاب (۱۳۷۰) تجرید (۲۹۲/۱)
[3] استیعاب (۳۵۳/۲) [4] تجرید (۲۹۲/۱) [5] تجرید (۲۹۲/۱) [6] جامع المسانید والسنن (۷۲/۷) اسد الغابہ (۵۳۷/۲)

والد سے اور شعب بن صفوان عطاء سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ربیعہ کے دو بیٹوں کے واسطہ سے ان کے والد سے نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ربیعہ نام کے لوگوں میں ربیعہ بن عباد کا نام گزر چکا ہے لیکن وہ عین کی زیر اور بغیر تشدید کے ہے۔ اور حرف راء کے تحت ربیعہ کے حالات میں گزر چکا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کے والد صحابی ہیں۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ وہی ہیں۔

۴۴۷۵ عبّاد بن عمرو الازدی [1]

ان کو عیاذ (یاء کے ساتھ) ان کا تذکرہ آگے آئے گا۔

۴۴۷۶ عباد بن عمرو [2]

فتح مکہ کے متعلق ان کی ایک حدیث ہے جسے ابو عاصم روایت کرتے ہیں۔ اسے بغوی اور مستغفری نے ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے اس کا اضافہ کیا ہے۔

۴۴۷۷ عبّاد بن قیس [3]

ابن عامر بن زریق الانصاری الزُرقی۔ ان کو ابن اسحاق نے ان لوگوں کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ جو بیعت عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے۔

۴۴۷۸ عباد بن قیس [4]

ابن عَبَسہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی۔

ابن سعد نے ان کو اور ان کے بھائی سُبَیع کو شرکاء بدر میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ابو الدرداء کے چچا ہیں۔ ابن اسحاق، عروہ اور واقدی وغیرہ نے ان کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو موتہ میں شہید ہوئے، کہا جاتا ہے ان کا نام عُبادہ بالضم و بالہاء ہے۔

۴۴۷۹ عباد بن قیظی [5] الانصاری الحارثی

یہ عبداللہ اور عقبہ کے بھائی ہیں۔ یہ صحابی ہیں اور ابو عبید کے پل والے معرکہ میں شہید ہوئے۔ یہ ابو عمر [6] کا بیان ہے۔

۴۴۸۰ عباد بن کثیر الانصاری الاشهلی

اموی نے اپنے مغازی میں کہا ہے کہ یہ یمامہ میں شہید ہوئے اور ابن فتحون نے ان کا اضافہ کیا ہے۔

۴۴۸۱ عباد بن مره الانصاری [7]

ان کو مُرّہ بن عباد بھی کہا گیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کو ذکر کیا اور کہا کہ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۷۵) [2] اسد الغابہ (۲۷۷۵) [3] استیعاب (۱۳۷۲) [4] استیعاب (۱۳۷۳) تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۲/۱)

[5] اسد الغابہ (۲۷۷۸) استیعاب (۱۳۷۴) تجرید (۲۹۳/۱) [6] استیعاب (۳۵۴/۲) [7] اسد الغابہ (۲۷۷۹) تجرید (۱۹۳/۱)

سعید بن سنان نے ان کی حدیث ابوالزاہریہ سے انہوں نے جبیر بن نفیر سے انہوں نے عباد بن مرہ سے نقل کی ہے کہ میں ایک دن نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا پایا وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھوک کی شدت سے''۔ (الحدیث) [1]

اس روایت کو ابان بن عیاش نے سعید بن میتب سے انہوں نے مرہ بن عباد سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو ابن قانع نے انہی کے واسطے سے مرہ نام کے لوگوں کے تحت ذکر کیا ہے۔

۴۴۸۲ عبّاد بن ملحان الانصاری الاوسی [2]

غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے اور پل والے معرکہ میں شہید ہوئے، ان کو عدوی نے بھی ذکر کیا ہے۔

۴۴۸۳ عبّاد بن نهیك الانصاری الخطمیّ [3]

ابوعمر [4] نے ذکر کیا ہے کہ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو اطلاع دی کہ قبلہ تبدیل ہو چکا ہے۔

میں کہتا ہوں: ماقبل میں عباد بن بشر قیظی کے حالات میں بھی یہ بات گزر چکی ہے۔

۴۴۸۴ عباد بن نوفل

ابن خراش العبدی ثم المحاربی۔ ابوعبیدہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن وفد عبدالقیس کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ رشاطی کا قول ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو ابوعمر اور ابن فتحون نے ذکر نہیں کیا۔

۴۴۸۵ عباد بن وهب الانصاری

کہا جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو اطلاع دی کہ قبلہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اس بارے میں محفوظ (راجح) یہ ہے کہ وہ عباد بن بشر قیظی تھے۔

۴۴۸۶ عباد الزرقی

عبادہ کے تحت آ رہا ہے۔

۴۴۸۷ عبّاد العبدی [5]

یہ ثعلبہ کے والد ہیں: ابن حبان کا کہنا ہے کہ [6] کہا جاتا ہے ان کو صحبت حاصل ہے۔

طبرانی، ابن السکن اور ابن شاہین نے قیس بن الربیع کے واسطے سے اسود بن قیس سے انہوں نے ثعلبہ بن عباد سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ مجھے شمار نہیں کہ کتنی مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جفت جفت اور طاق طاق مرتبہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص

---

[1] اسد الغابہ (۵۳۸/۲) [2] اسد الغابہ (۲۷۸۰) استیعاب (۱۳۷۵) تجرید (۲۹۳/۱)

[3] اسد الغابہ (۲۷۸۱) استیعاب (۱۳۷۶) تجرید (۲۹۳/۱) [4] استیعاب (۳۵٤/۲)

[5] تجرید (۲۹۳/۱) [6] الثقات (۳۰۷/۳)

بھی اچھی طرح سے وضو کرے، سوا اپنے چہرے کو دھوئے یہاں تک کہ اس کی ٹھوڑی پر پانی بہہ جائے.....(الحدیث) [1]
یہ حدیث فضیلت وضو میں ہے، قیس بن الربیع اس کے بیان میں متفرد ہیں یہ ابن السکن کا بیان ہے۔ ابن یونس، ابن ماکولا اور ابو عمر کا کہنا ہے کہ عباد بکسر عین اور با کی تشدید کے بغیر ہے، جبکہ ابن مندہ وغیرہ نے اس کو عباد یعنی تشدید با والے اسماء میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۸۸ عباد العَدَوِیّ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، یہ ابن مندہ کا کہنا ہے۔ امام بخاری، ابن السکن اور باوردی نے ثابت ابن محمد کے واسطے سے ابوبکر بن عیاش سے انہوں نے لیث بن ابی سلیم سے انہوں نے عائشہ بنت ضرار سے انہوں نے عباد العَدَوی سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "امینوں اور ناظموں کے لیے ہلاکت ہے"۔ [3]
بقول ابن مندہ: کسی اور نے یہ روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے، کسی صحابی سے مروی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح نہیں، اس میں سماع کا ذکر نہیں۔ اور یہ حدیث لیث بن ابی سلیم ایک ضعیف راوی سے منقول ہے۔

۴۴۸۹ عبّاد الشیبانی

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن وہب نے ان کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے مغرب یا صبح کی نماز کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ....کہا"۔(حدیث) [4]

عِباد نامی حضرات

۴۴۹۰ عِباد بن خالد غفاری [5] عبّاد میں ذکر ہوا۔

۴۴۹۱ عِباد بن عمرو الدُّئلی ان کا تذکرہ بھی عبّاد میں ہوا ہے۔

۴۴۹۲ عِباد العبدی ثعلبہ کے والد، ان کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۲۲۵/۱) الدر المنثور (۲٦٤۲) الترغيب والترهيب (۱۵٦/۱) [2] التاريخ الكبير (٤۳/۲)
[3] مجمع الزوائد (۲۰۰/۵) المستدرك (۹۱/٤) كنز العمال (۱٤۷۱۲) الترغيب والترهيب (۵٦۸/۱) (۱٦۱/۳) كشف الخفاء (۷٦/۲) جامع المسانيد (۷٤/۷) اسد الغابه (۵۳۷/۲)
[4] كنز العمال (۳۵۱۷، ۳۵۳۵) الترغيب والترهيب (۳۰٦/۱)
[5] تجريد اسماء الصحابة (۲۹۱/۱)

عُبادہ نامی حضرات کا تذکرہ

۴۴۹۳ عبادہ بن الاشیب العَنْزِی [1]

بقول ابن مندہ: اہل فلسطین میں ان کا شمار ہوتا ہے، پھر ان کی حدیث نقل کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اسلام قبول کیا، آپ نے میرے لیے یہ تحریر لکھوائی:

''محمد اللہ کے نبی کی طرف سے عبادہ بن اشیب کی طرف میں نے تمہیں تمہاری قوم کا امیر بنایا...''۔ (حدیث)

اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ اسمٰعیلی نے ''معجم الصحابہ'' میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے اور پھر مکمل حدیث نقل کی، اس کے آخر میں ہے: ''میں اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ سب مسلمان ہوگئے''۔ [2]

۴۴۹۴ عبادہ بن اوفیٰ [3]

یا ابن ابی اوفی بن حنظلہ بن عمرو بن ریاح بن جعونہ بن حارث بن نمیر بن عامر بن صعصعہ۔ ابوالولید نمیری۔ بقول ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، اہل شام میں شمار ہوتے ہیں، ان سے ابوسلام، ربیعہ بن یزید روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شامی ہیں۔ عمرو بن عبسہ سے ''مسلمان غلام آزاد کرنے کی حدیث نقل کرتے ہیں''۔ اور لکھتے ہیں: کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ ادھر ابن الاثیر [4] ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے یہ عجیب ردّ ہے۔ ابن عبدالبر، ابونعیم کے بعد ہوگزرے ہیں تو بعد میں ہونے والے کی تردید کیسے ہوسکتی ہے، باوجودیکہ ابوعمر [5] نے لکھا ہے: بقول بعض ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن عساکر نے ان کے مکمل سوانح قلمبند کیے ہیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں ذکر کی جس سے معلوم ہو کہ یہ صحابی ہیں۔ امام بخاری، [6] ابن حاتم، [7] ابوزرعہ دمشقی، ابوبکر بن عیسیٰ، ابوالحسن بن سمیع اور ابن حبان [8] وغیرہ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۴۴۹۵ عبادہ بن خشخاش [9]

ابن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو البلوی، انصار کے حلیف۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق [10] نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ مُجذّر بن زیاد اور نعمان بن مالک تینوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ ابن اسحاق اور ابومعشر نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام واقدی ان کا نام عبدہ بتاتے ہیں جبکہ ابوعمر: [11] عبّاد بتاتے ہیں، ابن مندہ ان کا نسب عنبری بیان کرتے

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۸٤) تجريد (۲۹۳/۱) [2] جامع المسانيد (۷٦/۷) اسد الغابہ (۵۳۹/۲)

[3] اسد الغابہ (۲۷۸۵) استيعاب (۱۳۷۸) تجريد (۵۳۹/۲) [4] اسد الغابہ (۵۳۹/۲) [5] استيعاب (۳۵۵/۲)

[6] التاريخ الكبير (۹۵/۲) [7] الجرح والتعديل (۹۵/٦) [8] الثقات (۱٤٤/۵) [9] استيعاب (۱۳۷۹)

[10] السيرة النبوية (۹۸/۳) [11] استيعاب (۳۵۵/۲)

ہیں جو وہم ہے کیونکہ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ بلَوی اور بنی سلیم کے حلیف ہیں۔ ابن مندہ بحوالہ ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ بنی عوف بن خزرج پھر بنی سالم میں سے اُحد میں عبادہ بن خشخاش شہید ہوئے۔ ابن الاثیر [1] فرماتے ہیں: لگتا ہے ابن مندہ نے خشخاش عنبری کا نام صحابہ میں دیکھا تو انہیں ان کا بیٹا سمجھ لیا جبکہ ایسا نہیں۔

۴۴۹۶ عبادہ بن رافع انصاری [2]

مستغفری نے ان کا ذکر کیا اور ان کی روایت نقل کی ہے کہ خالد بن ثابت بحوالہ عبادہ بن رافع صحابیٔ رسول ﷺ نقل کرتے ہیں، فرمایا: ''جب دو مومن باہمی ملاقات کرتے ہیں تو ان کے پاس ستر نیکیاں ہو جاتی ہیں، ان میں سے جو زیادہ بشاشت اور پرتپاک سے ملے اس کے انہتر (۶۹) اور دوسرے کے لیے ایک نیکی ہے''۔ [3]

۴۴۹۷ عبادہ بن سعد

بن عثمان زرقی۔ عبادہ زرقی میں تذکرہ ہوگا۔

۴۴۹۸ عبادہ بن الشمّاخ [4]

یا عوانہ۔ ابو عمر نے ان کا مختصراً ذکر کیا ہے۔

۴۴۹۹ عبادہ بن الصامت [5]

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس..... انصاری خزرجی، ابو الولید۔ بقول خلیفہ بن خیاط: والدہ کا نام قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن العجلان ہے۔ بدر میں شریک ہوئے۔ بقول ابن سعد [6] بیعت عقبہ [7] کی شب نقیبوں میں سے ایک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور ابو مرثد غنوی میں رشتۂ اخوت قائم فرمایا۔ بدر کے بعد باقی تمام مہمات میں شرکت کی۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے چوتھائی کمک پہنچانے کے وہ امیر تھے۔ صحیحین میں صنابحی سے بحوالہ عبادہ رضی اللہ عنہ مروی ہے میں ان نقباء میں سے تھا جنہوں نے شب عقبہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ (حدیث) نبی ﷺ سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں ابو امامہ، انس، ابو ابی انس ابن ام حرام، جابر، فضالہ بن عبید صحابہ کرام اور ابو مسلم خولانی، ابو ادریس خولانی عبدالر بن عسیلہ صنابحی، حطان رقاشی، ابو الاشعث صنعانی، جبیر بن نفیر اور جنادہ بن امیہ اکابر تابعین شامل ہیں۔ اسی طرح آپ کے بیٹے ولید، عبداللہ اور داؤد روایت کرتے ہیں۔

حمید بن زنجویہ کتاب الترغیب میں بطریق ابو الاشعث روایت کرتے ہیں کہ وہ دمشق کی مسجد میں گئے جہاں شداد بن اوس اور صنابحی سے ملاقات ہوگئی۔ ان دونوں نے کہا: ہمیں ہمارے بھائی کے پاس لے چلو تاکہ اس کی عیادت کریں پھر یہ دونوں حضرت عبادہ کے پاس پہنچے، پوچھنے لگے: کیسی طبیعت ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ کے فضل وکرم سے ہوں۔

عبدالصمد بن سعید ''تاریخ حمص'' میں لکھتے ہیں: سب سے پہلے فلسطین کے یہی قاضی مقرر ہوئے۔ مغازی ابن اسحاق میں ہے: جب بنی قینقاع عبداللہ بن ابی کے کہنے پر محارب ہوئے جو اس کے حلیف تھے تو عبادہ بن الصامت جنہیں عبداللہ بن ابی کی

---

[1] اسد الغابہ (۵۳۹/۲) [2] تجرید (۲۹۴/۱) [3] اسد الغابہ (۵۴۰/۲) [4] تجرید (۲۹۴/۱)

[5] اسد الغابہ (۲۷۸۹) استیعاب (۱۳۸۰) [6] الطبقات (۱۱۳/۷) [7] السیرۃ النبویۃ (۷۳/۲) (۶۵/۲)

طرف حلیف ہونے کا مقام حاصل تھا۔ یہود کے پاس گئے اور انہیں ان کا معاہدہ منہ پہ دے مارا اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خاطر ان کے حلیف ہونے سے بری ہو گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ.....''۔ (آیت) [1]

خلیفہ کا بیان ہے کہ ابو عبیدہ نے انہیں حمص کا گورنر بنایا تھا پھر انہیں ہٹا کر عبداللہ بن قُرط کو یہ عہدہ دے دیا۔ ان کے حالات میں ابن سعد لکھتے ہیں: عہد نبوی میں انہوں نے قرآن جمع کیا۔ ایسا ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] تاریخ میں دوسری سند سے بواسطہ محمد بن کعب ہی مزید نقل کرتے ہیں: یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: اہل شام کو ایسے معلم کی ضرورت ہے جو انہیں قرآن اور دین کی سمجھ بوجھ کی تعلیم دے۔ تو آپ نے حضرت معاذ، عبادہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہم کو روانہ کر دیا۔ یوں عبادہ فلسطین میں مقیم ہو گئے۔ سراج اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، جنادہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبادہ کے پاس آیا جنہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ تھی۔ سند صحیح ہے۔ مسند اسحاق بن راھویہ اور طبرانی کی اوسط میں بطریق عیسیٰ بن سنان بحوالہ یعلی بن شداد مروی ہے۔ امیر معاویہ نے طاعون سے بھاگنے کا ذکر کیا، پھر ان کا حضرت عبادہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ نقل کیا تو امیر معاویہ عصر کے بعد منبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے: حدیث وہی ہے جیسی عبادہ نے مجھ سے بیان کی اس کی روشنی انہی سے حاصل کرو یہ مجھ سے زیادہ دینی سمجھ بوجھ کے مالک ہیں۔

حضرت عبادہ کے امیر معاویہ کے ساتھ متعدد واقعات گزرے ہیں، جن میں سے کئی باتوں پر انہوں نے نکیر کی اور امیر معاویہ نے رجوع کر لیا اور بعض میں انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی جس سے ان کی دینی مضبوطی اور نیکی کا حکم دینے کی کوشش کا پتہ چلتا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: عبادہ دراز قد خوبصورت اور ڈیل ڈول والے آدمی تھے۔ چونتیس (۳۴ھ) رملہ میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی مدائنی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہی تاریخ وفات خلیفہ بن خیاط وغیرہ نے لکھی ہے۔ بقول بعض: بیت المقدس میں فوت ہوئے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کے وہ واقعات نقل کیے ہیں جو امیر معاویہ کے ساتھ پیش آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے وہ ان کے خلیفہ بننے کے بعد بھی زندہ رہے۔ ایک قول ہے: وہ پینتالیس (۴۵ھ) تک حیات رہے۔

۴۵۰۰ عبادہ بن طارق انصاری

واقدی [3] نے ان کا تذکرہ ان لوگوں میں کیا جنہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہود کی خیبر سے جلاوطنی کے بعد خیبر کی ان میں تقسیم کی تھی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۵۰۱ عبادہ بن عبداللہ

ابن ابی بن سلول خزرجی۔ عبداللہ بن عبداللہ کے بھائی۔ ان کا والد نو (۹ھ) میں مرا۔ اس وقت یہ جواں مرد تھے۔ ان کا ایک بیٹا جُلَیحَہ نامی ہے، جس کی بیٹی امامہ سے زید بن ثابت نے شادی کی تھی۔ مؤرخین نے انساب خزرج میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] سورۃ المائدہ (۵۱) [2] التاریخ الکبیر (۹۲/۳) [3] المغازی (۷۲۱)

۴۵۰۲ عبادہ بن عمرو [1]

بن محصن انصاری۔ عسکری ان کا ذکر کرتے ہیں، ابواحمد کا قول ہے: بئر معونہ [2] کے روز شہید ہوئے۔ ایسا ہی خلیفہ بن خیاط نے نقل کیا ہے۔

۴۵۰۳ عبادہ بن قُرط

یا قُرص بن عروہ بن بجیر بن مالک بن قیس بن عامر..... الضبی۔ بصرہ فروکش ہوئے۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ درست نام ابن قرص صاد سے ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ علی بن المدینی بحوالہ ان کی قوم کے ایک شخص نقل کیا ہے۔ امام احمد، حارث اور طیالسی نے حمید اور عبادہ کے درمیان ابوقتادہ عدوی کا اضافہ نقل کیا ہے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ عبادہ بن قُرط نے اس وقت خوارج سے فرمایا: جب انہوں نے انہیں اھواز میں گرفتار کرلیا: جس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام لانے کے وقت راضی ہوئے تھے تم بھی اسی پہ راضی ہو جاؤ۔ پھر انہوں نے شہادتین کہیں تو ان ظالموں نے انہیں پکڑ کر شہید کر دیا۔ ابن حبان [3] کا قول ہے: یہ اکتالیس (۴۱ھ) کا واقعہ بغوی نے اسے طویل نقل کیا ہے، جس کے شروع میں ہے کہ عبادہ بن قُرط جنگ میں شریک ہوئے، جب واپس ہوئے تو اھواز کے نزدیک ہی تھے وہاں اذان سنی تو باجماعت نماز پڑھنے گئے، خوارج نے انہیں گرفتار کرلیا، پھر اس کا ذکر کیا۔ یہ روایت دوسری سند سے نقل کر کے فرماتے ہیں: عبادہ بن قرط یا قرص سے مروی ہے جو صحابی ہیں۔

۴۵۰۴ عُبادہ بن قیس عباد میں ذکر ہوا ہے۔

۴۵۰۵ عبادہ بن مالک انصاری عبایہ میں ذکر ہونا ہے۔

۴۵۰۶ عبادہ الزرقی [4]

بقول موسیٰ بن ہارون: صحابی ہیں۔ اور جس نے انہیں عبادہ بن الصامت سمجھا ہے اسے وہم ہوا ہے۔ ابن ابی حاتم [8] بحوالہ اپنے والد اور ابن حبان [9] لکھتے ہیں: صحابی ہیں اور ابوعمر کا قول ہے ہم ان کے صحابی ہونے کی نفی نہیں کرتے۔ ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ پھر ان کی یہ روایت نقل کی، فرمایا: وہ چڑیوں کا شکار کرتے تھے۔ مجھے ابوعبادہ نے دیکھا کہ میں نے چڑیا پکڑی ہوئی تھی تو انہوں نے میرے ہاتھ سے چھینتے ہوئے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی حصہ میں شکار سے منع فرمایا ہے۔ عبادہ صحابی تھے۔ ایسا ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں، موسیٰ بن ہارون اور ابونعیم نے لکھا ہے، ابن مندہ کا بیان ہے کہ دُحَیم وغیرہ نے یہ روایت ابوضمرہ سے نقل کی تو انہوں نے ''عباد'' کہا۔

میں کہتا ہوں: یہی قول عبدالرحمٰن بن احمد کا بواسطہ محمد بن عباد وغیرہ بحوالہ ابوضمرہ ''زیادات مسند'' میں ہے۔ جس روایت کی

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۹۰) [2] اسد الغابہ (۵۴۲/۲) [3] اسد الغابہ (۲۷۹۲) تجرید (۲۹۴/۱)

[4] الثقات (۳۰۳/۳) [5] مسند احمد (۴۷۰/۳) (۷۹/۵) [6] الثقات (۳۰۳/۳) [7] تجرید (۲۹۴/۱)

[8] الجرح والتعدیل (۹۵/۶) [9] الثقات (۳۰۴/۳)

طرف موسیٰ بن ہارون نے اشارہ کیا ہے وہ مجھے مسند احمد میں مل گئی چنانچہ وہ حدیث انہوں نے علی بن مدینی سے بحوالہ انس بن عیاض جو ابوضمرہ ہیں نقل کی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباد زرقی نے انہیں بتایا کہ وہ چڑیوں کا شکار کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: ''مجھے عبادہ بن الصامت نے دیکھا'' جس روایت میں عبادہ زُرقی ہے اسے ترجیح دی جائے گی جو ابن وہب کی روایت ہے جسے ابن السکن نے ان کے طریق سے بواسطہ یحیٰ بن عبداللہ بن سالم بحوالہ عبدالرحمٰن بن حرملہ نقل کیا ہے۔ سعد بن عثمان زرقی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، ان کا عبادہ نامی ایک بیٹا تھا جو صحابی ہے، وہ یہی ہے۔ ابن سعد کا بیان ہے نبی ﷺ نے عبادہ بن سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔

میں کہتا ہوں: ان کا اس بارے ایک واقعہ بھی ہے جس کا ذکر میں نے ان کے والد ابوعبادہ سعد بن عثمان زرقی کے حالات میں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

عباس نامی حضرات

۴۵۰۷ عباس بن انس [1]

ابن عامر السلمی ثم الرعلی۔ ان کا نسب ان کے بیٹے انس بن عباس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے عباس بن انس، نبی ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کے شریک تھے۔ غزوۂ خندق میں مشرکین کا ساتھ دیا، جب اللہ تعالیٰ نے احزاب کو شکست دی تو عباس بنی سلیم میں مسلمان ہو گئے۔ یہ ابوموسیٰ کا بیان ہے۔ ابوالفرج اصبہانی نے نقل کیا ہے کہ یہ بنی سلیم کے سردار تھے۔ لکھتے ہیں: ان کے انتقال پہ خفاف بن ندبہ سلمی نے ان کی مدح کی جس کے الفاظ یہ ہیں:

''وہ موت کے وقت اپنے گھوڑے کے ذریعہ بچنے لگے، فقیروں کو سلبوں (مقتول سے چھینی اشیاء) کی وجہ سے تنگی میں نہیں ڈالتے۔ اور نہ قیدیوں کو قتل کرتے ہیں''۔

لکھتے ہیں: ان کی وفات نبی ﷺ کے دور میں ہوئی۔ ان کا بیٹا انس بن عباس فتوحات کے امیروں میں سے ایک تھا۔ اُن کے بیٹے رزین بن انس کا تذکرہ ہو چکا ہے (دیکھیں ۲۶۵۳)۔ مرزبانی ''معجم الشعراء'' میں لکھتے ہیں: عباس ابن ریطہ، ریطہ ان کی والدہ ہیں، بسا اوقات نسب میں ان کا ذکر کر دیا جاتا ہے، پھر ان کا یہ شعر نقل کیا: ؏

''قوم میں غصے والے جنگجو عامر نے مجھے ہلاک کر دیا کہ وہ ہمیشہ مجھے دھوکہ دیتا رہے گا۔ اس نے اس وقت حملہ کیا جب گھوڑے اکٹھے تھے، جنہیں لگاتار نیزے بھر دیتے''۔

لکھتے ہیں: ان کے بیٹے انس کے حوالہ سے بھی مروی ہیں۔

۴۵۰۸ عباس بن عبادہ [2]

ابن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید.... انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ کے شریکوں میں سے ہیں۔ ابن اسحاق [3] کا بیان

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۹۵) تجرید (۲۹۴/۱) [2] اسد الغابہ (۲۷۹۶) استیعاب (۱۳۸۵) تجرید (۲۹۵/۱) [3] السیرۃ النبویۃ (۶۷/۲)

ہے مجھ سے معبد بن کعب بواسطہ اپنے بھائی عبداللہ انہوں نے بحوالہ اپنے والد روایت کی ہے کہ ہم مکہ گئے اور ہمارے ساتھ ہماری قوم کے حاجی تھے۔ پھر بیعت عقبہ کے واقعہ کی حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: تو عباس بن عبادہ بن نضلہ نے فرمایا:

''اے خزرجیو! تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے لے جا رہے ہو، اس کا بھی پتہ ہے؟ تم انہیں سرخ و سیاہ سے جنگ چھیڑتے ہوئے لے جا رہے ہو، سو دیکھ لو اگر تمہارا خیال ہے کہ کسی نے تمہاری ہتک کی تو تم انہیں حوالے کر دو گے تو ابھی سے انہیں چھوڑ دو اور اگر ان کی حفاظت کر سکتے ہو تو لے جاؤ''۔

فرماتے ہیں، تو ہم نے کہا: ''ہاں! ہم اسی ذمہ داری سے انہیں لے جاتے ہیں''۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں، عاصم نے کہا کہ عباس نے ایسا صرف اس لیے کہا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عہد و پیمان کو مضبوط کر دیں۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کا قول ہے: یہ بات عبداللہ بن ابی بن سلول کی موجودگی میں کہی تھی۔ پھر عباس مکہ میں ٹھہر گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی تو انہوں نے بھی ہجرت کی۔ یوں وہ انصاری ہو کر مہاجر کہلائے۔ اُحد میں شہادت پائی۔

۴۵۰۹ عباس بن عبدالمطّلب [1]

ابن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، ابوالفضل، والدہ کا نام نُتیلہ بنت جناب بن کُلَیب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ بچپن میں کھو گئے تھے تو ان کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر وہ مل گئے تو میں بیت اللہ پہ ریشم کا غلاف چڑھاؤں گی۔ چنانچہ وہ مل گئے تو انہوں نے دیبا و حریر کا غلاف چڑھایا۔ یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے بیت اللہ کو ریشم سے مزین کیا تھا۔ عمارت و سقایہ کی ذمہ داری ان کے پاس تھی۔ اسلام لانے سے پہلے بیعت عقبہ میں انصار کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور بدر میں مشرکین کے ساتھ زبردستی شرکت کی۔ قید ہوئے تو اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب کا فدیہ دیا۔ پھر مکہ لوٹ آئے۔ ایک قول ہے اس وقت مسلمان ہو گئے تھے، صرف اپنی قوم سے اسلام مخفی رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتاً فوقتاً اطلاعات پہنچاتے تھے۔ پھر فتح مکہ سے کچھ ہی عرصہ پہلے ہجرت کر لی۔ فتح مکہ میں شریک ہوئے، غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے عباس کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے اذیت دی، آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے''۔ [2]

ترمذی نے یہ روایت ایک واقعہ میں نقل کی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں، ان سے ان کی اولاد، عامر بن سعد، احنف بن قیس اور عبداللہ بن حارث وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن المسیّب بحوالہ سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، اتنے میں عباس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ عباس ہیں، پورے قریش میں سے صاحب سخاوت اور رشتہ داری کا سب سے زیادہ لحاظ و پاس کرنے والے''۔ (نسائی) [3]

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۹۷) استیعاب (۱۳۸۶) تجرید (۱/۲۹۵)

[2] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عباس بن عبدالمطّلب رضی اللہ عنہ (۳۷۵۸) المعجم الکبیر (۱۹/۲۶۳) تہذیب تاریخ دمشق (۷/۲۳۹) کنز العمال (۲۷۳۲۳)

[3] نسائی کتاب فضائل الصحابہ (۷۱) مسند احمد ۱/۱۸۵) مجمع الزوائد (۹/۲۶۹)

بغوی نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے حالات میں شعبی تک کی اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سب سے زیادہ قدر و منزلت حاصل تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی اس فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پہ عمل کرتے تھے۔ آپ کا انتقال مدینہ میں رجب یا رمضان بتیس (۳۲ھ) میں ہوا۔ آپ دراز قد خوبرو اور گورے چٹے تھے۔

۴۵۱۰ عباس بن عتبه

ابن ابی لہب ہاشمی۔ والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ہجرت سے پہلے کافر مرا، اور انہیں یتیم چھوڑا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ جواں مرد تھے۔ ان کا فضل نامی بیٹا مشہور شاعر ہو گزرا ہے، جس کی مشہور بیتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں: ؎

''میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ حکومت بنی ہاشم اور پھر ابوالحسن سے ختم ہوگی''۔

۴۵۱۱ عباس بن قیس الحَجَری [1]

بغوی ان کا ذکر کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے:

''اے انسان! میں نے تجھے تین چیزیں عطا کی ہیں جن میں تیرا حق نہیں، تیرے تہائی مال کو تیری خطاؤں کے کفارے کا ذریعہ بنا دیتا ہوں [2] (یہ انعام تیرے غصے پہ قابو پانے کی وجہ سے ہے)، تیرے مرنے کے بعد میرے نیک بندوں کی تیرے حق میں دعا اور تیرے عیوب پر میری ستاری کی چادر اگر تیرے رشتہ داروں کے سامنے انہیں ظاہر کر دوں تو وہ تجھے دفن کیے بغیر ہی پھینک دیں)''۔

مستغفری نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نہیں نقل کی۔ اور اسمٰعیلی نے مذکورہ حدیث بطریق قیس بن بدر الحجری بحوالہ عباس بن قیس ذکر کی ہے۔

۴۵۱۲ عباس بن قیس

ابن عامر بن خلدہ بن مُخَلد بن عامر بن زریق انصاری زرقی، رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے کہ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ لکھتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۴۵۱۳ عباس بن مرداس [1]

ابن ابی عامر بن حارثہ بن عبدقیس بن رفاعہ بن حارث.... سلمی۔ ان کے والد اور ان کے شریک حرب بن امیہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے والد ایک ہی دن فوت ہوئے۔ دونوں کو جنات نے قتل کیا تھا جس کے بارے میں ان کا مشہور واقعہ ہے۔ عباس بن مرداس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ اور حنین [2] میں شریک ہوئے، وہی مندرجہ ذیل اشعار کہنے والے ہیں۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت میں

---

[1] اسد الغابہ (۲۷۹۸) تجرید (۲۹۵/۱) [2] اسد الغابہ (۵۴۶/۲)

[1] استیعاب (۱۳۸۷) تجرید (۲۹۵/۱) [2] السیرۃ النبویۃ (۵۴/٤)

اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو ان سے زیادہ حصہ دیا تھا: ع

''آپ میرا اور عبید کا حصہ عیینہ اور اقرع میں بانٹتے ہیں حصن اور حابس مرداس پہ سب خوبیوں میں فوقیت و برتری نہیں رکھتے''۔ [1]

عُبَیْد تصغیر ان کے گھوڑے کا نام ہے۔ بقول ابن اسعد: [2] مقامِ مشلل میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کی جانب روانہ تھے آپ سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ ان کی قوم کے سات سو (۷۰۰) افراد تھے جن سمیت فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے: ان کے اسلام لانے کا سبب وہ خواب ہے جو انہوں نے اپنے بت ضمار کے بارے میں دیکھا تھا۔ ادھر ابوعبیدہ کا گمان ہے، مشہور شاعرہ خنساء ان کی والدہ ہیں۔

روایت حدیث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ سے کنانہ، عبدالرحمٰن بن انس سلمی نے روایت لی ہے۔ بقول بعض: جاہلیت میں جو لوگ شراب کو حرام سمجھتے تھے ان میں یہ بھی تھے۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کونسا شاعر زیادہ جرأت مند ہے؟ جس پر گفتگو ہوئی، عبدالملک نے خود ہی کہا: ''عباس بن مرداس'' جس کا شعر ہے: ع

''لشکر پر حملہ کرتے مجھے اس کی پروا نہیں کہ اس سے میری موت واقع ہوگی یا میں سلامت رہوں گا''۔

وہ بصرہ کے قریب دیہات میں فروکش ہوئے تھے۔

۴۵۱۴ (ز) عباس بن معدیکرب الزُبَیْدی [3]

بقول ابن حبان اور مستغفری: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۵۱۵ عباس حمیدی

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کرتے ہیں کہ حمیدی سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہارے نوجوان کھلے بند گناہ کرنے لگیں گے''۔ (حدیث) [4]

۴۵۱۶ عبّاس [5] (مولا بنی ہاشم)

ابن مندہ کی روایت ہے کہ عباس جو بنی ہاشم کے پرانے مولا ہیں، جنہوں نے دورِ نبوی پایا ہے، فرماتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے تو وہاں قبلے کی جانب کھنکار دیکھا اسے کرچ دیا اور اس پہ زعفران چھڑک دیا''۔ [6]

۴۵۱۷ عباس رِعلیّ

ابن فتحون نے بحوالہ طبری ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے کہ یہ ابن مرداس نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (٥٤٧/٤) [2] الطبقات (٥٠/٤) [3] اسد الغابہ (٢٨٠٠) تجرید (٢٩٥/١)

[4] تجرید (٥٤٨/٢) [5] الزهد لابن المبارك (٤٨٤) [6] اسد الغابہ (٢٨٠١)

میں کہتا ہوں: لیکن مجھے لگتا ہے یہ سابقہ ابن مرداس ہی ہیں۔

۴۵۱۸ عَبَایه [1]

ابن بجیر الباہلی۔ یہ اور ان کے والد یزید دونوں صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم [2] کا بیان ہے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اونٹ کی نکیل کی جگہ داغ لگانے سے منع کیا تھا۔

۴۵۱۹ عبایه بن مالك انصاری [3]

ابن اسحاق [4] کا بیان ہے: غزوۂ موتہ [5] میں "میسرہ" دستے کی کمان کر رہے تھے۔ ابن ہشام کا قول ہے: انہیں عبادہ بھی کہا جاتا ہے۔

۴۵۲۰ عَبَایه (ابونعامہ کے والد)

روزہ کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث نقل کرتے ہیں، ان سے ان کا بیٹا ابونعامہ قیس روایت کرتا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: صحیح میں ان کا ذکر ہے، جو صحیح نہیں۔

عبداللہ نامی حضرات

۴۵۲۱ عبدالله بن ابی خلف قرشی [6] الجمحی

بقول ابوعمر: [7] فتح مکہ میں اسلام لائے اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۴۵۲۲ عبدالله بن أُبیّ بن قیس

ابن یزید بن سواد انصاری۔ ابوابی بن ام حرام، کنیت سے مشہور ہیں۔ بقول بعض: نام عبداللہ بن عمرو یا عمرو بن عبداللہ وغیرہ ہے، کنیتوں میں ذکر ہوتا ہے۔

۴۵۲۳ عبدالله بن أحق

ابن اوس بن وقش میں ذکر ہوتا ہے۔

۴۵۲۴ عبدالله بن اخرم [8]

ابن سیدان بن فہم بن غیث بن کعب تمیمی۔ بقول بعض: طائی، مغیرہ بن سعد بن اخرم کے چچا، سعد بن اخرم کے سوانح میں ان

---

[1] جامع المسانید (۲۳۹/۷) اسد الغابہ (۲۹۵/۱) [2] الجرح والتعدیل (۲۸/۷)
[3] اسد الغابہ (۲۸۰۳) تجرید (۲۹۵/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۱٦/٤) [5] اسد الغابہ (۵٤۸/۲)
[6] اسد الغابہ (۲۸۰۵) استیعاب (۱٤۷٦) تجرید (۲۹٦/۱) [7] استیعاب (۳/۳) [8] اسد الغابہ (۲۸۰۷) تجرید (۲۹٦/۱)

کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔ خلیفہ نے ان کی دوسری حدیث ذکر کی ہے اور ان کے والد کا نام ربیعہ بتایا ہے۔ لگتا ہے "اخرم" ان کا لقب ہے۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ: مجھ سے ابو حفص نے ابن داؤد سے انہوں نے عروہ سے بحوالہ مغیرہ بن سعد بن اخرم روایت کی کہ ان کے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ بخاری [1] فرماتے ہیں: مغیرہ بن سعد بن اخرم صحیح نہیں، بلکہ درست نام مغیرہ بن عبداللہ ہے۔

۴۵۲۵ عبداللہ بن الادرع [2]

بقول بعض: ابن ازعر، یہی ابن ابی حبیبہ ہیں۔ تذکرہ ہوتا ہے۔

۴۵۲۶ عبداللہ بن ادریس خولانی

ابن عمرو میں تذکرہ ہوگا۔

۴۵۲۷ عبداللہ بن الارقم [3]

ابن ابی الارقم۔ نام عبدیغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری ہے۔ بقول امام بخاری: عبدیغوث ان کے دادا ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں بنتے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کے کاتب رہے ہیں۔ خلافت فاروقی [4] میں بیت المال کے نگران بھی رہے۔ اور آپ کے نزدیک انہیں گورنر جیسی حیثیت حاصل تھی (آپ انہیں امین سمجھتے تھے)۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: "اگر مجھے تمہاری قوم کی نکیر ونکتہ چینی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں عبداللہ بن ارقم کو خلیفہ نامزد کر دیتا"۔ سائب بن یزید کا قول ہے: "میں نے ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا"۔ [5]

بغوی کی روایت ہے: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم بن یغوث کو اپنا کاتب مقرر کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں کے خطوط کا جواب لکھتے تھے۔ آپ علیہ السلام کو ان کی امانت کا اتنا بھروسا تھا کہ بعض دفعہ کسی بادشاہ کی طرف خط لکھوا کر انہیں ہی مہر لگانے کا کہہ دیا اور بھروسے کی وجہ سے خط سنا بھی نہیں کرتے تھے، اسی طرح آپ علیہ السلام نے زید بن ثابت کو کاتب رکھا جو وحی لکھتے تھے۔ جب ابن الارقم اور زید بن ثابت کسی کام سے باہر گئے ہوتے اور کتابت کی ضرورت پڑتی تو حاضرین میں سے کسی کو حکم دیتے جس میں حضرت عمر، علی، خالد بن سعید، مغیرہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم شامل تھے"۔

زید بن اسلم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم زہری سے فرمایا: ان لوگوں کو میری طرف سے جواب لکھو"۔ چنانچہ انہوں نے خط لیا اور اس کا جواب لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہت خوب"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تحریری صلاحیت سے خوش ہوئے"۔ فرماتے ہیں: میرے دل میں اسی وقت سے ان کی امانت و دیانت جاگزیں ہوگئی یعنی یہاں تک کہ میں نے انہیں بیت المال پہ مقرر کر دیا۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۴۵/۳) [2] اسد الغابہ (۲۸۰۸) تجرید (۲۹۶/۱)

[3] اسد الغابہ (۲۸۰۹) تجرید (۲۹۶/۱) [4] تجرید (۵۵۰/۲) [5] جامع المسانید (۲۴۵/۷)

روایت حدیث:

نبی ﷺ سے روایت کی ہے، ان سے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، اسلم مولا عمر، یزید بن قتادہ اور عروہ نے روایت کی ہے۔

ابن السکن کا قول ہے: خلافتِ عثمانی میں فوت ہوئے، جو تاریخ صغیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز کے مطابق ہے۔ ثقات ابن حبان میں لکھا ہے: چوالیس (۴۴ھ) میں فوت ہوئے، جو وہم ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مجھے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے عبداللہ بن ارقم کی طرف تیس (۳۰) ہزار کی رقم بھیجی جو ان کی تنخواہ بنتی تھی تو انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کیا تھا۔ [1]

بغوی بطریق ابن عیینہ بحوالہ عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ارقم کو بیت المال کا ذمہ دار بنایا اور انہیں اس کے معاوضہ میں تین لاکھ کی رقم دی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔

۴۵۲۸ عبداللہ بن أریقط [2]

بقول بعض: اُرَیقد یا اریقید بھی لکھا ہے، اللیثی ثم الدِّیلی۔

نبی کریم ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت میں رہنما بنے۔ صحیح میں ان کا ذکر ہے اپنی قوم کے دین پر تھے۔ عنقریب عبداللہ بن ابی بکر الصدیق کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا جس کا تعلق ہجرت سے ہے۔ میں نے سوائے ذہبی [3] کے کسی کو صحابہ میں ان کا ذکر کرتے نہیں دیکھا۔ عبدالغنی مقدسی نے اپنی کتاب "السیرۃ" میں اعتماد سے لکھا ہے ان کے اسلام کا پتہ نہیں۔ "تھذیب الاسماء" میں نووی نے انہی کا اتباع کیا ہے۔

۴۵۲۹ عبداللہ بن اسحاق الاعرج [4]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور حاجب بن عمر کی روایت نقل کی ہے کہ میرے دادا کا نام عبداللہ بن اسحاق تھا، کسی جنگی معرکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا پاؤں شہید ہوگیا تھا تو آپ نے ان کا نام "اعرج" [5] رکھ دیا۔

۴۵۳۰ عبداللہ بن اسعد [6]

بن زرارہ انصاری۔ ابن ابی حاتم [7] اور ابن حبان [8] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ ابن ابی شیبہ، بزار، بغوی، ابن السکن اور حاکم بطریق ہلال الصَّیرفی، ابوکثیر انصاری سے بحوالہ عبداللہ بن اسعد بن زرارہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اسراء کی رات میں سدرۃ المنتہیٰ پہ پہنچا تو میری طرف وحی آئی کہ علی متقین کا امام ہے"۔ [9] (حدیث)

جس کی طرف ابن ابی حاتم کا اشارہ ہے کہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ابن کثیر نے روایت کی ہے۔

---

[1] جامع المسانید [2] اسد الغابہ (۲/۰۵۵) [3] تجرید (۲۹۶/۱) [4] ایضًا

[5] اسد الغابہ (۲۸۱۰) تجرید (۲۹۷/۱) [6] اسد الغابہ (۲/۰۵۵) [7] اسد الغابہ (۲۸۱۱) تجرید (۲۹۷/۱)

[8] الجرح والتعدیل (۱/۵) [9] الثقات (۲۴۲/۳)

بغوی نے اس کی طرف (ٹکڑا) ذکر کیا ہے جس کے الفاظ ہیں: ''مجھے موتیوں کے ایک پنجرہ نما اڑن کٹولے میں سیر کرائی گئی جس کا بچھونا سونے کا تھا''۔ [1] حضرت علی رضی اللہ عنہ (کی فضیلت) کا واقعہ نہیں ذکر کیا۔ لیکن ان کے ہاں عبداللہ بن سعد بن زرارہ لکھا ہے جس کے متعلق وہ پہلے لکھ آئے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اسعد بن زرارہ کا انتقال عہد نبوی میں ہوا، لہٰذا بعید نہیں کہ ان کا بیٹا صحابی نہ ہو۔ رہا ابن سعد کا یہ کہنا کہ ان کی نسل صرف مادینہ اولاد سے چلی، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے کوئی لڑکا نہیں چھوڑا تھا اور ان کا بیٹا نرینہ اولاد کے بغیر فوت ہوگیا ہو، اور پھر نرینہ اولاد سے ان کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہو۔ عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ اور ان کے والد کے نام میں اختلاف کا تذکرہ ہوتا ہے۔ خطیب نے ''الموضح'' میں اس حدیث کی سند میں اختلاف کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی احمد بن المفضل اور یحییٰ بن ابی بکر کرمانی نے جعفر الاحمر سے نقل کیا ہے۔ اور نصر بن مزاحم نے جعفر سے روایت کرنے میں ان سے اختلاف کیا، انہوں نے سند میں عن ابیہ کا اضافہ نقل کیا ہے جس سے یہ حدیث مسند اسعد بن زرارہ کی بن جاتی ہے۔ اور جعفر المثنی بن قاسم نے اسے مختلف سند سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ہلال، ابوکثیر انصاری سے وہ عبداللہ بن اسعد بن زرارہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں۔

بقول بعض: مثنی، ہلال سے نصر بن مزاحم جیسی روایت کرتے ہیں اور یہی روایت ابومعشر دارمی نے عمرو بن حصین سے انہوں نے یحییٰ بن العلاء سے انہوں نے حماد بن ہلال سے بواسطہ محمد بن اسعد بن زرارہ انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا نقل کی ہے۔ محمد بن ایوب بن الضُّرَیس فرماتے ہیں: عمرو بن الحصین سے اسی سند سے نصر بن مزاحم جیسی روایت مروی ہے۔ یہاں تک خطیب کے کلام کا خلاصہ مکمل ہوا۔

ان تمام روایات کو یوں بھی جمع کیا جاسکتا ہے کہ عبداللہ بن اسعد کو اسعد کا صلبی حقیقی بیٹا نہ مانا جائے بلکہ ان کا پوتا کہا جائے، شاید ان کے والد کا نام محمد تھا، یوں نصر کی روایت کی موافقت ہو جاتی ہے اور یہ آخری روایت ہے اور ان کا یہ کہنا کہ مثنیٰ بن قاسم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لفظی غلطی ہوگئی، وہ تو ان کے والد سے، رہے ابوامامہ تو وہ خود اسعد بن زرارہ ہیں یہی ان کی کنیت ہے۔ واللہ اعلم۔ ان سندوں میں زیادہ تر راوی ضعیف ہیں اور یہ متن بہت منکر ہے۔ واللہ اعلم

۴۵۳۱ عبداللہ بن الاسقع اللیثی [2]

ان کی حدیث ابوشہاب نے مغیرہ بن زیاد سے بواسطہ مکحول بحوالہ ان کے مرسل [1] نقل کی ہے، ایسا ہی ابن مندہ نے روایت کی۔ بغوی فرماتے ہیں، بقول بعض: یہ واثلہ کے بھائی ہیں۔ ابن قانع اور انہوں نے ان کی منداً حدیث نقل کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ''لوگوں کو اکیلے اکیلے اٹھایا جائے گا''۔ (حدیث) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس بات کی تصویب کی ہے کہ یہ حدیث بروایت مکحول بحوالہ واثلہ بن اسقع ہے۔

۴۵۳۲ عبداللہ بن اسلم [2]

ابن زید بن بیجان بن عامر بن مالک بن عامر بن انیف البلوی۔ انصار کے حلیف ہونے کی وجہ سے انصاری۔ بقول ابن سعد:

---

[1] کنز العمال (۳۱۸۵۸) مسند ابی عوانہ (۲۸/۱) [2] اسد الغابہ (۲۸۱۲) تجرید (۲۹۷/۱)

[1] اسد الغابہ (۵۵۱/۲) [2] اسد الغابہ (۲۸۱۳) تجرید (۲۹۷/۱)

درخت تلے بیعت کی تھی۔ یہی قول بغوی، طبری اور ابن کلبی کا ہے۔

۴۵۳۳ عبداللہ بن الاسود [1]

ابن شعبہ بن علقمہ بن شہاب.....السدوسی۔ ابن ابی حاتم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بغوی: ان کی اولاد کا کہنا ہے، انہیں شرف صحابیت وآمد حاصل ہے، لیکن مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہ ہوسکی۔

میں کہتا ہوں: بلکہ ان کی ایک حدیث ہے جسے بزار اور طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن اسود فرماتے ہیں: ''ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد بنی سدوس میں حاضر ہوئے، ہم آپ کے لئے کھجوروں کا ہدیہ لائے جو آپ کے سامنے ایک چمڑے کے نمدے پر رکھ کر پیش کیں۔ آپ نے مٹھی میں کھجوریں لے کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ پھر اس کا نام بتانے لگ.....اور پھر وہ حدیث ذکر کی۔ [2] بزار فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اور کوئی روایت کی ہو۔ ان کا اس حدیث کے ساتھ ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ بتایا جاتا ہے وہ خدمت نبوی ﷺ میں آئے تھے۔ عبدالحمید نے روایت کی اور اس کا ذکر کیا۔ مسلم بن ابراہیم بواسطہ الصعق بن حزن بحوالہ قتادہ نقل کرتے ہیں: ربیعہ میں سے چار افراد نے ہجرت کی: بشیر بن الخصاصیہ، فرات بن حیان، عمرو بن ثعلب، اور عبداللہ ابن الاسود۔

میں کہتا ہوں: نحام کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

۴۵۳۴ عبداللہ بن آسید الثقفی

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی:

''جن لوگوں کو ستایا گیا اور انہوں نے گھر بار چھوڑ دیئے، ہجرت کی''۔ [3]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ عتبہ بن اسید ہوں جو ابونصر ہیں، ورنہ ان کے بھائی ہیں۔

۴۵۳۵ عبداللہ بن اسید [5]

ابن رفاعہ بن ثعلبہ بن ھوازن اسلمی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں۔ بقول بعض: یہ عبداللہ بن مالک بن ابی اسید ہیں جن کا ذکر ہوتا ہے، یا ان کے چچا ہیں۔

۴۵۳۶ عبداللہ بن اصرم [6]

ابن عمرو بن شُعَیثہ ہلالی۔ ابن شاہین ان کا ذکر کرتے ہوئے یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس عبدعوف بن

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۱۳) تجرید (۲۹۷/۱) [2] الجرح والتعدیل (۲/۵)
[3] کنز العمال (۳۵۳۲۲) جمع الجوامع (۱۰۰۲۰) مجمع الزوائد (۴۰/۵) [4] سورۃ النحل (۱۱۰)
[5] تجرید (۲۹۷/۱) [6] اسد الغابہ (۲۸۱۵) تجرید (۲۹۷/۱)

اصرم بن عمرو آئے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' عرض کی: ''عبد عوف''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عبد اللہ ہو''۔ [1] پھر وہ اسلام لے آئے، جس کے بارے میں ان کی اولاد میں سے کوئی کہتا ہے: ع

''میرے دادا عبد عوف وہ ہیں جنہیں پورے قبیلہ ہلال نے نبی ﷺ کی طرف چن کر قاصد بھیجا تھا''۔

زیاد بن عبد اللہ بن مالک ہلال کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۵۳۷ عبداللہ بن الاعور المازنی [2]

الاعشی شاعر۔ ابن ابی حاتم [3] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کے والد کا نام اعور بتایا ہے اور دوبارہ ان کا نام ''عبد اللہ'' لکھا ہے۔ مرزبانی لکھتے ہیں: اعور کا نام رؤیہ بن قراد بن غضبان بن حبیب بن سفیان بن مکرز ہے.... کنیت ابوشعیثہ تھی، آمدی نے بھی ان کا یہی نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: محدثین ''المازنی'' کہتے ہیں، جبکہ یہ حرمازی ہیں۔ بنی مازن میں اعشی کوئی نہیں۔ عبد اللہ بن احمد نے ''زیادات مسند'' میں بطریق عوف بن کھمس بن حسن، بواسطہ صدقہ بن طیسلہ ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے معن بن ثعلبہ مازنی اور قبیلے نے بیان کیا، سب کہتے ہیں: ہم سے اعشی نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو یہ اشعار سنائے: ع

''اے لوگوں کے مالک اور سارے عرب کے دیانتدار، مجھے ایک تکلیف پہنچی ہے''۔

اسی میں ان کی اہلیہ کا اور اس کے بھاگنے کا واقعہ ہے۔ اشعار میں ان کا ایک مصرعہ ہے: ''غالب آنے والوں میں یہ عورتیں سب سے بری غالب ہیں''۔ فرماتے ہیں: نبی ﷺ بھی دہراتے ہوئے فرمانے لگے: ''غالب آنے والوں میں یہ سب سے بری ہیں''۔ نضلہ بن طریق کے حالات میں دوسری سند سے تذکرہ ہوگا۔ اس میں اعشی کا نام عبد اللہ بن اعور حرمازی بتایا گیا ہے۔ مرزبانی کا گمان ہے، ان اشعار کے قائل یہی اعشی ہیں: ع

''حکم بن المنذر بن جارود بزرگی کی قناتیں تجھ پہ تنی ہوئی ہیں۔ تو سخی، سخی قابل تعریف کا بیٹا ہے۔ سخاوت والے گھر میں اور سخاوت میں تو پروان چڑھا ہے۔ اور عود کی شاخ عود کی جڑ میں ہی اگتی ہے''۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ خلافت بنی مروان تک زندہ رہے ہوں۔

۴۵۳۸ عبداللہ بن اقرم [4]

ابن زید الخزاعی۔ ابوسعید، بقول امام بخاری، اور ابوحاتم: [5] صحابی ہیں۔ امام احمد، نسائی، اور ترمذی بطریق داؤد بن قیس، بواسطہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن اقرم خزاعی وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نمرہ کے ایک میدان میں تھا، ہمارے پاس سے ایک قافلہ گزرا تو انہوں نے وہیں پڑاؤ کر لیا۔ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: تم ادھر ہی ٹھہرو میں ذرا

---

[1] الدر المنثور (٢٦٤/٣) كنز العمال (٣٦٩٩٩) (٤٥٩٨٥) الطبقات (٣٨٥/٥) اسد الغابہ (٥٥٢/٢)

[2] اسد الغابہ (٢٨/٦) تجريد (٢٩٧/١) [3] الجرح والتعديل (٧/٥)

[4] اسد الغابہ (٢٨١٧) تجريد (٢٩٧/١) [5] الجرح والتعديل (١/٥)

ان لوگوں سے مل آؤں۔ آپ ان کے قریب پہنچے، میں بھی ساتھ ہولیا۔ وہاں رسول اللہ ﷺ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو میں آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگتا۔[1] بغوی کی کتاب میں ان کی ایک اور حدیث بھی ہے۔

۴۵۳۹ عبداللہ بن اکیمہ اللیثی سلیم میں ذکر ہوا ہے۔

۴۵۴۰ عبداللہ بن ابی اُمامہ الحارثی

۴۵۴۱ عبداللہ بن ام حرام وہی ابی بن عمرو۔ کنیتوں میں ذکر ہونا ہے۔

۴۵۴۲ عبداللہ بن ام مکتوم ابن عمرو میں تذکرہ ہونا ہے۔

۴۵۴۳ عبداللہ بن امیّہ[2] بن عرفطہ۔ اہل بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ حافظ ضیاء کا قول ہے۔

۴۵۴۴ عبداللہ بن امیّہ[3] بن زید انصاری۔ عدوی نے بحوالہ ابن القداح شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں۔

۴۵۴۵ عبداللہ بن ابی اُمیّہ[4]

نام حذیفہ تھا۔ بقول بعض: سہل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی، نبی ﷺ کے برادر نسبتی اور آپ کی پھوپھی عاتکہ کے بیٹے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ صحیحین[5] میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو وہاں ایک ہیجڑا میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا: ''کل اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طائف پر فتح دی تو غیلان کی بیٹی کی ضرور کوشش کرنا....''۔ (حدیث) ایک اور صحیح حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے، انہوں نے خواجہ ابوطالب سے کہا تھا: کیا آپ کو عبدالمطلب کے دین سے رغبت ہے..... حدیث جو ابوطالب کی وفات کے واقعہ میں ہے۔ ابن ابی الزناد بحوالہ عبداللہ بن ابی امیہ روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے صرف ایک ہی کپڑا اپنے جسم سے لپیٹا ہوا تھا۔[6] بغوی نے اسے نقل کیا ہے، اس میں وہم ہے۔ کیونکہ ابوموسیٰ و ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی امیہ غزوۂ طائف میں شہید ہوئے۔ پھر سابقہ روایت میں عروہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے انہوں نے بتایا حالانکہ عروہ کی پیدائش تو نبی ﷺ کی وفات کے مدت بعد ہوئی۔ شاید سند یوں تھی: عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ

---

[1] ترمذی کتاب ابواب الصلاۃ باب ما جاء فی التجافی فی السجود (۲۷٤) نسائی کتاب التطبیق (۱۱۰۷) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ (۸۸۱) مسند احمد (۳۵/٤)

[2] تجرید (۲۹۷/۱) [3] ایضًا [4] اسد الغابہ (۲۸۱۸) استیعاب (۱٤۸۲) تجرید (۲۹۷/۱)

[5] بخاری کتاب النکاح (۵۲۳۵) مسلم کتاب السلام (۵٦۵٤) کتاب اللباس (۵۸۸۷)

[6] مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی ثوب واحد و صفۃ لبسہ (۱۱۵۵)

سے مروی ہے اور روایت میں دادا کے نسب سے ذکر ہوا، یا جن سے عروہ نے روایت کی ہے وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے عبداللہ نامی کوئی اور بھائی ہوں۔

المتفق میں خطیب نے یہی روش اختیار کی ہے۔ پھر مجھے اخیر قول کی تائید بھی مل گئی۔ وہ یہ کہ ابن عیینہ ولید بن کثیر سے وہ وہب بن کیسان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو فرماتے سنا: واقعۂ حرہ کے بعد جب مسلم بن عقبہ مدینہ میں لوگوں سے بیعت کرنے آیا، بنی سلمہ اس کے پاس آئے ہوئے تھے، اس نے کہا: جب تک جابر نہیں آ لیتے، میں تم لوگوں سے بیعت نہیں کرنے کا۔ فرماتے ہیں: میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مشورہ لینے گیا، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے تو یہ گمراہی کی بیعت لگتی ہے، جبکہ میں نے اپنے بھائی عبداللہ کو اس سے بیعت کرنے کا کہہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں آیا اور اس سے بیعت کی۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ درست عبارت یوں ہے: میں نے اپنے بھتیجے کو حکم دیا۔ اسی جانب ابن عبدالبر [1] نے "التمہید" میں میلان ظاہر کیا ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: عبداللہ بن ابی امیہ مسلمانوں کے بڑے سخت مخالف تھے، انہوں نے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

"اور وہ لوگ کہتے ہیں: جب تک تم ہمارے لیے زمین سے بہتا ہوا چشمہ نہیں نکال لیتے تب تک ہم ہرگز تمہاری تصدیق کرنے والے نہیں"۔ [2]

انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عداوت تھی، پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت دی اور فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی۔ چنانچہ ان کی اور ابوسفیان بن حارث کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ کے کسی گوشہ میں ملاقات ہوگئی۔ ابن اسحاق [3] نے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: دونوں نے آنے کی اجازت مانگی، آپ نے منع کر دیا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آپ کا چچا زاد (یعنی ابوسفیان بن حارث) ہے اور ایک آپ کا پھوپھی زاد (یعنی عبداللہ)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں۔ رہا میرا چچا زاد تو اس نے میری آبرو ریزی کی اور جو میرا پھوپھی زاد ہے اس نے مکہ میں جو گل کھلائے سب جانتے ہیں"۔ [4] اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، وہ دونوں آ کر مسلمان ہوگئے۔ پھر فتح مکہ، حنین اور غزوۂ طائف میں شریک ہوئے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے: ابوامیہ بن مغیرہ کو "زاد الرکب" کہا جاتا تھا۔ ان کا بیٹا عبداللہ مسلمانوں کا سخت مخالف تھا۔ پھر ہجرت کر کے چل پڑے، چنانچہ سُقیا اور عرج کے درمیانی مقام پر ان کی اور ابوسفیان بن حارث کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے ان کی کوئی پروانہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا عرض کرنے لگیں: اپنے چچا زاد اور پھوپھی زاد کو اپنے سے محروم رکھ کر سب سے بدبخت نہ بنائیں۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان بن حارث کو طریقہ سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آ کر وہی کہو جو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے کہا تھا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، جس پر زبانِ نبوت نے فرمایا:

((لا تثریب علیکم الیوم)). [5] "آج تم پر کچھ الزام نہیں"۔

---

[1] استیعاب (۳/۵) [2] سورة الاسراء (۹۰) [3] السیرة النبویة (۳٤/٤)

[4] کنز العمال (٤٦٢٨٦) الدر المنثور (۲۳۹/۳) اتحاف السادة (۳۲۹/۹)

[5] المغنی عن حمل الاسفار (۱۷۹/۳)

اوران کی معذرت قبول کر لی۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے، عبداللہ فتح مکہ اور حنین میں شریک ہوئے اور غزوۂ طائف میں شہادت پائی۔
پھر ابن الاثیر[1] کی کتاب میں لکھا ہے، مسلم[2] نے اپنی سند سے بواسطہ ہشام بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ عبداللہ بن ابی امیہ روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو ایک کپڑے میں ملبوس ہو کر نماز پڑھتے دیکھا۔ (حدیث) لکھتے ہیں: یہی الفاظ ابن ابی الزناد نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عروہ نقل کیے ہیں جو غلط ہے۔

میں کہتا ہوں: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں یہ روایت سرے سے موجود نہیں۔ لگتا ہے یہ ابوعمر کا قول ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عروہ سے مروی ہے، جسے وہ یہ سمجھے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ انہوں نے صحیح میں اس کا ذکر کیا ہے، جبکہ ایسا نہیں، مذکورہ حدیث بغوی کی کتاب میں بطریق ابن ابی الزناد بواسطہ ان کے والد، عروہ سے بحوالہ عبداللہ بن ابی امیہ اور بواسطہ ان کے والد عروہ سے بحوالہ عمر بن ام سلمہ رضی اللہ عنہا مروی ہے۔

۴۵۴۶ عبداللہ بن ابی امیّہ

سابقہ شخصیت کے بھائی۔ خطیب نے "المتفق" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: کئی اہل علم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان کے علاوہ ہیں جو طائف میں شہید ہوئے۔ پھر بطریق سلیمان بن داؤد بحوالہ عروہ ایک حدیث نقل کی۔ پھر خطیب بطریق بغوی منداً ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ محمد بن عمر نے فرمایا: جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو عبداللہ بن امیہ کی عمر آٹھ سال تھی۔ خطیب فرماتے ہیں: علماء نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ نامی ایک اور بھائی ہونے کا انکار کیا ہے۔ خطیب نے نسب کا علم رکھنے والوں کے حوالہ سے اسی کو راجح قرار دیا ہے، جنہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۴۵۴۷ عبداللہ بن ابی امیّہ[3]

ابن وہب اسدی۔ حلیف ہونے کی وجہ سے ہیں۔ واقدی[4] کا بیان ہے: حنین میں شہید ہوئے، جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۴۵۴۸ عبداللہ بن انس[5]

ابوفاطمہ ازدی۔ بقول بعض اسدی۔ بغوی اور باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ایک روایت نقل کی ہے۔ کسی میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ ابوعمر[6] فرماتے ہیں: ان سے زہرہ بن معبد روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس بارے میں ابن فتحون نے تنبیہ کی ہے۔

۴۵۴۹ عبداللہ بن انیس[7]

بقول بعض: ابن انس اسلمی ہزال کے حالات میں ابن مندہ کی کتاب سے ان کا ذکر ملتا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جن کے

---

[1] اسد الغابہ (۵۵۲/۲، ۵۵۳) [2] مسلم کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی ثوب واحد و صفۃ لبسہ (۱۱۵۵)
[3] اسد الغابہ (۲۸۹) تجرید (۲۹۸/۱) [4] المغازی (۷۰۰/۲) [5] اسد الغابہ (۲۸۲۰) استیعاب (۱۴۸۳) تجرید (۲۹۸/۱)
[6] استیعاب (۶/۳) [7] اسد الغابہ (۲۸۲۱) تجرید (۲۹۸/۱)

رجم سے ماعز رضی اللہ عنہ کی جان نکلی تھی۔ ابو موسیٰ نے انہیں جھنی کہنے کا جواز پیش کیا ہے، جو بعید ہے۔

۴۵۵۰ عبداللہ بن اُنیس سلمی

امام واقدی نے جنگ یمامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن نصر مروزی ''قیام اللیل'' میں روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن اُنیس سلمی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے لیلۃ القدر میں ایک خواب نظر آیا جو میں بھول گیا ہوں''۔ [1] (حدیث)

اسناد میں محمد بن حسن مخزومی ہے جو ایک ضعیف راوی ہے۔ مجھے لگتا ہے ''سلمی'' کہنے میں ان سے وہم ہوا ہے حالانکہ یہ جہنی ہیں۔ ان کے طریق سے مشہور حدیث مسلم وغیرہ نے بروایت ابو النضر ان کی سند سے نقل کی ہے۔ واقدی ہی کا بیان ہے کہ جس نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہا کہ ''انہیں ان کے فاخرانہ لباس اور تکبر نے غزوہ میں شرکت سے روک لیا ہے''۔ وہ یہی عبداللہ بن انیس تھے۔ اور صحیح میں جو ہے کہ بنی سلمہ کے ایک صاحب کہنے لگے، معلوم ہوا وہ یہی ہیں۔

۴۵۵۱ عبداللہ بن اُنَیس

ابن المُنتفِق بن عامر العامری۔ عبداللہ بن عامر میں تذکرہ ہوگا۔

۴۵۵۲ عبداللہ بن اُنیس الجُھَنیّ [2]

ابو یحییٰ مدنی، انصار میں سے بنی سلمہ کے حلیف۔ بقول ابن کلبی اور واقدی: قضاعہ کی شاخ میں سے بُرَک بن وبرہ کی اولاد سے ہیں۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: ان کے دادا کا نام اسعد بن حرام بن حبیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تیم ہے۔ بُرَک کی اولاد جہینہ میں شامل ہوگئی تھی، اسی بنا پر انہیں جہنی، قضاعی، انصاری اور سَلَمی کہا جاتا ہے۔

روایت حدیث:

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے ان کی اولاد میں سے عطیہ، عمرو، ضمرہ، عبداللہ اور جابر بن عبداللہ انصاری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بنی سلمہ کے بت توڑنے والوں میں سے ایک یہ بھی تھے۔ المزی نے تہذیب میں بحوالہ ابن یونس نقل کیا ہے کہ ان کی تاریخ وفات انہوں نے اسی (۸۰ھ) لکھی ہے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے کسی نے لکھا ہے کہ اس سال کی جن کی تاریخ وفات تاریخ ابن یونس میں لکھی ہے، ان کا ذکر عبداللہ بن انیس کے دو عنوانات کے بعد ہے۔ لگتا ہے المزی کے سامنے عنوانات سوانح گڈمڈ ہوگئے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ سے یہ صراحت ملتی ہے کہ ان کا انتقال ابو قتادہ کے بعد ہوا ہے۔ پھر خالدہ بنت عبداللہ بن انیس کی روایت نقل کی ہے کہ ام البنین بنت ابی قتادہ اپنے والد کی وفات کے تقریباً نصف ماہ بعد عبداللہ بن انیس کے ہاں تشریف لائیں، اس وقت وہ بیمار تھے۔ یہ کہنے لگیں: چچا جان! میرے ابا سے میرا اسلام کہہ دیجئے گا۔ بقول ابن اسحاق: بیعت عقبہ اور بعد کی مہمات میں شریک رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خالد بن نبیح عنبری کی طرف تنہا بھیجا تھا جسے انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ (ابوداؤد وغیرہ)

---

[1] مسند احمد (۶۰/۳) کنز العمال (۲٤۰۵٦) [2] اسد الغابہ (۲۸۲۲) استیعاب (۱٤۸۵) تجرید (۲۹۸/۱)

ابن یونس کا قول ہے: دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے، مصر میں گئے اور پھر وہاں سے افریقا گئے۔

میں کہتا ہوں: حدیث جابر امام احمد کی کتاب میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: مجھے قصاص کی حدیث پہنچی اور اس کے صحابی مصر میں تھے تو میں ایک ماہ کا سفر کر کے ان کے پاس پہنچا.... پھر اس کا ذکر کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کی کتاب العلم میں روایت کرتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ ایک ماہ کا سفر کر کے عبداللہ بن انیس کے پاس پہنچے، اور کتاب التوحید میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے، پھر حدیث کا ایک گوشہ ذکر کیا۔ ابوداؤد اور ترمذی عیسیٰ ابن عبداللہ بن انیس انصاری کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز ایک برتن منگوایا پھر فرمانے لگے: اسے منہ لگا کر پانی پی لو.... (حدیث) علی بن مدینی اور خلیفہ وغیرہ نے ان میں اور جہنی میں فرق کیا ہے۔ بغوی اور ابن السکن وغیرہ نے جزم واعتماد سے لکھا ہے: دونوں ایک ہیں، یہی راجح ہے کہ یہ جہنی ہو کر بنی سلمہ کے حلیف ہیں۔ عبدالرزاق کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لٹکے ہوئے مشکیزہ کی طرف بڑھے اور اس سے منہ لگا کر پانی پیا۔ [1] اس وجہ سے ابوبکر بن علی نے ابوموسیٰ کی بحوالہ جہنی والی روایت میں ان کا الگ ذکر کیا ہے اور دیگر حضرات نے دونوں کو ایک لکھا ہے کہ یہ زہری ہیں جو جہینہ کا ایک بطن ہے۔ انہیں بنی زہرہ کہا جاتا ہے۔ اسی پر ابوالفضل بن طاہر نے اعتماد کیا ہے۔ مذکورہ حدیث طبرانی نے جہنی کے حالات میں نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۴۵۵۳ عبداللہ بن اُنَیس انصاری [2]

یا زہری۔ سابقہ شخصیت کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، بقول بعض: عبداللہ بن اُنیس دو ہیں۔

۴۵۵۴ عبداللہ بن اوس بن قیظی [3]

ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ انصاری اوسی۔ بقول طبری: اُحد [4] میں شریک ہوئے، ان کے والد اویس کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۵۵۵ عبداللہ بن اوس بن حذیفہ الثقفی

باوردی ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ یہ اس وفد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، پھر مدینہ میں ان کے فروکش ہونے کی حدیث ذکر کی۔ یہی روایت ابوخالد احمر نے اور ابوداؤد و ابن ماجہ نے ان کے طریق سے نقل کی ہے۔ ابن فتحون کا میلان بھی اس طرف ہے کہ عبداللہ بھی اس وفد میں تھے۔ واللہ اعلم۔

۴۵۵۶ عبداللہ بن اوس [5]

ابن وقش۔ بقول بعض: عبداللہ بن عتیق، یا احق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق [6] نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عبدربہ بن حق تھا، عبداللہ بن حق میں تذکرہ ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۵۵/۲) [2] اسد الغابہ (ت۔۲۸۲۳) تجرید اسماء الصحابہ (۲۹۸/۱) [3] اسد الغابہ (۲۸۲۶)

[4] اسد الغابہ (۱۸/٤) [5] اسد الغابہ (۲۸۲۷) استیعاب (۱٤۸٦) [6] السیرة النبویة (۲۱۵/٤)

ابن سعد [1] فرماتے ہیں: ان کا نام عبدالعزی تھا، آپ علیہ السلام نے نام تبدیل کر دیا تھا۔ ابن شاہین کی روایت ہے جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس عبدالعزی بن بدر بن زید بن معاویہ اپنے ماں شریک بھائی (جو ان کے چچازاد بھی تھے، جنہیں ابومسروعہ کہا جاتا تھا) کے ساتھ آئے، نبی ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: عبدالعزیٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم عبداللہ ہو۔ پھر ان سے فرمایا: کس قبیلے سے ہو؟ عرض کی: بنی غیّان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تم لوگ بنی رَشدان ہو۔ ان لوگوں کی وادی کا نام ''غوی'' تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام بھی تبدیل کر کے ''راشد'' رکھا۔ اور ابوسروعہ سے فرمایا: ''ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن سے محفوظ رکھا جائے گا''۔ پھر فتح مکہ کے موقعہ پر عبداللہ بن بدر کو دو جھنڈے عطا کیے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ اُحد میں بھی شریک ہوئے تھے، نبی ﷺ نے انہیں جگہ نامزد کی، مدینہ میں سب سے پہلے مسجد کا نقشہ انہوں نے بنایا۔ ابن سعد [2] کا بیان ہے: خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر جہینہ کا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا، اور قبیلہ جبال جہینہ سے فروکش ہوا۔

۴۵۶۰ عبداللہ بن بدر [3] (دوسرے)

بغوی اور طبرانی نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق لکھا ہے۔ ابن السکن لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں۔ ابن ابی شیبہ مطین اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ ابوجویریہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن بدر کو فرماتے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی میں (مانی گئی نذر) نذر نہیں ہے''۔ [4] یہ دوسرے ہیں۔

۴۵۶۱ عبداللہ بن بدیل [5]

ابن ورقاء الخزاعی۔ ان کے والد اور نسب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ طبری وغیرہ کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہوئے اور حنین، طائف اور تبوک میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے: وہ اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن یمن کی جانب رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے، پھر بعد میں دونوں بھائی صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاون بنے اور اسی میں شہید ہوئے۔ عبداللہ پیادہ فوج کی کمان کر رہے تھے (یہ جانباز روبرو کسی سے نہ مارا گیا بلکہ ان پر پتھراؤ کیا گیا جس کے نتیجہ میں جان کی بازی ہار بیٹھے)۔

ابن اسحاق ''کتاب الفردوس'' میں یسار بن عوف کی روایت نقل کرتے ہیں، جب عبداللہ بن عمر کوفہ آئے تو میں اور عبداللہ ابن بدیل ان سے ملنے آئے۔ عبداللہ، عبیداللہ سے کہنے لگے: عبیداللہ! اس فتنے سے بچو، اس میں اپنا خون نہ بہاؤ۔ انہوں نے فرمایا: تم بھی اللہ سے ڈرو! یہ بولے: میں تو اپنے مظلوم بھائی کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ جس پر عبیداللہ بولے: میں بھی مظلوم خلیفہ کے خون

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۳۲۷/۷) [2] الطبقات (۶۸/٤) [3] اسد الغابہ (۲۸۳۱) تجرید (۲۹۹/۱)

[4] مسلم کتاب النذر (۱٦٤۱) ابوداؤد کتاب الأیمان والنذور (۳۳۱٦) ترمذی کتاب السیر (۱۵٦۸)
نسائی کتاب الایمان (۳۸۵۸) ابن ماجہ کتاب الکفارات (۲۱۲٤) مجمع الزوائد (۱۸۸/٤) کنز العمال (۱۵۰۵٤)
جامع المسانید (۳۲۸/۷)

[5] اسد الغابہ (۲۸۳۲) تجرید (۲۹۹/۱)

۴۵۵۷ عبداللہ بن ابی اوفی [1]

نام علقمہ بن خالد بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ھوازن بن اسلم اسلمی ابومعاویہ بقول بعض ابوابراہیم تھا۔ اسی پہ بخاری کا اعتماد ہے۔ ایک قول ہے: ابومحمد، خود اور والد دونوں صحابی ہیں۔ حضرت عبداللہ حدیبیہ میں شریک ہوئے اور مشہور احادیث کی روایت کی ہے۔ چھیاسی یا ستاسی (۸۷/۸۶ھ) کو فہ فروکش ہوئے۔ ابونعیم نے امام بخاری کی روایت کے مطابق ستاسی (۸۷ھ) کو ہی معتبر کہا ہے۔ کوفہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ بقول بعض: اَسّی (۸۰ھ) میں فوت ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [2] کی روایت ہے کہ یزید بحوالہ اسمٰعیل روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کے کندھے پہ تلوار کے زخم کا نشان دیکھا تو وہ فرمانے لگے: یہ زخم مجھے غزوۂ حنین میں آیا تھا۔ میں نے تعجب سے پوچھا: کیا آپ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے تھے؟ فرمانے لگے: ہاں۔ بعض نے کچھ اور نقل کیا ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ابواسحاق شیبانی، حکم بن عیینہ، سلمہ بن کہیل ابراہیم سلسکی، عمرو بن مرّہ اور شعثاء کوفیہ شامل ہیں۔ یہ روایت اعمش کی ہے۔ صحیح بخاری میں شعبہ سے بواسطہ عمرو بن مرہ مروی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے سنا جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے تھے۔ صحیح میں ان سے مروی ہے، فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں چھ (۶) جنگیں لڑیں، ہم لوگ ٹڈیاں [3] کھاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے، سات (۷) غزوات کیے۔ سفیان اور عطاء (یعنی ابن السائب) فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو اس وقت دیکھا جب ان کی نظر چلی گئی تھی۔

۴۵۵۸ عبداللہ بن بحینہ

ابن مالک میں تذکرہ ہوگا۔

۴۵۵۹ عبداللہ بن بدر [4]

ابن بعجہ بن معاویہ بن خَشّان .... جُھنی بعجہ کے والد۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم [5] اور ابن حبان [6] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن السکن اور طبرانی بعجہ بن عبداللہ سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: "آج عاشوراء کا دن ہے، لہٰذا یہ روزہ رکھا کرو"۔ [7] اس کی سند صحیح ہے۔ دار قطنی نے "الالزامات" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کی ایک اور حدیث بروایت معاذ بن عبداللہ جھنی بحوالہ عبداللہ بن بدر جھنی سرقہ (چوری) میں ذکر کی ہے۔ بغوی نے وہ حدیث درج تو کی لیکن بعجہ کے والد کے علاوہ الگ عنوان میں ذکر کی ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۲۸) تجرید (۲۹۹/۱) [2] مسند احمد (۳۵۵/٤)

[3] بخاری کتاب الذبائح والصید باب اکل الجراد (٥٤٩٥) مسلم کتاب الذبائح باب اباحۃ الجراد (٥٢)
ترمذی کتاب الاطعمۃ (۱۸۲۱) نسائی کتاب الصید باب الجراد (٤٣٦٧ - ٤٣٦٨)

[4] اسد الغابہ (۲۸۳۰) استیعاب (۱٤۸۸) تجرید (۲۹۹/۱) [5] الجرح والتعدیل (١٤/٥) [6] الثقات (۲۳۹/۳)

[7] مسند احمد (٤٦٧/٦) مجمع الزوائد (٥١٢٥) المصنف لعبدالرزاق (٧٨٣٤) الکامل فی الضعفاء (٥٣٣) جامع المسانید (٧/ ٣٢٧)

کا بدلہ طلب کرتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے: پھر میں نے دونوں کو جنگِ صفین میں چراغِ زندگی گل کیے ہوئے دیکھا۔ دونوں کی لاشوں کے درمیان بس صف جتنی دوری تھی۔ نصر بن مزاحم کی کتاب صفین میں ان کی سند سے بحوالہ زید بن وہب مروی ہے کہ عبداللہ بن بدیل صفین میں کھڑے ہو کر خطاب کرنے لگے کہ معاویہ خلیفۂ وقت سے لڑ رہے ہیں اور لشکروں اور دیہاتیوں کو تمہارے خلاف لے آئے ہیں، اللہ کی قسم! تم لوگ ہی حق پر ہو۔ سو مردانہ وار لڑ کر ان کا رُخ موڑ دو۔ اور بطریق شعبی منقول ہے کہ عبداللہ بن بدیل نے دو زرہیں زیبِ تن اور ہاتھوں میں دو تلواریں تھام رکھی تھیں۔ اہل شام پہ حملہ کرتے ہوئے یہ اشعار دہرا رہے تھے: ؏

''اب تو بس صبر و توکل ہی باقی بچا ہے یا پھر صف اوّل میں لڑنے والوں کی طرف چل کر لپکنا، اونٹ جیسے گھاٹ کے حوضوں کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے''۔ [1]

عبدالرزاق بحوالہ معمر و زہری سے نقل کرتے ہیں: جب فتنہ برپا ہوا تو لوگوں میں سے پانچ آدمی انتہائی چالاک اور زیرک تھے۔ قریش میں سے امیر معاویہ اور عمرو، ثقیف میں سے مغیرہ، انصار میں سے قیس بن سعد اور مہاجرین میں سے عبداللہ بن بدیل بن ورقاء۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں مغیرہ بن شعبہ کے حالات میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ابونعیم نے کمال کر دیا، وہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن بدیل دورِ فاروقی میں بچے تھے۔ اور جب ان کی شہادت ہوئی تو چوبیس (۲۴) سال کی عمر تھی۔

ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کے بارے میں لکھا ہے: صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں ان کی شہادت ہوئی۔ بقول بعض: جنگ جمل میں شہادت پائی۔ زہری کا انہیں مہاجرین میں سے بتانا ان تمام اقوال کی تردید کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: راویوں میں عبداللہ بن بدیل خزاعی بعد کے دور کے ہیں جو زہری، عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں، وہ ان کے پوتے یا بھانجے ہیں، ان سے ابو عامر عقدی، ابوداؤد طیالسی اور زید بن حباب وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

۴۵۶۲ عبداللہ بن بدیل [3]

دوسرے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [4] موزوں پر مسح کرنے کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۴۵۶۳ عبداللہ بن براء الداری [5]

ان کا نام طیب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھ دیا۔ ابوعلی غسانی نے ابوعمر کی کتاب کے استدراک میں ابن اسحاق [6] کی مرسل روایت سے ان کا ذکر کیا ہے۔

نوٹ: ہمارے پاس الاصابہ کے دونوں نسخوں میں یہ نام ''عبداللہ بن براء الداری'' ہی لکھا ہے جبکہ اسد الغابہ میں ان کا نام ''عبداللہ بن بر'' لکھا ہے، جو زیادہ صحیح ہے، کیونکہ اگلا عنوان ''عبداللہ بن براء'' ہے۔

۴۵۶۴ عبداللہ بن براء [7]

ابوہند الداری۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔ شاید یہ پہلے والے ہوں۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۵۸/۲) [2] الثقات (۱۲/۵) [3] اسد الغابہ (۲۸۳۳) تجرید (۲۹۹/۱)

[4] اسد الغابہ (۵۵۸/۲) [5] تجرید (۲۹۹/۱) [6] السیرۃ النبویۃ (۲۷۴/۳)

[7] اسد الغابہ (۲۸۳۵) تجرید (۳۰۰/۱)

۴۵۶۵ عبداللہ بن بریر [1] (تصغیر ہے)

ابن ربیعہ۔ ان سے ابوعبدالرحمٰن الحبلی روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن یونس نے ان کے صحابی ہونے یا ملاقات کی کوئی دلیل نہیں ذکر کی ہے۔

۴۵۶۶ عبداللہ بن بُسر [2] المازنی

ابوبسر الحِمْصیؒ۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ: ابوصفوان سُلَمی مازنی۔ مازن بن منصور جو بنی سلیم کے بھائی ہیں، ان کی اولاد سے۔ بقول بعض: مازنِ انصار سے ہیں، یہی ابن حبان کا قول ہے، جو ابن مندہ کی طرز کے مطابق ہے۔ کیونکہ انہوں نے انہیں سلمی مازنی کہا ہے۔ ابن الاثیر [3] نے یہ ان کا عیب شمار کیا ہے، حالانکہ وہ ان کی مراد نہیں سمجھے۔ بلکہ ایک شخص کے لیے بنی سُلَیم اور بنی مازن کی طرف نسبت کو بعید سمجھا ہے۔ شاید ابن مندہ نے انصار کے بنی سلمہ کی طرف نسبت کے لیے سین کا زبر ذکر کیا ہو، لیکن اس کی بھی تردید ہوتی ہے کہ انصار کے بنی مازن کا بنی سلمہ سے تعلق نہیں۔ انہیں ان کے والدین اور ان کے دونوں بھائیوں عطیہ اور صماء کو شرف صحابیت [4] حاصل ہے۔

روایت حدیث:

نبی ﷺ سے، اپنے والد اور اپنے بھائی سے بقول بعض اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوزاہریہ، خالد بن معدان، صفوان بن عمرو، حریز بن عثمان، حسن بن ایوب اور حکم بن ولید وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

شام میں بقول بعض: شام کے حمص میں اٹھاسی (۸۸ھ) چورانوے (۹۴) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ شام میں فوت ہونے والے آخری صحابی یہی ہیں۔ ابوالقاسم بن سعد کا قول ہے: چھیانوے (۹۶ھ) سو برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابونعیم نے ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں وہی روایت نقل کی ہے، جو امام بخاری نے تاریخ صغیر میں عبداللہ بن بسر کے حوالہ سے لکھی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: یہ لڑکا ایک صدی [5] زندہ رہے گا۔ چنانچہ وہ ایک سو سال زندہ رہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں لکھتے ہیں: علی بن عبداللہ نے فرمایا، میں نے سفیان سے سنا کہ میں نے احوص سے پوچھا: کیا ابوامامہ تمہارے ہاں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں؟ انہوں نے کہا: ان کے بعد عبداللہ بن بسر فوت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ہے، حریز بن عثمان کہتے ہیں، میں نے عبداللہ بن بسر سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کے زیر لب (داڑھی بچہ میں) چند بال سفید تھے۔ سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بطریق سلیم بن عامر بحوالہ عبداللہ بن بسر مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ ﷺ مکھن اور کھجور بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ نسائی میں بطریق صفوان بن عمرو بحوالہ عبداللہ بن بسر مروی ہے کہ میرے والد میری والدہ سے فرمانے لگے:

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۳٦) تجرید (۳۰۰/۱) [2] اسد الغابہ (۲۸۳۷) استیعاب (۱٤۹۰) تجرید

[3] اسد الغابہ ۸۰/۳) [4] جامع المسانید (۳۲۹/۷)

[5] المستدرک (الحدیث : ٤/٥۰۰) کنز العمال (حدیث: ۳۳٥۹٥) دلائل النبوۃ للبیہقی (٥۰۳/٦)

اگر تم رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا پکا دیتیں تو کیا اچھا ہوتا۔ (حدیث) یہ روایت امام مسلم اور تینوں (ترمذی، ابوداوٗد، نسائی) نے بطریق یزید بن خمیر رحبی بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے، ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ [1] ان کی ان کے پاس اس کے علاوہ بھی حدیث ہے، میں بس اسی قدر پر اکتفا کرتا جو کسی بھی صاحب عنوان شخصیت کے ساتھ اس کے صحابی ہونے یا اس کی کوئی فضیلت بتانے سے تعلق رکھتی ہو۔

۴۵۵۷ عبداللہ بن بسر نصری [2]

بقول ابوزرعہ دمشقی: صحابی ہیں۔ طبرانی نے وہم سے انہیں مازنی کے ساتھ رَلا ملا دیا ہے۔ بنو مازن، بنی نصر کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: خصوصاً جب وہ انصار کے مازن سے ہوں۔ ابن ابی عاصم، ابوزرعہ طبرانی اور تمام اپنے فوائد میں بطریق اوزاعی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ میں کسی غزوہ کے لیے جا رہا تھا، عبدالواحد بن عبداللہ بن بسر اس وقت حمص کے گورنر تھے، مجھ سے کہنے لگے: ابوعمرو! تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جس سے تمہیں خوشی ہو؟ میں نے کہا: ضرور، کیوں نہیں۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحن میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ شگفتہ روئی سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی زبان پہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد تھا۔ ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کی: صرف آپ ﷺ کی اپنی قوم کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ اپنی گناہگار اور گناہوں کے بوجھ تلے دبنے والی اُمت کے لئے''۔ [3] ادھر ابن جوصا [4] نے مازنی اور نصری میں تفریق کی ہے، لکھا ہے کہ نصری دمشقی اور مازنی حمصی ہیں۔ اسی طرح دار قطنی الصوری، خطیب، ابن عبدالبر [5] اور ابن عساکر نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۵۶۸ عبداللہ بن بشر الحمصی

بغوی نے معجم الصحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن حمزہ بحوالہ ابوعبیدہ حمصی ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک مہم پہ روانہ فرمایا، انہیں سیاہ عمامہ باندھا اور اس کا شملہ ان کی پیٹھ پہ موڑ دیا یا ان کے کندھے پہ ڈال دیا اور فرمانے لگے: ''تیروں اور عربی لباس کو نہ چھوڑنا انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں شہروں میں فتح دے گا''۔

بغوی فرماتے ہیں: مجھے نہیں لگتا کہ یہ صحابی ہیں اور بطریق علی بن ہاشم بحوالہ ابوراشد الحبیر انی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ نے مجھے سیاہ عمامہ باندھا جس کا شملہ میرے کندھوں پہ تھا۔ پھر اسی مفہوم کی حدیث نقل کی۔ بغوی فرماتے ہیں: اس سند میں اشعث وہی ابوالربیع السمان ہے وہ ایسا ضعیف راوی ہے جس کی روایت باطل ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کی یہ روایت پہلے سے زیادہ مناسب تھی۔ لیکن میں نے احتمال کی وجہ سے ذکر کر دی ہے۔

---

[1] ترمذی، کتاب الدعوات، باب دعا الضیف ۳۵۷۶ [2] اسد الغابہ (۲۸۳۸) استیعاب (۱۴۹۱) تجرید (۱/۳۰۰)
[3] مختصر تاریخ دمشق (۳۱۳/۷) کنز العمال (۳۹۷۵۳) جامع المسانید (۳۴۰/۷)
[4] الاکمال (۲۶۰/۱) [5] استیعاب (۱۱/۳)

۴۵۶۹ عبداللہ بن ابی بکر [1]

بن ربیعہ السعدی۔ بقول بعض: عبیداللہ بن ربیعہ بن مسروح، یہ ابوعلی بن السکن کی روایت ہے۔ اغفل "مسروح" کی جگہ "مشروف" لکھتے ہیں۔ یہ ابن ابی حاتم [2] کا قول ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابویعلی اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہمیں ام الہیثم بنت عبدالرحمٰن بن فضالہ سعدیہ نے بتایا، ان کا گمان ہے کہ ان کی دادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ ہے، کہ مجھ سے میرے والد فضالہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد عبداللہ بن ابی بکر بن ربیعہ نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ عامر بن طفیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: عامر بن طفیل! اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے......(حدیث) ایسا ہی حسن بن سفیان نے اپنی سند میں بحوالہ ام الہیثم نقل کیا ہے۔ یہی حدیث ابن مندہ نے ان کے حوالہ سے دوسری سند سے نقل کی ہے۔ اس میں ان کا نام غیثہ بتایا ہے۔ اور ابن السکن نے یہی نام اور ان کے دادا کا نام عبداللہ بن ربیعہ بن مسروح بتایا ہے۔ طبرانی نے ان کا نسب یوں لکھا ہے: فضالہ بن معاویہ بن ربیعہ جشمی۔ اس اختلاف کو یوں سمیٹنا ممکن ہے کہ لفظ عبداللہ طبرانی کی روایت سے چھوٹ گیا جیسے لفظ ابوبکر ابن السکن وغیرہ کی روایت سے رہ گیا۔ ابوبکر کا نام معاویہ ہو۔ ابن فتحون نے ابوعمر کی کتاب پر اپنے استدراک میں یہ حدیث نقل کی ہے جو معاویہ کے حالات میں ہے۔ ان کا اعتماد بھی اسی روایت پر ہے۔ چونکہ حدیث ایک ہی شخص سے مروی ہے، اس لیے استدراک کی چنداں ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

۴۵۷۰ عبداللہ بن ابی بکر الصدیق [3]

عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان، حضرت اسماء بنت ابی بکر کے سگے بھائی۔ ابن حبان نے "الصحابہ" میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اپنے والد سے پہلے فوت ہوئے۔ صحیح بخاری میں ہجرت کے واقعہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ فرماتی ہیں: عبداللہ ابن ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کی اطلاعات پہنچاتے، اس وقت نوجوان سمجھدار تھے۔ رات ان کے ہاں گزارتے اور سحری کے وقت وہاں سے نکلتے، صبح قریش کے ساتھ ہوتی۔

طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: عبداللہ بن اریقط دئلی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ وصولی کے بعد جب واپس آئے تو عبداللہ بن ابی بکر الصدیق کو ان کے والد کی مدینہ پہنچ جانے کی اطلاع دی۔ تو عبداللہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال لے کر روانہ ہوئے، ان کے ساتھ طلحہ بن عبیداللہ بن تھے، یہاں تک کہ مدینہ جا پہنچے۔

ابوعمر [5] فرماتے ہیں: میں نے نہیں سنا کہ وہ سوائے فتح مکہ، حنین اور طائف کے کسی غزوے میں شریک ہوئے ہوں۔ کیونکہ اصحاب مغازی کا بیان ہے، انہیں ایک تیر لگا تھا جس سے زخم آیا۔ بعد میں وہی زخم مندمل ہو چکنے کے بعد بہہ پڑا جس کی وجہ سے اپنے والد کی خلافت میں ہی شوال گیارہ (۱۱ھ) میں وفات پا گئے۔

حاکم کی روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ تم نے عبداللہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۴۰) تجرید (۱/۳۰۰) [2] الجرح والتعدیل (۵/۱۸)

[3] اسد الغابہ (۲۸۴۱) استیعاب (۱۴۹۴) تجرید (۱/۳۰۰) [4] الثقات (۳/۲۱۰) [5] استیعاب (۳/۱۱)

ابن ابی بکر کو زندہ دفن کر دیا ہے؟ تو انہوں نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اعوذ باللہ کہو۔ بعد میں ثقیف کا وفد آیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے پوچھا: تم لوگ اس تیر کو پہچانتے ہو؟ تو سعید بن عبید نے کہا: میں نے ہی وہ تیر گھڑا تھا، اس کے پر لگائے اور میں نے ہی وہ تیر چلایا تھا۔ جس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: ''الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کو تمہارے ہاتھ سے عزت بخشی اور تمہیں اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا''۔

حاکم فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چالیس روز بعد ان کا انتقال ہوا۔ راویوں میں ''ہیثم بن عدی'' نکما راوی ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے انتقال کے وقت حضرت عمر، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے، انہیں شہداءِ طائف میں شمار کیا جاتا ہے۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: غزوۂ طائف میں ان کے پتھر لگ گیا تھا جس سے شہید ہوئے۔ حضرت عاتکہ سے شادی ہوئی، جنہیں بہت محبوب رکھتے تھے جس کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں سے غفلت ہونے لگی۔ تو والد نے کہا: طلاق دے دو۔ تو یہ طلاق دے بیٹھے۔ پھر ندامت ہوئی تو فراق میں یہ اشعار کہے: ع

''عاتکہ جب تک صبح ہوتی رہے گی اور آسمان پر ستارے حلقہ بنائے چمکتے رہیں گے میں تمہیں نہیں بھولوں گا۔
اس کے اچھے اخلاق اور مضبوط رائے تھی اور زندگی میں سیدھی روش اور سچائی والی تھی۔ میں نے اپنے جیسے کسی شخص کو اس جیسی کسی عورت کو طلاق دیتے نہیں دیکھا اور نہ کوئی عورت اس جیسی ایسی دیکھی ہے جسے بلاوجہ طلاق دے دی گئی ہو''۔

اُن کے ان کے متعلق اور بھی اشعار ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان پر ترس آ گیا، آپ نے اہلیہ سے رجوع کا حکم دے دیا۔ چنانچہ انہوں نے رجوع کر لیا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو وہ انہی کے عقد میں تھیں۔ ان کا مرثیہ بھی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ [1] اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکر کی شادی عاتکہ بنت زید، سعید بن زید کی ہمشیرہ سے ہوئی۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت ان سے فرمایا: تمہارے لئے میرے گھر کی چار دیواری ہے، میرے بعد تم شادی نہ کرنا تو انہوں نے ان کی بات مان لی۔ جب ان کی عدت پوری ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیامِ نکاح بھیجا، پھر اُن کی شادی کرانے کا واقعہ نقل کیا۔ کسی اور کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس بات پر ڈانٹا۔ ابن اسحاق مغازی میں بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو یمنی چادروں میں کفن دیا گیا پھر وہ اتاری گئیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے لگی تھیں اس لیے عبداللہ نے وہ دونوں چادریں سنبھال لیں تاکہ انہیں کفنائی جائیں۔ بعد میں خود ہی کہنے لگے: میں نے بھلا وہ چیز کیوں روک رکھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ممنوع قرار دی۔ چنانچہ انہیں صدقہ کر دیا۔ یہی روایت امام بخاری رحمہ اللہ نے دوسری سند سے اور مستدرک میں حاکم اور امام احمد مسند عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک حدیث کے ضمن میں نقل کرتے ہیں جس میں ہشام سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن نے فرمایا، بغوی فرماتے ہیں: صحیح عبداللہ ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی ایک اور مسند حدیث مجھے ملی ہے جو بغوی نے نقل کی ہے، اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ ہشام فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن نے فرمایا، بغوی فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ مسند روایت معلوم نہیں۔ اور اس کی مسند

[1] التاریخ الکبیر (۲/۳)

میں ضعف اور ارسال ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے باوجود حاکم نے اسے نقل کیا ہے۔ دار قطنی کا قول ہے: عبداللہ بن ابی بکر سے ایک حدیث منداً مروی ہے جس کی سند میں تامل ہے اور جسے عثمان بن ہیثم المؤذن کمزور راویوں سے نقل کرنے میں منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث کو میں نے "الخصال المکفرۃ" میں درج کر کے اس کے تمام طرق جمع کر دیئے ہیں۔ الحمدللہ!

۴۵۷۱ عبداللہ بن التیہان ابوالھیثم

المصنف لعبدالرزاق کی کتاب الزکاۃ میں ان کا نام آتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کے حالات بیان ہوں گے۔

۴۵۷۲ عبداللہ بن ثابت

ابن عتیک الازدی۔ ابوعبید کا بیان ہے: یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۵۷۳ عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ انصاری

ذوالشہادتین کے بھائی۔ خندق میں شریک ہوئے۔ مدینہ میں ان کی اولاد ہے۔ عدوی فرماتے ہیں: طبری نے ان کے بھائی خزیمہ کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۵۷۴ عبداللہ بن ثابت بن قیس [1]

ابن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف انصاری اوسی۔ بقول بعض: ظفری ابوالربیع۔ عہد نبوی میں فوت ہوئے، جس کا بیان جابر بن عتیک کے حالات میں ہو چکا ہے۔ واقدی اور ابن کلبی کا قول ہے: یہ عبداللہ بن عبداللہ بن ثابت ہیں یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔

ابن کلبی کا بیان ہے، نبی ﷺ نے انہیں اپنی قمیص [2] میں دفن کیا اور ان کے والد خلافتِ فاروقی تک حیات رہے۔ دونوں باپ بیٹا غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ یہی قول طبری اور ابن السکن وغیرہ کا ہے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ خزیمہ بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۴۵۷۵ عبداللہ بن ثابت انصاری [3]

بقول ابن حبان: [4] صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث صحیح ثابت نہیں۔ امام احمد [5] بطریق جابر جعفی بواسطہ ثقفی بحوالہ عبداللہ بن ثابت انصاری روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: میں اپنے بنی قریظہ کے ایک بھائی کے پاس سے گزرا، جس نے مجھے تورات کی چند اہم باتیں لکھ دی ہیں۔ کیا وہ میں آپ کو نہ سناؤں؟ تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ غصے سے سرخ ہو گیا۔ (حدیث) اس کی ایک سند، جابر بحوالہ شعبی بھی ہے پہلی زیادہ راجح ہے۔

---

[1] تجرید (۱/۳۰۰) [2] اسد الغابہ (۲/۵٦۱) [3] اسد الغابہ (۲۸٤۳)

[4] الثقات (۳/۲٤۲) [5] مسند احمد (۳/٤۷۰) (٤/۲٦٥)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجالد، شعبی سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک تحریر لائے'' لیکن یہ سند صحیح نہیں۔ بغوی نے یہ حدیث گزشتہ شخصیت عبداللہ بن ثابت بن قیس کی قرار دی ہے، جو غلط ہے۔ مجھے ان کی ایک اور حدیث بھی مل گئی ہے جو عبدالرحمٰن بن عبد ربہ انصاری کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگی۔

۴۵۷۶ عبداللہ بن ثابت انصاری [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم۔ بقول بعض: یہ وہی سابقہ والے ہیں۔ ابن ابی حاتم [2] اور ابن مندہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ ایک قول ہے کہ ابواسید ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے: ''زیتون کا تیل کھایا کرو اور لگایا کرو''۔ ابن ابی حاتم کے الفاظ ہیں: ابواُسید۔ بعض شک کی بنا پر ابواَسید یا ابواُسِید کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم، ان سے یہ حدیث مروی ہے: ''زیتون کا تیل کھایا کرو اور لگایا کرو''۔ [3]

ابن صاعد نے بطریق جابر جعفی بواسطہ ابوالطفیل بحوالہ عبداللہ بن ثابت انصاری روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کو بلوایا اور فرمانے لگے: اپنے سروں پہ یہ تیل لگاؤ تو انہوں نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا، آپ نے لٹھ اٹھا کر ان کی پٹائی شروع کر دی اور فرمانے لگے: کم بختو! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (پسندیدہ) تیل سے اعراض کرتے ہو؟ ابونعیم اور ابوعمر کا دعویٰ ہے یہ سابقہ والی شخصیت ہیں۔ ابن الاثیر [4] نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۵۷۷ عبداللہ بن ثعلبہ [5]

ابن خزیمہ انصاری۔ نسب ان کے بھائی بحاث بن ثعلبہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان [6] بھی انہیں بدری صحابی لکھتے ہیں۔

۴۵۷۸ عبداللہ بن ثعلبہ [7]

ابن صُعَیر العدوی۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد رکھی ہیں۔ صحابی ہیں۔ ابن حبان [8] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن السکن: بعض لوگوں کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ ان کے علاوہ کا کہنا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر اور چہرہ پر دستِ شفقت پھیرا تھا اور انہیں دعا دی تھی، ایسا ہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ ایک قول ہے: ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے، اور بقول بعض: ہجرت کے بعد ولادت ہوئی۔

روایتِ حدیث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی حدیث

---

[1] اسد الغابہ (۲۸٤٤) تجرید (۱/۳۰۰) [2] الجرح والتعدیل (۵/۲۰)

[3] ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اکل الزیت (۱۸۵۱، ۱۸۵۲) ابن ماجه کتاب الاطعمة (۳۳۲۰)
مسند احمد (۳/٤۹۷) المعجم الکبیر (٤۹۷) المستدرک (۲/۳۹۸) کنز العمال (۲۸۲۹۷) الدر المنثور (۵/۵۰)

[4] اسد الغابہ (۳/۸۳) [5] تجرید (۱/۳۰۱) [6] الثقات (۳/۲۲۹) [7] اسد الغابہ (۲۸٤۷) استیعاب (۱٤۹٦) [8] الثقات (۳/۲٤٦)

صدقۃ الفطر کے بارے میں ہے، یعنی جسے دارقطنی نے نقل کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے، درست یہی ہے کہ مرسل ہے، کسی روایت میں ان کے سماع کی صراحت نہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [1] یہ اختلاف بھی نقل کرتے ہیں آیا انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی روایت کی ہے یا بواسطہ اپنے والد بحوالہ نبی کریم ﷺ روایت کی ہے؟ ابوحاتم [2] کا قول ہے: بچپن میں نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند سے نقل کرتے ہیں کہ ابن شہاب سے مروی ہے وہ ان کے ماموں تھے جن سے "علم الانساب" حاصل کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کوئی فقہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے مجھے سعید بن المسیب کے پاس جانے کا حکم دیا۔ اسی طرح اپنے والد، حضرت عمر، علی، سعد وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، اوران سے زہری اوران کے بھائی عبداللہ بن مسلم اور سعد بن ابراہیم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ستاسی یا نواسی (۸۹/۸۷ھ) میں تراسی (۸۳) بقول بعض نوے (۹۰) برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ میں نے یہاں ان کے نسب میں اختلاف کی بنا پر ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۴۵۷۹ عبداللہ بن ثعلبہ

ابوامامہ الحارثی۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ تذکرہ ہونا ہے۔ بغوی بحوالہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ان کا نام عبداللہ ہے، جبکہ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ایاس ہے۔

۴۵۸۰ (ز) عبداللہ بن ثور

ابن معاویہ البکائی۔ بقول بعض: صحابی ہیں، یہ میں نے اسد الغابہ کے حاشیہ میں مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے۔ ان کے بھائی معاویہ بن ثور کا تذکرہ ہونا ہے۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: یہ عبداللہ مشہور شاعر ہو گزرے ہیں۔ پھر ان کا وہ شعر پڑھا جس میں ہشام بن مغیرہ کا مرثیہ کہا ہے۔ جو ابوجہل کا باپ تھا: ع

> "جب کوئی سال کثرت والا ہوتا ہے جس میں ہانڈی کا میل ہو، تو مجھے اس کی دیگیں ایسی لگتی ہیں جیسے بغیر چارے کے کھڑے ہونے والے گھوڑے ہوتے ہیں۔ اب قافلے کا کون محافظ ہوگا جب وہ رات کے وقت آنے سے ڈریں گے اور گھر ایسے ہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور ہشام نہیں ہوگا"۔

اگر مغلطائی کی بات ثابت ہو جائے تو لگتا ہے انہوں نے لمبی عمر پائی ہے، ان کے بھائی معاویہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ انہیں عمر طویل ملی تھی۔

۴۵۸۱ (ز) عبداللہ بن ثور

ابن غوث کے فرد۔ سیف نے فتوح میں کسی جگہ ان کا ذکر کیا ہے کہ فتنہ ارتداد کی سرکوبی میں امیر مقرر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا: "جو عرب تمہاری بات مانیں انہیں اپنے ساتھ ملا لو اور اہل تہامہ کے جو لوگ تمہارے فرمانبردار ہیں انہیں بھی یکجا رکھو، یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچے"۔ انہی کا بیان ہے کہ وہ مہاجر بن ابی امیہ کے

---

[1] التاریخ الکبیر (۳۵/۳) [2] الجرح والتعدیل (۱۹/۵)

ساتھ ''جرش'' کے امیر بن کر روانہ ہوئے۔ ہم بارہا ذکر کر چکے ہیں کہ اس دور میں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم امیر بنائے جاتے تھے۔

۴۵۸۲ عبداللہ بن جابر انصاری[1] البیاضی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہی قول ابن حبان[2] کا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، پانی بہا چکے تھے، میں نے عرض کی: السلام علیک یا رسول اللہ...... (حدیث) جو سورۂ فاتحہ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔ طبرانی اور ابن ابی عاصم[3] بطریق عبداللہ بن ابی سفیان مدنی وہ بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے صحابیٔ رسول عبداللہ بن جابر بیاض کو نماز میں ایک بازو پہ دوسرا بازو رکھے ہوئے دیکھا۔ ابن السکن نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے اس میں ہے ان کے دادا یعنی عقبہ بن ابی عائشہ سے مروی ہے پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ طبرانی نے بھی ان کے دادا کا نام عبداللہ بن ابی سفیان بتایا ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: عبداللہ بن جابر سے اس کے علاوہ کوئی حدیث منقول نہیں۔

۴۵۸۳ عبداللہ بن جابر العبدی[4]

وفدِ عبدالقیس کے ایک فرد ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ[5] صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں اس وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ بقول بغوی: بصرہ کے رہائشی تھے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث ان کے والد جابر کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ عبداللہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ بعد میں جنگ جمل میں شمولیت کی۔ جابر ہی کے سوانح میں حسن سے ان کی روایت گزر چکی ہے۔ ابن مندہ نے ''عبدالرحمٰن'' نامی لوگوں میں ان کا اعادہ کیا ہے، پھر ان کی حدیث بطریق ابوحاتم رازی، علی بن المدینی، حارث بن مرہ، قیس العبدی، ان کے سلسلۂ سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن جابر العبدی نقل کی ہے۔ پھر وہ حدیث اور واقعہ ذکر کیا۔ عبادلہ (عبداللہ نام) میں ان کا ذکر بروایت ابومسعود رازی بواسطہ علی بن المدینی اسی سند سے ہے۔ فرماتے ہیں: ''عبداللہ بن جابر سے مروی ہے'' یہی محفوظ ہے۔ ایسا ہی بطریق شریح بن یونس اور محمد بن یحییٰ بن ابی سمیہ بن حارث روایت کی ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حارث نقل کی ہے، اس بارے میں ابن مندہ کے وہم کی طرف ابونعیم نے اشارہ کر دیا ہے، فرماتے ہیں: علی بن المدینی نے یہ حدیث دو مقام پہ بیان کی ہے، درست ''عبداللہ'' ہے (نہ کہ عبدالرحمٰن)۔ جیسا انہوں نے فرمایا بظاہر یہی صورتحال ہے، لیکن اس کی گنجائش بھی ہے کہ ایک واقعہ دو بھائیوں کے ساتھ پیش آیا ہو، اگر یہ روایت محفوظ ہو تو تب۔ کیونکہ دونوں انہی کی روایتیں ہیں جو علی بن المدینی سے مروی ہیں، جو اکابر تابعین میں سے ہیں۔

۴۵۸۴ عبداللہ بن جبیر[6]

ابن نعمان انصاری۔ خوات بن جبیر کے بھائی ان کا نسب ان کے بھائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۵۱) استیعاب (۱۴۹۸) تجرید (۳۰۱/۱) [2] الثقات (۲۳۲/۳) [3] الآحاد والمثانی (۲۵۴/۴)

[4] اسد الغابہ (۲۸۵۲) استیعاب (۱۴۹۹) تجرید (۳۰۱/۱) [5] بخاری کتاب الاشربہ باب ترخیص النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۵۵۹۴)

[6] مسند احمد (۴۴۶/۵) [7] اسد الغابہ (۲۸۵۵) استیعاب (۱۵۰۱) تجرید (۳۰۱/۱)

کا قول ہے، ان کی حدیث اہل مدینہ سے مروی ہے، بیعت عقبہ اور بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ اس روز تیر اندازوں کے امیر مقرر تھے۔ صحیح بخاری میں حدیث براء بن عازب میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں ہے جب مشرکین کو شکست ہوئی تو تیر اندازوں کی جماعت مالِ غنیمت جمع کرنے اتر پڑی، عبداللہ بن جبیر نے انہیں روکا بھی لیکن وہ انہیں تنہا چھوڑ کر چل پڑے۔

۴۵۸۵ عبداللہ بن جحش [1]

ابن ریاب بن یعمر اسدی۔ بنی عبد شمس کے حلیف، سبقت کرنے والوں میں سے ایک۔ بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ ابن اسحاق [3] فرماتے ہیں: حبشہ ہجرت کی اور بدر میں شریک ہوئے۔ بغوی کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن جحش اور عاصم ابن ثابت میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے بطریق زیاد بن علاقہ مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پہ روانہ فرمایا: ''میں تمہارا امیر ایسا شخص مقرر کروں گا جو تم سب سے زیادہ بھوک پیاس برداشت کر سکتا ہے''۔ [4] تو آپ علیہ السلام نے عبداللہ بن جحش کو ہمارا امیر مقرر کیا۔ وہ اسلام میں پہلے امیر بنے تھے۔ سراج بطریق زرّ بن حبیش روایت کرتے ہیں سب سے پہلے اسلام میں عبداللہ بن جحش کے لیے جھنڈا باندھا گیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عروہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو نخلستان کی طرف روانہ کیا، پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ طبرانی کی روایت ہے کہ جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو ایک مہم پہ روانہ فرمایا، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن ابی حاتم [5] کا قول ہے: صحابی ہیں، اُحد کے روز اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا کی چنانچہ اسی میں شہید ہوئے۔ ان سے سعد بن ابی وقاص اور سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں۔

بغوی کی روایت ہے کہ اُحد کے روز عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا: آؤ ہم مل کر دعا نہ کریں؟ فرماتے ہیں: ہم ایک طرف علیحدہ ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی:

> ''اے میرے رب! کل جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو میرے سامنے ان کا بہادر آدمی پیش کیجئے گا جس سے میں آپ کی رضا کی خاطر لڑوں، پھر مجھے اس کے مقابلہ میں فتح دینا تاکہ میں اسے قتل کر ڈالوں اور اس کا سَلَب لے لوں''۔

تو عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ پھر عبداللہ نے یہ دعا کی:

> ''اے اللہ! کل بہادر آدمی سے میرا مقابلہ کرانا، جس سے میں آپ کی رضا کی خاطر لڑوں، پھر وہ مجھ پہ قابو پا کر میری ناک اور کان کاٹ ڈالے، جب میں آپ کے سامنے پیش ہوں تو عرض کروں میرا یہ حال آپ کی راہ اور آپ کے رسول ﷺ کی اتباع میں ہوا ہے۔ آپ فرمائیں: تم نے سچ کہا''۔

حضرت سعد فرماتے ہیں:

> ''عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ میں نے خود دن کے آخری پہر انہیں دیکھا کہ ان کی ناک اور کان

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۵۶) استیعاب (۱۵۰۲) تجرید (۳۰۲/۱) [2] الثقات (۲۴۲/۳)
[3] السیرۃ النبویۃ (۲۵۶/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۴۲/۲) [5] الجرح والتعدیل (۲۸/۵)

دھاگے میں لٹک رہے تھے"۔ [1]

ابن شاہین کی روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن جحش کو فرماتے سنا، پھر اس کا مفہوم ذکر کیا۔ ابن المبارک نے یہ روایت "الجهاد" میں مرسلاً نقل کی ہے۔ زبیر کا قول ہے: انہیں "المجدّع فی اللہ" (اللہ کی راہ میں نکلا) کہا جاتا تھا۔ احد کے دن ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی تو نبی ﷺ نے ان کی طرف فوراً وہ شاخ پھینک دی جو آپ کے ہاتھ میں تھی چنانچہ ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی تلوار بن گئی وہ اسے "عرجون" (شاخ) ہی کہتے تھے۔ فرماتے ہیں: یہ تلوار باقی رہی یہاں تک کہ بغاء ترکی سے دوسو دینار میں فروخت ہوئی"۔ زکریا ساجی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدیق اکبر، عمر اور عبداللہ بن جحش سے بدر کے قیدیوں کے بارے مشورہ طلب کیا، پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی۔ انہیں شہید کرنے والا شخص ابوالحکم بن اخنس بن شریق تھا۔ یہ اور حضرت حمزہ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ شہادت کے وقت چالیس سال سے زائد کا سن تھا۔

۴۵۸۶ (ز) عبداللہ بن جحش

یہ دوسرے ہیں۔ ایک ضعیف حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے بارے بتایا جاتا ہے کہ نابینا تھے۔ جبکہ سابقہ شخصیت نابینی نہ تھی، ابن کلبی اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ ان کے اور عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

"ماسوائے معذورین کے بیٹھنے والے مومن (جہاد میں نکلے ہوؤں) کے برابر نہیں"۔ [2]

صحیح میں اس طرح ہے کہ یہ آیت ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی، جسے ثعلبی نے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی فضیلت کا ذکر کیا تو عبداللہ بن ام مکتوم اور عبداللہ بن جحش (یہ اسدی نہیں) جو دونوں نابینے تھے آ کر کہنے لگے: ہمارا حال آپ کو معلوم ہے کیا ہمارے لئے کوئی رخصت ہے؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۵۸۷ عبداللہ بن الجدّ [3]

ابن قیس انصاری۔ ابن اسحاق [4] نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن حبان [5] صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۴۵۸۸ عبداللہ بن ابی الجدعاء التمیمی [6]

بقول بعض: الکنانی، ایک قول ہے: العبدی۔ امام بخاری صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ امام ترمذی اور امام احمد رحمہما اللہ بطریق عبداللہ بن شقیق بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

"میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت کی وجہ سے ضرور بالضرور بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے"۔ [7]

---

[1] مجمع الزوائد (۳۰۱/۹) جامع المسانید (۳۷۴/۷) اسد الغابہ (۵۶۵/۲) [2] سورۃ النساء (٦٥)

[3] اسد الغابہ (۲۸۵۷) استیعاب (۱۵۰۳) تجرید (۳۰۲/۱) [4] السیرۃ النبویۃ (۲۵۷/۲)

[5] الثقات (۲۳۷/۳) [6] اسد الغابہ (۲۸۵۸) استیعاب (۱۵۰٤) تجرید (۳۰۲/۱)

[7] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع (۲٤۳۸) ابن ماجہ کتاب الزهد باب ذکر الشفاعۃ (٤۳/٦)
مسند احمد (٤۷۰/۳) (۳٦٦/٥) سنن الدارمی کتاب الرقائق باب قوم النبی ﷺ یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل ..... (۳۲۸/۲)

ترمذی نے اسے صحیح لکھا ہے اور فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف انہی سے مروی ہے: ''جب میں نبی تھا'' والی حدیث میں عبداللہ بن شقیق کے بارے میں اختلاف ہے آیا یہ حدیث عبداللہ بن ابی الجدعاء سے مروی ہے یا وہ میسرہ الفجر ہیں؟ بعض کا کہنا ہے: وہی ہیں، جبکہ بعض کا یہ بھی گمان ہے کہ عبداللہ بن ابی الجدعاء وہی عبداللہ بن ابی الحمساء ہیں۔ حالانکہ صحیح یہ ہے وہ اور ہیں۔

۴۵۸۹ (ز) عبداللہ بن جُدعان

طبرانی [1] کی ''الاوسط'' میں ان کا ذکر ملتا ہے جو بطریق ابن ابی امیہ بن یعلی جو ایک ضعیف راوی ہے، نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جدعان سے فرمایا:

''جب تم جوتا خریدو تو اچھی طرح کا خریدو اور جب کپڑا خریدو تو اچھا خریدو اور جب سواری خریدو تو اچھی طرح چھانٹ کر خریدو اور جب تمہارے پاس کسی قوم کی معزز عورت ہو تو اسے عزت سے رکھو''۔

فرماتے ہیں: یہ حدیث نافع سے صرف ابوامیہ نے روایت کی ہے۔ اس میں حاتم بن اسمٰعیل منفرد ہے، رہے عبداللہ بن جدعان تمیمی جو علی بن زید بن جدعان کے دادا ہیں، وہ قرشی مشہور ہیں۔ ان کے دادا کا نام عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ عمرو بن کعب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسب مل جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے فوت ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں ابن جدعان کی حویلی میں ایک دعوت میں شریک ہوا تھا''۔ امیہ بن ابی الصلت نے مشہور اشعار میں ان کی مدح کی تھی، اور جب وہ فوت ہوئے تو ان کا مرثیہ کہا تھا۔ ابوالفرج اصبہانی نے تفصیل سے ان کے حالات قلمبند کیے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں پوچھا اور ان کی سخاوت کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس نے کسی دِن یہ نہیں کہا: اے میرے رب! قیامت کے روز میری خطائیں معاف کرنا''۔

۴۵۹۰ عبداللہ بن جراد [2]

ابن المنتفق بن عامر بن عقیل العامری العقیلی۔ ابن ماکولا [3] نے ان کا نسب بیان کیا۔ یعلی بن الاشدق کا قول ہے مجھ سے میرے چچا عبداللہ بن جراد بن معاویہ بن فرج بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل نے حدیث بیان کی۔ امام بخاری، ابن حبان [4] اور ابن ماکولا نے ''عبداللہ بن جراد'' کہا کہ انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل طائف میں شمار ہوتے ہیں۔ یعقوب بن سفیان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یعلی بن الاشدق جو ایک ضعیف راوی ہے، وہ ابوقتادہ شامی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [5] انہیں ثقہ لکھتے ہیں، امام بخاری ان میں اور ابوقتادہ الحرانی میں جو ایک ضعیف راوی ہیں، فرق کرتے ہیں۔ پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے احمد بن حارث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوقتادہ جو شامی ہیں نہ کہ حرانی بیان کیا، یہ ایک سو چونسٹھ (۱۶۴ھ) میں فوت ہونے والے دوسرے صاحب ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن جراد نے بتایا کہ بنی مرینہ کا ایک شخص میرے ساتھ ہولیا پھر وہ میرے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، وہ

---

[1] الاوسط (۸۲۹۱) [2] اسد الغابہ (۲۸۵۹) استیعاب (۱۵۰۵) تجرید (۳۰۲/۱)

[3] الاکمال (۱۵۳/۱) [4] الثقات (۲۴۴/۳) [5] الثقات (۲۴۴/۲)

کہنے لگا: اللہ کے رسول! میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، سب سے بہترین نام کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین نام حارث اور ہمام ہیں، لیکن عبداللہ اور عبدالرحمٰن کیا ہی اچھے نام ہیں..... (حدیث) [1] اس کی سند میں تامل ہے۔

العلل میں ابن المدینی کا قول ہے: عبداللہ بن جراد کی یہ حدیث "نبی ﷺ نے ہمیں جامع مسجد میں چادر اوڑھ کر نماز پڑھائی" شامی حدیث ہے، جس کی سند مجہول ہے۔ ابن حبان سے نادانستہ طور پر غلطی ہوئی، انہوں نے ان کی تاریخ وفات ایک سو چونسٹھ (۱۶۴ھ) لکھ دی، جس کی بنا پر ان کے صحابی ہونے کے بارے میں اعتراض کر دیا۔ لگتا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے انہیں شبہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تو ابوقتادہ راوی کی تاریخ وفات بتانے کا تھا جو عبداللہ بن جراد سے روایت کرتے ہیں، تاکہ ان میں اور حرانی میں فرق کر سکیں۔ عبداللہ بن جراد کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے اور جس کا بغوی کی طرح یہ گمان ہے کہ ان سے یعلی بن الاشدق روایت کرنے میں منفرد ہے اسے وہم ہوا ہے۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طرز اس کا مقتضی ہے کہ ان عبداللہ بن جراد میں جنہیں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا اور اُن عبداللہ بن جراد میں فرق ہے جن سے یعلی بن الاشدق روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر صحابہ میں شمار کیا ہے اور فرماتے ہیں: عبداللہ بن جراد کمزور اور حدیثیں یاد نہ رکھنے والا شخص ہے، اس کی حدیث ثابت نہیں۔

۴۵۹۱ عبداللہ بن جراد سابقہ شخصیت میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۵۹۲ عبداللہ بن جزء [2]

ابن انس بن عامر السلمی۔ بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک حدیث [3] کی روایت کی ہے۔ ان کے چچا رزین بن انس سلمی کے حالات میں ان کی حدیث کا ذکر ہوا ہے۔

۴۵۹۳ عبداللہ بن جعفر

ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ ابومحمد اور ابوجعفر زیادہ مشہور کنیتیں ہیں۔ مرزبانی کا بیان ہے ان کی کنیت ابوہاشم تھی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس خَثْعَمِيَّہ تھا، جو میمونہ بنت حارث کی ماں شریک بہن تھیں۔ جب ان کے والدین حبشہ مہاجر ہوئے تو وہاں ان کی ولادت ہوئی۔ مسلمانوں کے ہاں یہ پہلے پیدا ہونے والے بچے تھے۔ نبی ﷺ سے احادیث بھی سنی ہیں، چنانچہ آپ نے اپنے والدین، اپنے چچا حضرت علی اور حضرت ابوبکر، عثمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ان کے بیٹوں اسمٰعیل، اسحاق [4] اور معاویہ، ابوجعفر، قاسم بن محمد، عروہ اور شعبی نے روایت کی ہے۔ محمد بن عائذ، محمد بن شعیب، عثمان بن عطاء، بحوالہ اپنے والد، عکرمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، حضرت جعفر بن ابی طالب حبشہ روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس بھی تھیں، جہاں عبداللہ اور محمد کی ولادت ہوئی۔ مصعب کا قول ہے: نجاشی کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا، جسے حضرت اسماء نے مکمل مدت تک دودھ پلایا۔ جب حضرت جعفر کشتی میں سوار ہوئے تو اپنی اہلیہ حضرت اسماء

---

[1] تذکرۃ الموضوعات القیسرانی (۴۱۸) [2] اسد الغابہ (۲۸۶۰) تجرید (۳۰۲/۱) [3] اسد الغابہ (۵۶۷/۲)
[4] اسد الغابہ (۲۸۶۲) استیعاب (۱۵۰۶) تجرید (۳۰۲/۱) [5] السیرۃ النبویۃ (۲۵۶/۱)

اور اپنی اولاد کو سوار کیا جن میں عبداللہ، محمد اور عون بھی تھے، یہاں تک کہ مدینہ آ گئے۔ ابن جریج کی روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اے اللہ! جعفر کی اولاد کا وارث بن جا''۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ کھیل رہے ہوتے، جب آپ ﷺ وہاں سے گزرتے تو مجھے اٹھا کر اپنے آگے سوار کر لیتے۔ امام احمد وغیرہ نے یہ روایت قوی سند سے نقل کی ہے، عبیداللہ بن عباس کے حالات میں اس کا ذکر ہوگا۔ بطریق محمد بن ابی ایوب بحوالہ عبداللہ بن جعفر مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں غزوۂ موتہ کا واقعہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہا عبداللہ تو شکل و شباہت اور اخلاق میں مجھ جیسا ہے''۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر فرمایا: ''اے اللہ! جعفر کی اہل و اولاد کا وارث بن جا اور عبداللہ کے کاروبار میں برکت عطا فرما''۔ آپ ﷺ نے یہ دعا تین بار دہرائی۔ اسی میں ہے: ''میں دنیا و آخرت میں ان کا والی و ذمہ دار ہوں''۔ [1]

بغوی عمرو بن حریث کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ کا گزر عبداللہ بن جعفر کے پاس سے ہوا تو وہ بچوں سے بیعت کر کے انہیں ہاتھ پہ ہاتھ مار رہے تھے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی بیعت میں برکت دے'' یا فرمایا: ''اس کے کاروبار میں برکت دے''۔

مسلم کی روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے فرمایا: ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا اور مجھ سے ایسی پوشیدہ بات فرمائی جسے میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہ کروں''۔ (حدیث) زبیر بن بکار بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں: حبشہ میں حضرت اسماء کی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے عبداللہ، محمد اور عون اولادیں ہوئیں۔ ابن حبان [2] لکھتے ہیں: انہیں ''قطب السماء'' کہا جاتا تھا، نبی ﷺ کی وفات کے وقت دس سال کے تھے۔ یعقوب بن سفیان کا قول ہے: صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امیروں میں سے ایک تھے۔ ان کی والدہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی تھی اس لیے محمد بن ابی بکر ان کے ماں شریک بھائی تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی جن سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ جود و سخا میں ان کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ عام الحجاف میں سن اسی (۸۰ھ) میں فوت ہوئے۔ حجاف مکہ کی وادی میں ایک سیلاب آیا تھا جو حاجیوں اور اونٹوں کو بہا لے گیا، اور انہی پر ساز و سامان تھا۔ ابان بن عثمان، جو ان دنوں عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے، نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہی مشہور ہے۔ جبکہ امام واقدی کا قول ہے: نوے (۹۰ھ) میں فوت ہوئے، عمر نوے (۹۰) سال تھی۔ ایسا ہی ابوجعفر طبری کے ''ذیل الذیل'' میں لکھا دیکھا ہے۔ مدائنی فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر کا انتقال چوراسی یا پچاسی (۸۴/۸۵ھ) میں اسی (۸۰) سال کی عمر میں ہوا۔

میں کہتا ہوں: یہ بھی غلط ہے۔ خلیفہ کا قول ہے: بیاسی (۸۲ھ)، بقول بعض: چوراسی (۸۴ھ) میں وفات پائی۔ ابن البرقی اور مصعب فرماتے ہیں: ستاسی (۸۷ھ) میں فوت ہوئے۔ یہ قول ممکن ہے واقدی کے قول کے ساتھ صحیح ہو جائے کہ وفات کے وقت ان کی عمر نوے (۹۰) سال تھی۔ یوں ان کی ولادت ہجرت سے تین سال قبل بنتی ہے۔ بغوی نے عروہ سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر دونوں نے سات برس کی عمر میں نبی ﷺ کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ جبکہ صحیح یہ ہے

---

[1] مسند احمد (۲۰٤/۱) کنز العمال (۳۰۲٤۳) جمع الجوامع (۹۷۷٦) [2] الثقات (۲۳۹/۳)

کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت کے سال ہوئی۔

ابن ابی الدنیا اور خرائطی نے محمد بن سیرین کے حوالہ سے حسن سند کے ذریعہ روایت کی ہے کہ مدینہ کے آس پاس کی آبادی کا ایک چوہدری ان کے پاس آیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میرا کام کرادیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش پہ وہ کام کر دیا، چوہدری نے ان کی طرف چالیس درہم بھیجے۔ آپ نے پوچھا: کس نے بھیجے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: اس چوہدری نے۔ آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ "ہم نیکی بیچتے نہیں"۔ الافراد میں دارقطنی نے محمد بن سیرین کی ہی روایت سے نقل کیا ہے: کسی تاجر نے مدینہ میں شکر لائی، بازار مندا تھا، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنے منشی سے فرمایا کہ یہ شکر خرید کر لوگوں میں بانٹ دی جائے۔

طبری اور بیہقی نے الشعب میں بطریق ابن اسحاق المالکی روایت کی ہے کہ یزید بن معاویہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بہت سامان بطور ہدیہ روانہ کیا، آپ نے وہ سارا مال اہل مدینہ میں تقسیم کر دیا اور اپنے گھر اس کا ایک ماشہ بھی نہیں لے کر گئے، جس کے بارے میں عبداللہ بن قیس رقیات کہتے ہیں: ع

"تم اس معزز ابن جعفر کی طرح ہو، جس نے سمجھا کہ مال فنا ہو جائے گا اور اس کا ذکر خیر باقی رہے گا"۔

ابوزرعہ دمشقی کی روایت ہے، عبداللہ بن جعفر یزید بن معاویہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے لئے دو ہزار دراہم دینے کا حکم دیا۔ شماخ بن ضرار نے ان الفاظ میں عبداللہ بن جعفر کی مدح کی: ع

"ابن جعفر! تم بہترین نوجوان ہو اور رات کے مسافروں کا بہترین ٹھکانہ ہو، کتنے مہمان جورات کا سفر کر کے قبیلے میں پہنچتے ہیں تو انہیں زادِ سفر اور من پسند باتیں مل جاتی ہیں"۔

۴۵۹۴ (ز) عبداللہ بن جمیل

زکوٰۃ کے باب میں صحیحین میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عباس بن عبدالمطلب، خالد بن ولید اور ابن جمیل نے زکوٰۃ وصولی سے منع کر دیا ہے۔ مجھے ان کا نام صرف قاضی حسین کے حاشیے میں ملا ہے۔ رویانی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ دونوں ان کا نام عبداللہ بتاتے ہیں۔ حاء میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عبدالعزیز بن بزیزہ مغزل تمیمی عبدالحق کی شرح الاحکام سے ان کا نام حمید بتایا ہے۔ قاضی حسین کا دعویٰ ہے کہ یہ منافق شخص تھا اور انہی کے بارے یہ آیت نازل ہوئی:

"ان میں سے بعض نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا....."۔ [1]

مشہور یہ ہے کہ یہ آیت ثعلبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مہلب کا بیان ہے کہ پہلے منافق تھے پھر تائب ہو گئے۔

۴۵۹۵ عبداللہ بن جہیم انصاری [2]

ابوجہیم۔ بقول بعض: ابن حارث بن صمہ۔ کسی نے کچھ اور بھی کہا ہے۔ یہی ابن ابی حاتم کا اختیار ہے۔ ابوجہیم کنیتوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ تذکرہ ہوگا۔

---

[1] سورۃ التوبۃ (۷۵) [2] تجرید (۳۰۲/۱)

۴۵۹۶ عبداللہ بن ابی الجہم [1]

ابن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ.... قرشی عدوی۔ بقول ابن سعد: فتح مکہ کے سال اپنے والد کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے، اور شام کے جہاد میں شرکت کی۔ اجنادین [2] کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ یہی قول بغوی اور زبیر بن بکار وغیرہ کا ہے، ابوجہم کا نام عامر تھا کسی نے عبیداللہ کہا ہے۔ عبداللہ، عبیداللہ بن عمر بن خطاب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ تھی۔ لگتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ ابوجہم کے نکاح میں تھیں۔ مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے بنی عدی کی جنگ میں کہے تھے: ع

''ہم نے بنی العجماء اور ان کی سرکشی کو اپنے سے ہٹا دیا، تل والے سرکشوں میں لوٹنے والے سرخ ہوگئے۔ یہ سب کچھ ہم نے اللہ تعالیٰ غالب کی مدد وقوت سے کیا اور جرائم کرنے والے بغاوت کے خلاف مدد ونصرت سے کیا۔ ہم نے انکار کیا اور دشمن کو ظلم کا بدلہ نہیں دیا اور اپنی چراگاہ کی حفاظت تیز تلواروں سے کی''۔

لکھتے ہیں: ان کے بھائی صخر بن ابی الجہم کا ان اشعار کا جواب بھی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوتا ہے، عبداللہ بن ابی الجہم غزوۂ اجنادین کے بعد بھی ایک عرصہ تک زندہ رہے ممکن ہے ان کا ہم نام کوئی بھائی ہو جو اجنادین میں شہید ہوا ہو۔

۴۵۹۷ (ز) عبداللہ بن حاجب

حباب الفزاری کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۵۹۸ عبداللہ بن حارث بن اُسَید

البدری۔ بقول بعض: حضرت ابورفاعہ کا نام ہے۔

۴۵۹۹ عبداللہ بن حارث بن امیّہ [3]

الاصغر بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی۔ انتہائی بڑھاپے کے عالم میں اسلام کا زمانہ پایا۔ پھر خلافتِ معاویہ تک حیات رہے۔ چنانچہ کوکبی کی روایت ہے: عبداللہ بن حارث امیر معاویہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ نے ان سے فرمایا: آپ کا کیا باقی رہ گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیر وشر ختم ہوگیا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: مکہ میں عبد شمس کی حویلی کے وارث عبداللہ بن حارث ہوئے کیونکہ وہ مورثِ اعلیٰ کے سب سے قریبی نسب والے تھے۔ امیر معاویہ جب حج کرنے گئے تو حویلی کو دیکھنے اس میں داخل ہوئے تو عبداللہ ڈھال لے کر انہیں مارنے آئے کہ کیا خلافت کافی نہیں (اس حویلی کی بھی طمع کرتے ہو)؟ تو امیر معاویہ ہنستے ہوئے باہر آگئے۔ یہ ثریا بنت علی بن عبداللہ بن حارث کے دادا ہیں، جس کے بارے عمر بن ابی ربیعہ نے اشعار کہے تھے۔ بقول بعض: اس کا نام ثریا بنت عبداللہ بن محمد ابن عبداللہ بن حارث ہے اور وہ ابوجراب محمد بن عبداللہ عبشمی کی بہن جنہیں داؤد

---

[1] اسد الغابہ (۲۸٦٤) استیعاب (۱۵۰۷) تجرید (۳۰۲/۱) [2] اسد الغابہ (۵۷۰/۲) [3] اسد الغابہ (۲۸٦۸) تجرید (۳۱۳/۱)

ابن علی نے قتل کر دیا تھا۔ یہ سارا بیان شریف مرتضیٰ کا نقل کردہ ہے۔

۴۶۰۰ عبداللہ بن حارث بن جزء [1]

ابن عبداللہ بن معدیکرب بن عمرو بن عَسم (بقول بعض عصم) بن عمرو بن عَوِیج بن عمرو بن زُبَید زُبیدی۔ ابوو داعہ سہمی کے حلیف اور محمیہ بن جزء زبیدی کے بھتیجے۔ بقول امام بخاری: [2] صحابی ہیں اور مصر کے رہائشی ہیں۔ نبی ﷺ سے جو احادیث روایت کی ہیں وہ انھیں یاد ہیں، اہل مصر ان سے روایت کرتے ہیں، ان میں سے آخری یزید بن ابی حبیب ہیں۔ بقول ابن یونس: چھیاسی (۸۶ھ) نابینا ہونے کے بعد فوت ہوئے۔ بقول بعض: پچاسی (۸۵ھ)، ستاسی (۸۷ھ) یا اٹھاسی (۸۸ھ) میں فوت ہوئے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ان کی وفات سفط القدور میں ہوئی۔ طبری کا بیان ہے ان کا نام عاصی تھا۔ آپ ﷺ نے "عبداللہ" رکھا۔ مصر میں صحابہ میں سے فوت ہونے والے آخری شخص ہیں۔ ابن مندہ کو ان کے بارے میں کھلا خبط ہوا ہے، وہ ابن یونس سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ جبکہ یہ بات میرے گمان کے مطابق ان کے چچا مَحمِیَہ بن جزء کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

۴۶۰۱ عبداللہ بن حارث بن ابی ضرار [3]

المصطلقی۔ بقول ابوعمر: [4] بنی مصطلق کا فدیہ دینے نبی ﷺ کے پاس آئے تھے جو اونٹ ان کے ساتھ تھے انھیں راستے میں ہی کہیں غائب کر دیا تھا۔ پھر اسی جیسا واقعہ نقل کیا جو ابن اسحاق کی تخریج سے حارث بن ابی ضرار کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے ضعیف سند سے بحوالہ عبداللہ بن حارث نقل کیا ہے کہ میں اور جویریہ بنت حارث یعنی ان کی بہت قیدیوں میں تھے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعہ ان دونوں کے والد حارث بن ابی ضرار کے ساتھ پیش آیا۔ وہی قیدیوں کی طلب میں آئے تھے۔ ابن ابی حاتم [5] کا بیان ہے کہ یہ ان لوگوں میں تھے جو بنی مصطلق کے روز قید ہوئے تھے۔ جن کے طریق سے ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں۔ وہ عبدالعزیز بن عمران حدیث میں ضعیف قرار دیئے جاتے ہیں۔

۴۶۰۲ عبداللہ بن حارث

ابن اسد بن عدی۔ ابورفاعہ العدوی۔ کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں، ان کا نام ونسب مصعب زبیری نے بیان کیا ہے۔

۴۶۰۳ (ز) عبداللہ بن حارث بن عبدالعزی السعدی

نبی ﷺ کے رضاعی بھائی۔ ان کا ذکر ان کے والد کے حالات میں ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۷۱) استیعاب (۱۵۰۹) تجرید (۳۰۳/۱)

[2] التاریخ الکبیر (٦٤/٤) [3] استیعاب (۲۰/۳) [4] الجرح والتعدیل (۳۰/۵)

[5] اسد الغابہ (۲۸۷٦) استیعاب (۱۵۱٤) تجرید (۳۰۲/۱)

۴۶۰۴ عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب [1]

ابن ہاشم ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ بقول مصعب زبیری: ان کا نام عبدشمس تھا۔ آپ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ انہی کا کہنا ہے کہ عبداللہ کا انتقال مقام صفراء میں ہوا تو نبی ﷺ نے اپنی قمیص میں کفن دے کر ان کی تدفین کی۔ طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر گئے۔ مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ کے ساتھ ایک غزوے میں بھی شرکت کی، مقامِ صفراء میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد [2] نے اور بغوی نے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ الدارقطنی ''کتاب الاخوۃ'' میں لکھتے ہیں: ان کی نہ کوئی نرینہ اولاد ہے اور نہ روایت، ایسا ہی ان سے پہلے ان کے شیخ بغوی کا قول ہے۔

۴۶۰۵ عبداللہ بن حارث بن عمیر [3]

بقول بعض: عویمر انصاری۔ ابوعمر لکھتے ہیں: محمد بن نافع بن عجیر نے ان سے روایت کی ہے۔ اور ابن مندہ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن حارث نے فرمایا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے میری پھوپھی سہیمہ بنت عمرو کے بارے میں جو فیصلہ فرمایا وہ اس سے پہلے کسی مسلمان عورت کے بارے میں نہیں فرمایا''۔

میں کہتا ہوں: اہل نسب نے انہیں انصاری لکھا ہے اور ان کے والد کو صحابہ میں شامل نہیں کیا۔ احتمال ہے ان کے والد حارث بن عمیر اسدی ہوں۔ پھر مجھے خطیب کا حوالہ مل گیا، وہ لکھتے ہیں: عبداللہ بن حارث بن عویمر مزنی، کسی اہل علم نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور بطریق ابن اسحاق ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا سہیمہ بنت عمرو کے بارے میں جو فیصلہ ہے.... پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ ان کی پھوپھی تھیں اور ان کا نسب مزنی ہونا بیان کیا ہے، یہی بہتر ہے۔ ان کے دادا کا نام عمیر بن عویمر لکھا ہے۔ حدیث کے سیاق میں ہے ان کی پھوپھی سہیمہ بنت عمرو تھیں، جس سے ان کے دادا کا نام عمرو معلوم ہوتا ہے۔ الا یہ سہیمہ ان کے والد کی ماں شریک بہن ہو۔

۴۶۰۶ عبداللہ بن حارث بن قیس انصاری

الرِدّہ میں واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں نطاح کے معرکہ میں مرتدوں سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔

۴۶۰۷ عبداللہ بن حارث بن قیس [4]

ابن عدی بن سعید بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ ابن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ان کے نسب میں سُعَیْد (تصغیر سے) نہیں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا وہ کلام ذکر کیا ہے جس میں مسلمانوں کو ہجرتِ حبشہ کی ترغیب دیتے اور

---

[1] الطبقات (۳۳/۲) [2] اسد الغابہ (۲۸۷۸) استیعاب (۱۵۱۶) تجرید (۳۰۴/۱) [3] استیعاب (۲۱/۳)

[4] اسد الغابہ (۲۸۷۹) استیعاب (۱۵۱۷) تجرید (۳۰۴/۱)

وہاں ملنے والے امن وامان کا ذکر کرتے ہیں: ع

''اے سوار! میرا یہ پیام بانگ دہل پہنچا دو کہ جسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور دین کی اُمید ہے ہم نے اللہ کے شہروں کو کشادہ پایا ہے جو ذلت ورسوائی اور کمزوری سے نجات کا ذریعہ ہیں۔ زندگی کی ذلت اور موت کی رسوائی برداشت کرتے ہوئے پے در پے بدامنی میں رہو۔ ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا ہے اور لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چھوڑ دی اور ترازوؤں میں بڑھ گئے''۔

ابن اسحاق اور زبیر بن بکار کا قول ہے: غزوۂ طائف میں شہید ہوئے۔ ابن سعد اور مرزبانی لکھتے ہیں: یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ البتہ انہوں نے ان کی کنیت ابوقیس بتائی ہے، نام نہیں لیا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: ان کا لقب ''مبرق'' ان کے اس شعر کی وجہ سے تھا۔ اگر میں خیرہ چشم نہ ہوں تو پھر مجھے زمین کی فضا والی خشکی ہرگز کفایت نہ کرے اور نہ تری۔ پھر وہ اشعار نقل کیے جو حرف را میں ربیعہ بن لیث کے حالات میں بیان ہو چکے ہیں۔ بلاذری کی کتاب اور ذیل طبرانی میں ہے ان کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ان کے بھائی سائب بن حارث کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۶۰۸ (ز) عبداللہ بن حارث بن کثیر

ابوظبیان الاعرج الغامدی۔ بقول ابن کلبی: نام عبدشمس تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کے موقع پر تبدیل کر دیا تھا۔ انہیں تحریر دی، قادسیہ کے روز اپنی قوم کا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہی کہتے ہیں: ع

''سچی بات ہے میں ابوظبیان ہوں، میں ہی ابوالعفا ہوں اور میرا ماموں لہبہ ہے۔ ثعلبہ میں سے جسے تم جانتے ہو سب سے معزز ہوں جبکہ ذبیان اور بکر ابھی مکتب میں تھے۔ یوم الاحسبہ میں ہم لشکر والے تھے''۔

بقول ابن کلبی: لہبہ سے مراد مالک بن عوف بن قریع بن بکر بن ثعلبہ ہیں جو صاحب شرافت تھے۔

میں کہتا ہوں: انہی عائذ بن مالک کا تذکرہ قسم ثالث میں ہوگا۔

۴۶۰۹ (ز) عبداللہ بن حارث بن خلدہ ثقفی

اموی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان غلاموں کو واپس کرنے کی درخواست کی تھی جو طائف کے روز نکلے تھے۔

۴۶۱۰ عبداللہ بن حارث

ابن معمر بن حبیب قرشی جمحی۔ ابن کلبی نے کتاب المثالب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زنا کی وجہ سے رجم کیا تھا اور ان کا بیٹا رکھ لیا، پھر اس کی شادی کرادی۔

---

❶ السیرة النبویة (۲۵۹/۱) ❷ السیرة النبویة (۲٦۲/۱)

۴۶۱۱ عبداللہ بن حارث بن ہیثہ [1]

ابن حارث بن امیہ انصاری۔ بقول ابن سعد: اُحد میں شریک ہوئے۔ یہی قول بغوی اور طبری کا ہے۔ عدوی فرماتے ہیں: ان کی نرینہ [2] اولاد نہ تھی۔ عنقریب ان کا ذکر ہوگا۔

۴۶۱۲ (ز) عبداللہ بن حارث بن یعمر

عبداللہ بن اَبی مسروح میں ان کا ذکر ہوگا۔

۴۶۱۳ عبداللہ بن حارث باھلی

بقول بعض: ابو مُجِیبَہ کا نام ہے۔

۴۶۱۴ (ز) عبداللہ بن حارث الصدائی

امام طحاوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن حارث صدائی نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اذان دے اقامت کہنے کا حق بھی اسی کو ہے''۔ [3] میں نے اس کتاب کے نسخوں میں ایسا ہی دیکھا ہے۔ مشہور مصریوں کی روایت عبدالرحمٰن بن زیاد سے بحوالہ زیاد بن حارث صدائی ہے۔ واللہ اعلم

۴۶۱۵ (ز) عبداللہ بن حارث

ابن فُسحُم سے مشہور ہیں جو بنی قین کی ایک خاتون ہیں۔ ابوعمر نے ان کے بھائی یزید بن فسحم کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور حوالہ ابوعبید کا دیا ہے کہ انہوں نے دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۱۶ (ز) عبداللہ بن حارث

حرف الف میں دیکھ لیا جائے۔

۴۶۱۷ (ز) عبداللہ بن حارثہ [4]

ابن نعمان انصاری۔ ان کے والد کے ساتھ ان کا نسب گزر چکا ہے۔ بقول ابوعمر: [5] ان کے والد اکابر صحابہ میں سے تھے۔ عبداللہ خود بھی صحابی ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ان کی والدہ کا نام ام خالد بنت یعش تھا۔ اسلام لائیں اور بیعت ہوئیں ان کی بہنیں ام ہشام، عمرہ اور سودہ صحابیات ہیں۔ بقول بغوی: مدینہ کے رہائشی تھے۔ پھر مرفوع روایت نقل کی ہے: بنو حارث بن ہیثہ کا گھرانہ کیا ہی خوب ہے۔ ابن ابی خیثمہ اور ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے کہ جب صفوان بن امیہ مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۸۲) تجرید (۳۰٤/۱) [2] اسد الغابہ (۵۷۵/۲)

[3] ترمذی کتاب ابواب الصلاۃ باب ما جاء من اذّن فهو یقیم (۱۹۹) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب فی الرجل یؤذّن و یقیم آخر (۵۱٤) ابن ماجہ کتاب الاذان والسنۃ فیها باب السنۃ فی الاذان (حدیث ۷۱۷)

[4] اسد الغابہ (۲۸۸۳) استیعاب (۱۵۲۰) تجرید (۳۵٤/۱) [5] استیعاب (۲۲/۳)

''ابووہب کس کے پاس فروکش ہوئے ہو؟'' انہوں نے کہا: عباس کے ہاں.....(حدیث) [1] ابونعیم کی روایت میں عن جدہ عبداللہ بن حارثہ ہے۔ بغوی اور یعقوب بن سفیان نے اسی سند سے نقل کی تو انہوں نے کہا: عبداللہ بن حارث سے مروی ہے، یہ بیان نہیں کیا کہ یہ ان کے دادا ہیں۔ ابن ابی حاتم [2] فرماتے ہیں: ان سے ان کا بیٹا ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ روایت کرتا ہے۔

۴۶۱۸ عبداللہ بن حبشی [3]

خَثْعَمِیّ ابوقبیلہ۔ ابوداؤد، نسائی، امام احمد، دارمی کی کتابوں میں ان کی احادیث قوی سند سے مروی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا: ''سب سے افضل عمل کون سا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایسا ایمان جس میں شک وشبہ نہ ہو، ایسا جہاد جس میں خیانت نہ ہو، اور مقبول حج''۔ [4]

لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اس کی علت لکھی ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی سند میں عبید بن عمیر سے آگے اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں: ازدی سے آگے اختلاف ہے بحوالہ ان کے ایسے ہی ہے۔ اور عبداللہ بن عبید بن عمیر بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں: ان کے دادا کا نام قتادہ لیثی تھا۔ البتہ متن کے الفاظ یوں ہیں: ''چشم پوشی اور صبر''۔ جس سے یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ یہ علت قابل اعتراض نہیں۔ اسی روایت کو انہوں نے دو اور سندوں سے موصولاً نقل کیا ہے، لیکن دونوں پہ کلام ہے۔ پھر بطریق زھری بواسطہ عبداللہ بن عبید بحوالہ اپنے والد مرسل روایت کی ہے۔ یہ اقویٰ سند ہے۔

۴۶۱۹ عبداللہ بن حبیب اسلمی [5]

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت کی ہے: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کے لیے نکلے یہاں تک کہ جب رابغ کے میدان میں پہنچے تو سامنے سے ایک بادل نما کہرا ہم پہ سایہ فگن ہوگیا، جس سے ہم راہ بھٹک گئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں معوذتین کا تذکرہ ہے۔ بزار نے یہی روایت اسی سند سے نقل کی لیکن اس میں ہے: عبداللہ اسلمی۔ ان کے والد کا نام نہیں لیا، اس کے بعد لکھتے ہیں: اسے یزید بن رومان کے علاوہ عبداللہ کے حوالہ کے بغیر بھی کسی نے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث معاذ بن عبداللہ بن حبیب جھنی کی بحوالہ ان کے والد کی روایت سے مشہور ہے۔ جھنی کا نام خُبَیب (تصغیر سے) ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۶۲۰ عبداللہ بن حبیب [6]

دُوسرے ہیں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کو مال خرچ کرنے میں بخل کا اور رات کی مشقت برداشت کرنے میں سستی کا سامنا ہو تو وہ سبحان اللہ

---

[1] المستدرك (۳۲۶/۳) المعجم الكبير (۷۳۲٤/۸) مجمع الزوائد (۲۷۰/۹) تهذيب تاريخ دمشق (۲٤۳/۷) كنز العمال (۳۷۳٤۹)

[2] الجرح والتعديل (۳۰/۵) [3] اسد الغابه (۲۸۸٤) استيعاب (۱۵۲۲) تجريد (۳۰٤/۱)

[4] مسند احمد (٤۱۱/۳، ٤۱۲) نسائی كتاب الجهاد باب ما يعدل الجهاد فی سبيل الله عزّوجلّ (۳۱۳۰) جمع الجوامع (۹۵۵۹)

[5] تجريد (۳۰٤/۱) [6] اسد الغابه (۲۸۸۵)

وجمرہ کو نہ چھوڑے"۔ [1]

(۴۶۲۱) عبداللہ بن حبیب

بقول بعض: ابومحجن ثقفی کا نام ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوتا ہے۔

(۴۶۲۲) عبداللہ بن ابی حبیبہ [1]

ان کا نام ادرع بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ بن زید.... انصاری اوسی ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے، حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان [2] وغیرہ نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بغوی: قباء کے رہائشی تھے، ابن السکن کا قول ہے ان کی حدیث کی سند بہتر ہے۔

امام احمد، [3] ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم، بغوی اور طبرانی بطریق مجمع بن یعقوب بواسطہ محمد بن اسمٰعیل روایت کی ہے کہ ان کے کسی رشتہ دار نے اپنے نانا عبداللہ بن ابی حبیبہ سے کہا: آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا کوئی واقعہ یاد ہے؟ وہ فرمانے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے میں اس وقت لڑکا سا تھا، آ کر آپ کی دائیں جانب بیٹھ گیا، آپ نے مشروب منگوایا پی کر پھر مجھے عطا کیا جس میں سے میں نے بھی پیا۔ (حدیث) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی سند سے بحوالہ ان کے خاندان کے کسی بڑے فرد سے انہوں نے عبداللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا: آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی یاد ہے؟ انہوں نے کہا: ہماری مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے، میں اس وقت کم سن لڑکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبلہ جانب نماز پڑھی۔ بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ مجھے ان کی کوئی مسند روایت معلوم نہیں۔

(۴۶۲۳) عبداللہ بن ابی حَدْرَد [1]

نام سلامہ، بقول بعض: عُبَید بن عُمَیر بن ابی سلامہ بن سعد بن سنان بن حارث بن عبس.... اسلمی ابومحمد یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان [2] نے بھی انہیں صحابی لکھا ہے۔ ابن سعد [3] لکھتے ہیں: سب سے پہلے حدیبیہ میں پھر خیبر میں شریک ہوئے۔ ابن عساکر کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط، ابوبکر محمد بن عمر بن حَزم، اور ان کا بیٹا قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد روایت کرتے ہیں۔ جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابن البرقی کا قول ہے: ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ صحیح میں زہری سے مروی ہے کہ کعب بن مالک نے ابن ابی حدرد سے اپنا قرض مانگا جس پر باہمی گفتگو سے دونوں کی آوازیں مسجد میں بلند ہونے لگیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیں۔ حدیث بخاری کی بطریق اعرج والی روایت میں ان کا نام عبداللہ لیا ہے۔ لیکن اس میں لکھا ہے: عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی۔ عامر بن الاضبط کے حالات میں بحوالہ عبداللہ بن ابی حدرد یہ روایت بیان ہوگی کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پہ روانہ کیا۔ مغازی میں ابن اسحاق کی روایت

---

[1] جامع المسانید (٤٣١/٧) اسد الغابہ (٥٧٥/٢) [1] اسد الغابہ (٢٨٨٦) استیعاب (١٥٢٣) تجرید (٣٠٤/١)

[2] الثقات (ت ٢٣١/٣) [3] مسند احمد (٢٢١/٤) (٣٣٥/٤) [1] اسد الغابہ (٢٨٨٨) استیعاب (١٥٢٤) تجرید (٣٠٤/١)

[2] الجرح والتعدیل (٤١/٥) [3] الثقات (٢٣١/٣)

ہے کہ ابوحدرد کا بیٹا عبداللہ کہتا ہے: میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھا، پھر اس عورت کا واقعہ نقل کیا جس پہ وہ شخص عاشق ہوگیا۔ اس شخص کی گردن اتار دی گئی تھی تو وہ عورت اس پہ غم کرتے مر گئی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [1] کی روایت ہے، جس کی تفصیل عامر بن الاضبط کے حالات میں آ رہی ہے کہ ان کے ذمہ کسی یہودی کے چار دراہم تھے تو اس نے سختی سے کام لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اس کا حق دو''...(حدیث) اسی میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تین بار کہہ دیتے تو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت نہ کرتا۔ فوائد ابن قتیبہ اور مسند حسن بن سفیان میں ہم نے بطریق اسمٰعیل بن قعقاع بن عبداللہ ابن ابی حدرد روایت کی ہے کہ میرے دادا نے چار اوقیہ مہر پر ایک عورت سے شادی کی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم لوگ پہاڑ بھی تراشتے ہوتے تو اس سے زیادہ نہ دیتے''۔ [2] امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون بواسطہ اپنی دادی بحوالہ ابن ابی حدرد اس کا مفہوم نقل کیا ہے جو اس سے مکمل ہے۔ اسمٰعیلی نے مسند یحییٰ بن سعید انصاری میں روایت کی ہے کہ ابوحدرد اسلمی نے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مالی معاونت کی درخواست کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کتنا مہر رکھا ہے؟ اس روایت کی سند میں محمد سے مراد ابن ابراہیم تیمی ہے، بقول بعض: ابن یحییٰ بن حبان ہے، ایک قول ہے: ابن سیرین ہیں۔ طبری نے بحوالہ واقدی روایت کی ہے: یہ حدیث غلط ہے، وہ تو ابن ابی حدرد کی ہے انہوں نے ہی معاونت کی درخواست کی تھی۔ اور ابن احمد الحاکم نے اس کے برعکس کہا۔ بغوی کی روایت ہے کہ ابن ابی حدرد نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''چست رہو، کھردرا کپڑا پہنو، نیزہ بازی کرو اور ننگے پاؤں چلا کرو''۔ [3]

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: بغوی نے یہ حدیث عبداللہ بن ابی حدرد کے حالات میں یہ سمجھ کر کہ ابن ابی حدرد عبداللہ ہیں درج کر دی ہے، جبکہ قعقاع بن عبداللہ ان کا بیٹا ہے۔ اور حرفِ قاف میں قعقاع کے حالات میں بھی نقل کر دی ہے جو ان کا وہم ہے۔ کیونکہ وہ تابعی ہیں صحابی نہیں۔ مغازی میں ابن عساکر نے اپنی جمع کردہ سندوں سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو روانہ فرمایا تو وہ ایک یا دو دن ٹھہر کر آئے۔ اس روایت سے اور اس کے علاوہ جو روایتیں میں نے نقل کی ہیں ان سے ابواحمد الحاکم کے قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ صحابہ میں ان کا ذکر صحیح نہیں۔ وہ لکھتے ہیں: اس سلسلے میں معتبر وہ روایت ہے جو ان سے بحوالہ ان کے والد یا کسی اور کے حوالہ سے مروی ہے۔ رہی وہ روایت جو ان سے بحوالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے، اس کا احتمال نہیں۔ چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ [4] نے ابن ابی حدرد کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے ذمہ کسی یہودی کے چار درہم تھے، اس نے سختی سے مطالبہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے اس کا حق دے دو''۔ عرض کی: مجھے وسعت نہیں، تین بار یہ بات دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب تین بار دہرا دیتے تو پھر مراجعت نہ کی جاتی۔ اس کے بعد وہ بازار گئے، اپنا عمامہ اتار کر تہبند باندھ لیا اور جو چادر باندھ رکھی تھی اسے چار دراہم میں فروخت کر کے اسے ادا کیے، وہاں سے ایک بوڑھی عورت گزری، حالت دیکھ پوچھا، بتانے پر اس نے اپنی چادر انہیں دے دی۔ مدائنی، واقدی، یحییٰ بن سعید اور ابن سعد کا قول ہے: اکہتر (۷۱ھ) اکاسی (۸۱) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

---

[1] مسند احمد (۴۲۳/۳) [2] ایضًا [3] اتحاف السادة المتقين (۳۵۸/۹) لسان الميزان (۱۸۳۸/۵)

[4] مسند احمد (۴۲۳/۳)

۴۶۲۴ عبداللہ بن حذافہ [1]

ابن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ ابوحذیفہ یا ابوحذافہ، والدہ کا نام تمیمہ بنت حرثان ہے جن کا تعلق بنی حارث بن عبدمناۃ سے تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں، بقول بعض: بدر میں شریک ہوئے۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ اصحاب مغازی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ صحیح میں حدیث انس ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلے باہر تشریف لائے ظہر کی نماز پڑھائی اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: ''جس نے کسی بھی چیز کے متعلق دریافت کرنا ہے وہ دریافت کر لے اللہ کی قسم جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں گا''۔ تو عبداللہ بن حذافہ نے آپ سے پوچھا: میرا والد کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حذافہ۔ [2] ابن البرقی کا قول ہے: ان سے تین احادیث محفوظ ہیں جو صحیح الاتصال نہیں۔

صحیح میں ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا، تو انہوں نے ساتھیوں سے کہا: آگ جلاؤ اور اس میں پھاند پڑو۔ انہوں نے ایسا کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن پھر باز رہے۔ نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''فرمانبرداریٔ امیر تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے''۔ [3]

صحیح بخاری میں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، یہ آیت:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جنہیں تمہارا سربراہ بنایا گیا ہے''۔ [4]

عبداللہ بن حذافہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی ﷺ نے انہیں کسی مہم پہ روانہ کیا تھا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: مصر کی فتح میں شریک تھے۔ خلف نے ''الاطراف'' میں لکھا ہے کہ امام مسلم نے ''الاضاحی'' میں روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ نے فرمایا: ''نبی ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کر کے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے''۔ عبداللہ بن ابی بکر نے فرمایا: ''میں نے عمرہ سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ فرمانے لگیں: انہوں نے سچ کہا''۔

حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں: مسلم کی روایت عبداللہ بن وقاد سے مروی ہے نہ کہ عبداللہ بن حذافہ سے، اس میں مذکور ہے: وہ روایت عبداللہ بن واقد سے بحوالہ ابن عمر صحیح سے خارج ہے۔ اسی روایت کو ابن البرقانی نے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ابن حذافہ کو امیر مقرر کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: ابن عساکر نے اس میں، محمد بن یحییٰ ذہلی کی کتاب حدیث الزہری سے بحوالہ زہری اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ بطریق قرہ، زہری، بواسطہ مسعود بن الحکم بحوالہ عبداللہ بن حذافہ روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اعلان

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۸۹) تجرید (۳۰۵/۱) [2] مسند احمد (۱۸۵/۱)

[3] بخاری کتاب المغازی باب سریۃ عبداللہ بن حذافہ سہمی (۴۳۴۰) مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء (۱۸۴۰) ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الطاعۃ (۲۶۲۵) نسائی کتاب البیعۃ باب جزاء من امر لمعصیۃ فاطاع (۴۲۱۶) تہذیب تاریخ دمشق (۱۰۴/۱۲) (۱۰۵/۱۵)

[4] سورۃ النساء (۵۹)

کروں کہ اہل منیٰ ان دنوں کوئی بھی روزہ نہ رکھے۔ اور بطریق شعیب، زہری سے بواسطہ مسعود کہ مجھے ان کے کسی شاگرد نے بتایا کہ اُس نے ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور بطریق حارث بن ابی اسامہ، روح، صالح، ابن ابی الاخضر، زھری سے بواسطہ سعید بن المسیب بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو کسی مہم پہ روانہ فرمایا اور ابونعیم نے یہی روایت "المعرفہ" بطریق سلیمان بن ارقم، زہری، سعید سے بحوالہ عبداللہ بن حذافہ نقل کی ہے۔ اس میں احتمال بہت زیادہ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ لیکن ان کی حدیث کی سند صحیح نہیں۔ ایک قول ہے: خلافت عثمانی میں فوت ہوئے، جسے بغوی نے نقل کیا ہے۔ ابونعیم: مصر میں خلافت عثمانی کے دور میں وفات پائی۔ یہی قول ابن یونس کا ہے کہ مصر میں فوت ہوئے اور اس کے مقبرے میں تدفین ہوئی۔

بیہقی نے عبداللہ بن حذافہ کے مناقب نقل کیے ہیں۔ ابورافع سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم کی جانب ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن حذافہ بھی تھے۔ رومیوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ رومیوں کا بادشاہ ان سے کہنے لگا: نصرانی (کرسچین) ہو جاؤ، میں تمہیں بادشاہت میں شریک کرلوں گا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس نے حکم دیا انہیں سولی چڑھا دیا جائے اور تیر برسائے جائیں تو انہوں نے اُف تک نہ کی۔ وہاں سے اتار لیے گئے۔ پھر ایک دیگ میں پانی ڈال کر جوش دینے کا حکم دیا اور کسی قیدی کو اس میں ڈال دیا تو یک لخت اس کی ہڈیوں سے گوشت پوست جدا ہوگیا۔ پھر انہیں اس میں ڈالنے کا حکم دیا، جب انہیں اس میں ڈالنے کے لیے لے جا رہے تھے تو آپ رو پڑے، واپس لائے گئے، اس نے پوچھا: ڈر کر روئے ہو؟ فرمایا: میری تمنا ہے کاش میری سو جانیں ہوتیں جو اسی طرح اللہ کی راہ میں قربان ہو جاتیں۔ اسے بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگا: میرا سر چوم لو، تمہیں چھوڑ دوں گا۔ انہوں نے فرمایا: نہیں سب مسلمان قیدی چھوڑ دو، تو اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس کے سر پہ بوسہ دیا، یوں وہ مسلمان رہا ہوگئے۔ جب انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر پہنچے تو آپ نے ان کے سر پہ بوسہ دیا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کا شاہد بھی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موصولاً نقل کیا ہے اور دوسرا فوائد ہشام بن عثمان سے زھری کی مرسل روایت سے ہے۔

۴۶۲۵ (ز) عبداللہ بن امّ حرام [1] ابوابی

کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔ عبداللہ بن عمرو بن قیس۔ بقول بعض: ابن ابیّ۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔

۴۶۲۶ عبداللہ بن حرملہ مدلجیّ [2]

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔ لیکن صحابہ میں مشہور نہیں۔ اس کی سند صحیح نہیں اور اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو ابن مندہ وغیرہ نے نقل کی ہے۔ عبداللہ بن حرملہ مدلجی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: "اللہ کے رسول! مجھے جہاد اور ہجرت سے محبت ہے"۔ (حدیث) [2]

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۹۱) استیعاب (۱۵۲۷) تجرید (۳۰۵/۱)

[2] اسد الغابہ (۲۸۹۲) تجرید (۳۰۵/۱) [2] اسد الغابہ (۵۷۹/۲)

ادھر ابن عبدالبر [1] کا گمان ہے یہ واقعہ ان کے والد حرملہ کے ساتھ پیش آیا۔ مطین اور حسن بن سفیان کی روایت ہے کہ عبداللہ بن حرملہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو گناہ سے بچتے ہوئے اپنی قوم کا دفاع کرے''۔ [2]

اس کی سند حسن ہے۔

۴۶۲۷ عبداللہ بن حریث البکری [3]

بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ابوعمر [4] لکھتے ہیں: ان سے ان کی بیٹی بھیہ ایک حدیث روایت کرتی ہے: ''سب سے افضل عمل پورا وضو کرنا ہے''۔ یہی روایت ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ، انہوں نے اپنے بیٹے شماخ سے کہ مجھ سے بھیہ بنت عبداللہ بکریہ نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا، پھر اس کا ذکر کیا۔

۴۶۲۸ عبداللہ بن حصن الدارمی [5]

ابومدینہ کنیت سے مشہور ہیں۔ طبرانی نے ان کا نام بتایا ہے اور ان کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے دو صحابی ایسے تھے جب ان کی ملاقات ہوتی تو ایک دوسرے کو سورہ والعصر [6] سناتا [7] پھر ایک دوسرے کو سلام کرتے۔

میں کہتا ہوں: تابعین میں ابومدینہ عبداللہ بن حصن دوسی ہیں، جو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مسند شافعی میں ان کی حدیث ہے۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم [8] اور ابن حبان [9] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اگر طبرانی نے ان صحابی کا نام عبداللہ بن حصن قلمبند کیا ہے اور اس شافعی سے التباس نہیں ہوا ہے تو پھر ان دونوں کا نام، والد کا نام اور کنیت ایک جیسی ہے۔ صرف نسب کا فرق ہے ورنہ یہ نام اور کنیت تابعی کی ہے۔ رہے دارمی صحابی تو ان کا نام نہیں لیا گیا۔

۴۶۲۹ عبداللہ بن حصن

ابن سہل۔ طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۳۰ عبداللہ بن الحُصَیب اسلمی [10]

بریدہ اسلمی کے بھائی۔ حاکم نے اپنی تاریخ کے آغاز میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت اور روایت حاصل ہے۔

۴۶۳۱ (ز) عبداللہ بن الحصین

ابن حارث بن المطلب قرشی مطلبی۔ بلاذری نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ شاعر تھے، والدہ کا نام ام عبداللہ بنت عدی ابن خویلد اسدیہ تھا جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی تھیں۔

---

[1] استیعاب (۱۸۰/۳) [2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی المعصبیۃ (۵۱۲۰) کنز العمال (۶۹۳۲)
[3] اسد الغابہ (۲۸۹۳) استیعاب (۱۵۲۸) تجرید (۳۰۵/۱) [4] استیعاب (۲۶/۳) [5] اسد الغابہ (۲۸۹۶) تجرید (۳۰۵/۱)
[6] سورۃ العصر [7] جامع المسانید (۴۴۷/۷) [8] الجرح والتعدیل (۳۵/۵) [9] الثقات (۲۱/۵) [10] تجرید (۳۰۵/۱)

۴۶۳۲ (ز) عبد بن حفص

ابن غانم قرشی۔ سیف اور طبری نے فتوحات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جنگ یمامہ میں مہاجرین کا پرچم ان کے ہاتھ میں تھا۔ اسی روز شہادت سے سرفراز ہوئے۔

۴۶۳۳ (ز) عبداللہ بن حق

ابن اوس بن وقش بن صخر.... انصاری اوسی۔ بعض نے کچھ اور نسب لکھا ہے جیسا عبداللہ بن اوس میں گزر چکا ہے۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اموی نے بحوالہ ابن اسحاق لکھا ہے: ''عبداللہ بن حق'' پھر اس سے مختلف ان کا نسب بیان کیا ہے، موسیٰ ابن عقبہ ان کے نام میں اور سلمہ بن فضل بحوالہ ابن اسحاق ان کا نسب بیان کرنے میں متفق ہیں۔ البتہ ان کا نام عبداللہ بتایا ہے۔ یونس ابن بکیر کا قول ہے: عبداللہ بن اوس بن وقش ان کے والد کا نام ہے۔ بقول بعض: ابن اسحاق سے مروی ہے، عبداللہ بن حق یا ابن احق۔ ابونعیم بحوالہ ابن اسحاق اسی طرح نقل کرتے ہیں: عبداللہ بن سعید بن اوس، اس بارے میں معتمد قول موسیٰ بن عقبہ کا ہے۔

۴۶۳۴ عبداللہ بن حکیم [1]

ابن حزام قرشی اسدی۔ بقول ابو مسعود: فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ ابوموسیٰ کا بیان ہے۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: حکیم اور ان کے بیٹے ہشام، خالد، عبداللہ اور یحییٰ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ ابوعمر لکھتے ہیں: جنگ جمل میں حضرت طلحہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے والد زینب بنت العوام کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ انہوں نے ان کے قتل ہونے پہ مرثیہ کہا تھا۔

۴۶۳۵ عبداللہ بن حکیم الضبیّ [2]

الدارقطنی نے ان کا ذکر کیا ہے نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: حارث بن حکیم، آپ نے فرمایا: تم عبداللہ ہو، اور انہیں ان کی قوم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کر دیا۔ ایک روایت میں حارث بن حکیم ہے، جبکہ صحیح عبدالحارث ہے، یہی ابوموسیٰ کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح کی بات عبداللہ بن زید الضبی کے حالات میں بیان ہوگی۔ اور عبداللہ بن حارث بن زید بن صفوان کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ابن الاثیر [5] کا قول ہے: میرے خیال میں تینوں ایک ہی ہیں، کیونکہ بنی ضبہ کے جتنے لوگ بھی مسلمان ہوئے ان کے اور ان کے آباء واجداد کے نام اتنی کثرت سے نہیں کہ آپس میں مشتبہ ہو جائیں۔

۴۶۳۶ عبداللہ بن ابی الحمساء العامری [6]

ان کی حدیث ابوداؤد [7] اور بزار نے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ بقول بعض: یہ

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۹۹) استیعاب (۱۵۳۰) [2] استیعاب (۲۷/۳) [3] اسد الغابہ (۲۹۰۰) تجرید (۳۰۶/۱)

[4] اسد الغابہ (۵۸۰/۲) [5] اسد الغابہ (۵۸۰/۲) [6] اسد الغابہ (۲۹۰۳) استیعاب (۱۵۳۲) تجرید (۳۰۶/۱)

[7] ابوداؤد کتاب الادب باب فی العدة (۴۹۹۶)

عبداللہ بن ابی الجدعاء ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، راجح یہی ہے، وہ اور ہیں۔

۴۶۳۷ عبداللہ بن الخُمَیّر اشجعی [1]

انصار کے حلیف۔ ابواسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور اموی نے بحوالہ ابن اسحاق خُمیّر تصغیر اور تشدید سے نقل کیا ہے۔ اسی پہ ابن ماکولا [2] نے اعتماد کیا ہے۔ یونس بن بکیر نے ان کا ذکر خاء میں تصغیر سے تشدید کے بغیر (خمیر) کیا ہے، ایسا ہی ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود انہوں نے عروہ سے نقل کیا ہے۔

۴۶۳۸ عبداللہ بن حنطب [3]

ابن حارث بن عبید بن عمرو بن مخزوم قرشی مطلب کے والد۔ بقول ابن ابی حاتم: [4] صحابی ہیں۔ ابن حبان [5] نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر [6] بھی انہیں صحابی لکھتے ہیں: ان سے ان کا بیٹا مطلب فضائل قریش میں ایک مرفوع حدیث نقل کرتا ہے۔ فضائل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی ان کی ایک مضطرب حدیث ہے جو ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ حدیث [7] ترمذی نے نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں''۔ ترمذی فرماتے ہیں: یہ مرسل حدیث ہے اور عبد بن حطب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔

میں کہتا ہوں: یہی روایت ابن مندہ نے نقل کی ہے اس میں فرماتے ہیں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی روایت کو ابن مندہ نے بطریق دحیم بحوالہ ابن ابی فدیک نقل کیا ہے کہ مجھ سے بحوالہ عبدالعزیز کئی حضرات نے بیان کیا۔ اسی طرح یہ روایت بغوی کی کتاب میں ہے اور ان میں عمرو بن ابی عمرو اور علی بن عبدالرحمٰن بن عثمان کا نام لیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ابن ابی فدیک نے عبدالعزیز سے سماعِ حدیث نہیں کیا ہے، اسی روایت کو احمد میں صالح بصری وغیرہ نے ابن ابی فدیک سے یونہی نقل کیا ہے۔ اور ان دو مبہم (بے نام) شخصوں کا نام علی بن عبدالرحمٰن اور عمرو بن ابی عمرو لیا ہے۔ اس اختلاف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث بروایت حطب ہو جو عبداللہ کے والد ہیں، بقول بعض: مطلب بن عبداللہ بن حطب کا نسب یوں ہے، مطّلب بن عبداللہ بن مطلب بن حطب، اگر یہ قول صحیح ثابت ہو جائے تو مطلبؔ بن حطب صحابی بنتے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۶۳۹ عبداللہ بن حنظلہ [8]

ابن ابی عامر انصاری۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہو چکا ہے، کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ بقول بعض: ابوبکر۔ غَسیلِ ملائکہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ غزوۂ اُحد میں شہادت پائی۔ عبداللہ بن حنظلہ صاحبزادے ہیں۔ والدہ کا نام جمیلہ بنت عبداللہ ابن ابیؔ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت کی ہے۔ حضرت عمر، عبداللہ بن سلام اور کعب احبار رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لیتے ہیں۔ ان

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۰۴) استیعاب (۱۵۳۳) تجرید (۳۰۶/۱) [2] الاکمال (۵۱۷/۲)

[3] اسد الغابہ (۲۹۰۵) استیعاب (۱۵۳۴) [4] الجرح والتعدیل (۲۹/۵) [5] الثقات (۲۱۹/۳)

[6] استیعاب (۲۸/۳) [7] ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما (۳۶۷۱)

[8] اسد الغابہ (۲۹۰۶) استیعاب (۱۵۳۵) تجرید (۳۰۶/۱)

سے قیس بن سعد، جو عمر میں ان سے بڑے ہیں، عبداللہ بن یزید خَطمی، عبداللہ بن ابی مُلیکہ، عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، اسماء بنت زید بن خطاب اور ضمضم بن جَوس روایت کرتے ہیں۔ بقول ابن سعد: ❶ عبداللہ واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔ وہ انصار کے امیر تھے۔ یہ ذوالحجہ (۶۳ھ) کا واقعہ ہے۔ عبداللہ کی ولادت ۳ھ میں بقول ابن سعد: اُحد کے سات ماہ بعد ربیع الاوّل یا ربیع الثانی میں ہوئی۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کا بیان ہے، عبداللہ بن حنظلہ کی ملاقات شیطان سے ہوگئی جب وہ مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ کہنے لگا: ابن حنظلہ مجھے پہچانتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم شیطان ہو۔ اس نے کہا: تمہیں کیسے پتہ چلا؟ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا، جب تمہیں ہانپتے دیکھا تو اللہ کے ذکر سے غافل ہوگیا۔

خلیفہ بن خیّاط کی روایت ہے کہ جویریہ بن اسماء فرماتے ہیں: میں نے مدینہ کے بزرگوں سے سنا ہے کہ یزید بن معاویہ کے پاس جانے والوں میں عبداللہ بن حنظلہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ ان کے آٹھ لڑکے تھے تو یزید نے انہیں ایک لاکھ کی رقم دی اور ان کے ہر بیٹے کو دس ہزار، جب آپ مدینہ آئے تو لوگوں نے آ کر پوچھا: اسے کیسا چھوڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کے ہاں سے ہو کر آ رہا ہوں کہ اگر میرے بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی میرا ساتھ نہ دیتا تو میں اس کے خلاف جہاد کرتا، چنانچہ اہل مدینہ بڑی تعداد میں نکل کھڑے ہوئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند سے بحوالہ یحییٰ بن عمارہ روایت کرتے ہیں کسی نے حرہ کے روز عبداللہ ابن زید سے کہا: یہاں عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں، انہوں نے فرمایا: کس چیز کی بیعت؟ لوگوں نے کہا: موت پر۔ فرمایا: میں تو اس پر کسی سے بیعت نہیں کرتا۔

ابراہیم بن منذر کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سات سال کے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں شمار لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے باوجودیکہ ان کے حالات میں حدیث ابن اسحاق ❷ نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر سے اسماء بنت زید بن خطاب نے بحوالہ عبداللہ بن حنظلہ حدیث نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا ہے.... (حدیث) یہی روایت دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ابن اسحاق نقل کی ہے لیکن اس کے الفاظ یوں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، اور اس میں عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر ہے۔

۴۶۴۰ عبدالله بن حنين

ابن اسد بن ہاشم بن عبدالمطلب۔ حضرت علی، جعفر اور عقیل کے ماموں زاد بھائی۔ ابن کلبی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ان کا تعلق اسی قسم سے بنتا ہے ان کا بیان ہے کہ مسلم بن عبداللہ بن مالک فزاری نے عبداللہ بن حنین کی بیٹی سے شادی کی اور انہیں اپنی قوم کی سرزمین میں لے گئے، یوں وہ اسلام میں اپنے اہل خانہ سے دور جا بسیں۔

۴۶۴۱ عبدالله بن حواله ❸

کنیت ابوحوالہ۔ بقول بعض: ابومحمد تھی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ واقدی نے بنی عامر بن لوئی تک ان کا نسب بیان کیا ہے اور ہیثم نے ازد تک لکھا ہے، یہی مشہور ہے۔

❶ الطبقات (۴۷/۵) ❷ السيرة النبوية (۱۶۵/۳) ❸ اسد الغابه (۲۹۰۷) استيعاب (۱۵۳۶) تجريد (۳۰۶/۱)

ابن الاثیر[1] فرماتے ہیں: ممکن ہے اصلاً ازدی ہوں اور بنی عامر کے حلیف ہوں۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان نے ان کے ازدی ہونے کا انکار کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: یہ اردنی ہیں کیونکہ وہاں فروکش ہوئے تھے۔ عبداللہ بن یونس اور ابن عبدالبر کا قول ہے کہ ان کا انتقال شام میں اسّی (۸۰ ھ) میں ہوا۔ ان سے ابوادریس خولانی، عبداللہ بن شقیق، ابوقتیلہ مرثد بن وداعہ، جُبیر بن نُفَیر، ربیعہ بن لَقِیط، حارث بن حارث حمصی، بشر بن عبیداللہ اور یحییٰ بن جابر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد نے بطریق ضمرہ روایت کی ہے کہ ابن زغب الایادی نے ان سے بحوالہ عبداللہ بن حوالہ حدیث بیان کی ہے، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے پیادہ غنیمت حاصل کرنے کے لیے بھیجا تو ہم خالی ہاتھ واپس آئے ...۔ (حدیث) بطریق ابوقتیلہ بحوالہ عبداللہ بن حوالہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''مسلمانوں کی حکومت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ تمہارے کئی لشکر ہوں گے ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر یمن میں...''۔ (حدیث)[2]

یہی حدیث ہم نے ابومسہر کے نسخہ میں بطریق ابوادریس خولانی بحوالہ عبداللہ بن حوالہ مکمل نقل کی ہے، اس میں ہے عبداللہ ابن حوالہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے لیے کسی جگہ کا انتخاب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''شام نہ چھوڑنا''...۔ (حدیث) امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق ضمرہ بن حبیب روایت کی ہے کہ ابن زغب الایادی نے ان سے بیان کیا کہ عبداللہ بن حوالہ ازدی میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ایک بار نبی ﷺ نے ہمیں مدینہ کے گردونواح میں پیادہ غنیمت حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو ہمیں کچھ نہ ملا، ہمارے چہروں سے مشقت عیاں تھی، آپ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوکر فرمانے لگے:

> ''اے اللہ! انہیں ان کی جانوں کے حوالے نہ فرمایئے ورنہ یہ درماندہ اور عاجز پڑ جائیں گے اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کیجئے ورنہ وہ ان پہ حکم چلائیں گے''۔

پھر فرمایا:

> ''عنقریب تمہارے ہاتھوں شام، روم اور فارس فتح ہوں گے، یہاں تک کہ تم میں سے ایک کے پاس اتنے اونٹ، اتنی بکریاں ہوں گی اور حال یہ ہوگا کہ کسی کو سو دینار دیئے جائیں گے تو وہ ناراض ہوگا''۔

پھر اپنا دست مبارک میرے سر پہ رکھ کر فرمایا:

> ''ابن حوالہ! جب تمہیں معلوم ہو کہ خلافت پاک سرزمین میں پہنچ گئی ہے تو اس وقت زلزلے اور بڑے بڑے فتنے برپا ہوں گے''...۔ (حدیث)

طبرانی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن حوالہ ازدی نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے لیے کسی ملک کا انتخاب فرمائیں جس میں میں رہوں، اس لیے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ زندہ رہیں گے تو آپ کے قرب وجوار کے مقابلہ میں کسی جگہ کو ترجیح نہ دوں۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۸۳/۲)

[2] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی سکنی الشام (۲۴۸۳) مسند احمد (۱۱۰/۴، ۱۰۶) (۳۳/۵) کنز العمال (۳۵۰۲۴) الترغیب والترهیب (۶۰/۴) تهذیب تاریخ دمشق (۱۲۹/۱۲) (۱۳۰/۱۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام سے نہ نکلنا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شام کے نام سے میری ناپسندیدگی بھانپ لی تو فرمانے لگے:

''تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ شام کے بارے میں کیا فرماتے ہے؟ اے شام! تو میری زمین کی برگزیدہ اور پسندیدہ جگہ ہے، میں تجھ پہ اپنے بہترین بندے اتاروں گا''۔ (حدیث)

عبداللہ بن حوالہ کا انتقال اٹھاون (۵۸ھ) میں ہوا۔ محمود بن ابراہیم، اور واقدی وغیرہ کا قول ہے: اسّی (۸۰ھ) میں فوت ہوئے۔ اسی پہ ابن یونس اور ابن عبدالبر [1] کا اعتماد ہے۔

۴۶۴۲ عبداللہ بن حَوَلیّ [2]

مسند احمد میں ان کی ایک حدیث ہے۔ ابن ماکولا [3] کا قول ہے: انہیں ابن حوالہ بھی کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی پہ عبدالغنی بن سعید نے اعتماد کیا ہے اور یہ نام حاء سے قلمبند کیا ہے۔ تجرید میں لکھا ہے، بقول بعض: یہ حَوالی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ ایسا ہی ابن ماکولا نے لکھا ہے۔ جبکہ الاکمال میں ابن حوالہ ہے۔

۴۶۴۳ عبداللہ بن خازم [4]

ابن اسماء بن الصلت بن حبیب بن حارثہ ابوصالح۔ مشہور امیر ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ حاکم نے خراسان فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں تامّل ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: بعض متاخرین سمجھتے ہیں، انہوں نے دورِ نبوی پایا ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوسَعِد مالینی کی روایت ہے، محمد بن قطن خرقی نے اپنے ماموں سے سنا جو عبداللہ بن خازم کے وصی ہیں کہ عبداللہ ابن خازم کا سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعوں، عیدین اور جنگوں میں پہنا کرتے تھے اور فتح ہوتی تو اسے متبرک سمجھتے ہوئے پگڑی بنا لیتے اور فرماتے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہننے کے لیے عطا کیا تھا۔ ابوداؤد اور بخاری نے تاریخ میں بطریق سعد بن عثمان دمشقی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے بخارا میں ایک شخص دیکھا جس نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا، وہ کہہ رہا تھا مجھے یہ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہننے کے لیے دیا ہے۔ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: ہم انہیں عبداللہ بن خازم سمجھتے ہیں۔

مرزبانی [5] نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی تائید مالینی کی روایت سے ہوتی ہے۔ ابواحمد عسکری کا قول ہے: عبداللہ بن خازم دس سال خراسان کے والی رہے، سب سے بہادر انسان تھے۔ سلامی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: جب ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شورش شورع ہوئی تو آپ نے ابن خازم کو لکھا اور انہیں خراسان پہ ہی برقرار رکھا، عبدالملک نے ان کی طرف آدمی بھیجا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ جب مصعب بن زبیر شہید ہوگئے تو عبدالملک نے ان کا سر ان کی طرف بھیجا، آپ نے سر کو غسل دے کر ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر ان پہ وکیع بن الدورقیہ نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ طبری نے اس کا مفہوم نقل کیا ہے اور یہ اضافہ بھی درج کیا ہے کہ یہ بہتر (۷۲ھ) کا واقعہ ہے۔ بقول بعض جو سر ان کی طرف بھیجا گیا تھا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا سر تھا، جبکہ ان کا قتل ان کے بعد

---

[1] استیعاب (۲۹/۳) [2] اسد الغابہ (۲۹۰۸) [3] الاکمال (۲۶۰/۱)

[4] اسد الغابہ (۲۹۰۹) [5] تهذیب تاریخ دمشق (۱۳۴/۱۲)

ہوا ہے۔ خلیفہ نے فتح خراسان میں عبداللہ بن عامر کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کہ باذغیس میں غزوۂ فاران کے موقع پر یہ لوگوں کو لے کر جم گئے۔ ابن عامر نے انہیں خراسان پر مقرر کر دیا، یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ مبرد الکامل میں فرزدق کے قول کے بارے میں کہتے ہیں: تمیم کی تلوار کو جب گرمایا گیا تو انہوں نے ابن عجلی کا سر کاٹ لیا تو اس کا سر پراگندہ ہو گیا۔ ابن عجلی سے مراد عبداللہ بن خازم ہیں۔ عجلی ان کی والدہ ہیں جو سیاہ فام تھیں اور یہ خود بھی سیاہ تھے۔ عرب کالے کووں میں سے ایک تھے۔ مہلب نے ایسے شخص سے پوچھا جسے وہ بہادری کی وجہ سے پیش پیش رکھتا تھا کسی نے اس سے کہا: ابن زبیر اور ابن خازم جیسا کوئی ہے، اس نے کہا: میں نے انسانوں کے بہادروں کے بارے میں پوچھا ہے نہ کہ جنات کے بارے۔ تو اس نے کہا: ایک دِن وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس تھے، اس کے پاس سفید چوہا تھا، کہنے لگا: ابوصالح آپ نے اس جیسا جانور دیکھا ہے؟ اور وہ عبداللہ کی طرف کر دیا۔ وہ ان کی طرف بڑھا تو وہ ڈر گئے اور ان کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ عبیداللہ نے کہا: ابوصالح، بادشاہ کی نافرمانی کرتا اور شیطان کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ ناگوں کو پکڑ لیتا، شیروں کی طرف بڑھتا اور نیزوں کا مقابلہ کرتا ہے اور چوہے سے ڈرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر ہے۔

۴۶۴۴ عبداللہ بن خالد [1]

ابن اسید مخزومی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے صحابی ہونے اور روایت کرنے میں تردد ہے۔ ابونعیم بھی انہی کا اتباع کرتے ہیں، لیکن ان کی اتنی وضاحت کی ہے کہ عتاب بن اسید کے بھتیجے ہیں، جس کا تقاضا ہے کہ اموی ہیں نہ کہ مخزومی۔ ابن الاثیر [2] لکھتے ہیں: بے شک یہ اموی ہیں، حسن بن سفیان کی روایت ہے کہ ابن جریج فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو فرماتے سنا جب کسی نے ان سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین اوک (دونوں ہتھیلیاں جوڑ کر) پانی ڈالتے تھے"....(حدیث)

ابن مندہ بطریق مفاح بن مطر بحوالہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد انہی کے بیٹے سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وضاحت عبدالعزیز کے حالات میں قسم اخیر میں بیان ہوگی۔ خالد بن اسید کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ خلافتِ صدیقی کے آغاز میں فوت ہوئے۔ جس سے یہ بعید نہیں کہ ان کے والد صحابی ہوں یا انہیں دولتِ دیدار نصیب ہوئی ہو۔ عمر بن شبہ کتابِ مکہ میں لکھتے ہی: جب حضرت عثمان خلیفہ بنے اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آپ نے مسجد حرام وسیع کر دی، اس کے پاس کے کئی گھر خریدے اور کئی منہدم کیے، جنہیں مسجد حرام میں شامل کر دیا۔ چند لوگوں نے اپنے گھر بیچنے سے انکار کر دیا جو مسجد کے پڑوسی تھے۔ آپ نے ان کے گھر بھی منہدم کر دیئے۔ انہوں نے بیت اللہ کے پاس شور مچایا، آپ نے انہیں اس وقت تک قید میں رکھا جب تک عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص نے ان کے بارے بات نہ کی۔ یہ عبداللہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ زیاد کی طرف سے خلافتِ معاویہ میں فارس کے والی مقرر ہوئے اور زیاد نے وفات کے وقت انہیں بصرہ کا نائب مقرر کیا تھا، جس پر انہیں امیر معاویہ نے بدستور برقرار رکھا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۱۰) تجرید (۳۰۷/۱) [2] اسد الغابہ (۵۸۳/۲)

۴۶۴۵ عبداللہ بن خالد[1] بن سعد

عبداللہ بن سعد میں تذکرہ ہونا ہے۔

۴۶۴۶ عبداللہ بن خالد[2]

ابن عروہ بن شہاب عذری مہدی بن عقبہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے بیعت ہوا.....(حدیث)[3] ابن فتحون نے اسے درج کیا ہے اور ابن الاثیر[4] نے بھی بغیر سند اسے نقل کیا ہے۔

۴۶۴۷ (ز) عبداللہ بن خالد بن ولید

ابن مغیرہ مخزومی۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: غزوۂ یرموک میں اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ جس کا تقاضا ہے کہ صحابی ہیں۔

۴۶۴۸ عبداللہ بن ابی خالد[5]

ابن قیس بن مالک انصاری خزرجی۔ بقول ابن کلبی: غزوۂ خندق میں شہید ہوئے، ابن الاثیر[6] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۴۹ عبداللہ بن خبّاب[7]

ابن الارت تمیمی طبرانی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن خراش کا قول ہے: دورِ نبوی پایا ہے۔ ابن مندہ کی روایت ہے: مسلمان برادری میں پہلے پہل پیدا ہونے والے عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن خباب ہیں۔ ابن عقدہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب کے بیٹے کا نام عبداللہ رکھا اور خباب سے فرمایا: "تم ابوعبداللہ ہو"۔ طبرانی کی روایت ہے کہ حسن بصری نے فرمایا: صِرم کی حویلی میں عبداللہ بن خباب سے ملاقات ہوئی، اس وقت وہ کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ تھے اور ساتھ اہل خانہ اور بچے تھے۔ کہنے لگے: یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، چلو ان سے اپنے بارے میں اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ وہ سب لوگ ان کی طرف آئے، آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: رہے تمہارے مددگار، تو نہیں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

"میرے بعد ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن ان کی ہنسلی سے آگے (دل پہ) اثر نہیں کرے گا"....(حدیث)[8]

اسی میں ہے انہوں نے انہیں اور ان کی اہلیہ کو جو بالکل اُمید سے تھیں، قتل کر دیا۔

۴۶۵۰ (ز) عبداللہ بن خباب سلمی

عبدالرحمٰن میں دیکھیں، وہاں بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] تجرید (۳۰۷/۱) [2] اسد الغابہ (۲۹۱۲) تجرید (۳۰۷/۱) [3] جامع المسانید (٤٦٦/۷)
[4] اسد الغابہ (٥٨٤/٢) [5] اسد الغابہ (۲۹۱٤) [6] اسد الغابہ (٥٨٤/٢)
[7] اسد الغابہ (۲۹۱٥) استیعاب (۱٥۳۷) تجرید (۳۰۷/۱)
[8] کنز العمال (۳۱۲٥٤)

۴۶۵۱ عبداللہ بن خُبَیب [1]

الجھنی۔ انصار کے حلیف۔ ابوداؤد [2] وغیرہ کی روایت ہے، معاذ بن عبداللہ بن خبیب بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک بارانی اور تاریک رات میں نکلے، رسول اللہ ﷺ نے کسی کو طلب فرمایا.....۔ (حدیث) اسی میں معوذتین کی فضیلت ہے اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ ہے [3] جو کوئی ان سورتوں کو صبح وشام تین تین بار پڑھ لے ہر چیز سے اس کی کفایت ہو جائے گی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور نسائی نے بطریق زید بن اسلم یہ روایت نقل کی ہے۔ اور دونوں سندوں سے بحوالہ عقبہ بن عامر نقل کی ہے۔ نسائی وغیرہ میں بحوالہ عقبہ اس کا ایک اور طویل اور مختصر طریق بھی ہے۔ بعید نہیں کہ حدیث دونوں سندوں سے محفوظ ہو، کیونکہ حدیث ابن عابس جھنی اور حدیث جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے۔ بغوی کی کتاب میں ضعیف سند کے ساتھ عبداللہ بن خبیب کی ایک اور حدیث بھی ہے۔

۴۶۵۲ عبداللہ بن خلف [4]

ابن اسعد بن عامر بن بیاضہ خزاعی۔ طلحۃ الطلحات کے والد۔ بقول ابوعمر: [5] مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔ بصرہ کے محکمہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے۔ والدہ کا نام حبیبہ بنت ابی طلحہ ہے جو بنی عبدالدار سے تعلق رکھتی ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا اور شہادت پائی۔ ان کے بھائی عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی والدہ کا نام ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والدین کا مسلمان ہونا بیان نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں کاتب ومنشی مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے یہ صحابی تھے۔ یہ بات ابن درید نے اپنے امالی میں مجالد ابن سعید تک سنداً نقل کی ہے۔

۴۶۵۳ (ز) عبداللہ بن خُمَیر

عبداللہ بن حمیر میں ذکر ہوا ہے۔

۴۶۵۴ (ز) عبداللہ بن خُنَیس

عبدالرحمٰن میں ذکر ہوتا ہے۔

۴۶۵۵ عبداللہ بن ابی خولی [6]

ابن کلبی وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جس کا تذکرہ ان کے بھائی خولی کے سوانح میں ہو چکا ہے۔

۴۶۵۶ (ز) عبداللہ بن خیثمہ اوسی

سعید بن خیثمہ کے بھائی۔ بقول ابن الجعابی اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوموسیٰ نے انہیں اور بعد والی شخصیت کو ایک قرار دیا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۱۶) تجرید (۳۰۷/۱)

[2] ابوداؤد کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۸۲) ترمذی کتاب الدعوات باب حدثنا سفیان بن وکیع (۳۵۷۵) نسائی کتاب الاستعاذہ باب اخبرنا ابوعبدالرحمٰن (۵۴۴۳)

[3] سورۃ اخلاص الصمد [4] اسد الغابہ (۲۹۱۸) استیعاب (۱۵۴۰) تجرید (۳۰۸/۱)

[5] استیعاب (۳۰/۳) [6] اسد الغابہ (۲۹۲۲) تجرید (۳۰۸/۱)

جس کی ابن الاثیر [1] نے تردید کی ہے۔ لیکن درست یہ ہے: عبداللہ، سعد بن خیثمہ کے والد ہیں نہ کہ بھائی۔
میں کہتا ہوں: احتمال ہے ان کا عبداللہ نامی کوئی بھائی اور بیٹا ہو۔

۴۶۵۷ عبداللہ بن خیثمہ سالمی [2]

ابوخیثمہ۔ از بنی سالم بن خزرج مغازی ابن اسحاق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا: خیثمہ یا ابن خیثمہ اس بنی سالم سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں زینب بنت نبی ﷺ کا واقعہ ہے، پھر اشعار ذکر کیے۔ ابن ہشام نے یہ صحیح قرار دیا ہے کہ وہ ابن رواحہ کے نہیں بلکہ ابوخیثمہ کے اشعار ہیں۔ واللہ اعلم
ابن حبان [3] لکھتے ہیں: یہ وہی ابوخیثمہ ہیں جن کا ذکر تبوک کے قصہ میں حدیث کعب بن مالک میں آتا ہے۔ ان کے بقیہ حالات ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ابوخیثمہ میں بیان ہوں گے۔

۴۶۵۸ عبداللہ بن الدیّان [4]

وہی ابن یزید بن قطن، تذکرہ ہونا ہے۔

۴۶۵۹ عبداللہ بن درّاج

ابوبکر بن عیسیٰ نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے شریح بن عبید روایت کرتے ہیں۔

۴۶۶۰ (ز) عبداللہ بن زیاد [5]

مجذّر بن زیاد کے بھائی مجذر میں تذکرہ ہوگا۔ بقول بعض: یہی مجذّر ہیں، ابن کلبی کا اس پہ بھروسا ہے کہ دونوں کا نام عبداللہ تھا۔

۴۶۶۱ (ز) عبداللہ بن ذرّ

بغوی اور ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کے سماع میں شک ہے، پھر دونوں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مسلسل دو دن روزہ رکھا، آپ کے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپ کا مسلسل روزہ قبول فرمایا ہے اور آپ کی اُمت کے لیے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔

۴۶۶۲ (ز) عبداللہ بن ذرہ [6]

ابن عائذ بن طابخہ بن لائی بن خلاوہ بن ثعلبہ بن ثور رعزنی۔ ابواحمد عسکری نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ خزاعی بن عبدنہم کے حالات میں ان کے آنے کا ذکر ہوا ہے۔ خلیفہ نے بصرہ فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی روایت محفوظ نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۵۸۶/۲) [2] اسد الغابہ (۲۹۲۳) تجرید (۳۰۸/۱) [3] الثقات (۲۳۹/۳)
[4] اسد الغابہ (۲۹۲۵) استیعاب (۱۵۴۲) [5] اسد الغابہ (۲۹۲۷) [6] اسد الغابہ (۲۹۲۶)

ولید ارطبّان کی روایت نقل کرتے ہیں کہ گرجے میں پادری تھا، میں عبداللہ بن ذرّہ مزنی کے حصہ میں آ گیا۔ محمد بن حسن مخزومی "اخبار مدینہ" میں اپنی سند سے لکھتے ہیں: نبی ﷺ نے سب سے پہلی عید کی نماز پڑھائی..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ پھر تیسری بار عبداللہ بن ذرہ مزنی کی حویلی کے پاس پڑھائی۔ یحییٰ بن محمد سے مروی ہے کہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ذرہ مزنی کی حویلی کے رخ نماز پڑھاتے اور بنی رزیق کے ٹیلوں کو اپنے کانوں کی سمت رکھتے تھے۔

۴۶۶۳ (ز) عبداللہ بن ذی الرُّمحَین

وہی ابن ابی ربیعہ، تذکرہ ہوتا ہے۔

۴۶۶۴ (ز) عبداللہ بن راشد الکندی[1]

خطیب نے احمد بن عمرو بن مصعب کے حالات میں مصعب کے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ بشر بن فضالہ بن عبداللہ ابن راشد ہیں۔ عبداللہ بن راشد ان کے دادا ہیں جو اشعث بن قیس کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔

۴۶۶۵ عبداللہ بن رافع[2]

ابن سوید بن حرام بن ہیثم بن ظفر انصاری ظفری۔ بقول بغوی اور ابوعمر:[3] احد میں شریک ہوئے۔

۴۶۶۶ عبداللہ بن الربیع[4]

ابن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر جو خدرہ بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق[5] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بیعتِ عقبہ میں موجود تھے۔

۴۶۶۷ عبداللہ بن ربیعہ بن الاغفل[6]

بقول بعض: ابن مسروح۔ عبداللہ بن ابی بکر بن ربیعہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۶۶۸ عبداللہ بن ربیعہ بن حارث[7]

ابن عبدالمطلب ہاشمی۔ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ام الحکیم بنت زبیر نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ کیا، اس وقت آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ ان سے کہا: جونہی تمہیں رسول اللہ ﷺ ملیں ان سے چادر لینے کی کرنا، آپ ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کون ہو تم؟ میں نے ساری بات بتا دی۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر لپیٹ کر مجھے دی اور فرمانے لگے: "اپنی والدہ سے کہنا وہ اور ان کی بہن اس سے اوڑھنیاں بنا لیں"۔[8] ابن مندہ کے ہاں ان کے دادا کا نام مطّلب لکھا ہے جبکہ درست عبدالمطّلب ہے۔ زبیر کا بیان ہے: ربیعہ بن حارث نے ام حکیم بنت زبیر بن عبدالمطّلب سے شادی کی تھی ربیعہ بن حارث بن

---

[1] تجرید (۳۰۸/۱) [2] اسد الغابہ (۲۳۹۰) استیعاب ۱۵۴۳، تجرید (۳۰۸/۱) [3] استیعاب (۱۱/۳)
[4] اسد الغابہ (۲۹۳۱) استیعاب (۱۵۴۴) [5] السیرۃ النبویہ لابن شاہین (۲۴۳/۲) [6] استیعاب (۱۵۴۵)
[7] اسد الغابہ (۲۹۳۳) تجرید (۳۰۹/۱) [8] جامع المسانید (۴۷۲/۷) اسد الغابہ (۵۹۰/۲)

عبدالمطلب کا تذکرہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۴۶۶۹ (ز) عبداللہ بن ربیعہ

ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور عقبی ان کا تب لکھا ہے کہ ان کی ایک مسند حدیث ہے جو مجھے نہیں ملی۔ پھر بطریق ابواسحاق بواسطہ اسود بحوالہ عبداللہ بن ربیعہ روایت نقل کی ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ اپنے ساتھیوں کی نفل نماز میں امامت کیا کرتے تھے۔

۴۶۷۰ عبداللہ بن ربیعہ بن الاخرم

ابن الاخرم میں ذکر ہو چکا ہے، درست یہ ہے کہ اخرم ربیعہ کا لقب ہے نہ کہ نام۔

۴۶۷۱ (ز) عبداللہ بن ربیعہ النمیری [۱]

ابو یزید۔ مطین نے وحدان میں، باوردی، بقی بن مخلد اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے دونوں بستیوں کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے دو خط بھیجے۔ ان میں سے ایک تحریر پہ خاک ڈالی اور دوسرے کو ایسے ہی رہنے دیا۔ جس پر خاک ڈالی اس بستی والے اسلام لے آئے۔ [۲]

۴۶۷۲ عبداللہ بن ابی ربیعہ ثقفی [۳]

سفیان کے والد، ابن مندہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''کسی چیز سے محروم شخص اپنے آپ کو اس سے بھرا ہوا دکھانے والا ایسا ہے جیسے کوئی جھوٹ کا لباس پہنے''۔ [۴]

ہشام سے بحوالہ فاطمہ بنت اسماء اس کا مفہوم منقول ہے۔

میں کہتا ہوں: دوسری سند محفوظ ہے، اور اگر پہلی محفوظ ہے تو سفیان بن عبداللہ ثقفی مشہور صحابی کے والد بھی صحابی بنتے ہیں۔ نسائی میں سفیان کی مشہور حدیث میں ((قل امت باللّٰہ ثم استقم)) میں اس کے بعض طرق عبداللہ بن سفیان ثقفی سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے جس میں ان کا ذکر ہے۔ ایک روایت، بروایت سفیان بحوالہ ان کے والد مروی ہے جس کے بارے میں مدینی نے اعتماد سے لکھا ہے کہ غلط ہے۔

۴۶۷۳ عبداللہ بن ابی ربیعہ [۵]

ان کا نام عمرو، بقول بعض: حذیفہ اور لقب ذوالرمحین ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے، کنیت ابوعبدالرحمٰن، پہلے

---

[۱] تجرید (۳۰۹/۱) [۲] جامع المسانید (۴۷۱/۷) اسد الغابہ (۵۸۹/۲) [۳] تجرید (۳۰۹/۱)

[۴] بخاری کتاب النکاح باب المتشبع بما لم ینل (۵۲۱۹) مسلم کتاب اللباس والزینہ باب النھی عن التزوید (۵۵۴۸)
ابوداؤد کتاب الادب باب المتشبع بما لم یقط (۴۹۹۷)

[۵] اسد الغابہ (۲۹۳۷) استیعاب (۱۵۴۶) تجرید (۳۱۰/۱)

ان کا نام بحیر تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ یہ عیاش بن ابی ربیعہ کے سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ اسماء بنت مخرمہ ہیں۔ مشہور شاعر عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کے والد ہیں۔ تاریخ مظفری کے مصنف نے لکھا ہے: انہیں زبرقان بن بدر پہ اپنے ثنیان نامی پانی کے چشمے کی وجہ سے فضیلت کا دعویٰ کیا اور انہیں وہاں سے نکال دیا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو زبرقان کہنے لگے: کیا میں بھی اپنے کنویں سے منع نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اگر اپنے کنوئیں سے مسافروں کو پانی بھرنے سے روکا تو یاد رکھنا کبھی بھی نجد میں میرے ساتھ ہرگز نہ رہ سکو گے۔ عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فوج کے ذمہ دار مقرر ہوئے، اور اس پر برقرار رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے آئے، مکہ کے قریب اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گئے۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ سے فرمایا: تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ شام سے معاویہ اور یمن سے عبداللہ بن ابی ربیعہ تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ دونوں تمہاری پہل کو کوئی فضیلت نہیں سمجھیں گے اور یہ حکومت فتح مکہ کے موقعہ پہ مسلمان ہونے والوں اور ان کی اولاد کے مناسب نہیں۔ جس کا تقاضا ہے کہ عبداللہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں جس کی صریح روایت بھی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن ابی ربیعہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر ان سے دس ہزار سے زائد کا مال قرض لیا۔ جب حنین سے واپس آئے تو فرمایا: ابن ابی ربیعہ کو میرے پاس بلاؤ، جب وہ آ گئے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور اولاد میں برکت دے جو قرض میں نے تم سے لیا تھا وہ وصول کر لو، قرض کا (حقیقی) بدلہ تعریف اور پوری ادائیگی ہے''۔ [1] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ان ابراہیم کے بارے نہیں جانتا، آیا انہوں نے اپنے والد سے سماع کیا ہے یا نہیں۔ اور یہ حدیث نسائی اور بغوی نے نقل کی ہے۔ [2] ابوحاتم فرماتے ہیں: مرسل ہے، یعنی ابراہیم اور ان کے والد سے اس پر وثوق سے حکم لگانے میں تردد ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وہی عبداللہ ہیں جنہیں قریش نے عمرو بن عاص کے ساتھ حبشہ بھیجا تھا اور یہ ابوجہل کے ماں شریک بھائی ہیں۔ بقول بعض: انہی کو ام ہانی نے پناہ دی تھی۔ عبداللہ کے بارے میں ابن زبعری کا قول ہے: ع

''بحیر بن ذی الرحسین نے میری نشست قریب کر دی، اور ہم پہ اس کا نہ ختم ہونے والا احسان ہے''۔

(۴۶۷۴) عبداللہ بن رُبَیّعہ [3]

سلمی، کوفی۔ صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ نسائی نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے مؤذن کی آواز سنی تو اس کے الفاظ دہرانے لگے...... (حدیث) [4] ابن المبارک بحوالہ شعبہ ان کی روایت میں فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبہ کی کسی نے متابعت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ سلمی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ بحوالہ عبید بن خالد سلمی پھر ایک حدیث ذکر کی۔

علی بن الاقمر کا قول ہے: میں نے عبداللہ بن ربیعہ کو چلتے ہوئے روتے جاتے دیکھا، فرمانے لگے: ان لوگوں نے ہمیں نماز

[1] ابن ماجه كتاب الصدقات (٢٤٢٤) نسائی كتاب البيوع (٤٦٩٧) كنز العمال (١٥٥١٧) الترغيب والترهيب (٥٦٦/٢)

[2] الجرح والتعديل (٥١/٥) [3] اسد الغابه (٢٩٣٨) استيعاب (١٥٤٧) تجريد (٣١٠/١)

[4] مسند احمد (٣٣٦/٤) مجمع الزوائد (٣٣٥/١)

سے غافل کر دیا۔ بقول ابن حبان:[1] صحابی ہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں، کسی کا قول ہے: صحابی ہیں۔ علی بن مدینی کا قول ہے: صحابی ہیں اور عمرو بن عقبہ بن فرقد سلمی کے ماموں ہیں۔ اور ان کے بھائی عتاب بن ربیعہ منصور بن معتمر مشہور محدث کے چچا ہیں۔

۴۶۷۵ عبداللہ بن رزق مخزومی[2]

بقول بعض: رومی نبی ﷺ سے قریش اور فارس کی فضیلت کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان سے عمران بن ابی انس روایت کرتے ہیں۔ ابن شاہین اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن مندہ: ان کا صحابی ہونا اور دیدار مشہور نہیں۔

۴۶۷۶ عبداللہ بن رفاعہ[3]

ابن رافع زرقی۔ امام احمد، باوردی اور حسن بن سفیان وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالواحد بحوالہ عبداللہ بن رفاعہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرمایا: احد کے روز جب مشرکین پسپا ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''رکو میں اپنے رب کی ثناء بیان کرلوں''۔[4]

میں کہتا ہوں: یہ حدیث نسائی اور طبرانی نے ایک اور طریق کے ذریعہ بحوالہ عبدالواحد نقل کی ہے۔ لیکن اس میں کہا: عبید بن رفاعہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔

۴۶۷۷ عبداللہ بن رفیع سلمی[5]

ابوعمر نے اپنی کتاب السیرۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ درید بن الصمّہ کے قاتل یہی ہیں۔ اور استیعاب میں لکھتے ہیں: اس کے قاتل ربیعہ بن رفیع ہیں۔ ابن ہشام[6] کا بیان ہے، اس کے قاتل عبداللہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن رفیع سلمی ہیں۔ اور ان کے والد کا نام قاف اور نون کے ساتھ تصغیر میں لکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ ان کا نام عبدعمرو تھا۔ واللہ اعلم

۴۶۷۸ عبداللہ بن رواحہ[7]

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغرّ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ مشہور شاعر ہیں۔ ابو محمد کنیت تھی۔ بقول بعض: ابورواحہ اور ابوعمر تھی۔ والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الاطنابہ خزرجیہ ہے، ان کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ سابقین اوّلین میں شامل ہیں۔ بیعت عقبہ کی رات ایک نقیب یہ بھی تھے، بدر اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے اور غزوۂ موتہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان سے ابن عباس، اسامہ بن زید اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں۔ ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کی روایت ہے، انصار کے ایک شخص سے مروی ہے جو سنت کے عالم تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ اور مقداد میں بھائی چارہ قائم کیا۔ تابعین کی ایک جماعت ان سے مرسل روایت کرتی ہے جیسے ابوسلمہ بن

---

[1] الثقات (۲۳۱/۳) [2] اسد الغابہ (۲۹۳۹) تجرید (۳۱۰/۱) [3] اسد الغابہ (۲۹۴۰) تجرید (۳۱۰/۱)
[4] مسند احمد (۴۲۳/۳) [5] تجرید (۳۱۰/۱) [6] السیرۃ النبویہ (۸۴/۴) [7] اسد الغابہ (۲۹۴۱) تجرید (۳۱۰/۱)

عبدالرحمٰن، عکرمہ اور عطاء بن یسار۔ ابن سعد [1] کا قول ہے: نبی ﷺ کے کاتب تھے۔ وہی بدر کی بشارت لے کر مدینہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں خیبر میں اُسَیر بن رفرام یہودی کی طرف تیس سواروں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور فتح خیبر کے بعد بھیجا تو وہ کھجوروں کا اندازہ لگا کر لائے۔

فوائد ابوطاہر ذہلی میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن رواحہ بہترین آدمی ہے....''۔ جس کی لمبی حدیث ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الزھد میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ جب کسی ساتھی سے ملتے تو کہتے: آؤ گھڑی بھر اپنے رب پہ ایمان لانے کی یاد تازہ کرلیں۔ اسی میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پہ رحم فرمائے، اسے ایسی مجالس سے محبت ہے جن پر فرشتے فخر کرتے ہیں''۔ [2]

بیہقی نے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ خطاب فرما رہے تھے، اتنے میں عبداللہ بن رواحہ آئے، انہوں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بٹھا دو، اور آپ مسجد سے باہر جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گئے۔ خطاب سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی تمہاری حرص کو بڑھائے''۔ [3]

یہی روایت دوسری سند سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے لیکن مرسل زیادہ صحیح السند ہے۔ ابن سعد [4] کا قول ہے: عبداللہ بن رواحہ اتنے بیمار ہوئے کہ بے ہوش ہوگئے، نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے آئے، فرمایا:

''اے اللہ! اگر اس کی مقرر گھڑی کا وقت ہوگیا ہے تو اس کے لیے آسانی پیدا فرما اور اگر اس کا وقت موعود نہیں ہوا تو اسے شفا عطا فرما''۔ [5]

تو انہوں نے کچھ تخفیف محسوس کی تو کہنے لگے: اللہ کے رسول! میری والدہ کہہ رہی تھی ہائے میرے پہاڑ جیسے بیٹے، ہمائے ہماری پناہ گاہ! تو میں نے دیکھا ایک فرشتہ لوہے کا گرز اٹھائے کھڑا یہ کہہ رہا تھا: کیا تم واقعی ایسے ہو؟ تو میں نے کہا: ہاں، جس پر اس نے مجھے وہ گرز مارا۔ عبداللہ بن المبارک نے کتاب الزھد میں صحیح سند سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ روایت کی ہے، ایک شخص نے عبداللہ بن رواحہ کی بیوی سے شادی کرلی اور ان سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا، وہ کہنے لگیں: جب گھر سے باہر جانے لگتے یا گھر واپس آتے، دو رکعت پڑھنا نہ بھولتے۔ یہ ان کا معمول تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے: کسی بھی مہم میں اوّل دستے میں شامل ہوتے اور سب سے آخر میں لوٹتے تھے۔ ابن اسحاق [6] کی روایت ہے: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ زید بن ارقم یتیمی کے عالم میں عبداللہ بن رواحہ کی پرورش میں تھے، جو غزوۂ موتہ میں ان کے ساتھ گئے، ایک رات انہیں یہ اشعار کہتے ہوئے سنا: ؏

''جب تو مجھے قریب کر دے اور میری سواری پہ سوار کر دے حساء کے بعد چار راتوں کے فیصلے پر، تو تو خوش ہونا مذمت سے بچنا، میں اپنے گھر واپس نہ جاؤں، اور ایمان والے مجھے پیچھے شام کی سرزمین میں جو مشہور ٹھکانہ ہے

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۱۴۲/۳) [2] کنز العمال (۳۳۴۵۳) (۳۳۵۹۰) تھذیب تاریخ دمشق (۳۹۰/۷)

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی (۲۵۷/۶) کنز العمال (۳۷۱۷۱) [4] الطبقات (۸۲/۳) [5] فتح الباری (۵۱٦/۷)

[6] السیرۃ النبویۃ (۱۵/٤)

چھوڑ جائیں"۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سنا تو رو پڑے، انہوں نے کوڑا اٹھایا: اب اگر مجھے شہادت نصیب ہو جائے تو تمہیں کیا ہے، تم آرام سے پالان پر بیٹھ کر لوٹ جانا..... پھر غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ، اور جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد ان کی شہادت کا واقعہ بیان کیا۔ ابن سعد [1] کی روایت جب یہ آیت:

"شعراء کی باتوں کے پیچھے بہکے لوگ ہی چلتے ہیں"۔ [2]

نازل ہوئی تو عبداللہ بن رواحہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں انہیں میں سے ہوں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"ماسوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے"۔ [2]

ابن سعد [3] ہی کی روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جا رہا تھا، آپ علیہ السلام بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے صحابہ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے: عبداللہ بن رواحہ! میں ان کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہاں بیٹھو"۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیسے اشعار کہتے ہو؟ میں عرض کرنے لگا: غور کر کے کہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکین کا پیچھا نہ چھوڑنا۔ پھر میں بے ساختہ چند اشعار کہنے لگا: ؏

"اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو بھلائی عطا فرمائی ہے اس پر موسیٰ علیہ السلام کی طرح ثابت قدم رکھے اور ایسی مدد کرے جیسی ان لوگوں کی مدد کی گئی"۔

فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مسکرا کر دیکھا اور فرمانے لگے: "تمہیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے"۔ ان کے بہت سے مناقب و فضائل ہیں۔ مرزبانی معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: جاہلیت و اسلام میں عظیم المرتبہ انسان تھے۔ قیس بن خطیم سے ان کی جنگوں میں اعتراض کیا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں ان کا بہترین شعر یہ ہے: ؏

"اگر آپ کی ذات میں واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں پھر بھی آپ کی صورت خبر دینے کے لیے کافی ہوتی (یہ آدمی سچا ہی ہے)"۔

ابویعلی نے حسن سند سے لکھا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لیے مکہ میں داخل ہوئے، ابن رواحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جا رہے تھے اور زبان پر یہ الفاظ تھے: ؏

"کفار زادو! ان کی راہ چھوڑ دو آج ہم قرآن کی تاویل پہ تم پہ وار کریں گے جو کھوپڑیوں کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے دور کر دے گی"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ابن رواحہ! اللہ کے حرم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم شعر کہہ رہے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عمر! اسے کچھ نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! انہیں اس کی باتیں نیزوں سے زیادہ سخت لگتی ہیں"۔

---

[1] الطبقات (۸۱/۳) [2] سورہ الشعراء آیت (۲۲۴ ـ ۲۲۷) [3] الطبقات (۸۰/۳)

۴۶۷۹ (ز) عبداللہ بن رباب [1]

ابن فتحون ''اوہام الاستیعاب'' میں لکھتے ہیں: العدل ابوعلی حسن بن خلف ''اخبار مدینہ'' میں لکھتے ہیں: انصار میں سے اسلام میں پہل کرنے والے ساتویں یا آٹھویں شخص ہیں۔ اور حافظ ابوالولید نے مجھے بتایا کہ اُحد کے روز جب عبداللہ بن ابی نے واپسی کا قصد کیا تو عبداللہ بن رباب نے اس سے کہا: میں تمہیں تمہارے دین میں اللہ کا اور اس شرط کا واسطہ دیتا ہوں جو تم لوگوں نے لگائی تھی۔

میں کہتا ہوں: ابن فتحون نے ذیل میں ان کا تذکرہ یہ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا کہ استیعاب میں انہی کا تذکرہ ہے۔ حق بات یہ ہے وہ اور ہیں کیونکہ وہاں جن کا ذکر ہے ان کے بارے میں ابوعمر [2] لکھتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے جس کی وضاحت وہیں بیان ہوگی کہ نیز ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۴۶۸۰ عبداللہ بن زائدہ [3]

ابن الاصم۔ بقول بعض: یہی ابن ام مکتوم ہیں۔ ایک قول ہے: عبداللہ بن عمرو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: عبداللہ بن عمرو بن شریح بن قیس بن زائدہ بن الاصم از بنی عامر بن لؤی۔ بقول بعض: ان کا نام عمرو ہے، یہی اکثر کا قول ہے۔ عمرو بن ام مکتوم کے حالات میں ذکر ہوگا۔

۴۶۸۱ عبداللہ بن زِبَعرِی [4]

ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی۔ والدہ کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن عمرو بن وہب بن حذافہ بن جُمَح ہے۔ قریش کے بڑے شاعر اور مسلمانوں کے سخت خلاف تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ بقول ابن اسحاق: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہبیرہ بن ابی وہب اور عبداللہ بن زبعری نجران بھاگ گئے۔ مجھ سے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان نے بیان کیا کہ حسان نے اس موقعہ پہ ان اشعار سے انہیں عار دلائی: ع

''تم اس شخص کو کبھی معدوم نہ پاؤ جس کے بغض کی وجہ سے تم نجران انتہائی ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہو''۔

عبداللہ تک یہ شعر پہنچا تو وہ آ کر مسلمان ہو گئے۔ اسلام لانے کے موقعہ پر یہ اشعار کہے: ع

''اللہ کے رسول! میری زبان ان باتوں کو جوڑ دے گی جو میں نے ہلاکت کے دور میں جدا کی تھیں۔ جب شیطان نے مجھے گمراہی کے رستوں میں گھیر لیا تھا اور جس کا میلان ہی مصیبت زدہ ہو (اس پہ کیا شکوہ؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس یقینی، نیکی اور سچائی کی باتیں لائے ہیں جبکہ سچائی اور یقین میں بڑا سرور ہے''۔

نیز ان کے اشعار ہیں: ع

''میں ان تمام کوتاہیوں سے آپ کے سامنے معذرت کرتا ہوں جو میں نے گمراہی کے دور میں کہی تھیں۔ جن

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۴۲) استیعاب (۱۵۴۹) تجرید (۳۱۰/۱) [2] استیعاب (۳۶/۳)

[3] اسد الغابہ (۲۹۴۳) استیعاب (۱۵۵۰) تجرید (۳۱۱/۱) [4] اسد الغابہ (۲۹۴۴) استیعاب (۱۵۵۱)

ایام میں سہم نے مجھے گمراہوں کی زمین کا حکم دیا اور مخزوم نے وہاں جانے کا کہا۔ میں خواہشات کی رسیاں کھینچنے لگا اور وہ مجھے لے جارہی تھیں۔ بھکوں کا سارا کھیل ہی منحوس تھا۔ سو آج میں دل سے حضرت محمد ﷺ جو نبی ہیں پہ ایمان لاتا ہوں، اس بات کو غلط کہنے والا محروم رحمت ہے''۔ [1]

بقول مرزبانی: کنیت ابو سعد تھی، قریش کے شاعر تھے، پھر اسلام لے آئے۔ نبی ﷺ کی مدح کی آپ نے انہیں ایک جوڑا عطا فرمایا، زبیر کا قول ہے: میرے نزدیک ان کے مقابلہ میں ضرار کے اشعار زیادہ مضبوط ہیں، اس میں سقط کم ہیں۔

۴۶۸۲ عبداللہ بن زُبَیب

الجندی۔ آخری قسم میں ذکر ہوتا ہے۔

۴۶۸۳ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ [2]

ابن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پانچویں طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ والدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھا۔ اور بحوالہ واقدی نقل کیا ہے: ہمیں ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ زبیر بطریق حسین بن علی روایت کرتے ہیں: حنین کے دن ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت عباس، علی اور عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب وغیرہ تھے۔ یہی قول واقدی، ابن عائذ اور ابوحذیفہ کا ہے۔ کامل میں المبرد لکھتے ہیں: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک جوڑا عطا کیا اور انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمانے لگے: ''یہ میرے چچا کا بیٹا ہے، اس کا والد میرا بڑا خیر خواہ تھا''۔ بقول بعض: ''بچپن میں زبیر بن عبدالمطلب نبی ﷺ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر یہ اشعار پڑھتے: ؏

''محمد بن عبدم، تم اسودہ زندگی گزارو! عزت و شرافت اور بزرگی والی زندگی''۔

بقول واقدی وغیرہ: غزوۂ اجنادین میں تیرہ (۱۳ھ) میں شہید ہوئے۔ واقدی ہی کا قول ہے: رومیوں کا پہلا شخص جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا اسے عبداللہ نے قتل کیا، پھر دوسرا آیا اسے بھی قتل کر دیا، پھر ایک اور مقتول زمین پر پڑا تھا، ان کے ارد گرد دس رومیوں کی لاشیں ڈھیر تھیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت تقریباً تیس (۳۰) سال کے تھے۔

۴۶۸۴ عبداللہ بن الزبیر بن عوّام [3]

ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی۔ والدہ کا نام اسماء بنت ابی بکر الصدیق، ہجرت کے سال پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی نبی ﷺ سے احادیث یاد کر لیں اور آپ سے کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ اسی طرح اپنے والد، اپنے نانا، حضرت عمر، عثمان اور اپنی خالہ حضرت عائشہ اور سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبادلہ (عبداللہ نامی مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم) میں سے اور بہادر صحابہ میں سے ایک ہیں جو خلافت سے سرفراز ہوئے۔ کنیت ابوبکر تھی، پھر اپنے بیٹے خبیب کی وجہ سے ابوخبیب کہلانے لگے۔ ان سے ان کے بھائی عروہ اور دونوں بیٹے عامر و عباد اور بھتیجے محمد بن عروہ، ابوذُبیان، خلیفہ بن کعب، عبیدہ بن عمرو سلمان، عطاء،

---

[1] السيرة النبوية (٨٤/٤) استيعاب (٣٦/٣) [2] اسد الغابه (٢٩٤٦) استيعاب (١٥٥٢) تجريد (٣١١/١)

[3] اسد الغابه (٢٩٤٧) استيعاب (١٥٥٣) تجريد (٣١١/١)

طاؤس، عمرو بن دینار، وہب بن کیسان، ابن ابی ملیکہ، سماک بن حرب، ابوزبیر اور ثابت بنانی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یزید بن معاویہ کی موت کے بعد (۶۴ھ) میں خلافت کی بیعت کی جس سے کچھ شامی پیچھے رہے۔ ہجرت کے بعد مسلمانوں میں پہلے نومولود یہی تھے۔ آپ نے انہیں گھٹی دی اور اپنے دادا کے نام وکنیت پر ان کا نام اور کنیت رکھی۔ واقدی کا گمان ہے یہ دوسرے سال پیدا ہوئے، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے: مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا کہ ان کی ولادت ہجرت کے سال ہوئی۔ اسی روز رسول اللہ ﷺ چل کر ان کے پاس آئے، اس وقت اسماء اپنے والدین کے پاس مقام سنح پر تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں گھٹی دی۔ زبیر فرماتے ہیں: ہمارے ہاں معتبر یہ ہے کہ ان کی ولادت قباء میں ہوئی، ان کے والد سنح میں اس لیے رہتے تھے کہ انہوں نے ملیکہ بنت خارجہ بن زید سے شادی کی تھی۔ واقدی اور ان کے متبعین کا قول ہے: شوال ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ صحیح میں ہے: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مکہ میں عبداللہ بن زبیر کی ولادت کے آثار شروع ہوئے اور جب میں مدینہ آئی ان کے ایام پورے ہو چکے تھے۔ قباء ٹھہری جہاں انہیں جنم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی، آپ ﷺ کی گود میں رکھا، آپ ﷺ نے کھجور منگوا کر چبائی اور ان کے منہ میں ڈال دی۔ ان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز نبی ﷺ کا لعابِ دہن تھا، پھر کھجور کی گھٹی دی اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔ مسلمانوں میں یہ پہلے مولود تھے۔ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ان کی مسند میں الفاظ ہیں۔

صحیح بخاری میں لکھا ہے: جب نبی ﷺ نے ہجرت کی تو زبیر شام میں تھے اور جب نبی ﷺ مدینہ پہنچے اس وقت یہ بھی مدینہ آ گئے۔ آپ نے انہیں پہننے کے لیے سفید لباس دیا۔ اگر یہی صورتحال تھی تو اسماء کو ان سے اس کے بعد کہاں حمل ہوا ہوگا۔ بلکہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سفرِ شام سے پہلے وہ حمل سے تھیں۔ پھر جب نبی ﷺ نے مدینہ ہجرت کی اور وفدوں کی صورت میں آپ ﷺ کے صحابہ نے آپ کے پیچھے رختِ سفر باندھا، تو نبی ﷺ کی ہجرت کے کئی ماہ بعد حضرت اسماء روانہ ہوئیں تو اگر شوال میں ان کی آمد یقینی ہے تو پھر پہلا سال بنتا ہے۔ حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر نبی ﷺ سے بیعت ہونے آئے، اس وقت سن سات آٹھ سال کا تھا۔ جیسا کہ ابن مندہ کی روایت ہے کہ ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں: جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی تو اس وقت وہ اُمید سے تھیں۔ جب ان کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ انہیں لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر جب وہ سات یا آٹھ سال کے ہوئے تو نبی ﷺ سے بیعت ہونے آئے، جس کا زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا، پھر ان سے بیعت لی۔

مدینہ کے یہودی کہتے تھے ہم نے مسلمانوں کے رحم باندھ دیئے ہیں، ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسلام میں یہ پہلے مولد ہوئے۔ ان کی ولادت پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: مجھ سے میرے چچا مصعب نے بیان کیا میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا: عبداللہ بن زبیر ہجرت کے سال پیدا ہوئے۔ رہی وہ روایت جو بغوی نے جعدیات میں نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر کو کپڑے میں لپیٹ کر طواف کرایا تھا۔ ابن سعد نے اس کا ذکر کیا ہے کہ واقدی نے اس کا انکار کیا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمان اس بات کو اتفاقی طور پر مانتے ہیں کہ ہجرت کے بعد پہلے مولود یہی ہیں۔ اور مکہ ان دنوں مسلمانوں کے لئے ممنوع تھا۔ آپ ﷺ اس میں نہیں داخل ہوئے تھے اور نہ کوئی مسلمان وہاں گیا تھا۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ طواف سے مراد ایک جگہ سے دوسری جگہ لے گئے ہوں ورنہ واقدی کی بات قابل توجہ ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد صرف عمرۃ القضاء کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ آئے تھے۔ ابن زبیر آپ کے ساتھ نہیں تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ''الرسالہ'' میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن زبیر نو برس کے تھے۔ آپ کی احادیث یاد رکھی ہیں۔ المجالسۃ میں دینوری لکھتے ہیں: مصعب بن عثمان کا قول ہے: عبداللہ بن زبیر نے کہا میں نے اپنی والدہ کے بطن میں رہتے ہوئے ہجرت کا شرف حاصل کیا ہے۔

زبیر نے بطریق مسلم بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر روایت کی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قریشی نوخیز لڑکوں کے بارے میں بات کی کہ اگر آپ انہیں بیعت کر لیں، انہیں آپ کی برکت حاصل ہوگی اور ان کا ذکر خیر ہوگا۔ چنانچہ انہیں لایا گیا، ان میں عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر اور عمر بن ابی سلمہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا۔ ان میں سے سوائے عبداللہ بن زبیر کے باقی جھجکے، وہ آگے بڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: بالکل اپنے باپ جیسا (جری) ہے۔ بطریق عبداللہ بن مصعب مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے اسلام میں پیدا ہونے والے بچوں کو جمع فرمایا جو نوخیز تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے، پھر ان سے بیعت لی۔ ان میں عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن معاویہ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت زبیر نے اپنے لخت جگر عبداللہ سے فرمایا: تم لوگوں میں ابوبکر کے سب سے زیادہ مشابہ ہو۔ ابویعلی نے اور بیہقی نے ''دلائل'' میں عامر بن عبداللہ بن زبیر کی روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ سینگی لگوا کر خون نکلوا رہے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا: ''عبداللہ! یہ خون ایسی جگہ جا کر بہا دو جہاں تمہیں کوئی دیکھنے نہ پائے''۔ جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوجھل ہوئے جھٹ سے وہ خون پی لیا، واپس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عبداللہ! خون کا کیا؟ عرض کی: میں نے اسے ایسی جگہ چھپا دیا ہے جہاں سے مخفی رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لگتا ہے تم نے وہ خون پی لیا ہے۔ عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں پیا؟ لوگوں کو تم سے اور تمہیں لوگوں سے خطرہ ہے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ابوعاصم کا قول ہے، لوگوں کا خیال ہے کہ ان کی طاقت وقوت اسی خون کی وجہ سے تھی۔ اس کا بطریق کیسان مولی بن زبیر ایک شاہد بھی ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جسے ہم نے جزء الغطریف میں نقل کیا ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے: تمہیں صرف قسم پورے کرنے کے لیے آگ چھوئے گی۔

معجم البغوی اور بخاری میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ آپ نے عبداللہ بن زبیر کے یہ اوصاف بیان کیے: عفیف الاسلام (بے داغ مسلمان) ہیں، قاریٔ قرآن ہیں، ان کے والد حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ان کی والدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور ان کی دادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ ہیں اور ان کے والد کی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ ابن ابی خیثمہ بحوالہ ابن دینار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر سے بڑھ کر اچھی نماز پڑھنے والا کوئی (نوجوان) نہیں دیکھا۔

ابونعیم صحیح سند سے بحوالہ مجاہد نقل کرتے ہیں کہ ابن زبیر جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ایسے سکون سے کھڑے ہوتے جیسے ستون ہوتا ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ابن زبیر سات سات ایام مسلسل روزہ رکھتے، آٹھویں دن وہ ہمارے پاس آتے۔ بغوی کی روایت ہے: میمون بن مہران کا قول ہے میں نے دیکھا کہ ابن زبیر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مسلسل روزے رکھتے۔ ابن ابی الدنیا نے بحوالہ مجاہد روایت کی ہے: عبدت کا ہر دروازہ ابن زبیر نے آزمایا ہوا تھا۔ ایک دفعہ بیت اللہ میں سیلاب آ گیا تو میں

نے ابن زبیر کو تیرتے ہوئے طواف کرتے دیکھا۔

غزوات میں شرکت:

یرموک میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے۔ فتح افریقا میں شرکت کی۔ زبیر کا قول ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کا مژدہ سنانے یہی آئے تھے۔ اور فتح کا قصہ زبیر نے نقل کیا ہے۔ فتح انہی کے ہاتھ پہ ہوئی تھی۔ [1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے تھے پھر جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہوئے۔ پیادہ فوج کی کمان کر رہے تھے۔ زبیر کا قول ہے کہ جنگ جمل میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو مقتولین سے نکالا گیا تو ان کے جسم پہ چالیس سے زائد زخم آئے تھے۔ جس شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے زندہ ہونے کی خوشخبری سنائی آپ نے اسے دس ہزار دیئے تھے۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی لڑائیوں میں کنارہ کش رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ بیعت کر لی۔ لیکن جب انہوں نے یزید کی بیعت لینا چاہی تو آپ باز رہے اور مکہ منتقل ہو گئے۔ حرم کی پناہ لی۔ یزید نے سلیمان کو بیعت لینے کے لیے بھیجا، آپ نے صاف انکار کر دیا اور ''عائذ اللہ'' اپنا لقب رکھ لیا۔

جب واقعۂ حرہ پیش آیا، اہل شام نے اہل مدینہ کا قتل عام کیا اور مکہ منتقل ہو کر ابن زبیر سے مصروف جنگ ہوئے تو محاصرے کے دوران بیت اللہ کا غلاف جل گیا۔ اسی اثناء میں یزید بن معاویہ کی موت نے انہیں بے ہمت کر دیا اور اہل شام لوٹ آئے تو عبداللہ بن زبیر لوگوں سے خلافت کی بیعت لینے لگے اور شہروں میں بیعت لینے کے لیے آدمی بھیج دیئے۔ شام کے چند لوگوں کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ مروان نے کوشش کر کے شام کے بقیہ حصہ پہ قابو پا لیا، اس کے بعد مصر کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ان کے انتقال کے بعد عبدالملک بن مروان نے عراق پہ قبضہ کر لیا اور مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا اور حجاج کو لشکر دے کر ابن زبیر کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور آپ شہید ہو گئے، یوں یہ چراغ جمادی الاولی تہتر (۷۳ھ) میں گل ہوا۔ یہی محفوظ اور اکثر کا قول ہے۔ بغوی اور ابن وہب بحوالہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: باسٹھ (۶۲ھ) کے آغاز میں شہید ہوئے۔ شاید ان کا ارادہ اس صدی کے ختم ہونے کے بعد کا ہے۔

(۴۶۸۵) عبداللہ بن زغب الایادی [1]

ابوزرعہ دمشقی اور ابن ماکولا [2] کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بقول عسکری: کسی نے مسند میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحیح نہیں۔ پھر بطریق محفوظ بن علقمہ بحوالہ عبداللہ بن زغب ایادی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔ [3]

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۷۹/۱۲) [2] اسد الغابہ (۲۹۴۸) استیعاب (۱۵۵٤) تجرید (۳۱۱/۱) [3] الاکمال (۷/۲)

[4] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما جاء ذکر عن بنی اسرائیل (۳٤٦۱) ترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل (۲٦٦۹) جامع المسانید (۵۳۸/۷)

طبرانی نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے ان سے بحوالہ نبی ﷺ قس بن ساعدہ کا واقعہ منقول ہے۔ سنن ابی داؤد میں بحوالہ عبداللہ بن حوالہ بھی ان کی روایت موجود ہے۔

۴۶۸۶ عبداللہ بن زمعہ [1]

ابن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، ام المومنین حرم نبوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، والدہ کا نام قریبہ بنت ابی امیہ تھا۔ ''الکاشف'' میں لکھا ہے: یہ ام المومنین حضرت سودہ کے بھائی ہیں جو وہم ہے جس کی درستگی ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کے نسب سے ظاہر ہو جائے گی۔ بقول بغوی: مدینہ کے رہائشی تھے، کئی احادیث کی روایت کی ہے۔ صحیح میں ان کی ایک حدیث ہے جو تین احکام پہ مشتمل ہے: ایک ثمود کی اونٹنی کا واقعہ، دوم گوز سے ہنسنے کی ممانعت، سوم عورت کو کوڑے لگانے کی ممانعت۔ [2] اور بعض دفعہ راویوں نے انہیں جدا جدا بھی بیان کیا ہے۔ ابوداؤد میں ان کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا تھا: جب نبی ﷺ کی مرض الوفات میں صدیق اکبر موجود نہ تھے: ''لوگوں کو نماز پڑھا دیں''۔ بقول بعض: نبی ﷺ کے پاس آنے والوں کے لئے اجازت لیتے تھے۔ ایک قول حویلی کے روز سن (۳۵ ھ) میں شہید ہو گئے، اسی پہ ابوحسان زیادی نے اعتماد کیا ہے۔ اور ابن حبان نے اسے قابل اعتماد قرار دیا ہے کہ واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے جسے ابن کلبی نے معتمد کہا ہے۔ ابوعمر [3] لکھتے ہیں: حرہ میں ان کا بیٹا یزید قتل ہوا تھا، بقول ابن حبان: ہجرت کے وقت پانچ سال کے تھے، ان کے والد ہجرت سے پہلے کفر پہ فوت ہوئے۔

۴۶۸۷ عبداللہ بن زِمْل جُھَنیؒ [4]

ابن السکن نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے ایک حدیث مروی ہے ''دنیا سات ہزار سال ہے''۔ اس کی سند مجہول ہے اور یہ خود صحابہ رضی اللہ عنہم میں مشہور شخص نہیں۔ پھر وہ حدیث نقل کی جس کی اسناد میں ضعیف راوی ہے، فرماتے ہیں: ان سے اسی سند سے منکر احادیث منقول ہیں۔

میں کہتا ہوں: تمام احادیث ایک حدیث کے ضمن میں مروی ہیں۔ جسے طویل انداز میں طبرانی [5] نے المعجم الکبیر میں اور اس کا کچھ حصہ ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں نقل کیا ہے۔ اکثر کتابوں میں مجھے ان کا نام نہیں ملا، بعض ان کا نام ضحاک اور بعض عبدالرحمٰن بتاتے ہیں۔ درست پہلا نام ہے۔ ضحاک غلط ہے کیونکہ ضحاک بن زِمل دوسرے شخص ہیں جو تبع تابعین میں سے ہیں۔ ابن ابی حاتم [6] بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: ضحاک بن زمل بن عمرو السَّکسَکِیّ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ان لیس ہیثم بن عدی، ابن قتیبہ نے غریب الحدیث میں اس حدیث کو طویل ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بھی ان کا نام نہیں لیا۔ ابن حبان [7] فرماتے ہیں: عبداللہ بن زمل صحابی ہیں۔ لیکن مجھے ان کی حدیث کی سند پہ اعتماد نہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۴۹) استیعاب (۱۵۵۵) تجرید (۳۱۱/۱)

[2] ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورۃ والشمس و ضحاھا (۳۳۴۳)

[3] استیعاب (۴۳/۳) [4] اسد الغابہ (۲۹۵۰) تجرید (۳۱۱/۱) [5] المعجم الکبیر (۸۱۴۶/۸)

[6] الجرح والتعدیل (۴۶۱/۴)

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کو روایت کرنے میں سلیمان بن عطاء قرشی حرانی بحوالہ مسلم بن عبداللہ جہنی منفرد ہے۔

۴۶۸۸ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ [1]

ابن عبداللہ بن ثعلبہ بن زید از بنی جشم بن حارث بن خزرج، انصاری، جنہوں نے اذان کا خواب دیکھا تھا۔ ابوعمر نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ البتہ ان کے نسب میں ثعلبہ کا اضافہ نقل کیا ہے جبکہ مشہور یہ ہے یہ نام ان کے نسب سے ساقط ہے۔ بدری عقبی صحابی ہیں۔ ترمذی [2] فرماتے ہیں: ہمیں ان کی نبی ﷺ سے مروی صرف یہی حدیث معلوم ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت (سنداً) صحیح نہیں۔ اور کئی ایک حضرات نے مطلقاً کہا ہے کہ اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث ہی نہیں، جو غلط ہے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں جو تعداد میں چھ یا سات ہیں۔ جنہیں علیحدہ جزء میں مَیں نے یکجا کیا ہے۔ بغوی نے یقین سے لکھا ہے کہ حدیثِ اذان کے علاوہ جو ان کی حدیث ہے وہ اوران کی حدیث ترمذی میں ان کے بیٹے محمد بن عبداللہ کی روایت سے ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نسائی میں ان کی ایک حدیث ہے، انہوں نے اپنے والدین پہ صدقہ کیا اور پھر وضو کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن زید کا بیان ہے ان کے والد قربان گاہ کے پاس نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ قربانی کا گوشت تقسیم کر چکے تھے۔ انہیں آپ ﷺ نے اپنے موئے مبارک عطاء کیے..... (حدیث) مدائنی بحوالہ محمد بن عبداللہ بن زید روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے والد بتیس (۳۲ھ) میں چونسٹھ (۶۴) برس کی عمر میں فوت ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ حاکم کا قول ہے: صحیح یہ ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے، تمام روایات منقطع ہیں۔ اور مستدرک میں اس کے خلاف لکھتے ہیں۔ اور ''حلیة'' میں عمر بن عبدالعزیز کے حالات میں صحیح سند سے بحوالہ عبداللہ العمری منقول ہے کہ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں آ کر کہنے لگی: میں عبداللہ بن زید کی بیٹی ہوں، میرے والد بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہادت پائی، آپ نے فرمایا: آپ جو چاہتی ہیں بیان کیجئے، پھر انہیں عطا کیا۔

۴۶۸۹ عبداللہ بن زید بن صفوان [3]

ابن صباح بن طریف بن زید بن عمرو..... الضبی۔ الدارقطنی نے ''المؤتلف'' میں ان کا ذکر اور بطریق سیف بن عمران کی سند سے بحوالہ بلال بن ابی بلال ضبی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حارث بن زید ضبی نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنا نسب بیان کیا آپ نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔ اور فرمایا: ''تم عبداللہ ہو نہ کہ عبدالحارث''۔ [5] ابن کلبی اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، بقول رشاطی: ابوعمر [4] نے ان کا نام عبداللہ بن حارث بتایا ہے جو وہم ہے جس کی وضاحت عبداللہ بن حارث میں بیان ہو چکی ہے اور آخری قسم میں بھی ہوگی۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۵۳) استیعاب (۱۵۵۷) تجرید (۳۱۲/۱) [4] استیعاب (۴۵/۳)

[2] ترمذی کتاب ابواب الصلاۃ باب ما جاء فی بدء الاذان (۱۸۹)

[3] اسد الغابہ (۲۹۵۶) استیعاب (۱۵۵۸) تجرید (۳۱۸/۱)

[5] اسد الغابہ (۶۰۳/۲) [4] استیعاب (۴۵/۳)

۴۶۹۰ عبداللہ بن زید بن عاصم

ابن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن انصاری مازنی۔ ابو محمد، بدر میں ان کی شرکت کے بارے اختلاف ہے۔ اسی پہ ابواحمد الحاکم اور ابن مندہ نے اعتماد کیا ہے۔ حاکم نے المستدرک میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: اُحد میں اور بعد کے غزوات میں شمولیت اختیار کی بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ نبی ﷺ سے حدیث وضو [1] اور کئی احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بھتیجا عباد بن تمیم یحییٰ بن عمارہ اور واسع بن حبان وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے ان کے بھائی حبیب بن زید کو قتل کیا تھا۔ جب لوگ جنگ یمامہ کے لئے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن زید وحشی بن حرب کے ساتھ مسیلمہ کے قتل میں برابر کے شریک رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: واقعۂ حرہ کے دنوں عبداللہ بن زید کے پاس کوئی شخص آ کر کہنے لگا: عبداللہ بن حنظلہ (غسیل الملائکہ) لوگوں سے موت کی بیعت لے رہے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے اس پر بیعت نہیں کرسکتا۔ بقول بعض: حرہ کے روز ہی ۶۳ھ میں شہید ہوئے۔

۴۶۹۱ عبداللہ بن زید [2]

ابن عمرو بن مازن انصاری ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یونس بن بکیر بحوالہ ابن اسحاق [3] روایت کی ہے کہ یہ نبی ﷺ کے سامان کے نگران تھے۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سامان کے نگران عبداللہ بن کعب بن عمرو بن غنم بن مازن تھے۔ نسب سے عمرو اور مازن کے درمیانی شخص کو ساقط کر دیا اور کعب کو تبدیل کر کے زید بنا دیا۔ انہوں نے ثَقل کہا حالانکہ یہ لفظ نون اور فاء سے نَفل ہے۔ ابن الاثیر کا قول ہے: ابن مندہ پہ کوئی اعتراض نہیں کیونکہ انہوں نے جو کچھ سنا اسے نقل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں کیا ممانعت ہے کہ دو واقعات ہوں۔ اور غلط کہنا مشکل ہے، کیونکہ لفظوں کی صورت اس کا احتمال رکھتی ہے۔

۴۶۹۲ (ز) عبداللہ بن زید ضمری [4]

مدائنی نے "بادشاہوں کی طرف رسول اللہ ﷺ کے سفیر" نامی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی اسناد شیبان بن عمرو کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں: حارث بن ابی شمر شجاع بن وہب کے پاس آئے۔ فرماتے ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عبداللہ بن زید ضمری کے ہاتھ پہ مسلمان ہوئے۔ حارث بن عبد کلال کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ سفیروں میں ان کی طرف اور ان کے ساتھ لوگوں کی طرف آنے والے عبداللہ بن زید تھے، مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۴۶۹۳ (ز) عبداللہ بن زید (بے نسبت)

باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق محمد بن کعب روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن سے پوچھا: آپ

---

[1] مسند احمد (۳۹/٤) [2] اسد الغابہ (۲۹۵۷) تجرید (۳۱۲/۱) [3] السیرۃ النبویۃ (۲۱۵/۲)

[4] اسد الغابہ (۱٤٦/۳) [5] اسد الغابہ (۲۹۵۸)

نے اپنے والد سے کیا سنا؟ انہوں نے فرمایا، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ارشاد فرماتے سنا:

''جو شخص نَرد سے کھیل کر پھر نماز پڑھنے جاتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پیپ اور خون سے وضو کرے''۔ [1]

عبداللہ بن الحکم فرماتے ہیں: میں نے اپنے کسی ساتھی سے سنا کہ یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید ہیں۔

۴۶۹۴ عبداللہ بن زبیب الجندی

قسم رابع میں تذکرہ ہوگا۔

۴۶۹۵ عبداللہ بن سابط [2]

ابن ابی خمیصہ بن عمرو بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی۔ بقول ابن حبان: [3] صحابی ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن سابط کے والد ہیں۔ بغوی کا بیان ہے، یہ ابوعبدالرحمٰن ہیں: ابوعمر لکھتے ہیں: ان کا نسب مشہور ہے اور صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ بعض اہل علم کا گمان ہے کہ یہ عبداللہ اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن کم سن تھے، صحابی نہیں ہیں۔ مصعب زبیری اور زبیر بن بکار کا قول ہے: سابط کے عبدالرحمٰن، عبداللہ، ربیعہ، موسیٰ، فراس، عبیداللہ، اسحاق اور حارث لڑکے تھے۔ ان سب کی والدہ ام موسیٰ بنت الاعور وہ خلف بن عمرو بن وہب بن حذافہ بن جمح ہیں۔ بغوی نے اعتماد سے لکھا ہے کہ راوی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن سابط ہیں اور صحابی عبداللہ ہیں اور جو حدیث سابط کے حالات میں بیان ہوئی ہے، اسے ان کے سوانح میں نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے ان کی موافقت تو کی ہے لیکن اس میں قلب (اُلٹ پھیر) کر دیا ہے۔

۴۶۹۶ عبداللہ بن ساعدہ انصاری [4]

بقول ابوخیثمہ کا نام ہے۔

۴۶۹۷ عبداللہ بن ساعدہ

ابن عائش بن قیس بن زید بن امیہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ عویم بن ساعدہ کے بھائی۔ بقول ابن کلبی: عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ بغوی اور بزار نے اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ساعدہ جو عویم بن ساعدہ انصاری کے بھائی ہیں۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کی بکریاں ہوں وہ مدینہ سے انہیں دور لیجائے کیونکہ یہ اللہ کی ایسی زمین ہے جہاں (اوسطاً) بارش کم ہوتی ہے''۔ [5]

---

[1] مسند احمد (۳۷۰/۵) المعجم الکبیر (۲۹۲/۲۲) (۲۹۳/۲۲) مجمع الزوائد (۱۱۴/۸)
کنز العمال (٤٠٦٤٦) الدر المنثور (۳۱۹/۲)

[2] تجرید (۳۱۲/۱) [3] الثقات (۲۳٤/۳) [4] اسد الغابہ (۲۹۵۹) تجرید (۳۱۲/۱)

[5] اسد الغابہ (۲۹٦٠) استیعاب (۱۵٦٠) تجرید (۳۱۲/۱)

[6] مجمع الزوائد (٦٢٦٠) کنز العمال (۳٤۹۲٠) جامع المسانید (۱۳/۸) اسد الغابہ (٦٠۵/۲)

اس کی سند ضعیف ہے۔ بقول ابن مندہ: سو (۱۰۰ھ) میں ان کا انتقال ہوا۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے۔ ۱۰۰ھ میں فوت ہونے والے دوسرے صاحب ہیں جن کا نام عبداللہ بن ساعدہ ہذلی ہے جن کا ابن شاہین نے ذکر کیا ہے۔

۴۶۹۸ عبداللہ بن سالم [1]

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث ہشام بن عمار نے بطریق عبادہ بن سنی بحوالہ ان کے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمیں اپنی کتاب میں حمادین امت کا پتہ ملتا ہے..... [2] پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

۴۶۹۹ عبداللہ بن السائب بن ابی حبیش [3]

ابن المطلب بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ کے بیٹے اور فاطمہ بنت ابی حبیش کے بھتیجے ہیں۔

بقول ابوموسیٰ: ہمارے بعض مشائخ نے صحابہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر [4] فرماتے ہیں: بعید ہے کہ یہ صحابی ہوں۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے بُعد کی وجہ بیان نہیں کی۔ بلکہ اس میں کوئی بعد نہیں، کیونکہ عاتکہ کی وفات بہت پہلے ہو چکی تھی تو ان کا بیٹا کیسے صحابی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ عسکری نے انہیں بلاتردد صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۴۷۰۰ عبداللہ بن سائب بن صَیفی [5]

ابن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی بقول امام بخاری: ابوعبدالرحمن بن ابی السائب، ضحاک بن مخلد نے ان کی کنیت بیان کی ہے۔ اور صیفی کا تذکرہ ہو چکا ہے کہ وہ ابوالسائب ہیں، انہی کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے۔ عبداللہ قرآن کے بہترین قاری تھے، ان سے مجاہد نے قرآن سیکھا تھا۔ ادھر ابن مندہ کو وہم ہوا ہے، انہوں نے قاری کو قبیلہ قارہ سے سمجھ لیا اور یہ بات انہیں مخزومی لکھنے کے بعد لکھی ہے وہم قارہ کی وجہ سے ہوا حالانکہ قاریٔ ہمزے کے ساتھ ہوتا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے، وہ اہل مکہ کے قاریٔ تھے۔ امام مسلم نے ان کی ایک حدیث بروایت محمد بن عباد بن جعفر بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ وہ فتح مکہ کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فجر کی نماز میں سورۃ المومنین [6] کی تلاوت کی۔ (حدیث)

امام بخاری نے یہ روایت عبداللہ بن سائب کے حوالہ سے تعلیقاً نقل کی ہے اور تاریخ میں اسے مسنداً نقل کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح سند سے بطریق ابن ابی ملیکہ مسنداً نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو عبداللہ بن سائب کی قبر کے پاس کھڑے دیکھا۔ بغوی فرماتے ہیں: ابوعبید کا قول ہے وہ مکہ کے رہائشی تھے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بروایت عطاء ان کے

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۶۲) تجرید (۳۱۳/۱) [2] جامع المسانید والسنن (۱۴/۸) اسد الغابہ (۶۰۵/۲)

[3] اسد الغابہ (۲۹۶۳) [4] اسد الغابہ (۱۴۸/۳) [5] اسد الغابہ (۲۹۶۴) استیعاب (۱۵۶۱)

[6] بخاری کتاب الاذان باب الجمع بین السورتین فی الرکعۃ والقراۃ بالخواتیم (۷۷۴)

مسلم کتاب الصلاۃ باب القراۃ فی الصبح (۱۰۲۲) ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النفل (۹۴۹)

نسائی کتاب الافتتاح باب قراۃ بعض سورۃ (۱۰۰۶) مسند احمد (۴۱۱/۳)

حوالہ سے ان کی حدیث نقل کی ہے: میں عید کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا۔ (حدیث) اور یہ حدیث: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں رکعتوں کے درمیان: ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً....﴾ پڑھتے سنا''۔ [1]

بغوی ان کے سوانح میں لکھتے ہیں کہ مجاہد بحوالہ عبیداللہ بن سائب روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے لیے آیا، میں نے عرض کی: آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ تم ایک مرتبہ میرے شریک نہیں بنے تھے....''۔ (حدیث) یہ حدیث ان کے والد سائب کے بارے میں محفوظ ہے۔ کنیتوں میں ابو برزہ کے حالات میں عبداللہ بن سائب کا ذکر ملتا ہے۔ عبداللہ بن سائب کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا۔ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں کے خلیفہ تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

(۴۷۰۱) عبداللہ بن سائب بن عبید [2]

ابن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی۔ بقول ابن کلبی: صحابی ہیں، یہی ابو عبیدہ کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ شافع بن سائب جو امام شافعی کے دادا ہیں ان کے بھائی ہیں۔ شافع اور ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

(۴۷۰۲) عبداللہ سباع

ابن عبد العزی الخزاعی۔ ان کے والد اُحد میں کافر مرے۔ جس کا ثبوت حدیثِ وحشی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ملتا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے سباع سے کہا: عورتوں کا ختنہ کرنے والی کے بیٹے مقابلے میں آ اور پھر اسے قتل کر دیا۔ یہ عبداللہ بنی مروان کی حکومت تک زندہ رہے اور یہ طریح بن اسمٰعیل کے نانا ہوتے ہیں۔ جس کا ذکر ابن کلبی نے کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ کیونکہ یہ حجازی ہیں اور فتح مکہ کے بعد ان میں سے جو بھی بچا وہ مسلمان ہو گیا تھا، اور حجۃ الوداع میں شریک ہوا تھا۔

(۴۷۰۳) عبداللہ بن سبرہ الجہنی [3]

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں، میرے والد کا کہنا ہے: بصری ہیں۔ ابو یعلی بقی بن مخلد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن حبان، طبرانی اور ابن مندہ ان کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہیں تین باتوں سے منع کرتا ہوں: فضول بحث مباحثے....''۔ (حدیث) [4]

بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔ ''اوسط'' میں طبرانی لکھتے ہیں: عبداللہ بن سبرہ سے

---

[1] سورة البقره (۲۰۱) [2] استیعاب (۱۵۶۲) تجرید (۳۱۳/۱)

[3] اسد الغابہ (۲۹۶۵) استیعاب (۱۵۶۳) تجرید (۳۱۳/۱) [4] الجرح والتعدیل (۶۵/۵)

[5] جمع الجوامع (۴۶۰۴) الطبقات (۴۰/۷) کنز العمال (۴۳۸۷۳) (۴۳۸۷۴) جامع المسانید (۲۲/۸)

صرف اسی سند سے مروی ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: اس میں معتمر منفرد ہے اس کی سند میں تامّل ہے۔

۴۷۰۴ عبداللہ بن سبرہ ہمدانی [1]

ابن ابی خیثمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: میرے خیال میں مصر یا شام کے رہائشی ہیں۔ یہ معلوم نہیں صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے، ان کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو بندہ بھی اپاہج ہو جائے تو یہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اس کا عمل دوگنا ہے''۔ [2]

بقول ابونعیم: میرے نزدیک یہ سابقہ شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: ان سے غلطی ہوئی، کیونکہ جہینہ اور ہمدان اکٹھے نہیں، خصوصاً جب دونوں حدیثوں کا مخرج مختلف ہے۔ ادھر علامہ ابن عبدالبر [3] کا قول ہے، بقول بعض: یہ عبدی، عبدالقیس قبیلے سے ہیں۔

۴۷۰۵ (ز) عبداللہ بن سبرہ قرشی

بقول ابن حبان: [4] صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ سابقہ دور میں سے ایک ہوں، دونوں کے نسبوں میں اور قرشی میں کوئی منافاۃ نہیں۔ ممکن ہے قریش کے حلیف ہوں۔

۴۷۰۶ عبداللہ بن سراقہ [5]

ابن معتمر بن انس بن اذاۃ بن ریاح.... قرشی عدوی، خاندان عمر رضی اللہ عنہ سے ہیں عمرو بن سراقہ کے بھائی ہیں دونوں کی والدہ اَمَہ بنت عبداللہ بن عمیر بن اہیب بن حذافہ بن جمح ہے۔ ابن اسحاق، [6] زبیر اور خلیفہ کا قول ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ سے آگے ان کے بدر میں شریک ہونے کے بارے اختلاف کیا جاتا ہے۔ ابن حبان [7] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن سعد [8] کا قول ہے: بدر میں نہیں شریک ہوئے، یہی ابومعشر کا قول ہے: ابن سعد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے اُحد اور بعد کے معرکوں میں شریک رہے۔ ان کی روایت اور اولاد نہیں ہے۔ زبیر کا قول ہے: عبداللہ اور زینب سراقہ کی اولاد ہیں جو آپس میں سگے بہن بھائی ہیں۔ اور عمرو بن سراقہ کی والدہ اَمَہ ہے، عمرو اور عبداللہ بدر میں شریک ہوئے۔ عمرو کی اولاد نہیں ہے۔ عبداللہ کے ہاں عبداللہ کی ولادت ہوئی ان کی والدہ امیمہ بنت حارث بن عمرو بن المؤمّل ہے۔ اور عبداللہ بن سراقہ کی اولاد میں سے عمرو بن عبداللہ، اور ان کے بھائی زید اور ایوب بن عبدالرحمٰن بن عثمان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قریش کے سردار ہیں۔ عبداللہ بن سراقہ نے جب ہجرت کی تو رفاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں فروکش ہوئے۔

ابن مندہ نے ان کے حالات میں بطریق شعبہ بحوالہ ایک صحابی ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سحری

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۶٦) استیعاب (۱۵٦٤) [2] کنز العمال (٦۷۲۵) جامع المسانید (۲۳/۸) اسد الغابہ (٦۰۷/۲)

[3] استیعاب (۴۸/۳) [4] الثقات (۲۳۷/۳) [5] اسد الغابہ (۲۹٦۸) استیعاب (۱۵٦۵) تجرید

[6] السیرۃ النبویہ (۲۴٦/۲) [7] الثقات (۲۳۲/۳) [8] الطبقات (۱۰۴/۴)

کھانے میں برکت ہے"۔ اس کے بعد فرمایا: اسے خالد الحذاء نے عبداللہ بن حارث، سے بواسطہ عبداللہ بن سراقہ موقوف نقل کیا۔ اس کے بعد ابن مندہ فرماتے ہیں: عمران قطان نے قتادہ سے بواسطہ عقبہ بن وساج بحوالہ عبداللہ بن سراقہ مرفوع نقل کیا ہے: "سحری کیا کرو خواہ پانی سے ہو"۔ [1] ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: عمران کی روایت اس سند سے جو ہے وہ بحوالہ عبداللہ بن عمرو ہے نہ کہ عبداللہ بن سراقہ، پھر اسے نقل کیا۔ واللہ اعلم

۴۷۰۷ عبداللہ بن سرجس [2]

المزنی۔ بنی مخزوم کے حلیف۔ بقول امام بخاری اور ابن حبان: [3] صحابی ہیں۔ بصرہ فروکش ہوئے ان کی نبی ﷺ سے مروی کئی احادیث ہیں، جو مسلم وغیرہ کتابوں میں ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے ان سے قتادہ، عاصم الاحول عثمان بن حکیم، مسلم بن ابی مریم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری اور ابن حبان نے ان کا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جن سے عثمان بن حکیم روایت کرتے ہیں، تذکرہ تابعین میں کیا ہے۔ شعبہ بحوالہ عاصم الاحوال روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: عبداللہ [4] ابن سرجس نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے لیکن یہ صحابی نہیں۔ ابوعمر [5] فرماتے ہیں: ان کی مراد خاص صحابیت سے ہے ورنہ وہ صحیح السماع صحابی ہیں۔ مسلم وغیرہ میں ان کی حدیث ہے میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا جس میں روٹی اور گوشت تھا اور میں نے آپ کی مہر نبوت دیکھی..... (حدیث) اسی میں ہے میں نے عرض کی: اللہ کے رسول میرے لیے استغفار فرمائیے۔

۴۷۰۸ (ز) عبداللہ بن سعد بن اوس

عبداللہ بن حق میں ذکر ہوا ہے۔

۴۷۰۹ (ز) عبداللہ بن سعد بن جابر

ابن عمیر بن بُشیر بن عویمر بن حارث بن کثیر بن صدقہ بن مَظّہ بن سلہم سلہمی از مذحج۔ ابن کلبی اور رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مکہ کے رہائشی ہیں۔ قریش کے حلیف رہے اور آمنہ بنت عفان حضرت عثمان کی ہمشیرہ سے نکاح کیا جن سے محمد مدینہ میں پیدا ہوئے۔ نیز ان کے نکاح میں حضرت ام سلمہ ام المومنین کی بہن بھی تھی، یوں یہ نبی ﷺ کے ہمزلف ٹھہرے۔

۴۷۱۰ (ز) عبداللہ بن سعد بن خولی

مولا حاطب بن ابی بلتعہ، ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے اور یہ اُس وقت زندہ رہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انصار میں ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہی بات ابوعمر نے ان کے والد کے حالات میں نقل کی ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] کنز العمال (۲۳۹۶۹) جامع المسانید (۲۴/۸) کشف الخفاء (۳۶۲/۱)

[2] اسد الغابہ (۲۹۶۹) استیعاب (۱۵۶۶) [3] الثقات (۲۳۰/۳)

[4] مسند احمد (۸۳/۵) [5] استیعاب (۴۹/۳)

۴۷۱۱ (ز) عبداللہ بن سعد بن خیثمہ [1]

ابن حارث بن مالک انصاری اوسی۔ ان کے والد کے ساتھ ان کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ بقول ابن عبدالبر: [2] مغیرہ بن حکم نے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ بیعت عقبہ میں بھی میں اپنے والد [3] کے ساتھ سوار تھا۔ فرماتے ہیں: یہی روایت بشر بن المسّرِی نے رَباح سے انہیں الفاظ میں نقل کی ہے۔ لیکن انہوں نے اُحد کی جگہ بدر کا تذکرہ کیا۔ ابو عاصم، اور ابوداؤد نے بحوالہ رباح دوسری کی طرح روایت کی ہے جیسا کہ بشر نے کہا، بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بطریق ابن المبارک اسی طرح روایت کی ہے، جو روایات میں موجود ہے۔ اس حدیث کے بغوی، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ کی کتاب میں رباح سے کئی طرق ہیں اسی بنا پہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: بدر اور بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: ان کے علاوہ اور جابر کے علاوہ کوئی باپ بیٹا بیعتِ عقبہ میں شریک ہونے والے پوری دنیا میں نہیں۔

ابن ابی حاتم [5] کا قول ہے: میرے والد کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ یہی ابن حبان [6] کا قول ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ واقدی نے ان کے بدر و اُحد میں شریک ہونے کا انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بلکہ حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کے حالات میں اس سے زیادہ نہیں لکھا: انہوں نے بیعت رضوان کی۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ عبداللہ عبدالملک کی خلافت پہ لوگوں کے اتفاق تک زندہ رہے۔ ابن شاہین کا بیان ہے: جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۷۱۲ عبداللہ بن سعد بن زرارہ

عبداللہ بن اسعد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۴۷۱۳ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح [7]

ابن حارث بن حبیب بن حذافہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری۔ بعض نے حذافہ اور مالک کے درمیان نصر کا اضافہ نقل کیا ہے۔ مشہور پہلا نسب ہے۔ کنیت ابو یحییٰ تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہیں ان کی والدہ اشعریہ، یہ زبیر ابن بکار کا قول تھا۔ ابن سعد [8] فرماتے ہیں: ان کی والدہ مہابہ بنت جابر ہیں۔ ابن حبان [9] کا قول ہے: ان کا والد منافق کافر تھا، ان کے علاوہ مجھے کسی کا یہ قول نہیں ملا۔ حاکم بطریق سدی مصعب بن سعد سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقعہ پہ رسول اللہ ﷺ نے چار آدمیوں کے جن کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں سوا سب کو امن کا پروانہ دے دیا: عکرمہ، ابن خطل، مقیس بن صبابہ، ابن ابی سرح، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ رہے عبداللہ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے، پھر انہیں لے کر نبی ﷺ کے

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۷۳) استیعاب (۱۵۷۰) تجرید (۳۱۴/۱) [2] استیعاب (۵۰/۳)

[3] جامع المسانید (۴۰/۸) [4] التاریخ الکبیر (۱۳/۳) [5] الجرح والتعدیل (۶۳/۵)

[6] الثقات (۲۲۹/۳) [7] اسد الغابہ (۲۹۷۴) استیعاب (۱۵۷۱) تجرید (۳۱۴/۱) [8] الطبقات (۱۹۰/۷)

[9] الثقات (۲۱۳/۳)

سامنے پہنچ گئے۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ تین بار کہنے کے بعد آپ ﷺ نے ان سے بیعت لی۔ پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''تم میں سے کسی کو نہ سوجھی کہ جب میں اس سے بیعت کر رہا تھا اٹھ کر میرا ہاتھ روک لیتا اور اسے قتل کر دیتا؟''

بطریق یزید نحوی بواسطہ عکرمہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا، شیطان نے اسے بہکایا اور وہ کافروں سے جا ملا جس کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یعنی فتح مکہ کے دن۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے امان دے دی۔ اسے ابوداؤد [1] نے نقل کیا ہے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ ابن المسیب نے فرمایا: ایک انصاری نے نذر مانی تھی کہ اگر اسے ابن ابی سرح نظر آ گیا تو اسے قتل کر دے گا۔ پھر حدیث مصعب بن سعد بحوالہ ان کے والد جیسی حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے۔ الدارقطنی کی روایت اس کی ہم معنی ہے جو بطریق حکم بن عبدالملک بواسطہ قتادہ ہے۔ ابن عساکر نے حدیث عفان سے نقل کیا ہے: سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا ہے: جس انصاری نے نذر مانی تھی اس نے کہا: آپ نے مجھے اشارہ کر دیا ہوتا۔ وہ عبّاد بن بشر تھے۔ بقول بعض: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

ابن یونس فرماتے ہیں: فتح مکہ میں شریک ہوئے اور وہیں حویلی بنائی اور جنگ میں دائیں دستے کی کمان کر رہے تھے جو عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کی معیت میں فتح مصر میں ہوئی تھی۔ فتوحات میں ان کی اچھی خدمات ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کا گورنر بنایا تھا اور فتنہ برپا ہوا عسقلان رہائش رکھ لی اور کسی سے بیعت نہیں کی۔ اور وہیں چھتیس (۳۶ھ) میں فوت ہوئے۔ بقول بعض: مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن ہشام بن عمیر کو اپنا نائب چھوڑ گئے۔ راہ میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو لوٹ آئے۔ ادھر محمد بن ابی حذیفہ نے مصر پہ قبضہ کر لیا اور انہیں وہاں آنے سے روک دیا، وہ عسقلان چلے گئے۔ ایک قول ہے: رملہ روانہ ہو گئے۔ بقول بعض: جنگ صفین میں شریک ہوئے اور ستاون (۵۷ھ) میں فوت ہوئے۔ یہ ابن مندہ کا بیان ہے۔

بغوی کا قول ہے: ان کی نبی ﷺ سے مروی صرف ایک حدیث ہے جسے انہوں نے بدل دیا۔ ہمارے پاس معرفہ لابن مندہ میں عالی سند سے ہے۔ ابن سعد نے مصر فرو کش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ہی خلافتِ عثمانی میں افریقا فتح کیا اور اس کے بعد مصر کے گورنر بنے جو تقرر پچیس (۲۵ھ) میں پیش آیا۔ فتح افریقا [2] سب سے بڑی فتح تھی جس میں گھڑ سواری حصہ تین ہزار دینار تک پہنچ گیا تھا۔ اٹھائیس (۲۸ھ) کا واقعہ۔ رہی اساود کی فتح تو وہ اکتیس (۳۱ھ) میں نوبہ میں پیش آئی۔ انہوں نے ہی اس کے بعد ان سے بقیہ صلح کی تھی۔ خلیفہ کا قول ہے: ستائیس (۲۷ھ) میں حضرت عمرو مصر سے معزول ہوئے اور عبداللہ بن سعد گورنر بنے۔ انہوں نے افریقا کی جنگ کی ان کے ساتھ عبادلہ تھے، لیث نے حضرت عمرو کی معزولی کی تاریخ پچیس (۲۵ھ) لکھی ہے اور افریقا کی جنگ ستائیس (۲۷ھ) میں کی اور غزوۂ اساود اکتیس (۳۱ھ) میں اور ذات الصواری چونتیس میں کیا۔

ابن البرقی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: ابن ابی سرح خلافتِ فاروقی میں صعید مصر کے گورنر تھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سارا مصر ان کے حوالے کر دیا، اپنی گورنری میں اچھے کارنامے دکھائے، تین جنگیں غزوہ افریقا، ذات الصواری اور غزوۂ اساود لڑیں۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتدّ (٤٣٥٩)

[2] الکامل فی التاریخ (٣/٤٥، ٤٦)

بغوی صحیح سند سے لکھتے ہیں: یزید بن ابی حبیب کا قول ہے: ابن ابی سرح رملہ گئے، صبح کے قریب یہ دعا مانگی: ''اے اللہ! میرا آخری عمل صبح کی نماز بنا دیجئے''۔ چنانچہ وضو کر کے نماز پڑھی، دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد بائیں جانب سلام پھیرنے ہی لگے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ اللہ ان پہ رحم فرمائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے اور سراج نے عبدالعزیز بن عمران سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی سرح کا انتقال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری سالوں انسٹھ (۵۹ ھ) میں ہوا۔

۴۷۱۴ عبداللہ بن سعد بن سفیان [1]

ابن خالد بن عبید شاعر بن سالم بن سالم بن مالک بن سالم بن عوف انصاری۔ بقول ابن القداح احد اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک سے واپسی کے موقع پہ فوت ہوئے۔ ابن عوف کا گمان ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص میں انہیں کفن دیا تھا۔ ابو علی جیانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون، ابن الاثیر [2] اور ابن الامین نے انہی کا اتباع کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کے پردادا عبید بن سالم شاعر کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے دادا کا نام سفیان کے بجائے مُرّیٰ لیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۷۱۵ عبداللہ بن سعد بن مُرّیٰ

ذہبی نے ان کا الگ ذکر کیا ہے اور ابن القداح کا حوالہ دیا ہے۔ بظاہر دونوں ایک ہیں ان کے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔

۴۷۱۶ (ز) عبداللہ بن سعد [3] بن معاذ

الاشہلی ابن سید الاوس عدوی نے نسب میں لکھا ہے: ''صحابی ہیں، ان کی اولاد نہ تھی''۔ جیانی نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون و ابن الاثیر نے اُنہی کا اتباع کیا ہے۔

۴۷۱۷ عبداللہ بن سعد ازدی انصار میں ذکر ہوگا۔

۴۷۱۸ عبداللہ بن سعد اسلمی [4]

واقدی کا قول ہے: ہشام نے ہم سے عاصم اسلمی سے بحوالہ عبداللہ بن سعد اسلمی بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جتنی زمین رات لپیٹی (طے کی) جاتی ہے اتنی دن میں نہیں لپیٹی جاتی''۔ [5]

ابو عمر [6] نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۷۵) تجرید (۳۱۴/۱) [2] اسد الغابہ (۶۱۱/۲) [3] تجرید [4] استیعاب (۱۵۶۸)

[5] ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الدلجة (۲۵۷۱) مسند احمد (۳۰۵/۳) (۳۸۲/۳) جامع المسانید (۳۹/۸) اسد الغابہ (۶۰۸/۲)

[6] الاستیعاب (۴۹/۳)

۴۷۱۹ عبداللہ بن سعد انصاری

بقول بعض: قرشی۔ ایک قول ہے: ازدی۔ حزام بن حکیم کے چچا ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ عبداللہ بن خالد بن سعد ہیں۔ دمشق کے رہائشی تھے۔ ان سے حزام اور خالد بن معدان روایت کرتے ہیں۔ بقول ابوحاتم [۱] اور ابن حبان [۲] صحابی ہیں۔ امام احمد، ابن خزیمہ، امام بخاری تاریخ میں اور ابوداؤد [۳] بطریق علاء بن حارث حزام بن حکیم سے وہ اپنے چچا عبداللہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے غسل [۴] واجب کرنے والی چیز کے بارے میں پوچھا..... (حدیث) اسی میں ہے: ''ہر نر کو مذی آتی ہے''۔ اسی میں ان کا آپ علیہ السلام سے گھر میں نماز وغیرہ پڑھنے کے متعلق سوال بھی تھا۔ بعض اس حدیث کو مقطوع کہتے ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: اس کے علاوہ مجھے ان کی حدیث معلوم نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حالات میں بطریق خالد بن معدان بحوالہ عبداللہ بن سعد نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے فارس اور حمیر سے مدد دی ہے''۔ [۵]

یہی طرز ابن ابی حاتم، ابوزرعہ دمشقی، عبدالصمد بن سعید، ابن مندہ اور ابن سمیع کا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر [۶] کا قول ہے: خالد بن معدان کے شیخ ازدی ہیں اور حزام بن حکیم کے چچا انصاری ہیں۔ دونوں میں فرق کیا ہے، بظاہر دونوں ایک ہیں۔ ابن ابی عاصم کی کتاب ''الوحدان'' میں بطریق علاء بن حارث بواسطہ حزام بن حکیم بن خالد بن سعد بحوالہ ان کے چچا، غسل کی حدیث لکھی ہے اور عبداللہ بن خالد بن سعد کا عنوان فہری لکھا ہے۔ ابن سمیع کا بیان ہے: ان کا تعلق بنی امیہ سے ہے اور ابواحمد العسکری نے بنی تمیم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۷۲۰ عبداللہ بن سعدی [۷]

سعدی کا نام وقدان ہے۔ بعض قدامہ اور بعض عمرو بن وقدان بھی کہتے ہیں۔ انہیں سعدی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے بنی سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔ وہ ابن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامر ابومحمد ہیں۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ ان کی حدیث انہوں نے ابوحاتم اور ابن حبان نے بطریق عبداللہ بن محیریز بحوالہ عبداللہ بن سعدی نقل کی ہے۔ فرمایا: میں اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں سب سے کم عمر تھا۔ انہوں نے مجھے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے عرض کیا میری بھی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا ضرورت ہے؟ پھر وہ حدیث ذکر کی: جب تک دشمن سے جنگ رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی۔ [۸] ابن محریز

---

[۱] الجرح والتعدیل (۶۳/۵) [۲] الثقات (۸/۵) [۳] ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی المذی (۲۱۱)

[۴] مسلم کتاب الحیض باب القدر المستحب من الماء (۳۲۱/۴۳) ابوداؤد کتاب الطهارة باب فی الغسل من الجنابة (۲۴۲) ترمذی کتاب ابواب الطهارة باب ما جاء فی الغسل من الجنابة (۱۰۶)

[۵] کنز العمال (۳۱۷۷۱) الجامع الکبیر (۴۶۹۸) مختصر تاریخ دمشق (۲۳۳/۱۲)

[۶] استیعاب (۵۲/۳) [۷] اسد الغابہ (۲۹۷۷) استیعاب (۱۵۷۲) تجرید (۳۱۴/۱)

[۸] نسائی کتاب ابیعة باب ذکر الاختلاف فی انقطاع الهجرة (۴۱۸۲) مسند احمد (۲۷۰/۵) السنن الکبری (۱۸/۹) الصحیح لابن حبان (۴۸۶٦)

سے آگے اس میں اختلاف ہے جیسا محمد بن حبیب کے حالات میں بیان ہوگا۔ نسائی نے اس کا مفہوم نقل کیا ہے جو بطریق ابوادریس خولانی بحوالہ عبداللہ بن وقدان سعدی منقول ہے۔ ان کی ایک روایت میں ہے: عبداللہ بن سعدی سے مروی ہے، ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: یہ حدیث عبداللہ بن سعدی سے صحیح مضبوط حدیث ہے جسے ان سے معتبر راویوں نے نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن سعدی اردن فروکش ہوئے تھے۔ بغوی فرماتے ہیں: پہلے مدینہ کے رہائشی تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عمالہ کی حدیث روایت کرتے ہیں جو صحیح میں ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے: ابن سعدی سے حویطب بن عبدالعزی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان [1] فرماتے ہیں: خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن عساکر کا قول ہے: مجھے یہ بات محفوظ نہیں لگتی۔ جبکہ واقدی فرماتے ہیں: ان کا انتقال ستاون (۵۷ھ) میں ہوا ہے۔

۴۷۲۱ (ز) عبداللہ بن سعید

ابن ثابت بن الجذع انصاری۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔ اور یہ فتوحات میں شریک ہوئے اور جنگ میں حصہ لیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۷۲۲ عبداللہ بن سعید [2]

ابن عاص بن امیہ بن بشر بن عبدشمس قرشی اموی۔ حکم نامی حضرات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ جنگ موتہ یا یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۷۲۳ عبداللہ بن سفیان

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔ والدہ کا نام بنت عبد بن ابی قیس بن عبداللہ ہے جو بنی عامر بن لؤی سے ہیں۔ موسیٰ بن عتبہ نے مہاجرین حبشہ اور شہداء جنگ یرموک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق [3] اور ابوالاسود نے عروہ سے نقل کیا ہے۔ زبیر فرماتے ہیں: یرموک میں ان کے بھائی عبیداللہ شہید ہوئے تھے۔ ابن سعد [4] لکھتے ہیں: عبداللہ بن سفیان قدیم الاسلام ہیں۔ حبشہ دوسری ہجرت کی یہ سب کا قول ہے۔ بغوی، ابن ابی حاتم [5] اور ابن مندہ نے ان کے حالات میں حدیث نقل کی ہے: ''جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں''۔ ایک عنوان بعد ان کے متعلق ایک قول نقل ہوگا۔

۴۷۲۴ (ز) عبداللہ بن سفیان ازدی [6]

حمص میں فروکش ہونے والے۔ امام بخاری اور ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم [7] اور ابن حبان بھی انہیں صحابی لکھتے ہیں۔ طبرانی بطریق عثامہ بن قیس بحوالہ عبداللہ بن سفیان ازدی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں:

''جو شخص بھی اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم [8] سے سو سال کی مقدار دور کر دے گا''۔

---

[1] الثقات (۲۴۰/۳) [2] اسد الغابہ (۲۹۷۸) استیعاب (۱۵۷۴) تجرید (۳۱۵/۱) [3] السیرۃ النبویہ (۶۶/۴)

[4] الطبقات الکبریٰ (۱۰۰/۴) [5] الجرح والتعدیل (۶۶/۵) [6] اسد الغابہ (۲۹۷۹) استیعاب (۱۵۷۵)

[7] ایضًا [8] الثقات (۲۳۸/۳) [9] مجمع الزوائد (۱۹۴/۳) جامع المسانید (۴۶/۸) اسد الغابہ (۶۱۲/۲)

عثامہ بن قیس فرماتے ہیں، میں نے کہا لگتا ہے آپ ﷺ نے دو سال فرمایا ہوگا، جس پر عبداللہ بن سفیان فرمانے لگے: میں نے جو کچھ سنا ہے وہی بیان کر رہا ہوں میں تم سے وہ بات بیان نہیں کرتا جو لوگ بیان کرتے ہیں۔ ابن فتحون کا بیان ہے کہ ابن مفرج نے یہ نام عبداللہ بن شُقَیر قلمبند کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابن السکن کی کتاب الصحابہ میں ابن مفرج کے قلم سے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے جو بلاشبہ غلط ہے۔

۴۷۲۵ عبداللہ بن سفیان (بے نسبت)

نبی ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں۔ ان سے عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم [1] نے اسی طرح بے نسب ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی، حسن بن سفیان اور ابن مندہ اسی سند سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: "جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں"۔ [2] طبرانی اور ابن ابی شیبہ اسی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں: "نبی ﷺ نے روزہ کی حالت میں سینگی لگوائی"۔ ابن ابی عاصم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمانی دروازے کھولے جاتے ہیں..... (حدیث) [3]

عمرو بن دینار والی حدیث بغوی اور ایک جماعت نے مخزومی کے حالات میں درج کر دی ہے جس میں تامّل ہے۔ اس واسطے کہ عمرو بن دینار نے ان کا دور نہیں پایا ہے۔ ایسے ہی بغوی نے ایک روایت نقل کی ہے، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے یہ کئی ہیں کیونکہ مجاہد ان سے روایت کرتے ہیں اور ان سے پہلے والے صحابی شام کے رہنے والے قدیم ہیں۔ واللہ اعلم

۴۷۲۶ عبداللہ بن ابی سفیان [4]

ابن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی ابوالہیّاج۔ والدہ کا نام فہمہ بنت ہمام بن ارقم اسدیّہ ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کا عنوان قائم کیا ہے اور بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بطریق سماک بن حرب روایت کی کہ میں نے عبداللہ بن ابی سفیان کو فرماتے سنا (وہ بڑے مالدار آدمی تھے) اور اکثر یوں فرمایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور اس کے طاقتور سے اپنا حق ....."۔ [5]

اور دوسری سند کے ذریعہ بواسطہ سماک بحوالہ عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث روایت کی ہے طبرانی کی روایت ہے کہ عبداللہ ابن ابی سفیان نے فرمایا: ایک یہودی رسول اللہ ﷺ سے قرض واپس لینے آیا اور سخت کلامی کرنے لگا جس پہ آپ [6] کے صحابہ نے اس کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ کیا۔ پھر پہلی حدیث ذکر کی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: سماک نے ان سے روایت کی ہے جو مرسل ہے واقدی "مقتل الحسین" میں فرماتے ہیں: ابوالہیاج شاعر تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (٦٦/٤) [2] مسلم کتاب الصیام (٢٧٢٦) (٢٧٢٨) ترمذی (٧٦٧) ابن ماجه (١٧٠٦) نسائی (٢٣٧٦)

[3] ترمذی کتاب الصلاة (٤٧٨) مسند احمد (٤١٨/٥) الاحاد والمثانی (٢١١/٥)

[4] اسد الغابه (٢٩٨٠) استیعاب (١٥٧٦) تجرید (٣١٥/١)

[5] کنز العمال (٥٥٩١) [6] مجمع الزوائد (١٤٠/٤) جامع المسانید (٤٩/٨) اسد الغابه (٦١٢/٢)

حمیدی ابوعیینہ سے بحوالہ عمر روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعد امامہ بنت ابی عاص بن ربیع سے ابوالہیاج بن ابی سفیان ابن حارث نے شادی کر لی تھی۔ عبید بن علی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی سفیان کا پتہ چلا کہ عمرو بن العاص بنی ہاشم پہ عیب لگاتے اور ان کی شان گھٹاتے ہیں، چنانچہ وہ امیر معاویہ کے پاس آئے ان کی کنیت ابوالہیاج تھی۔ پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ جو عمرو بن عاص کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو جواب دینے لگے تو امیر معاویہ نے انہیں روک دیا اور فرمایا: باز رہو۔ مجھے ان کی ان کے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ملی ہے جو ان عبداللہ اور مولا علی قنبر کے درمیان پیش آمدہ واقعہ میں بروایت قرۃ العین بنت خوات العصبیہ انہی عبداللہ سے مروی ہے جسے خطیب نے المؤتلف میں درج کیا ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے یہ عبداللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدائن آئے۔ خطیب نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ مسند مسدد میں ان کے آنے کا واقعہ درج ہے اور جعابی نے ''جس نے اور اس کے والد نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے''۔ نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں، ان کا صحابی ہونا اور دیدار ہونا صحیح نہیں۔

۴۷۲۷ عبداللہ بن سلام[1] بن حارث

ابو یوسف از اولاد یوسف علیہ السلام۔ خزرج سے قواقل کے حلیف اسرائیلی انصاری۔ حلیف تھے۔ بنی قینقاع سے تعلق رکھتے تھے، نام حُصَین تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ طبری اور ابن سعد نے اسے معتبر لکھا ہے اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سلام کا نام حصین تھا۔ نبی ﷺ نے عبداللہ رکھا۔ ان سے ان کے بیٹے یوسف اور محمد روایت کرتے ہیں۔ صحابہ اور تابعین میں سے حضرت ابوہریرہ، عبداللہ بن معقل، انیس، عباد، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ۔ نبی ﷺ کی مدینہ آمد کے آغاز میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔

بقول بعض: آٹھ (۸ھ) تک اسلام نہیں لائے تھے۔ شعبی سے منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام نبی ﷺ کی وفات سے دو چار سال پہلے اسلام لائے۔ ابن برقی نے یہ روایت نقل کی ہے اور مرسل ہے اور اس کا راوی قیس ضعیف ہے۔ امام احمد اور اصحاب السنن نے بطریق زرارہ بن ابی اوفی بحوالہ عبداللہ بن سلام روایت کی ہے۔ فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں بھی اسلام سے متنفر لوگوں میں سے تھا لیکن جب میں نے آپ کا روئے انور دیکھا تو میں سمجھ گیا یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''سلام کرنا پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ....''۔ (حدیث)[2] بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی مدینہ آمد کے موقعہ پر آئے۔ کہنے لگے: میں آپ سے تین باتیں پوچھنے آیا ہوں جنہیں نبی ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (حدیث) اسی میں ان کا یہود کے ساتھ واقعہ ہے کہ یہ ضدی قوم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ مدینہ آئے۔ لوگ اونچی سے اونچی جگہ چڑھ کر آپ کا دیدار کرنے لگے۔ عبداللہ بن سلام نے آپ کی خبر سنی اس وقت وہ اپنے گھر والوں کے نخلستان میں تھے جلدی سے نبی ﷺ کے پاس پہنچے آپ کی باتیں سنیں، کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اور آپ حق پیام لائے ہیں، آپ جانتے ہیں میں ان کا سردار

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۸۴) استیعاب (۱۵۷۹) تجرید (۳۱۵/۱) [2] اسد الغابہ (۶۱۳/۲)

ترمذی کتاب صفة القیامة والورع (۲۴۸۵) ابن ماجہ کتاب اقامة الصلاة (۱۳۳۴) مسند احمد (۴۵۱/۵)

اور ان میں کا سب سے بڑا عالم ہوں، میرے اسلام کے متعلق انہیں بتانے سے پہلے میرے بارے میں ان (یہودیوں) سے پوچھیے.....(حدیث)

صحیح میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چلتے کسی شخص کے بارے میں فرمایا ہو یہ جنتی ہے، صرف عبداللہ بن سلام کے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ صغیر میں عمدہ سند سے بحوالہ یزید بن عمیرہ منقول ہے، فرمایا: حضرت معاذ کی وفات کے وقت کسی نے آپ سے کہا: ہمیں کوئی وصیت فرما جائیں! آپ نے فرمایا: ابودرداء، سلمان، ابن مسعود اور عبداللہ بن سلام کے پاس علم تلاش کرنا جو پہلے یہودی تھے پھر اسلام لے آئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''یہ جنت کے دسویں آدمی ہیں''۔ [1]

یہ روایت ترمذی نے بحوالہ معاذ مختصر نقل کی ہے اور بغوی نے المعجم میں عمدہ سند سے بحوالہ عبداللہ بن معقل نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سلام نے حضرت علی کو عراق جانے سے روکا اور ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر نہ چھوڑیے، اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا تو پھر کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ ہمارے بہت ہی نیک سادہ مسلمان ہیں۔ ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ابوبردہ بن ابی موسیٰ نے فرمایا: میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن سلام ایک مجلس میں انتہائی عاجزی اور تواضع کا نمونہ بنے بیٹھے تھے۔ زبیدی بطریق عبداللہ بن سلام کے بھتیجے روایت کرتے ہیں کہ جب بلوائیوں نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہا تو عبداللہ ابن سلام ان کے پاس آکر کہنے لگے۔ میں آپ کی مدد کے لئے آیا ہوں، پھر عبداللہ باہر تشریف لائے۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: جاہلیت میں میرا نام (حصین) فلاں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبداللہ رکھا اور میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کئی آیات نازل ہوئیں: ''اور اسی جیسی گواہی بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دی''۔ [2] اور میرے بارے ہی یہ آیت نازل ہوئی:

> ''آپ کہہ دیجئے! میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس (سابقہ) کتابوں کا علم ہے گواہ کافی ہے''۔ [3] (لیکن ان بے ضمیروں پہ اس ساری گفتگو کا کوئی اثر نہ ہوا، وہ کہنے لگے: چلو اس یہودی اور عثمان کا کام تمام کریں)۔

بقول طبری: سب کا یہی قول ہے کہ مدینہ میں تینتالیس (۴۳ھ) میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی یہی تاریخ وفات ابن سعد، ہیثم بن عدی، ابوعبید، بغوی اور ابواحمد العسکری وغیرہ نے لکھی ہے۔

۴۷۲۸ عبداللہ بن سلامہ [4]

ابن عمیر اسلمی۔ بقول بعض: ابوحدرد کا نام ہے۔

۴۷۲۹ عبداللہ بن سلمہ [5]

ابن مالک بن حارث بن عدی بلوی، انصاری حلیف ہونے کی وجہ سے ہیں، ابواحمد۔ والدہ کا نام انیسہ بنت عدی ہے،

---

[1] المستدرک (۲۷۰/۳) تهذيب تاريخ دمشق (۲۰۵/٦) [2] سورة الاحقاف (۱۰) [3] سورة الرعد (٤٣)
[4] استیعاب (۱۵۸۰) [5] اسد الغابه (۲۹۸۵) استیعاب (۱۵۸۱) تجرید (۳۱۵/۱)

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق [۱] نے شرکاءِ بدر اور شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن ابی خیثمہ اور طبری کی روایت ہے کہ انیسہ بنت عدی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگیں: اللہ کے رسول! میرا بیٹا عبداللہ بن سلمہ جو بدری صحابی ہیں اُحد میں شہید ہوا ہے، میں چاہتی ہوں اسے اپنے ہاں منتقل کرلوں تا کہ اس کی قبر سے مانوس ہوں۔ تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ تو انہوں نے ایک عباء میں مجذر بن زیاد کے ساتھ ان کے اونٹ پہ ان کی لاش رکھی، لوگوں کے پاس سے گزریں تو لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ عبداللہ بھاری بھرکم جسم والے تھے۔ اور مجذّر ہلکے پھلکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کے عمل نے ان میں برابری پیدا کر دی ہے۔ عبداللہ بن سلمہ ہی کہتے ہیں: ع

"میں وہی جسے کہا جاتا ہے اصلاً یہ بلی کا ہے میں جب سیدھے نیزے سے وار کرتا ہوں تو وہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور مجذر مجھ سے جیسا عجیب کام کرتا نظر نہیں آئے گا"۔

اس کی سند حسن ہے۔ عبداللہ کے والد کا نام الدارقطنی نے زیر سے سَلِمہ نقل کیا ہے۔

۴۷۳۰ عبداللہ بن ابی سلیط [۲]

ان کے والد بدری صحابی ہیں، جبکہ عبداللہ کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ یہ مدنی ہیں۔ ابوعمر [۳] نے ان کا ذکر کیا ہے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن حبان [۴] نے صحابہ میں ان کا ذکر پھر تابعین میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے یہ صحابی ہیں۔

۴۷۳۱ عبداللہ بن سلیم

ابوسلیمان بن اکیمہ، سین میں ذکر ہوا ہے۔

۴۷۳۲ عبداللہ بن سنان [۵]

ابن نبیشہ المزنی۔ علقمہ کے والد۔ بقول بعض: عبداللہ بن عمرو بن سنان۔ خلیفہ کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ مدینہ کی طرف ان کی نسبی نسبت بیان ہوگی۔ فرماتے ہیں: بصرہ میں ان کی حویلی ہے۔ خلافت معاویہ میں فوت ہوئے۔ فرماتے ہیں: یہ ان عبداللہ کے علاوہ ہیں جو بکر کے والد ہیں۔ یہی قول الآجری نے بحوالہ ابوداؤد نقل کیا ہے۔ علقمہ اور بکر بھائی نہیں۔ امام بخاری نے ان کے خلاف لکھا ہے کہ دونوں بھائی ہیں۔ ابن حبان [۶] نے بھی ان کا اتباع کیا۔ ابوداؤد کے قول کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بکر کے والد کا نام عبداللہ بن عمرو بن ہلال بتایا جاتا ہے ابوداؤد اور ترمذی میں بروایت علقمہ بن عبداللہ بن سنان دو حدیثیں ہیں۔ ان کی تیسری حدیث ابونعیم نے "معرفہ" میں نقل کی ہے۔

---

[۱] السیرۃ النبویہ (۹۶/۳) [۲] اسد الغابہ (۲۹۸۸) استیعاب (۱۵۸۲) [۳] استیعاب (۵۶/۳)
[۴] الثقات (۴۷/۵) [۵] اسد الغابہ (۲۹۹۰) [۶] الثقات (۵۶/۵)

۴۷۳۳ عبداللہ بن سندر الجذامی [1]

بقول ابن ابی حاتم: [2] ان کی کنیت ابوالاسود تھی، نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی: ''اللہ تعالیٰ غفار کی مغفرت فرمائے''۔ [3] فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے سماع کیا ہے اور اپنے والد کے واقعہ کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: مشہور تو یہ ہے کہ سندر صحابی ہیں۔ اور مذکورہ حدیث بھی جیسا کہ سین میں بیان ہو چکا ہے، لیکن جب سندر نبی ﷺ کے دور میں آختہ ہوتے ہیں اس کا تقاضا ہے ان کا بیٹا عبداللہ صحابی ہو یا اسے رؤیت ہو۔ بقول بعض: ان کا نام عبدالرحمٰن ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ کتاب مصر میں مجھے ان کے بارے ایک روایت ملی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے یہ نبی ﷺ کے دور میں بڑے تھے، چنانچہ لیث بن سعد کا بیان ہے ہم معلوم نہیں کہ حضرت عمر نے سوائے ابن سندر کے کسی کو جاگیر دی ہو۔ آپ نے انہیں منیۃ الاصبغ والی زمین دی۔ جو وفات تک ان کے پاس رہی۔ جسے اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان نے ان کے وارثوں سے خرید لی۔ مصر میں اس سے بہتر اور پرانا زمین کا کوئی حصہ نہیں۔ اس کی تفصیل حرف میم میں مَسْرُوح میں بیان ہوگی۔

۴۷۳۴ عبداللہ بن سہل بن رافع [4]

انصاری ثم الاشہلی از بنی زعوراء۔ بقول بعض: غسانی ہیں۔ بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے بدری صحابی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن الاثیر [5] یہ رافع بن سہل کے بھائی ہیں، جس میں تردد ہے، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے۔ بقول بعض: یہ عبداللہ بن سہل غزوۂ خندق میں شہید ہوئے تھے۔

۴۷۳۵ عبداللہ بن سہل [6] بن زید

انصاری حارثی۔ سہل بن ابی خیثمہ کی حدیث میں ان کا ذکر ہے کہ خیبر میں شہید ہوئے تھے تو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن سہل گفتگو کرنے آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو موقعہ دو، بڑے کو موقعہ دو''۔ [7] لمبی حدیث ہے جو قسامہ کے بارے میں ہے جسے شیخین (بخاری و مسلم) اور امام مالک [8] نے نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ خیبر کھجوریں لینے گئے تھے تو انہیں ایک چشمے میں کسی نے گردن توڑ کر پھینک دیا تھا۔

۴۷۳۶ (ز) عبداللہ بن سہل

ابن بشیر، قسم ثالث میں ذکر ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۲۹۹۱) استیعاب (۱۵۸۳) تجرید (۳۱۶/۱) [2] الجرح والتعدیل (۶۴/۵)

[3] مسلم کتاب فضائل الصحابہ (۶۳۸۲) ترمذی کتاب المناقب (۳۹۴۱) مسند احمد (۲۰/۲) اسد الغابہ (۶۱۵/۲)

[4] اسد الغابہ (۲۹۹۳) تجرید (۳۱۶/۱) [5] السیرۃ النبویۃ (۲۴۸/۲) [5] اسد الغابہ (۱۷۹/۳)

[6] اسد الغابہ (۲۹۹۴) استیعاب (۱۵۸۵) تجرید (۳۱۶/۱)

[7] ابوداؤد کتاب الدیات باب القتل بالقسامۃ (۴۵۲۱) ترمذی کتاب الدیات (۱۴۲۲) نسائی (۲۷۷۴)

[8] مؤطا مالک (۱۶۷۸)

۴۷۳۷ (ز) عبداللہ بن سھیل

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی جگہ بیاض چھوڑی سے شاید یہ بعد والے ہیں۔

۴۷۳۸ عبداللہ بن سُھیل [1]

ابن عمرو۔ ابوسہیل۔ والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبدمناف ہیں۔ بقول ابن مندہ: ہمیں ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابن اسحاق نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن مندہ نے مغازی ابن عائذ میں ان کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں عبداللہ بن سہیل بن عمرو بھی تھے۔ بلاذری کا قول ہے، یہ سب کا قول ہے، واقدی فرماتے ہیں: جب یہ حبشہ سے لوٹے تو انہیں ان کے والد نے پکڑ لیا اور انہیں دین سے ہٹالیا، انہوں نے بھی رجوع کا اظہار کر دیا۔ پھر ان کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے معرکہ بدر میں نکلے۔ جب دونوں لشکر روبرو ہوئے تو یہ بھاگ کر مسلمانوں میں شامل ہوگئے۔ پھر صلح حدیبیہ میں گواہ تھے۔ اپنے بھائی ابوجندل سے عمر میں بڑے تھے۔ انہوں نے ہی اپنے والد کے لئے فتح مکہ کے روز امان طلب کی تھی۔ جس کے بارے سہیل فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو مسلمان ہونے میں بڑی خیر رکھی ہے۔ یہ عبداللہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بقول بعض: بحرین کے علاقہ جواثا میں اٹھاسی (۸۸) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ بغوی ابن شہاب و ابن اسحاق [2] سے روایت کرتے ہیں کہ یہ بدر کے روز اپنے والد کے ساتھ تھے، پھر انہیں چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف بھاگ گئے اور انہی کے ساتھ شامل رہے۔

۴۷۳۹ عبداللہ بن سھیل [3]

از مہاجرین حبشہ، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: یہ پہلے صحابی کے علاوہ ہیں۔ پھر بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ مہاجرین حبشہ میں عبداللہ بن سہیل بھی تھے۔

۴۷۴۰ عبداللہ بن سوید انصاری [4] الحارثی

بقول امام بخاری، ابن ابی حاتم: [5] ابن السکن اور ابن حبان: [6] صحابی ہیں۔ ابن مندہ بطریق عقیل، زہری سے بحوالہ ثعلبہ ابن ابی مالک روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن سوید حارثی سے پردے کے تین اوقات کے بارے میں پوچھا تھا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے ابن اسحاق اور قرہ، زہری سے بحوالہ ثعلبہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن سوید سے پوچھا: جو صحابیٔ رسول اللہ ﷺ تھے۔

میں کہتا ہوں: لیکن بغوی، ابن السکن اور ابن قانع کی کتابوں میں بطریق قرہ بواسطہ زہری، عبداللہ کے بدلے سوید لکھا

---

[1] السيرة النبوية (۲۷٤/۳) [2] الجرح والتعديل (۷٤/٥) [3] استيعاب (۱٥۸٦) [4] السيرة النبوية (۲٤۸/۳)
[5] اسد الغابه (۲۹۹۷) [6] اسد الغابه (۲۹۹۸) استيعاب (۱٥۸۷) [7] الجرح والتعديل (٦٦/٥) [8] الثقات (٤۲/۷)

ہے، پہلا زیادہ صحیح ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، بقول بعض: دوسرا قول وہم ہے۔ پھر دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ قرہ درست روایت کرتے ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابن وہب کے شاگردوں کی روایات میں موقوف دیکھی ہے۔ بعض نے مرفوع لکھی ہے، معلوم نہیں غلطی کس میں ہے؟ ابواحمد العسکری کا قول ہے: ابوحمید ساعدی کی اہلیہ ام حمید کے بھتیجے ہیں، جن سے یہ روایت بھی کرتے ہیں، بعض نے ان کا صحابی ہونا صحیح لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے معلوم نہیں کسی نے ام حمید کے بھتیجے کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ تاریخ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: عبداللہ بن سوید انصاری اپنی پھوپھی ام حمید سے اور ان سے داؤد بن قیس روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم [1] اور ابن حبان [2] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۷۴۱ عبداللہ بن سیدان المطرودی [3]

از بنی مطرود جو بنی سلیم کی فخذ ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض: صحابی ہیں جو ربذہ فروکش ہوئے۔ ابن شاہین [4] اور ابن سعد لکھتے ہیں: مؤرخین کا بیان ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔ یعنی ان کی وہ حدیث جو دوپہر سے پہلے جمعہ کی نماز کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں: ان کی ایک حدیث ہے جو مجہول کے مشابہ ہے۔ ابن حبان [6] تابعین میں دوبارہ ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ابوذر اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان سے میمون بن مہران وغیرہ روایت کرتے ہیں، یہی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

۴۷۴۲ عبداللہ بن سیلان [7]

بغوی اور ان کے پیروکاروں نے ان کا نام لکھا ہے جبکہ روایات میں مبہم ہی تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ ابن ابی عاصم اور بغوی وغیرہ بطریق قیس بن حازم بحوالہ ابوسیلان روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کی: اللہ پاک ہے، وہ بارش کے قطروں کی طرح تم پہ فتنے بھیجے گا''۔ [8] اس کی سند صحیح ہے۔

۴۷۴۳ عبداللہ بن شبل

ابن عمرو انصاری۔ ابن ابی حاتم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی اور ابن السکن کا بیان ہے: یہ عبدالرحمٰن بن شبل کے بھائی ہیں، ان کی حدیث اہل شام سے مروی ہے۔ ابوعروبہ ابن ابی عاصم [9] اور بغوی بطریق شریح بن عبید روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن شبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''اے اللہ! فلاں پہ لعنت کر، اس کا دل برا بنا دے، اور اس کا پیٹ جہنم کی گرمی سے بھر دے''۔ [10]

ابن عیسیٰ ''حمص فروکش ہونے والے صحابہ'' نامی کتاب میں لکھتے ہیں: یہ ایک نقیب تھے۔ اور ابن ابی حاتم [11] کا قول ہے:

---

[1] الجرح والتعدیل (٦٦/٥) [2] الثقات (٤٢/٧) (٣١/٥) [3] اسد الغابہ (٢٩٩٩) تجرید (٣١٧/١)

[4] [5] [6] [7] اسد الغابہ (٣٠٠٠) [8] جامع المسانید (٧٨/٨) اسد الغابہ (٦١٩/٢)

[9] الاحاد والمثانی (٢٨٢٧) [10] جامع المسانید (٧٩/٨) اسد الغابہ (٦١٩/٢) [11] الجرح والتعدیل (٧٩/٥)

عبداللہ بن شبل نقیبوں میں کے ایک تھے۔ ان سے ابوراشد حبرانی اور یزید بن حمیر روایت کرتے ہیں۔

۴۷۴۴ عبداللہ بن شُبَیل [1]

تصغیر ہے، الاحمسی۔ ابوعمر [2] کا بیان ہے کہ صحابی ہونے کے بارے میں تردد ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اٹھائیس (۲۸ھ) آذربائیجان آئے تو ان لوگوں نے صلح کر لی۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ جب ولید بن عقبہ نے آذربائیجان پہ حملہ کیا تو یہ پہلے دستے کے کمانڈر تھے۔ انہوں نے اہل موقان پہ حملہ کیا، فتح ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ جس پہ آذربائیجان والوں نے صلح کر لی۔

میں کہتا ہوں: یہ بات بارہا گزر چکی ہے کہ صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۴۷۴۵ عبداللہ بن الشخیر [3]

ابن عوف بن کعب بن وقدان بن حریش.... عامری حریشی۔

۴۷۴۶ عبداللہ بن ابی شدیدہ [4]

ابن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث.... ثقفی طائفی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین کے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قانع کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی شدیدہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جس نے کھیتی کے علاوہ سے بیری کا درخت کاٹا، اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کا گھر بنا دے گا''۔ [5]

ابن السکن کے ہاں بھی بغیر ہاء کے لکھا ہے لیکن مجھے ان کے اور ان کے سوا کسی کی کتاب میں ''میں نے سنا'' کی صراحت نہیں ملتی۔ یہ صرف ابن قانع کی روایت میں ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: اس کی سند ثابت نہیں۔ ابن مندہ نے اسے روایت کیا ہے، اس میں ایک واقعہ ہے۔ ابونعیمؒ لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن ابی حاتم [6] لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیری کے بارے میں مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے مغیرہ بن سعد ہذلی نے روایت کی ہے۔ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: نامعلوم ہیں۔

۴۷۴۷ عبداللہ بن شرحبیل [7]

بقول بعض: علقمہ کے والد ہیں، یہ بغوی کا قول ہے۔ عبداللہ بن سنان میں ذکر ہوا ہے۔ یحییٰ بن یونس شیرازی نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: صحابہ میں انہیں ذکر کیا گیا ہے لیکن شمار تابعین میں ہوتے ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۰۰۲) استیعاب (۱۵۸۹) تجرید (۳۱۷/۱) [2] استیعاب (۵۸/۳) [3] استیعاب (۱۵۹۰)
[4] اسد الغابہ (۳۰۰۵) [5] جامع المسانید (۹۳/۸) اسد الغابہ (۶۲۱/۲) [6] الجرح والتعدیل (۸۳/۵)
[7] اسد الغابہ (۳۰۰۶) تجرید (۳۱۷/۱)

۴۷۴۸ عبداللہ بن شریح *

بقول بعض: ابن ام مکتوم۔ بغوی اپنی معجم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن شریح یا شریح بن مالک ابن ربیعہ وہی نابینا ابن ام مکتوم ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں، ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ہارون بن عبداللہ۔ بقول بعض: عمرو بن ام مکتوم، ایک قول ہے: عبداللہ بن ام مکتوم۔

میں کہتا ہوں: ان شاء اللہ تعالیٰ عمرو نامی حضرات میں ان کے حالات بیان ہوں گے۔

۴۷۴۹ عبداللہ بن شریک *

ابن انس بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، اُحد میں اپنے والد شریک کے ساتھ شرکت کی۔ یہ ابوالخیر نہیں ہیں۔

۴۷۵۰ (ز) عبداللہ بن شعیب

میں نے مغلطائی کے قلم سے تحریر کردہ ایک عبارت پڑھی ہے کہ ابن ابی العوام نے ''مناقب ابی حنیفہ'' میں بطریق ابواسامہ بواسطہ ان کے رشدین بن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن شعیب سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''سب سے افضل عبادت تیز قدموں کے ساتھ چل کر بآوازِ بلند تلبیہ کہنا ہے''۔

۴۷۵۱ عبداللہ بن شفیّ *

ابن رُقَی الرُّعَینی ثم العَتکی۔ بقول ابن یونس: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ پھر یمن لوٹ گئے اور مرتدوں سے جنگ کی۔ جس میں ان کے بھائی جرادہ بن شفی مارے گئے۔ اور عبداللہ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ہشام بن منذر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوموسیٰ نے ان کی روایت نقل کی ہے۔

۴۷۵۲ عبداللہ بن شُقَیر *

عبداللہ بن سفیان میں ذکر ہوا ہے۔

۴۷۵۳ عبداللہ بن شمر *

بقول بعض: ابن شُمران خولانی۔ بقول ابن یونس: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں۔ جن کا تعلق مصر سے ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

۴۷۵۴ (ز) عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ *

ابن حارث بن زہرہ بن کلاب قرشی، زہری۔ فقیہ ابن شہاب کے دادا، شہاب ان کے دادا کا نام ہے۔ ان کا نام محمد بن مسلم

---

❶ اسد الغابہ (۳۰۰۷) استیعاب (۱۵۹۲) تجرید (۳۱۷/۱) ❷ اسد الغابہ (۳۰۰۸) استیعاب (۱۵۹۳)

❸ اسد الغابہ (۳۰۰۹) تجرید (۳۱۸/۱) ❹ ایضًا ❺ اسد الغابہ (۳۰۱۰) ❻ اسد الغابہ (۳۰۱۱) استیعاب (۱۵۹۴)

ابن عبداللہ بن شہاب ہے ان کے ایک اور دادا ہیں جو ان کے والد کی طرف سے ان کے بھائی ہیں۔ دونوں بھائی ہیں اور دونوں کا نام عبداللہ ہے۔ رہے ان کے نانا تو وہ کفار کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے۔ انہی کے ہاتھ سے نبی ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا تھا۔ پھر اسلام قبول کر لیا اور مکہ میں فوت ہوئے۔ یہ ابوعمر [1] کا زبیر بن بکار کی پیروی میں قول ہے۔ ان کے بیٹے عبیداللہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہونا ہے۔ ان کی ایک حدیث ہے جو بروایت عبداللہ ہے۔ اگر صحیح ہو۔ ہم نے بطریق یعیش بن الجہم، سلیمان الحدیثی، زھری وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر مرد کے رخساروں پہ سفید بال نمودار ہو تو یہ اس کی پریشانی کی علامت ہے اور اگر سر کے آگے حصہ میں نمودار ہو تو اس کے سخی ہونے کی نشانی ہے۔ اور اگر اس کی گدی پہ نمودار ہو تو اس کے کمینہ پن کی غمازی ہے اور اگر اس کی مونچھوں میں نمودار ہو تو اس کے فاسق ہونے کی دلیل ہے"۔

یہ متن انتہائی منکر ہے، اور اس کی سند مجہول ہے۔ بلاذری کا بیان ہے کہ ان کا انتقال خلافتِ عثمانی میں ہوا۔

۴۷۵۵ (ز) عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن زھرہ [2]

ابن کلاب زہری، یہ پہلے والے ہیں جو زہری کے نانا ہوتے ہیں۔ سابقین میں سے ہیں۔ زھری اور زبیر وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ہجرتِ مدینہ سے پہلے مکہ میں فوت ہوئے۔ بقول ابن سعد [3] اور زبیر: ان کا نام عبدالجان تھا تو نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، ابن سعد یہ اضافہ نقل کرتے ہیں۔ ان کی کوئی حدیث نہیں۔ ادھر سہیلی کا گمان ہے کہ یہ فتح مکہ کے بعد مکہ میں فوت ہوئے ہیں۔ شاید ان کی دلیل وہ روایت ہے جو وقاصی نے زہری سے نقل کی ہے کہ عبداللہ بن شہاب جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کشتی میں آئے تھے، لیکن وقاص ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ الاوسط میں بطریق یونس، ابن شہاب سے بحوالہ ابوبکر ابن عبدالرحمٰن، سعید بن المسیب اور عروہ روایت کرتے ہیں۔ حبشہ قیام کرنے والوں میں عبداللہ بن شہاب بھی تھے۔

۴۷۵۶ (ز) عبداللہ بن شہاب

ان کا نام عبدالجانؔ تھا، آپ ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھا۔

۴۷۵۷ عبداللہ بن شیّاب [4]

ابن ابی داؤد ان کا نام لینے میں منفرد ہیں۔ جبکہ روایات میں مبہم ہی ذکر آتا ہے۔ ان کی حدیث ابن ابی عاصم اور ابن مندہ وغیرہ نے بطریق خالد بن معدان بواسطہ ابن ابی بلال نقل کی ہے۔ فرمایا: ابن شیاب نے فرمایا: گھاٹیوں کے روز رسول اللہ ﷺ اور دشمن کے درمیان سوائے حمزہ رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا۔ وہ دشمن سے مصروف پیکار تھا، وحشی ان کی تاک میں تھا اور انہیں شہید کر دیا۔ (حدیث)

---

[1] استیعاب (۵۹/۳) [2] اسد الغابہ (۳۰۱۲) [3] الطبقات الکبریٰ (۹۱/٤)

[4] اسد الغابہ (۳۰۱۳)

۴۷۵۸ عبداللہ بن ابی شیخ المحاربی ❶

بقول ابن السکن، کسی کا کہنا ہے صحابی ہیں۔ جبکہ اس کی سند میں تذبذب ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا نام بتانے میں بھی ابن ابی داؤد منفرد ہیں، جبکہ روایات میں ان کا ذکر مبہم آتا ہے۔ ابن السکن، باوردی اور ابن شاہین وغیرہ کی روایت ہے کہ ابن ابی شیخ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا:

''اے محارب کے گروہ! اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے کسی عورت کا دودھ مجھے نہ پلانا''۔ ❷

ابن داؤد فرماتے ہیں: اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت نہیں۔

۴۷۵۹ عبداللہ بن الصَّدفی

رشاطی نے انساب میں لکھا ہے: انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔

۴۷۶۰ (ز) عبداللہ بن صرد جُشمیّ

وثیمہ نے الردّہ میں لکھا ہے یہ اس خاتون کے خاوند تھے جسے عیینہ بن حصن نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس کا خاوند اس کا فدیہ دینے آیا تو عیینہ نے اس کا فدیہ لینے سے انکار کر دیا، تو عبداللہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! عیینہ میری بیوی کا فدیہ لینے سے انکاری ہے، تو پھر کس وجہ سے اسے روک رکھا ہے؟ اللہ کی قسم! نہ اس کے پستان ابھرے ہیں نہ اس کے پاؤں بھاری ہیں اور نہ اس کا منہ تر ہے۔

میں کہتا ہوں: میں انہیں گزشتہ زہیر بن صرد کا بھائی سمجھتا ہوں۔

۴۷۶۱ عبداللہ بن صعصعہ ❸

ابن وہب بن عدی بن مالک..... انصاری خزرجی۔ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ''یوم الجسر'' میں شہید ہوئے۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون وابن الاثیر ❹ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۷۶۲ عبداللہ بن صفوان ❺

بن قدامہ التمیمی۔ اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن صفوان جن کا ذکر ہونا ہے، وہ بھی ساتھ تھے۔

۴۷۶۳ عبداللہ بن صفوان

محمد بن صفوان میں تذکرہ ہوگا۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۰۱۴)

❷ مجمع الزوائد (۸۳/۵) کنز العمال (۴۱۰۵۶) الطبقات الکبریٰ (۲۸/۶) اسد الغابہ (۱۳۱/۴) جامع المسانید (۹۵/۸)

❸ اسد الغابہ (۳۰۱۵) ❹ اسد الغابہ (۶۲۲/۲) ❺ اسد الغابہ (۳۰۱۹) استیعاب (۱۵۹۶)

۴۷۶۴ (ز) عبداللہ بن صفوان الخزاعی [۱]

بقول ابوعمر [۲] بعض نے انہیں راویانِ حدیث میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں، میرے نزدیک یہ مجہول ہیں۔

میں کہتا ہوں: شاید ان کی مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے: عبداللہ بن صفوان خزاعی صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کا اتباع کیا ہے اور ابن السکن نے بھی ان کا ذکر کیا ہے تو ایسے شخص کے بارے مجہول کہنا صحیح نہیں حالانکہ ابن مندہ یعلی بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان جو صحابی ہیں انہوں نے وصیت کر رکھی تھی کہ ان کی بغلی قبر بنائی جائے اور نہ ان پہ بھرپور مٹی ڈالی جائے۔ عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۴۷۶۵ (ز) عبداللہ بن صفوان (بے نسبت)

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ عبداللہ بن صفوان روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے گئے تو فرمایا: ''میرے پاس استنجاء کرنے کی کوئی چیز لاؤ''۔ [۳]

میں کہتا ہوں: مجھے لگتا ہے ان کے والد کے نام میں غلطی ہوئی ہے، کیونکہ اس سند سے مروی حدیث ابن مسعود کے حوالہ سے مشہور ہے، جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بروایت زہیر بن معاویہ اور شریک نقل کیا ہے۔ وہ ابواسحاق سبیعی سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ اپنے والد سے بحوالہ ابومسعود روایت کرتے ہیں۔ بعید احتمال ہے کہ کئی بار یہ واقعہ پیش آیا ہو۔

۴۷۶۶ عبداللہ بن صوریا [۴]

بقول بعض: ابن صور الاسرائیلی یہود کے عالم۔ بقول بعض: اسلام لے آئے تھے۔ ثعلبی نے بحوالہ ضحاک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح اس کا حق ہے''۔ [۵]

کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن صوریا وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ سہیلی نے بحوالہ نقاش روایت کی ہے کہ یہ مسلمان ہوگئے تھے۔ ان کی حدیث زانی مرد و عورت اور سنگسار کے بارے میں مشہور ہے، لیکن اس میں کسی بات سے ان کے مسلمان ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ کمی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

''اے رسول! آپ ان لوگوں کی وجہ سے غمگین نہ ہوں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں''۔ [۶]

کے بارے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن صوریا کے متعلق نازل ہوئی۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اگر وہ اسلام لے آئے اس کے منافی نہیں۔ لیکن تاریخ مظفری میں ہے: کمی سے مروی ہے کہ وہ اسلام تو لے آئے تھے، مگر مرتد ہوگئے۔ واللہ اعلم

پھر مجھے سیرت ابن اسحاق میں ایک روایت مل گئی، انہوں نے اس فصل میں جو یہود کے متعلق ہے اس میں ہجرت کے بعد

---

[۱] اسد الغابہ (۳۰۱۸) استیعاب (۱۵۹۶) [۲] استیعاب (۶۰/۳)

[۳] مسند احمد (۴۰۵۳) المعجم الکبیر (۹۹۵۹) [۴] تجرید (۳۱۳/۱)

[۵] البقرۃ (۱۲۱) [۶] المائدہ (۴۱)

اس کی وجہ سے نازل ہونے والی آیات کے بارے میں کہا: یہود کے علماء بیت المدراس میں جمع ہوئے جہاں ان کے پاس ایسا مرد اور عورت لائے گئے جنہوں نے شادی کے بعد زنا کیا تھا۔ وہ کہنے لگے: ان دونوں کے بارے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ کراؤ، پھر لمبا واقعہ نقل کیا۔ چنانچہ متفقہ طور پر عبداللہ بن صوریا کو آپ کے پاس بھیجا، انہوں نے علیحدگی میں بات کی، آپ نے ان سے قسم لی: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تورات میں محصن (شادی شدہ) زنا کار کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! یہی حکم ہے۔ ابوالقاسم! انہیں خوب معلوم ہے کہ آپ بھیجے ہوئے نبی ہیں۔ لیکن وہ آپ سے حسد کرتے ہیں''۔ پھر وہ باہر آئے اور ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد ابن صوریا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کر دیا جس پہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت:

''اے رسول! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں آپ ان سے غمگین نہ ہوں''۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ بچہ مرد و عورت کے کتنا مشابہ ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''گوشت، خون، ناخن اور بال عورت کا حصہ ہیں جبکہ ہڈیاں، پٹھے اور رگیں مرد کا حصہ ہیں''۔

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔

۴۷۶۷ عبداللہ بن صیفی [1]

ابن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم انصاری۔ ابن کلبی اور طبری کا بیان ہے ان کا تعلق قضاعہ سے ہے۔ پھر بنی اراش بن عامر سے اور بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ بغوی اور ابن شاہین کا کہنا ہے: صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے اور بیعت رضوان کی۔ یہ طلحہ بن براء بن عمیر بن وبرہ کے چچازاد بھائی ہیں۔

۴۷۶۸ (ز) عبداللہ بن ضمار

ابن مالک۔ وہی علاء بن الحضرمی ہیں۔ بقول ابن السکن: علاء لقب ہے اور نام عبداللہ ہے۔

۴۷۶۹ عبداللہ بن ضمرہ [2]

ابن مالک بن سلمہ بن عبدالعزی البجلی۔ ابن شاہین، ابن السکن، ابن مندہ اور ابوسعد نے اشرف المصطفیٰ میں، سب نے بطریق صابر بن سالم بواسطہ ام القصاف بنت عبداللہ روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک فرمایا: ''ابھی تمہارے سامنے اس درے سے یمن کا بہترین آدمی آئے گا''۔ تو وہاں سے جریر بن عبداللہ نمودار ہوئے۔ پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے: ''جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت و تکریم کرو''۔ [3] سب کی روایت میں یہی الفاظ ہیں، صرف ابن السکن کی روایت سے یہ الفاظ ساقط ہو گئے ہیں۔ مجھ سے میری بہن جبلہ نے بیان کیا جو بروایت یزید بحوالہ ان کے والد ہے۔ ابن شاہین نے یہ اضافہ نقل کیا ہے، صابر نے فرمایا: مجھ سے میرے والد یزید بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے میری بہن نے کہا مجھ سے میرے والد عبداللہ بجلی نے اس کا مفہوم

---

[1] اسد الغابہ (۳۰۲۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۲۹۲۳) الاستیعاب (ت: ۱۵۹۸)

[3] مجمع الزوائد (۳۷۲/۹) مسند البزار (۲۷۳۹) جامع المسانید (۹۸/۸) اسد الغابہ (۶۲۶/۲)

بیان کیا ہے۔ ابواحمد الحاکم الکنی میں لکھتے ہیں: ابواحمد صابر بن سالم بن حمید بن یزید بن عبداللہ بن ضمرہ بن مالک بجلی۔ ابن مندہ کا قول ہے: عبداللہ بن ضمرہ بن مالک بجلی کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے اس کی سند مجہول ہے، ایسا ہی حکیم ترمذی نے صابر ہی کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ ان کے ہاں متن کا سیاق مکمل ہے۔ ابونعیم نے بطریق صابر طویل روایت کی ہے اور ابن عبدالبر [1] نے مختصر ذکر کیا ہے: عبداللہ بن ضمرہ بجلی کی حدیث ان کی قوم سے ان کی اولاد کے حوالہ سے جریر بجلی کی فضیلت کے بارے مروی ہے اور صابر بن سالم کی اولاد سے ابواحمد محدّث ہیں۔ پھر سابقہ کی طرح ان کا نسب ذکر کیا۔ بقول بعض: عبداللہ بن یزید بن ضمرہ اسی طرح نسب بیان کیا گیا ہے۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ہم سے یموت بن المزرّع (جاحظ کے بھانجے، از عامر تقی ندوی) اور احمد بن حمویہ نے تستر میں بیان کیا کہ ہمیں صابر بن سالم نے خبر دی۔ پھر پہلے کی طرح نقل کیا۔ البتہ انہوں نے کہا: مجھ سے میری بہن ام الفضل بنت عبداللہ نے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، ان کے ہاں ایسا ہی ام الفضل لکھا ہے۔ جبکہ درست ام القصاف ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں عبداللہ بن یزید لکھا ہے۔ واللہ اعلم

۴۷۷۰ (ز) عبداللہ بن ابی ضَمْرَہ [2]

عبداللہ بن انیس جہنی ہیں، بغوی نے ان کا الگ ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور متنبہ کیا ہے کہ یہ ابن انیس، موسیٰ کے والد ہیں جو بہت بہتر ہے۔

۴۷۷۱ عبداللہ بن طارق [3]

ابن عمرو بن مالک البلوی بنی ظفر جو انصار کی شاخ ہے اس کے حلیف ہیں۔ معتب بن عبید کے ماں شریک بھائی ہیں۔ موسیٰ ابن عقبہ اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان چھ افراد میں ان کا ذکر کیا ہے جنھیں نبی ﷺ نے عضل وقارہ کی طرف بھیجا تھا جن میں سے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح ہجرت کے تیسرے سال شہید ہو گئے۔ ابن سعد [4] نے بلوی اور ظفری میں فرق کیا ہے کہ دونوں ماں شریک بھائی ہیں حضرت حسان نے ان کا مرثیہ کہا ہے اور اپنے دوسرے شعر میں ان کے نام ذکر کیے ہیں۔

۴۷۷۲ (ز) عبداللہ بن الطفیل [5]

ابن عبداللہ بن حارث بن سَخْبَرہ ازدی، ابن حبان اور باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی ہیں۔ صحیح بخاری [6] میں جو روایت ہے اس کا تقاضا ہے یہ عبداللہ نبی ﷺ کے زمانہ میں اور غزوۂ رجیع میں جواں مرد تھے۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ حدیث ہجرت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دودھ والا جانور تھا اور عامر بن فہیرہ عبداللہ بن طفیل بن سخبرہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں شریک بھائی ہیں، ان کے غلام تھے۔ وہ یہ جانور صبح و شام ان کے پاس لے جاتے اور وہاں سے سحری کے وقت مکہ والوں کے پاس پہنچ جاتے، کسی کو ان کی خبر

---

[1] استیعاب (۶۱/۳) [2] اسد الغابہ (۲۸۲۱) استیعاب (۱۴۸۵) تجرید (۲۹۸/۱)
[3] اسد الغابہ (۳۰۲۴) استیعاب (۱۵۹۹) تجرید (۳۱۹/۱) [4] الطبقات (۴۷/۳)
[5] الثقات (۲۳۳/۳) [6] بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع (۴۰۹۳)

نہ ہوتی۔

۴۷۷۳ عبداللہ بن طهفه [1]

طهفه میں ذکر ہوا ہے۔

۴۷۷۴ عبداللہ بن عامر [2]

ابن انیس بن المنتفق بن عامر العامری۔ بقول بعض: عبداللہ بن اُنیس "عامر" اس میں محذوف ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عامر بن اُنیس نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی قوم کے اسلام کی خوشخبری لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے مصافحہ کیا اور انہیں مرحبا کہا۔ اور فرمایا: "تم مبارک آنے والے ہو"۔ [3] خطیب المتفق میں لکھتے ہیں: ہم سے حسن بن سفیان نے اسی سند سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن انیس سے مروی ہے ان کا ذکر عبداللہ بن انیس بن المتفق میں کیا ہے۔

۴۷۷۵ عبداللہ بن عامر البلوی [4]

انصار میں سے بنی ساعدہ کے حلیف ہیں۔ ابوعمر [5] نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ [6]

میں کہتا ہوں: شاید یہ عبداللہ بن طارق ہیں جن کا قریب ہی تذکرہ ہوا ہے۔

۴۷۷۶ (ز) عبداللہ بن عامر السَّلْمَانیّ

از بنی سلمان بن معمر۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۴۷۷۷ عبداللہ بن عامر [7]

ابن لُوَیم۔ عبداللہ بن عمرو میں تذکرہ ہونا ہے۔

۴۷۷۸ (ز) عبداللہ بن عامر

بغوی نے نسب کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عثمان بن عبداللہ تیمی روایت کی ہے کہ ابان بن عثمان کے دور میں مدینہ میں ہم پہ بارش ہوئی تو انہوں نے مسجد میں ہمیں عید کی نماز پڑھائی۔ پھر عبداللہ بن عامر سے کہا: آپ انہیں اور لوگوں سے وہ حدیث بیان کریں جو مجھ سے بیان کی تھی۔ تو عبداللہ بن عامر فرمانے لگے: عید کی رات نبی ﷺ کے عہد میں بارش ہوئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مسجد میں عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا: لوگو! رسول اللہ لوگوں کو عیدگاہ میں اپنے قریبی میدان میں لے جاتے تھے پھر جب کبھی یہ بارش کا سلسلہ ہوا تو مسجد زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۰۲٦) استیعاب (۱٦۰۱) تجرید (۳۲۰/۱) [2] اسد الغابہ (۳۰۲۷)

[3] جامع المسانید (۱۰۱/۸) اسد الغابہ (۵/۳) [4] اسد الغابہ (۳۰۲۸) استیعاب (۱٦۰۲)

[5] اسد الغابہ (٦۲/۳) [6] السیرۃ النبویۃ (۲۵٦/۲) [7] اسد الغابہ (۳۰۳۲) تجرید (۳۲۰/۱)

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں ان کا عہدِ نبی ﷺ کہنا غلط ہے، درست عہدِ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ کیونکہ حدیث کا سیاق اس پہ دلالت کرتا ہے اور یہ عبداللہ بن عامر مجھے وہی ابن ربیعہ لگتے ہیں جن کا قسم ثالث میں ذکر ہونا ہے۔

۴۷۷۹ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ [1]

ابن مالک بن عامر العنزی بنی عدی پھر خطاب والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حلیف، ان کے والد اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ زبیر کا بیان ہے: غزوۂ طائف میں شہید ہوئے یہ عبداللہ بن عامر الاکبر ہیں۔ رہے اصغر تو انہیں رؤیت و دیدار حاصل ہے۔ ان کا تذکرہ ہوگا۔ دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن عبداللہ بن عویج ہیں۔ واقدی کا قول ہے: اکبر طائف میں شہید ہوئے۔ عباس دوری نے اپنی تاریخ میں بحوالہ یحییٰ بن معین روایت کی ہے، انہوں نے ابومعشر کی روایت میں فرمایا کہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ طائف میں شہید ہوئے۔ انہیں تیر لگا تھا۔ ان کی والدہ کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ان کے والد نے انہی کے نام پہ عبداللہ رکھا۔ آپ ﷺ نے ان کی والدہ سے فرمایا: ''مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کا بدل عبداللہ دے دیا ہے''۔

میں کہتا ہوں: یہ بات صحیح نہیں جس کی دلیل میں ان کے بھائی کے حالات میں ذکر کروں گا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث لڑکپن میں یاد کر لی تھی اور غزوۂ طائف آٹھ (۸ھ) کے آخر میں پیش آیا تو جو اس کے بعد پیدا ہوگا اس نے حیات نبی ﷺ کے صرف دو سال ہی پائے ہوں گے۔ ایسے شخص کو لڑکا نہیں طفل کہنا چاہیے۔

۴۷۸۰ عبداللہ بن عامر [2]

ابن ربیعہ، سابقہ شخصیت کے بھائی ہیں اور یہ اصغر ہیں۔ کنیت ابومحمد تھی۔ ترمذی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے لیکن آپ سے کچھ نہیں سنا۔ ان کی روایت صحابہ سے ہے۔ ابوحاتم رازی [3] کا قول ہے انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ ﷺ ان کی والدہ کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔ ابوزرعہ کا قول ہے، دورِ نبوی پایا ہے ابن حبان [4] نے جب انہیں صحابہ میں ذکر کیا تو لکھا، نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو یہ اس وقت لڑکے تھے سب نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جو امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے تاریخ میں، ابن سعد، طبرانی اور ذہلی نے بطریق محمد بن عجلان بحوالہ زیاد مولا عبداللہ بن عامر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے میں لڑکا سا تھا، بھاگتا ہوا باہر جانے لگا میری والدہ نے مجھے بلایا۔ عبداللہ! ادھر آؤ، یہ چیز لے لو، تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ تمہارے متعلق ایک جھوٹ لکھا جاتا''۔ [5]

بخاری کی روایت مختصر ہے: رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے میں اس وقت بچہ تھا۔ ابن سعد [6] باوجودیکہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات محفوظ نہیں لگتی، پھر ان سے نقل کی ہے کہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت پانچ سال کے تھے۔ یہی قول ابن مندہ کا ہے۔ بقول بعض: چار کے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بطریق شعیب زہری سے مسند روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ نے بتایا کہ میں عدی کی اولاد میں سے سب سے بڑا ہوں۔ عجلی نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہا کبار تابعین میں سے ہیں۔ ابن معین کا قول ہے،

---

[1] اسد الغابہ (۳۰۲۹) تجرید (۳۲۰/۱) [2] اسد الغابہ (۳۰۳۰) استیعاب (۱۶۰۴) تجرید (۳۲۰/۱)

[3] الجرح والتعدیل (۱۲۲/۵) [4] الثقات (۶۱/۵) [5] مسند احمد (۴۴۷/۳) [6] الطبقات الکبریٰ (۴/۵)

نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا۔ اور دوری سے نقل کیا ہے جو ابو معشر سے منقول ہے جس کا تذکرہ ان کے بھائی کے حالات میں ہو چکا ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ ابن حبان [1] کی بات غلط نہیں کہ ان کی زیادہ تر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اپنے والد اور حضرت عمر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، حارثہ بن نعمان، عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے زہری یحییٰ بن سعید انصاری۔ عاصم بن عبیداللہ، محمد بن زید بن مہاجر، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عامر کے اشعار بھی ہیں، ان میں سے چند وہ ہیں جن میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ ہے، وہ بنی عدی کے فریقین کے مقتول لے کر نکلے تھے، ان میں لڑائی ہوگئی تھی۔ ایک گروہ آل ابوحذیفہ کا اور دوسرا آل مطیع بن الاسود کا تھا۔ حضرت زید بن خطاب ان میں قتل ہوگئے۔ جس پہ عبداللہ بن عامر نے کہا: ع

"بقیع کی رات قبیلہ عُدی نے ایک مردہ شخص سے کپڑا اٹھایا تو وہ اونچے نسب والا جنگجو تھا جسے بنی مطیع کی نحوست نے آلیا"۔ [2]

زہری ان سے مروی روایت میں فرماتے ہیں کہ وہ بنی عدی کے سب سے بڑے حلیف تھے۔ ہیثم بن عدی فرماتے ہیں: اسی (۸۰ھ) سے زائد عرصہ میں فوت ہوئے۔ ذیل میں طبری لکھتے ہیں: پچاسی (۸۵ھ) میں فوت ہوئے۔

۴۷۸۱ عبداللہ بن عائذ [3]

ابن قُرط۔ بقول بعض: ابن قریط، عائذ بن قرط میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۷۸۲ عبداللہ بن عائذ الثمالی [4]

ابن حبان [5] نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن لکھا ہے، بقول بعض: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابواحمد عسکری نے ان کے حالات عبداللہ بن عبد کے حالات سے رلا ملا دیئے ہیں جو ان کا وہم ہے اور یہی روش ان کے پیروؤں کی ہے۔

۴۷۸۳ عبداللہ بن العباس [6]

ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی۔ ابوالعباس، رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں۔ والدہ کا نام ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ، یہ اور بنی ہاشم کے بچے ہجرت سے تین سال پہلے بقول بعض پانچ سال پہلے شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے جو صحیحین میں ان سے مروی روایت کے قریب ہے کہ میں سن بلوغت میں ایک گدھی پہ سوار آیا، نبی ﷺ دیوار سے ہٹ کر منی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ صحیح میں ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی میری بلوغت کی

---

[1] الثقات (٦١/٥) [2] اشعار استیعاب (٦٣/٣) میں اور رجز "نسب قریش" میں ہیں۔

[3] اسد الغابہ (٣٠٣٤) تجرید (٣٢٠/١) [4] اسد الغابہ (٣٠٣٣) [5] الثقات (٣٩/٥)

[6] اسد الغابہ (٣٠٣٥) استیعاب (١٦٠٦)

[7] ترمذی، کتاب ابواب الصلاۃ باب لا یقطع الصلاۃ شیء (٣٣٧) نسائی کتاب القبلۃ (٧٥١)

عمر تھی اور اس وقت لوگ لڑکوں [1] کا ختنہ بلوغت کی عمر میں کرتے تھے، ایک اور طریق میں ہے جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی میں دس (۱۰) سال کا تھا جسے کسر (حساب میں) ختم کر کے شمار کیا گیا ہے۔ ترمذی [2] کی روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے دو بار جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ صحیح میں ان سے منقول ہے: نبی ﷺ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر یہ دُعا دی: ''اے اللہ! اسے علم وحکمت سے نواز''۔ [3]

انہیں ''عرب کا عالم'' کہا جاتا تھا، بقول بعض: انہیں یہ لقب شاہِ مغرب جرجیر نے دیا تھا۔ اس نے کہا تھا: آپ عرب کے عالم ہی ہو سکتے ہیں۔ امام واقدی کا قول ہے: ہمارے ائمہ میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ شعب ابی طالب میں قریش کے بنی ہاشم سے مقاطعہ بائیکاٹ کے عرصہ میں پیدا ہوئے۔ اور نبی ﷺ کی وفات کے وقت تیرہ سال کے تھے۔ ابوالحسن مدائنی کی بحوالہ ابوبکرہ روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے پاس بصرہ میں آئے، پورے عرب میں ان کی جسامت، علم، لباس، جمال وکمال جیسا کوئی نہ تھا۔

طبرانی کی روایت ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری حضرت عثمان یا کسی اور خلیفہ کے ہاں ضرورت تھی، جسے ان سے صحابہ کی ایک جماعت کے ذریعہ طلب کیا جن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے، وہ ضرورت انتہائی سخت تھی، انہوں نے معذرت کی، پھر لوگوں نے ان سے مراجعت کی، آخر کار ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، انہوں نے ایسے انداز سے گفتگو کی کہ ان کے سارے اعتراض دور کر دیئے۔ بالآخر وہ یہ ضرورت پوری کرنے پہ رضامند ہوگئے۔ ہم وہاں سے باہر آئے، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، راستے میں ان لوگوں پہ گزر ہوا جنہوں نے ہماری سفارش کرنے سے معذرت کی تھی اور اپنی لاچاری ظاہر کی تھی۔ میں نے کہا: عبداللہ تم میں سے اس کے زیادہ حقدار تھے، انہوں نے کہا: ہاں۔ تو میں نے ان کی مدح میں یہ اشعار کہے: ع

''جب وہ بات کرتے ہیں تو گفتگو کرنے والے کے لئے گنجائش نہیں چھوڑتے جیسے موتی جڑے ہوتے ہیں، جن میں فاصلہ نہیں۔ دِلوں کی حسرت پوری کر دی اور حاجتمند کی مزاح وسنجیدگی میں کوئی بات نہیں چھوڑی۔ تم نے بلامشقت عزتِ آسمان کی بلندی کو چھولیا اور بلا کم وکاست اس کے جواہر حاصل کر لیے''۔

ابن یونس کا قول ہے: عبداللہ بن سعد کے ساتھ ستائیس (۲۷ھ) میں غزوۂ افریقا میں شرکت کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: دراز قد، سفید رنگ، انتہائی زرد رنگ، بھاری بھرکم جسم، خوبصورت، بارونق زلف تھے جنہیں مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ محمد بن عثمان ابن ابی خیثمہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں، ابواسحاق فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھاری بھرکم جسم والا دیکھا۔ بڑھاپے میں ان کے سر کا اگلا حصہ سفید ہو چکا تھا، ان کے زلف تھے۔ ابوعوانہ بحوالہ ابوحمزہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب بیٹھتے تو دو آدمیوں کی جگہ گھیرتے تھے۔

معجم بغوی میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے قریب رکھتے اور فرماتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمہارے لیے دعا کرتے اور تمہارے سر پہ ہاتھ پھیرتے اور تمہیں اپنا لعاب دہن چٹاتے دیکھا ہے اور یہ دعا خصوصاً دی تھی:

---

[1] مسند احمد (۶۵/۱) المعجم الکبیر (۱۰۵۷۹/۱۰) [2] ترمذی کتاب المناقب (۳۸۲۲)

[3] ترمذی کتاب المناقب (۳۸۲٤)

''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور قرآن کی تفسیر سکھا''۔ [۱]

ابن خیثم نے مرفوعاً اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ فوائد ابوطاہر ذہلی میں ہے کہ ابن عباس نے نبی ﷺ کے لیے ان کی خالہ میمونہ کے ہاں وضو کا پانی ڈالا، جب آپ وضو کر چکے تو آپ نے فرمایا: یہ پانی کس نے رکھا تھا؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما''۔ [۲]

مسند احمد [۳] میں ہے کریب فرماتے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے مجھے کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا: کیا ہوا تھا؟ میں نے عرض کی: بھلا کوئی آپ کے برابر ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے دعا دی:

''اے اللہ! اس کے علم و فہم میں اضافہ فرما''۔

ابن سعد [۴] کی روایت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا، میری پیشانی پہ ہاتھ پھیر کر یہ دعا دی:

''اے اللہ! اسے علم و حکمت اور تفسیر کتاب سکھا''۔ [۵]

ابن سعد [۶] کی روایت ہے، عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو یہ وہاں جا کے واپس آ گئے، کہنے لگے: ان کے پاس ایک شخص تھا مجھے معلوم نہیں وہ کون ہے، عباس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو ساری بات بتائی آپ نے انہیں بلایا اپنی گود میں بٹھا کر ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور انہیں علم کی دعا دی۔ زبیر بن بکار کی روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس میں برکت دے اور اس کے علم کو پھیلا''۔ ابن سعد [۷] کی روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ جب وہ اٹھے تو آپ نے فرمایا: یہ اس امت کا بڑا عالم ہوگا، جسے عقل اور جسامت عطا ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے دعا دی ہے کہ اسے دین کی سمجھ عطا ہو۔ ابن سعد ہی روایت کرتے ہیں، شعبی نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا میں نے ایک شخص دیکھا ہے، آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھا۔ دارمی اور حارث اپنی اپنی مسند میں بحوالہ عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے ایک انصاری سے کہا: آؤ ہم اصحاب رسول ﷺ سے مسائل پوچھیں جو اس وقت کثیر تعداد میں موجود ہیں تو اس نے مجھے کہا تعجب کی بات ہے تم کیا سمجھتے ہو ان کے ہوتے ہوئے لوگ تم سے رجوع کریں گے۔ فرماتے ان صاحب نے تو ہمت نہ کی اور میں پوچھنے میں لگ گیا مجھے کسی صحابی سے حدیث ملتی، میں ان کے دروازے پہ آ جاتا، اس وقت وہ قیلولہ (دوپہر کا آرام) کر رہے ہوتے، میں اپنی چادر دوہری کر کے ان کے دروازے پہ ہی پڑ جاتا، ہوا سے مجھ پہ مٹی پڑتی، جب وہ باہر نکلتے مجھے دیکھ کر فرماتے: رسول اللہ ﷺ کے عم زاد کیسے آنا ہوا؟ میں اگر سو رہا تھا تو میری طرف پیام بھیج دیتے، میں آ جاتا۔ میں کہتا: نہیں، میرا حق

---

[۱] جامع المسانید (۱۸۷/۶) [۲] بخاری کتاب الوضوء باب وضع الماء عند الخلاء (۱۴۳) دلائل النبوۃ للبیہقی (۱۹۲/۶)
[۳] مسند احمد (۴۰/۱) [۴] الطبقات (۱۱۹/۲) [۵] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن عباس (۳۸۲۴)
[۶] الطبقات الکبریٰ (۱۱۹/۲) [۷] الطبقات الکبریٰ (۱۲۱/۲) [۸] ایضاً

بنتا ہے کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ سے حدیث کے متعلق دریافت کروں، پھر ایسا ہوا کہ وہی انصاری (جنہیں میں نے کہا تھا آؤ بڑوں سے پوچھتے ہیں) زندہ تھے، انہوں نے مجھے دیکھا کہ میرے اردگرد لوگ مجھ سے مسائل پوچھنے جمع ہیں، جس پر وہ کہنے لگے: یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ [1]

محمد بن ہارون رویانی نے اپنی مسند میں عبیداللہ بن علی بن ابی رافع کے حوالے سے روایت کی ہے، فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابورافع کے پاس آتے، ان کے ساتھ کاتب ہوتا، ابورافع سے پوچھتے فلاں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ پھر وہ لکھواتے جاتے۔ بغوی کی روایت ہے ابوسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم انصار کے اس کے قبیلے میں ملا میں ان کے کسی دروازے پہ پڑ جاتا اگر میں چاہتا تو مجھے اجازت مل جاتی تھی لیکن اس سے میری خواہش ان کی دلی خواہش ہوتی تھی۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: ہمیں معمر نے بحوالہ زہری بتایا کہ مہاجرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: جسے آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مجلس میں بیٹھنے کے لیے بلاتے ہیں ہمارے بیٹوں کو کیوں نہیں بلاتے؟ یہ ادھیڑ عمروں میں جوان ہے جس کی تیز زبان اور عقلمند دل ہے۔ [2]

تاریخ یعقوب بن سفیان میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا، اس سے لوگوں کے متعلق پوچھا، اس نے کہا: فلاں فلاں نے اتنا اتنا قرآن پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ قرآن کی آیات کے متعلق پوچھا جائے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا، میں ان کے گھر چلا گیا، عرض کی لگتا ہے آپ نے مجھے امیرالمومنین کے سامنے رسوا کر دیا ہے، اسی دوران قاصد آیا کہ امیر المومنین یاد کر رہے ہیں، میں پہنچا تو آپ میرا ہاتھ تھام کر علیحدگی میں مجھ سے فرمانے لگے: جو کچھ اس شخص نے کہا: تمہیں برا لگا؟ میں نے عرض کی: امیر المومنین! اگر میں نے کوئی برا کام کیا ہے تو میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: تمہیں مجھ سے بیان کرنا ہی پڑے گا، میں نے کہا: دیکھیں! جب لوگوں میں تنازعہ ہوگا تو وہ اختلاف کریں گے اور جب اختلاف ہوگا تو آپس میں قتل وقتال ہوگا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہی بات میں لوگوں سے چھپانا چاہتا تھا۔

مجالسہ میں بطریق مدائنی مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: ہم ان کی عقل و فطانت کی وجہ سے باریک پردے سے بارش کا انتظار کرتے۔ بطریق ابن المبارک شعبی سے مروی ہے، فرمایا: زید بن ثابت گھوڑے پہ سوار ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا رکاب پکڑ لیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد! ایسا نہ کرو۔ جواباً فرمایا: ہمیں اپنے علماء کی عزت اسی طرح کرنے کا حکم ملا ہے۔ تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ چوم لیا۔ اور فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے ایسا برتاؤ کرنے کا حکم ملا ہے۔

یعقوب بن سفیان نے روایت کی ہے کہ عکرمہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا (جنہوں نے کہا تھا علی رب ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا تو فرمایا: ''میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا''.... (حدیث) [3] سلیمان نے یہ

---

[1] جامع المسانید (۱۰/۳۰) [2] المصنف لعبدالرزاق (۲۰۴۲۸)

[3] بخاری کتاب الجهاد باب لایعذب بعذاب الله (۳۰۱۷) ابوداؤد کتاب الحدود (۴۱۸۵)

ترمذی کتاب الحدود (۱۴۵۸) نسائی کتاب التحریم (۴۰۷۰) ابن ماجه کتاب الحدود (۲۵۳۵)

اضافہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے واہ رے ام الفضل کے بیٹے، وہ (علم کی گہرائی میں) غوطہ زن ہے۔ مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ نہ رہ سکتا۔ اور جعفر بن عوف نے اعمش سے یہ اضافہ نقل کیا ہے: قرآن کا بہترین ترجمان ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔ ایسا ہی ابن سعد [1] نے لکھا ہے: تاریخ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ اور ابوزرعہ دمشقی میں ہے کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا، آپ نے فرمایا: ابن عباس سے پوچھو، کیونکہ جو کچھ اللہ نے (اپنے رسول) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل کیا ہے اس کے متعلق ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ ابن ابی خیثمہ کی روایت میں جابر جعفی ہے۔ ابونعیم نے بطریق حمزہ بن ابی محمد، عبداللہ بن دینار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ''آسمان وزمین جڑے ہوئے تھے تو ہم نے دونوں کو جدا کر دیا''۔ [2] فرمایا: اس شیخ کے پاس جاؤ، پوچھ کر مجھے بھی بتانا۔ چنانچہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، آپ نے فرمایا: ''آسمان کا رتق ہونا یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں ہوتی اور زمین کا رتق ہونا یہ ہے کہ اس سے نباتات نہیں اگتی، اسے بارش سے اور اسے نباتات سے کھول دیا''۔ وہ شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: اسے سچا علم عطا ہوا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن کی تفسیر بیان کرنے میں بڑی جرأت ہے، اب مجھے معلوم ہوا اسے علم عطا ہوا ہے۔

ابن سعد نے صحیح سند سے بحوالہ یحییٰ بن سعید انصاری روایت کی ہے کہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس اُمت کا عالم چل بسا اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کا بدل بنا دے۔ عمرو بن حبشی کا قول ہے: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آیت کے بارے دریافت کیا، فرمانے لگے: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ، اور ان سے پوچھو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہونے والے علم کے بارے زیادہ جاننے والوں میں وہی باقی رہ گئے ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حج کے متعلق وہ سب سے بڑے عالم ہیں۔ فوائد ابن المقری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پہ عمل کرتے تھے جو غسل کے بارے میں ہے، انہوں نے لمبی عمر پائی ہے۔ اور ہشام بن عروہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا، فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ معجم بغوی میں ہے، عطاء فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ معزز مجلس والا زیادہ سمجھ بوجھ والا اور زیادہ خوف وخشیت والا نہیں دیکھا۔ فقہ والے ان کے پاس، قرآن والے ان کے پاس، شعر و بیان والے ان کے پاس، وہ ان سب کی کھلی وادی میں نگرانی کرتے۔

ابن سعد [3] کے ہاں ہے، طاؤس فرماتے ہیں: میں نے ستر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب ان کا کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پہ اتفاق کرتے۔ بغوی دوسری سند سے لکھتے ہیں، طاؤس نے فرمایا: میں نے پچاس یا ستر صحابہ کا زمانہ پایا، جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی اور ان کا ابن عباس عباس رضی اللہ عنہما سے اختلاف ہوتا تو اس وقت نہ اُٹھتے یہاں تک کہ ان سے کہہ دیتے، آپ کی رائے ٹھیک ہے، آپ نے سچ فرمایا۔ تاریخ عباس دوری میں ہے: ابن نجیح سے منقول ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسا شخص کبھی نہیں دیکھا، جب وہ فوت ہوئے تو اس اُمت کے سب سے بڑے عالم تھے۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ

---

[1] المعجم الکبیر (۱۱۱۰۸) المستدرک (۵۷۳/۳) [2] المصنف لابن ابی شیبہ (۵۱۹/۷)

[2] سورۃ الانبیاء (۳۰) [3] الطبقات الکبریٰ (۱۲۱/۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے علم کی کثرت سے سمندر تھے۔ جعدیات میں جابر بن زید سے مروی ہے میں نے بحر (ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے گدھوں کے گوشت کے بارے میں پوچھا، اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے۔ ابن سعد صحیح سند سے بحوالہ میمون بن مہران روایت کرتے ہیں، اگر تم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کوئی صحیفہ لاتے جس میں ساٹھ احادیث ہوتیں تو ان کی محفل میں بیٹھ کر بن پوچھے لوٹ جاتے میں نے انہیں فرماتے سنا لوگ آپ سے مسائل پوچھتے جو تمہارے لیے کافی ہوتے۔

امالی الصولی میں بحوالہ مسروق مروی ہے میں جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو وہ سب سے خوبصورت ہوتے، جب بات کرتے تو سب سے فصیح ہوتے اور جب حدیث بیان کرتے میں کہتا: سب سے بڑے عالم ہیں۔ یعقوب بن سفیان کا قول ہے: ابووائل کا قول ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ النور کی تلاوت کر کے اس کی تفسیر بیان کرنے لگے تو ایک شخص کہنے لگا: اگر قبیلہ دیلم ان کی گفتگو سن لے تو مسلمان ہو جائیں۔ ابوالعباس سراج کی روایت میں ہے: اعمش سے اسی سند سے منقول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیا، اس وقت وہ امیر حج تھے، قرآن پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرنے لگے، میں کہنے لگا: اگر فارس و روم یہ تقریر سن لیتے تو اسلام لے آتے۔ ابن ابی شیبہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ ابووائل سے مروی ہے اس سال جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، انہوں نے انہیں اسی سال امیر حج مقرر کیا تھا۔ اور یہ بھی اضافہ ہے، ابووائل نے فرمایا، ایک شخص کہنے لگا: ان کا کلام اتنا شیریں تھا کہ میرا دل چاہ رہا تھا میں اُٹھ کر ان کا سر چوم لوں۔ سعید بن منصور کا قول ہے سعید بن جبیر نے فرمایا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث سنتا اگر وہ اجازت دیتے میں ان کا سر چوم لیتا۔

دارمی میں اور ابن سعد نے صحیح سند کے ذریعہ بحوالہ عبید اللہ بن ابی زید روایت کی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب قرآن کے بارے کوئی سوال کیا جاتا تو اس کا جواب دیتے، اگر قرآن سے نہ ہوتا تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ورنہ شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے اور اگر ان کا قول بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے جواب دیتے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے اپنی رائے سے اجتہاد کرتے۔ بیہقی [1] میں بطریق کھمس بن حسن بحوالہ عبد اللہ بن بریدہ مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا، آپ نے فرمایا: تم مجھے برا کہتے ہو جبکہ مجھ میں یہ صفات ہیں: میں جب کسی مسلمان حکمران کے بارے سنتا ہوں کہ اس نے اپنے فیصلے میں عدل و انصاف کیا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں، شاید میں اس سے کبھی فیصلہ نہ کراؤں۔ اور میں جب سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے فلاں علاقے میں بارش ہوئی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے، اگرچہ وہاں میرے مال مویشی نہیں ہوتے۔ اور میں جب اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کوئی آیت پڑھتا ہوں، میری خواہش ہوتی ہے کاش جس طرح مجھے علم ہے سارے مسلمان اس کا اسی طرح علم رکھتے ہوتے۔

یعقوب بن سفیان کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی سال ان کے حکم سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کرایا۔ لیث سے مروی ہے: پینتیس (۳۵ھ) کا واقعہ ہے۔ خلیفہ کا بیان ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر بنایا تھا اور جنگ صفین کے روز میسرہ (داہنے دستے) کی کمان کر رہے تھے۔ ابوالاسود نے انہیں نماز کا نائب اور زیاد نے خراج پہ مقرر کیا تھا۔ انہوں نے انہیں کاتب مقرر کیا تھا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے والی ہی رہے یہاں تک کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو عبد اللہ بن حارث کو بصرہ کا نائب مقرر کر کے خود حجاز آ گئے۔

---

[1] شعب الایمان للبیہقی (۱۱۱۳۷)

زبیر اپنی سند سے لکھتے ہیں: رمضان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لوگوں سے خطاب کرتے رہتے۔ ابھی مہینہ پورا نہ ہوتا انہیں دین کی سمجھ سے واقف کر دیتے تھے۔ محمد بن سلام نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زکوٰۃ لینے والا کسی کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا: چاہو تو ہم غور کریں۔ اگر تم جھوٹے ہوئے تو ہم تمہیں سزا دیں گے اور اگر سچے ہوئے تو تمہیں جلاوطن کر دیں گے۔ اور اگر چاہو تو ہم تمہارا عذر قبول کر لیں۔ اس نے کہا: یہ ہوئی نا بات۔ معافی کی کتاب الجلیس میں بطریق ابن عائشہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حطیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا جو اپنی گفتگو کی وجہ سے مجلس پہ چھائے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: یہ کون ہے جو اپنی عمر کے لحاظ سے لوگوں سے نیچے ہے اور اپنی بات کی وجہ سے ان سے بلند ہے لوگوں نے بتایا یہ ابن عباس ہے تو انہوں نے بے ساختہ کہا: ؏

''میں دیکھتا ہوں کہ آدمی کی گفتگو زائد ہوتی ہے جو اسے ہدی ملتا ہے۔ اور زبان بندی بہرے پن کی طرح ہے۔
آدمی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور باتیں چلتی چلتی باقی رہ جاتی ہیں۔ کسی دن نوجوان کو ملامت سننا پڑتی ہے
حالانکہ اس نے ملامت والا کام نہیں کیا ہوتا''۔

زبیر بن بکار کا قول ہے: عمرو بن دینار کے حوالہ سے مجھے بتایا گیا کہ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فوت ہوئے تو انہوں نے فرمایا: آج اس امت کا ربانی (رب والا) فوت ہوگیا۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے۔ ابن الحنفیہ نے ان کا جنازہ پڑھایا ایک سفید پرندہ آ کر ان کے کفن میں گھس گیا جو باہر نہ نکلا۔ جب قبر پہ مٹی ڈال دی گئی تو محمد ابن حنفیہ نے فرمایا: آج اس اُمت کا عالم رخصت ہوا۔ یعقوب بن سفیان نے یامین کی روایت نقل کی ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جنازہ گزرا تو ایک سفید پرندہ آیا جسے غرنوق کہا جاتا تھا جو نعش میں داخل ہوگیا، پھر کسی کو نظر نہ آیا۔ ہم نے حسن بن عرفہ کے جزء میں بحوالہ سعید بن جبیر روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے میں ان کے جنازہ میں شریک تھا، ایک سفید پرندہ آیا جو پہلے کبھی نہ دیکھا گیا، ان کی نعش میں داخل ہوا، باہر آتے کسی نے نہ دیکھا۔ جب تدفین ہوئی تو یہ آیت پڑھی گئی: ''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ''۔ [1] پھر پوری سورت سمیت۔

سن وفات میں کئی اقوال ہیں: پینسٹھ (۶۵ ھ) سڑسٹھ (۶۷ ھ)، اڑسٹھ (۶۸ ھ) صحیح جمہور کا قول ہے۔ مدائنی فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں فوت ہوئے۔ سفید پرندہ آ کر نعش اور چارپائی میں داخل ہوگیا، قبر میں جسم رکھا گیا تو ہم نے کسی کی آواز میں یہ آیت سنی: ''اے اطمینان والی جان......''۔ [2] اس پہ سب کا اتفاق ہے کہ وہ طائف میں اڑسٹھ (۶۸ ھ) میں فوت ہوئے۔ سن میں اختلاف ہے۔ بعض اکہتر (۷۱)، بعض بہتر (۷۲)، کچھ چہتر (۷۴) بتاتے ہیں۔ اوّل قول قوی ہے۔

۴۷۸۴ (ز) عبداللہ بن عباس بن علقمہ

زبیر بن بکار نے ان کا امیر معاویہ کے ساتھ ایک واقعہ، عثمان بن حویرث کے حالات میں نقل کیا ہے۔ جس سے ان کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] سورۃ الفجر (۲۷، ۲۸) [2] ایضًا

۴۷۸۵ (ز) عبداللہ بن عبدالاسد ❶

ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ اسلام میں سبقت کرنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ابن اسحاق ❷ کا قول ہے: دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ جیسا کہ صحیحین سے ثابت ہے نبی ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی جو بعد میں نبی ﷺ کے عقد میں آ گئیں۔ نبی ﷺ سے دوسرا رشتہ پھوپھی زاد ہونے کا تھا۔ والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے، کنیت نام سے زیادہ مشہور ہے۔ بدر سے واپسی پر مدینہ میں فوت ہوئے۔ یہی ابن مندہ کا قول ہے جبکہ ابن اسحاق ❸ فرماتے ہیں: اُحد کے بعد یہی صحیح ہے۔ ابن ابی عاصم ''اوائل'' میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ابوسلمہ ابن عبدالاسد کو اعمالنامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور سب سے پہلے ان کے بھائی سفیان بن عبدالاسد کو اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ ابونعیم فرماتے ہیں: مدینہ پہلے پہل ہجرت کی، ابن مندہ نے یہ اضافہ نقل کیا ہے اور حبشہ کی طرف بھی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ اصحاب مغازی نے مہاجرین حبشہ پھر مہاجرین مدینہ اور شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی نے قبیصہ بن ذویب تک صحیح سند سے لکھا ہے، نبی ﷺ ابوسلمہ کے ہاں عیادت کے لیے تشریف لائے جو آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ جنہوں نے اپنی اہلیہ سمیت سب سے پہلے حبشہ ہجرت کی پھر مہاجر مدینہ ہوئے۔

بغوی کی روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے فرماتے ہیں، ابوسلمہ ام سلمہ کے ہاں تشریف لائے، فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہے جو مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو جو بھی مصیبت پہنچے جس پہ وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر یہ کہے: اے اللہ! میں اپنی اس مصیبت کا آپ کے ہاں سے ثواب طلب کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے اس کا بدل عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے''۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب ابوسلمہ شہید ہوئے۔ میرا دل نہ چاہا کہ میں کہوں مجھے ان کا بدل عطا فرما، پھر میں دِل ہی دِل میں کہنے لگی: بھلا ابوسلمہ سے کوئی بہتر ہو سکتا ہے؟ وہ ایسے نہ تھے، ایسے نہ تھے؟ پھر میں نے یہ دعا پڑھ لی۔ جب ان کی عدت پوری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیامِ نکاح آیا تو آپ سے منسوب ہو گئیں۔

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ ابوسلمہ روایت کرتے ہیں۔ ترمذی فرماتے ہیں: حسن غریب ہے، الفاظ یہ ہیں: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یوں کہے: ''اے اللہ! میں اپنی مصیبت میں آپ سے ثواب کا طلبگار ہوں....'' ❹ (حدیث) اس کے آخری الفاظ نہیں ذکر کیے۔ نسائی کی روایت میں جو ابوداؤد اور بغوی کی کتاب میں بطریق حماد مروی ہے اس میں ابوسلمہ کے الفاظ نہیں ہیں، ابن ماجہ نے پہلی روایت کا مفہوم نقل کیا ہے اس میں ہے جب ابوسلمہ فوت ہوئے تو مجھے ان کی حدیث یاد آ گئی۔ تو میں وہ دعا کرنے لگی جب یوں کہنے لگی: ''اے اللہ! مجھے ان سے بہتر بدل عطا فرما''، میں دِل میں کہنے لگی: بھلا ابوسلمہ سے بہتر مجھے کون مل سکتا ہے؟ پھر وہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد ﷺ کی صورت میں ان کا بدل عطا کیا۔

بغوی فرماتے ہیں: ابوبکر بن زنجویہ نے فرمایا: ابوسلمہ ہجرت کے چوتھے سال فوت ہوئے۔ اس وقت وہ اُحد سے واپس

---

❶ اسد الغابہ (۳۰۳۶) استیعاب (۱۶۰۷) تجرید (۳۲۰/۱) ❷ السیرۃ النبویۃ (۷۶/۳)

❸ السیرۃ النبویۃ (۸۵/۲) ❹ ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی الاسترجاع (۳۱۱۹)

آرہے تھے ان کے زخم آیا تھا جس سے خون بہہ رہا تھا تو وہ انتقال کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جنازے میں شریک تھے۔ یہی ابن سعد [1] کا قول ہے کہ بدر و اُحد میں شریک ہوئے۔ وہاں ان کے زخم آیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنی اسد کی طرف صفر چار (۴ھ) میں ایک مہم کا امیر بنا کر بھیجا، وہاں سے واپس ہوئے تو زخم ہرا ہوگیا، یوں جمادی الثانیہ میں فوت ہوگئے۔ یہی جمہور مثلاً ابن ابی خیثمہ، یعقوب بن سفیان، ابن البرقی اور طبری وغیرہ کا قول ہے۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کی تاریخ وفات جمادی الثانیہ تین (۳ھ) بیان کی ہے جبکہ راجح اوّل ہے۔

۴۷۸۶ عبداللہ بن عبداللہ [3]

ابن ابی بن مالک بن حارث بن مالک بن سالم ..... انصاری خزرجی۔ ابی ابن سلول کے بیٹے ہیں۔ سلول خزاعہ کی ایک خاتون تھی۔ ان کے والد منافقین کے سردار تھے۔ ان کا نام حباب تھا جس سے ان کا والد کنیت کرتا تھا، نبی ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ عبداللہ بدر و اُحد اور باقی غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: صحابی ہیں، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ ابن شہاب اور عروہ وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان [4] فرماتے ہیں: اس میں شریک نہیں ہوئے۔ بقول بعض انہوں نے اپنے والد کو قتل کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے اچھا برتاؤ رکھو''۔ [5] یہ روایت ابن مندہ نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے جس میں قصہ ہے طبرانی کی روایت میں ہے: ''آپ نے فرمایا: تم اپنے باپ کو قتل نہ کرنا''۔ [6] صحیحین اور ترمذی [7] میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی ہے جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ نبی ﷺ کے پاس آیا، مجھے اپنی قمیص دیجئے تاکہ اس میں اسے کفناؤں..... (حدیث) ابونعیم، ابن السکن بحوالہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی روایت کرتے ہیں کہ ان کے سامنے والے دانت [8] گر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کی اجازت دے دی۔ ابن ابی حاتم کی یہی مراد ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے روایت کی ہے لیکن ہشام بن عروہ کی دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ کی ناک کٹ گئی۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں ہے۔ ابن مندہ کو وہم ہوا، انہوں نے کہا: ان کی ناک شہید ہوگئی۔ ابن عبدالبر نے انہیں کاتبین نبی ﷺ میں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ جنگ یمامہ میں مرتدوں سے جنگ کے دوران بارہ (۱۲ھ) میں شہید ہوئے۔

۴۷۸۷ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیّہ [9]

مخزومی۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا نسب بیان ہوا ہے۔ بقول ابوحاتم: صحابی ہیں۔ طبری کا قول ہے: اپنے والد کے ہمراہ اسلام لائے۔ ابن حبان کا قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت آٹھ سال کے تھے۔ واقدی کا قول ہے: نبی ﷺ کے ارشادات یاد ہیں، پھر انہیں تابعین میں دوبارہ ذکر کیا۔ اسی طرح تابعین میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] الطبقات (۱۷۱/۳) [2] استیعاب (۷۱/۳) [3] اسد الغابہ (۳۰۳۷) استیعاب (۱۶۰۸) تجرید (۳۲۱/۱)

[4] الثقات (۲۴۴/۳) [5] السیرۃ النبویۃ (۲۲۸/۳، ۲۲۹) [6] الدر المنثور (۲۲۴/۶)

[7] ترمذی کتاب تفسیر القرآن (۳۰۹۷) [8] گرگیا، ندرت کا معنی ہے۔

[9] استیعاب (۷۱/۳) [10] اسد الغابہ (۳۰۳۹) استیعاب (۱۶۱۰) تجرید (۳۲۱/۱)

سے ان کی روایت کا ذکر کیا جو بروایت محمد بن ثوبان بحوالہ ان کے مروی ہے۔ طبری کا قول ہے: اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ باوردی ابن زبیر، ابن قانع وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں لپٹے نماز پڑھتے دیکھا اور کوئی کپڑا نہ اوڑھ رکھا تھا۔ [۴] یہی روایت انہوں نے اور طبرانی نے بطریق ابوالزناد، عروہ سے روایت کی ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابی امیہ نے بتایا، جس کا احتمال ہے، دادا کی نسبت سے ان کا نام لیا گیا ہو۔ ورنہ عبداللہ بن ابی امیہ کا دور عروہ نے نہیں پایا، کیونکہ وہ طائف میں شہید ہو چکے تھے۔ ہشام سے آگے اس میں اختلاف ہے۔ صحیح میں ان سے مروی ہے کہ بحوالہ عمر بن ابی سلمہ مروی ہے جسے ابوحاتم اور ابوزرعہ نے راجح قرار دیا ہے کہ ابن اسحاق کی روایت مبنی بر وہم ہے، ابن عبدالبر [۵] فرماتے ہیں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: عروہ عبداللہ بن ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں، پھر یہ حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: یہ غلطی ہے۔ حالانکہ عروہ تو عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن فتحون فرماتے ہیں: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا اسے غلط کہنا نا قابل توجہ ہے، باوجودیکہ اس کی روایت موجود ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے عبداللہ بن ابی امیہ کے حالات میں اس کا احتمال ذکر کیا ہے کہ ممکن ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دو بھائی ہوں، دونوں کا نام عبداللہ ہو۔ واللہ اعلم

۴۷۸۸ عبداللہ بن عبداللہ بن ثابت [۶] بن قیس انصاری، عبداللہ بن ثابت میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۴۷۸۹ عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ آخری قسم میں ذکر ہوگا۔

۴۷۹۰ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان [۷]

اموی انصاری۔ ابوالشیخ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اہل تاریخ کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ انہوں نے ہی ان میں اور اہل جز میں صلح نامہ تحریر کیا تھا۔ [۸] محمد بن عاصم سے ان کی سند سے ان کے امیر بننے اور اصبہان آنے کا واقعہ مذکور ہے۔

میں کہتا ہوں: سیف بن عمر کی کتاب الردہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو اہل نصیبین کی طرف روانہ کرو۔ وہ معزز صحابہ میں سے بڑے بہادر اور مرد میدان تھے۔ اور انصار میں سے بنی الحبلی کے حلیف تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہیں اپنا نائب بنا گئے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو معزول کیا تو عبداللہ کو اپنے منصب پر برقرار رکھا، پھر ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کو والی بنایا تو انہوں نے معذرت کر دی۔ تو عمار بن یاسر کو مقرر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عبداللہ کو اصبہان کی مہم کا پرچم باندھ کر دیا جب وہ اس میں داخل ہوئے تو لشکر کے پہلے دستے پہ عبداللہ بن ورقاء ریاحی مامور تھے۔ انہوں نے فارس کے اوّل دستے کو قتل کیا۔ پھر ان لوگوں سے صلح ہوگئی۔ عبداللہ بن عتبان کا تذکرہ ہونا ہے۔ شاید وہ ان کے والد ہیں۔ واللہ اعلم

---

[۱] الجرح والتعدیل (۸۹/۴) [۲] الثقات (۳۵/۵) [۳] بخاری کتاب الکبیر (۱۲۹/۳)
[۴] مسند احمد (۲۷/۴) [۵] استیعاب (۷۳/۳) [۶] اسد الغابہ (۳۰۴۰) تجرید (۳۲۱/۱)
[۷] اسد الغابہ (۳۰۴۱) تجرید (۳۲۱/۱) [۸] جیّ، اصبہان کی طرف ایک پرانے شہر کا نام ہے۔

۴۷۹۱ عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ [1]

ابن عامر۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ ''ابن ابی بکر'' کے ذیل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۷۹۲ عبداللہ بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ [2]

ابوالفتح ازدی نے انہیں اُن صحابہ میں شمار کیا ہے جن کا نام باپ کے نام کے موافق ہے، انہیں شرف صحبت حاصل رہا ہے۔ جبکہ عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن مالک کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں وہی مراد ہوں اور دادا کا نام ساقط ہوگیا ہو۔ لیکن ابن حبان نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور دونوں ناموں میں مغایرت برتی ہے۔ [3]

۴۷۹۳ عبداللہ بن عبداللہ بن ھلال [4] ان کا تذکرہ عنقریب آیا چاہتا ہے۔

۴۷۹۴ عبداللہ بن عبداللہ [5] یہ اُشی مازنی ہیں، ابن اعور کے ذیل میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۷۹۵ عبداللہ بن عبدالخالق عبیداللہ (اسم مصغر) کے ذیل میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۷۹۶ عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری رضی اللہ عنہ [6]

طبری، باوردی اور ابویعلیٰ نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ اور اس سند سے ایک روایت بھی نقل کی ہے۔ خطاب بن سعید، سلیمان بن محمد بن ابراہیم انصاری کی سند سے ان کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین مال کھجوریں ہیں''۔ (الحدیث)

۴۷۹۷ عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری

مجھے معلوم نہیں کہ آیا ان سے مراد سلیمان کے شیخ ہیں یا کوئی اور، ان کی حدیثیں ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ مدنی جو کہ ضعف میں مشہور ہیں روایت کرتے ہیں، اور سند یہ ہوتی ہے: ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری عن ابیہ عن جدہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون میں ہلاک ہونے والا شہید ہے اور جو دیوار تلے دب کر مرے وہ بھی شہید ہے''..... [7] (الحدیث)

اسحاق بن ابراہیم نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور شاذان نے فوائد میں انہیں ذکر کیا ہے اور سند یہ ہے: سعد بن صلت، ابن ابی یحییٰ۔ جبکہ نسخہ ابوعبداللہ بن مندہ کے ہاں ہمیں روایت کیا گیا ہے، اس کا طریق وہی ہے جو ان تک پہنچتا ہے، اور سند یوں ہے: عن محمد، عن اسحاق، جبکہ انہیں ''معرفۃ الصحابہ'' میں ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ابوموسیٰ نے تدارک کے طور پر ذکر کیا ہے۔

البتہ ہمارے شیوخ کے شیخ صلاح الدین علائی نے ''الوشی'' میں انہیں ذکر کیا ہے جبکہ ابراہیم اور ان کے والد محمد کے احوال ذکر نہیں کیے اور نہ ہی ان کے دادا کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۰۴۲) تجرید اسماء الصحابہ (۳۲۱/۱) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۰۴۴)

[3] الثقات (۲۴۲/۳) [4] اسد الغابہ (ت: ۳۰۶۲) الاستیعاب (ت: ۱۹۱۱)

[5] اسد الغابہ (ت: ۳۰۳۸) الاستیعاب (ت: ۷۲/۳) [6] اسد الغابہ (۳۰۴۵) الاستیعاب (ت: ۱۶۱۲)

[7] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث (۱۱۶۸۶) و تجرید اسماء الصحابہ (۳۲۲/۱)

۴۷۹۸ عبداللہ بن عبدالرحمٰن [1]

یعنی ابورُویحہ خثعمی، یہ اپنی کنیت سے مشہور تھے، ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۷۹۹ عبداللہ بن عبدالرحمٰن

ان سے مراد خشی بن حمیر ہیں، صرف میم کے ذیل میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۸۰۰ عبداللہ بن عبدالعزّی السلمی

یہ ابوسخبرہ ہیں، کنیت کے باب میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۴۸۰۱ (ز) عبداللہ بن عبدالغافر [2]

ان کا نام عبید بن غافر بھی بتایا جاتا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے علی بن محمد منجورانی، حماد، ثابت، عبداللہ بن عبدالغافر جو کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ذکر ہورہا ہو تو خاموش رہو....''۔ (الحدیث) [3] البتہ اس حدیث کی سند میں محمد بن علی جنا جانی ہے، ان کے بارے میں حاکم کہتے ہیں کہ اس کی اکثر احادیث منکر ہیں، ابن مندہ نے بھی یہ سند ذکر کی ہے لیکن انہوں نے عبیداللہ بن الغافر کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۰۲ عبداللہ بن عبدالمَدان [4]

ان کا نام عمرو بن دیان ہے، اور دیان کا نام ونسب یہ ہے: یزید بن قطن بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی۔ ابن حبان کا بیان ہے [5] کہ انہیں صحبت کا شرف حاصل تھا، ابن سعد [6] اور طبری [7] کہتے ہیں: یہ ایک وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

ابن کلبی کہتے ہیں: ان کا نام عبدالحجر تھا جسے رسول کریم ﷺ نے تبدیل کر دیا تھا۔ وثیمہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد اپنی قوم میں کھڑے ہوئے اور انہیں ارتداد سے باز رہنے کی تاکید کی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بسر بن ابی ارطات نے یمن پر چڑھائی کی تو اس نے عبداللہ بن عبدالمدان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

مرزبانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمدان اور ان کا بیٹا مالک بن عبداللہ، دونوں حضرت

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۰۴۶) الاستیعاب (ت: ۱۶۱۳) تجرید اسماء الصحابہ (۳۲۲/۱) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۰۴۹)

[3] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (۱۰۴۴۸/۱۰) و ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد (۲۰۲/۷) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۱۵/۳) و ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۱۱۲/۸)

[4] اسد الغابہ (ت: ۳۰۴۸) الاستیعاب (ت: ۱۶۱۴) تجرید (۳۲۲/۱) [5] الثقات (۲۴۵/۳)

[6] الطبقات الکبریٰ (۳۸۵/۵) [7] ذکرہ الطبری فی تاریخہ (۱۵۳/۳)

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، اور جب عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے عبداللہ کی بیٹی سے رشتہ جوڑ لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ کو یمن کا امیر مقرر کیا تو عبیداللہ نے عبداللہ بن مدان سے یمن میں افرادی قوت بڑھانے کے لیے مدد طلب کی اور جب عبیداللہ کو خبر پہنچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر یمن کی طرف بڑھ رہا ہے تو انہوں نے عبداللہ بن مدان (اپنے سسرال) کو نائب مقرر کیا۔ چنانچہ بسر نے غلبہ پاتے ہی عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو قتل کر دیا اور عبیداللہ بن عباس کے دو بیٹے اور مالک کا ایک بھانجا بھی قتل کیا۔ جب حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے درج ذیل اشعار بطور مرثیہ کہے:

ولولا ان تعنفنی قریش بکیت علی بنی عبدالمدانِ

''اگر قریش مجھ پر چیں بجبیں نہ ہوتے تو میں عبدمدان کے بیٹوں کی وفات پر بہت روتا''۔

فانھم اشد الناس فجعًا وکلھم لبیت المجد بانی

''انھیں سب سے زیادہ دکھ اور تکلیف پہنچی ہے، وہ سب بزرگی کے گھر کے معمار تھے''۔

لھم ابوانِ قد علمت یمانٌ علی آبائھم متقدمانِ

''سارا یمن جانتا ہے کہ ان کی حیثیت باپ جیسی تھی اور وہ اہل یمن کے آباء پر فوقیت رکھتے تھے''۔

ابن کلبی نے بھی یہی تذکرہ کیا ہے کہ بسر نے مالک اور ان کے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔

۴۸۰۳ (ز) عبداللہ بن عبدالمدان

یہ متذکرہ بالا کے بھائی ہیں، اور ان سے بڑے تھے۔ ابن کلبی نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: یہ اپنی قوم کے رئیس اور شاعر تھے، قیس بن حُصین کے ذیل میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۸۰۴ عبداللہ بن عبدالملک غفاری [1]

یہ آبی لحم ہیں۔ مرزبانی نے ان کے والد کا نام عبدالملک بتایا۔ مَلْک میم کی فتح اور لام کے سکون کے ساتھ ہے، اور اس پر الف لام نہیں ہے۔ حرف ہمزہ کے ذیل میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ مرزبانی کہتے ہیں: یہ جاہلی شاعر تھا گویا مرزبانی کے نزدیک صحبت کا مشرف اسے حاصل نہیں ہوا، ورنہ اس کے بارے میں مرزبانی اپنی عادت کے موافق ''مخضرمی'' کہتے، یعنی اس کا شمار ان شعراء میں کرتے جنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا ہے۔

۴۸۰۵ عبداللہ بن عبدمناف [2]

ابن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے، عروہ، ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ نے انہیں بدریین میں شمار کیا ہے۔ [3]

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۰۵۰) الاستیعاب (ت: ۱۶۱۵) تجرید (۳۲۲/۱)

[2] اسد الغابہ (ت: ۳۰۵۱) الاستیعاب (ت: ۱۶۱۶) تجرید (۳۲۲/۱)

[3] ذکرہ ابن ھشام فی "السیدۃ النبویۃ" عن ابن اسحاق (۲۵۸/۲)

(۴۸۰۶) (ز) عبداللہ بن عبدنُہم

ابن عُفیف بن سحیم بن عدی بن ثعلبہ بن سعد المزنی رضی اللہ عنہ، بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام عبدالعزیٰ تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ یہ حضرت عبداللہ بن مغفل بن عبدنُہم رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

ابن حبان کا بیان ہے [1] کہ انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا۔ ابن اسحاق، محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ قبیلہ مزینہ کے ایک فرد تھے، اور یہی ذوالبجادین ہیں۔ اپنے چچا کی پرورش میں رہتے تھے اور یتیم تھے، چچا ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا تھا، چنانچہ ان کے چچا کو خبر ہوئی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو چچا نے انہیں جو کچھ بھی دیا تھا واپس چھین لیا یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی اتروا لیئے۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس آئے، والدہ نے اپنی چادر دو حصوں میں کاٹ کر دی، ایک ٹکڑے کی تہبند بنالی اور دوسرے ٹکڑے کو اوڑھ لیا۔ پھر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عبداللہ ذوالبجادین ہو۔ میرے دروازے کے ساتھ چمٹے رہو (یعنی میرے پاس ٹھہر جاؤ کہیں اور نہیں جانا)۔ چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ باآوازِ بلند ذکر کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا یہ دکھلاوہ تو نہیں کر رہا؟ آپ نے فرمایا: بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے دِل اللہ کے لیے نرم ہو چکے ہوتے ہیں۔

تیمی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رات کو میں کھڑا ہوا، میں نے لشکر گاہ کے ایک کونے میں آگ کا الاؤ جلتا دیکھا، جو میں آگ کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ادھر موجود ہیں، کیا دیکھتا ہوں کہ عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لیے قبر کھود رہے ہیں، جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب ہم نے انہیں دفن کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ! میں اس سے راضی رہا ہوں تو بھی اس سے راضی رہ۔

بغوی نے اسی سند سے یہ طویل حدیث ذکر کی ہے اس کے سبھی رجال ثقہ ہیں، البتہ اس میں انقطاع ہے۔ جبکہ ''سیرت نبویہ'' میں بھی یہ حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

ابن مندہ نے بھی یہ حدیث سعد بن صلت، اعمش، ابووائل، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے۔ اسی طرح کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدّہٖ کے طریقہ سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد اور جعفر بن محمد فریابی نے کتاب الذکر میں ابن لہیعہ، حارث بن یزید، علی بن رباح، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالبجادین نامی ایک شخص کے بارے میں فرمایا: ''یہ اوّاہ یعنی بہت نرم دِل ہے''۔ چونکہ ذوالبجادین کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور دعا کرتے تھے بسا اوقات باآواز بلند تلاوت اور ذکر کرنے لگ جاتے۔

عمر بن شبیہ نے عبدالعزیز بن عمران کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوائے پانچ آدمیوں کے کسی کی قبر میں نہیں اترے، ان میں سے ایک حضرت عبداللہ مزنی ذوالبجادین رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو

---

[1] الثقات (۲۳۲/۳)

دورانِ سفر راستے سے ہٹ گئے، ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے آپ کو راستہ دکھایا۔ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ دکھادوں، والد نے اجازت نہ دی تھی، بعد میں والد نے بدن کے کپڑے بھی چھین لیے اور انہیں عریاں کردیا۔ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے بالوں کی گدڑی اور اس سے ستر ڈھانپنے کا کام لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑ لی، پھر یہ رجز پڑھا:

هذا ابوالقاسم فاستقيمي تعرضي مدارجًا و سومي
تعرُّضَ الجوزاء في النجومِ

''یہ ابوقاسم ہیں تو استقامت اختیار کر اور منزل بہ منزل آگے بڑھتی جا، جیسے جوزاء ستارہ دیگر تاروں سے تعرض کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتا ہے''۔

۴۸۰۷ عبداللہ بن عبد بن ھلال [1]

انصاری، اہل قباء میں سے تھے، ابن ابی حاتم کا بیان ہے [2] کہ ان کے آزاد کردہ غلام بشر اِن سے روایات نقل کرتے ہیں۔ ابونعیم کہتے ہیں: انہیں عبداللہ بن عبداللہ بن ہلال بھی کہا جاتا ہے، جبکہ بقول ابن حبان ان کا نام عبداللہ بن عبد ہلال ہے۔ انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا۔ بغوی اور باوردی کہتے ہیں، ان کا نام عبداللہ بن ہلال ہے۔

طبرانی نے زید بن حباب، بشر بن عمران کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ بشر کہتے ہیں: مجھے میرے مالک عبداللہ بن عبد ہلال رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی ہے کہ جب میرے والد مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اس وقت کو میں نہیں بھولا، چنانچہ میرے والد نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعائے برکت فرمائیں۔ عبداللہ بن عبد ہلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک کو نہیں بھولا۔ [3] راوی کہتے ہیں: عبداللہ رضی اللہ عنہ قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے۔

زید بن حباب اس حدیث کو بشیر بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، طبرانی کے ایک نسخہ میں بشیر بن مروان آیا ہے اور یہ وہم ہے۔

۴۸۰۸ عبداللہ بن عبد [4]

انہیں ابن عابد بھی کہا جاتا ہے، عبد بن عبد ثمالی اور ابوحجاج بھی انہیں کہا گیا ہے۔ ثمالہ قبیلہ ازد کی ایک شاخ ہے، ابوزرعہ دمشقی اور ابن سکن کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبد رضی اللہ عنہ کو صحبت کا شرف حاصل تھا۔ ابن سکن کے بقول عبداللہ بن عبد رضی اللہ عنہ کنیت سے مشہور تھے۔ ابن حبان کہتے ہیں: [5] انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا۔ ابن مندہ نے عبدالرحمٰن بن ابی عوف جرشی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عبد ثمالی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم پوری ہو جائے گی کہ جنت

---

[1] اسد الغابه (ت: ۳۰۵۲) تجريد (۳۲۲/۱) [2] الجرح والتعديل (۹۰/۵)

[3] ذكر ابن كثير في "جامع المسانيد والسنن" (۱۱۳/۸) و ذكره ابن الاثير في "اسد الغابة" (۱۶/۳)

[4] اسد الغابه (ت: ۳۰۵۳) الاستيعاب (ت: ۱۶۱۷) تجريد (۳۲۲/۱) [5] الثقات (۲۴۶/۳)

میں میری اُمت کے پہلے آدمی سے قبل سوائے ابراہیم، اسماعیل، یعقوب، اسباط، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ ❶

ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ اسماعیل بن عیاش نے اپنی حدیث میں ان کا نام عبداللہ بن عابد قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے بھی یہی کہا ہے۔ ❷ ابن حبان کہتے ہیں: ابو یمان کا کہنا ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن عبید ہے اور یہی درست وصواب ہے، ابن ابی حاتم نے دو جگہوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸ جبکہ اس سے مراد شخص واحد ہے۔

۴۸۰۹ عبداللہ بن عبیس انصاری

خزرجی۔ انہیں ابن عُمیس (اسم مصغر) بھی کہا جاتا ہے، زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عُمیس غزوۂ بدر میں شریک رہے ہیں، یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے یہی نقل کیا ہے۔ ❹

۴۸۱۰ (ز) عبداللہ بن اقمر

ابن عُبید، انہیں ابن عامر بن حذیفہ بن نمانم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ عبداللہ بن ابی جُہم ہیں۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں: ان کی والدہ کا نام ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت جرول ہے جو کہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، عبداللہ بن اقمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، شام میں معرکۂ اجنادین میں شہید ہوئے، ابن سعد اور بغوی نے یونہی لکھا ہے۔

۴۸۱۱ (ز) عبداللہ بن عُبید

ابن عدی، عبداللہ بن عمیر کے عنوان کے ذیل میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۸۱۲ (ز) عبداللہ بن عتبان انصاری ❺

یہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ہیں۔ اور انصار کے قبیلہ بنی حبلی کے حلیف تھے، موسیٰ بن عقبہ نے ان کو جنگ یمامہ کے شرکاء میں شمار کیا ہے۔

۴۸۱۳ عبداللہ بن عتبان انصاری ❻

بغوی اور ابن قانع نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان دونوں نے مطلب بن عبداللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے گھر والوں کے ساتھ (جماع میں) مشغول تھا اور جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی میں جلدی جلدی الگ ہوگیا اور غسل کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی کا وجوب پانی سے ہوتا ہے، یعنی غسل منی کے خروج سے واجب ہوتا ہے۔ ❼ ابوموسیٰ نے بھی اسی طریق سے یہ روایت نقل کی ہے اور اس پر تبصرہ کیا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قصہ عتبان رضی اللہ عنہ کا ہے۔

---

❶ مجمع الزوائد (۶۹/۱۰) کشف الخفاء (۴۶۱/۱) جامع المسانید والسنن (۱۱۴/۸) اسد الغابہ (۱۶/۳)

❷ الثقات (۲۴۶/۳) ❸ الجرح والتعدیل (۱۰۲/۵) ❹ ذکرہ ابن ہشام فی السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲۵۲/۲)

❺ اسد الغابہ (ت: ۳۰۵۷) ❻ اسد الغابہ (ت: ۳۰۵۷) تجرید (۳۲۲/۱) ❼ اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (الحدیث: ۳۴۲/۴)

مصنف کہتے ہیں: یہ حدیث مسند احمد میں عتبان رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے ذیل میں ہے۔ البتہ حدیث کی سند میں عن عتبان او ابن عتبان شک ہے۔ جبکہ بغوی اور ابن قانع نے عبداللہ بن حنبل کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے اور عتبان کو ساقط کر دیا ہے اور ان کا نام عبداللہ قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بغوی کہتے ہیں: مجھے اس حدیث کے علاوہ یہ سند کہیں اور معلوم نہیں ہوئی۔

۴۸۱۴ عبداللہ بن عتبہ ذکوانی [1]

ابوقیس۔ ابن حبان کہتے ہیں: [2] عبداللہ بن عتبہ انصاری رضی اللہ عنہ کو شرف صحبت حاصل تھا، ابن ابی خیثمہ، بغوی اور ابن شاہین نے سالم بن عبداللہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ ان کی زمین جو مقام ریم میں واقع ہے، کی طرف گئے، عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں اور مقام ریم مدینہ سے تیس میل کے فاصلے پر ہے، پھر پورا واقعہ بیان کیا۔

بغوی نے انہیں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود قرار دیا ہے، اگر یہ رائے محفوظ ہے تو پھر حدیث صاحب ترجمہ کی نہیں ہوگی۔

۴۸۱۵ عبداللہ بن عتبہ [3]

ابن مسعود ہذلی، جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، ابو عبیداللہ بھی ان کی کنیت بتائی جاتی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ چھوٹے بچے تھے، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ تھوڑے سے احوال انہیں یاد تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں [4] کہ عقیلی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، بلکہ وہ تابعی ہیں۔

مصنف کہتے ہیں: معروف یہ ہے کہ ان کے والد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پا چکے تھے۔ ابن برقی نے عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے، البتہ ان کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [5] نے ان کے متعلق صرف اتنا کہا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے۔ جبکہ ان سے حُمَید بن عبدالرحمٰن نے روایات لی ہیں۔ ابن سعد [6] نے ان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے ہیں۔ پھر زہری تک سند صحیح سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سوق کا عامل مقرر کیا تھا۔ (انتہیٰ)

اسی لیے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کیا ہے، چونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چھوٹے بچے کو عامل مقرر نہیں کیا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۳ سال ۹ ماہ بعد وفات پا چکے تھے۔ گویا یہ عقیلی کی عمدہ رائے ہے کہ ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے، اور محدثین نے ان کے قرار دیئے ہوئے ثقہ پر اتفاق کیا ہے۔

عبداللہ بن عتبہ اپنے چچا، حضرت عمر، حضرت عمار وغیرہم سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان سے اُن کے دونوں بیٹے عبیداللہ جو کہ مشہور فقیہ ہیں اور عوف روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ شعبی حمید بن عبدالرحمٰن، ابواسحاق سبیعی، محمد بن سیرین اور کئی

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۰۶۸) الاستیعاب (ت: ۱۶۲۰) تجرید (۳۲۲/۱) [2] الثقات (۲۳۷/۳)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۰۵۹) الاستیعاب (ت: ۱۶۲۱) تجرید (۳۲۳/۱) [4] الاستیعاب (۷۵/۳)

[5] التاریخ الکبیر (۷۵/۳) [6] الطبقات الکبریٰ (۸۲/۶)

دوسرے محدثین نے ان سے اکتساب حدیث کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں: [1] عبداللہ بن عتبہ بڑی شان والے تھے، انہیں بکثرت احادیث یاد تھیں اور بڑے فقیہ تھے۔

ابن حبان نے "الثقات" میں لکھا ہے [2] کہ عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں لوگوں کی امامت کراتے تھے، اور بشر بن مروان کی امارت کے زمانہ میں عراق میں ۷۴ھ یا ۷۳ھ میں وفات پائی۔

۴۸۱۷ (ز) عبداللہ بن عتیق

ابن عثمان، یہ عبداللہ بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ اوپر عنقریب ہی ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۸۱۸ عبداللہ بن عتیک [3]

ابن قیس بن اسود بن مُرّی بن کعب بن غنم بن سلمہ بن خزرج انصاری۔ ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے، خلیفہ اور ابن حبیب نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن عتیک، جبیر بن عتیک کے بھائی ہیں۔ جبکہ ابن اسحاق، امام بخاری نے سلمہ سے نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ یہ جابر بن عتیک کے بھائی ہیں، ابونعیم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

لیکن اس میں کچھ تردد ہے چونکہ جابر کا نسب یوں ہے جابر بن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ قبیلہ اوس میں سے ہیں، جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عتیک بنی مالک بن معاویہ بن عوف میں سے ہیں۔ ابوعمر کہتے ہیں: [4] محدثین کا اس میں اختلاف نہیں کہ عبداللہ بن عتیک غزوۂ اُحد اور بعد کے غزوات میں شامل رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ بدر میں بھی شامل رہے ہیں۔

ابن ابی داؤد کا دعویٰ ہے کہ جابر اور جبر دو بھائی ہیں اور عبداللہ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ جبکہ ابن کلبی کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے ہیں۔ چنانچہ احمد، بخاری تاریخ میں، ابن ابی خیثمہ، ابن شاہین اور طبرانی، ابن اسحاق، محمد بن ابراہیم، محمد بن عبداللہ بن عتیک کی سند سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھر سے نکلا پھر وہ اپنی سواری سے گر کر مر گیا تو اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو جائے گا۔ [5]

حسن بن سفیان نے زبیدی، زہری، عبدالرحمٰن بن کعب، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک اور ان کے ساتھیوں کو ابن ابی حقیق کے قتل کے لیے روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں [6] کہ زبیدی اس سند میں متفرد ہیں، جبکہ ابن عیینہ نے زہری، ابن کعب ابن مالک، عن عمہ کی سند نقل کی ہے جبکہ یونس نے یہ سند یوں بیان کی ہے: **ابن مجمع عن ابیہ**۔

ابن مندہ نے عبداللہ بن کعب بن مالک کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ان

---

[1] الطبقات الکبریٰ (۸۲/۶) [2] الثقات (۱۷/۵) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۰۶۰) الاستیعاب (ت: ۱۶۲۳)
[4] الاستیعاب (۷۷/۳) [5] اخرجہ احمد فی مسندہ (۳۶/۴) والطبرانی فی الکبیر (۱۷۷۸/۲) والھیثمی فی مجمع الزوائد (۲۷۷/۵)
[6] الجرح والتعدیل (۱۲۱/۵)

لوگوں کے ساتھ جنہوں نے ابن ابی حقیق کو قتل کیا تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ منبر پر کھڑے تھے، جب آپ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا: ”یہ چہرے فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوں“۔ [1]

بخاری نے ابواسحاق کے طریق سے روایت نقل کی ہے براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے انصار کے کچھ آدمیوں کو ابورافع کی طرف روانہ کیا اور ان پر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، پھر پورا قصہ ذکر کیا۔ بخاری نے یہی حدیث ابواسحاق، براء رضی اللہ عنہ سے ایک اور طرح سے بھی روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن عتیک اور عبداللہ بن عتبہ کو کچھ لوگوں کے ساتھ ابورافع کی طرف روانہ کیا۔ (الحدیث)

بغوی کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۸۱۹ عبداللہ بن عثمان [2]

ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی تیمی یعنی ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول ﷺ، آپ رضی اللہ عنہ عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ ابن برقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپس میں اپنی اپنی تاریخ پیدائش کا مذاکرہ کرنے لگے، چنانچہ نبی کریم ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑے نکلے۔

آپ رضی اللہ عنہ بعثت سے پہلے ایک عرصہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور وقت آنے پر قبول ایمان میں سبقت لے گئے۔ پھر آپ ﷺ کے ساتھ مکہ میں اقامت رکھی، ہجرت میں آپ ﷺ کے رفیق سفر رہے، غارِ ثور میں آپ کے ساتھ رہے، تا وفات سبھی غزوات میں شامل رہے، غزوۂ تبوک کے موقع پر جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں امیر حج رہے، آپ ﷺ کے بعد زمین پر آپ رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ نامزد کیا گیا، مسلمانوں نے آپ کو ”خلیفۂ رسول اللہ“ کا لقب دیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد بھی مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت سارے صحابہ نے روایتِ حدیث کیا ہے، جن میں سے کچھ یہ ہیں: عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، حذیفہ، زید بن ثابت، عقبہ بن عامر، معقل بن یسار، انس، ابوہریرہ، ابواُمامہ، ابوبرزہ، ابوموسیٰ، عائشہ اور اسماء وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

آپ رضی اللہ عنہ سے کبار تابعین بھی روایت حدیث کرتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: صنابحی، مرہ بن شراحیل طیب، اوسط بجلی، قیس بن ابی حازم، سوید بن عقلہ وغیرہم۔

سعید بن منصور نے صالح بن موسیٰ، معاویہ بن اسحاق، عائشہ بنت طلحہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر والوں نے عبداللہ نام رکھا تھا لیکن عتیق نام غالب رہا۔ معرفت میں ابن مندہ رقمطراز

[1] اخرجه البخاری فی کتاب المغازی باب قتل ابی رافع عبدالله بن ابی حُقیق (الحدیث: ٤٠٤٠)
و اخرجه الحاکم فی المستدرك (الحدیث: ٣/٤٣٤)

[2] اسد الغابه (ت: ٣٠٦٢) تجرید (٣٢٣/١)

ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفید رنگ اور نحیف جسم کے مالک تھے، ہلکے رخسار اور سپاٹ چہرہ تھا۔ پیشانی قدرے ابھری ہوئی تھی، داڑھی میں خضاب لگاتے تھے۔

ابن سعد نے واقدی سے زبیر بن بکار کی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے، نیز ابن ابی دنیا نے زہری سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سفید رنگ والے تھے، سر کے بال قدرے گھنگھریالے تھے اور ابھرے ہوئے کاندھے تھے۔ ابویعلیٰ نے سوید بن غفلہ، صالح بن موسیٰ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے صحن میں صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دوزخ سے عتیق (آزاد) ہونے والے کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے''۔ [1] اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے نام پر عتیق غالب رہا۔

ابن مندہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد عن ابیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ قاسم کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام دریافت کیا، انہوں نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ ہے۔ میں نے کہا: لوگ پھر آپ کو عتیق کیوں کہتے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے، ایک کا نام عتیق رکھا، دوسرے کا معتق اور تیسرے کا عُتَیق (مصغر) رکھا۔ البتہ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہے۔

عبدالرزاق معمر سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان تھا، ابن سعد اور ابن ابی دنیا نے ابن ابی ملیکہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا اور عتیق لقب تھا۔

ابونعیم نے المعرفہ میں لیث کی سند سے نقل کیا ہے کہ حسن و جمال کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق کا نام دیا گیا، عباس دوری نے یحییٰ بن جعفر سے بھی اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے۔ فضل بن دکین نے تاریخ میں نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بہت پہلے سے خیر و بھلائی کی طرف پیش رفت کرنے کی وجہ سے عتیق کا نام دیا گیا۔ فلاّس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو چہرے کی عتاقت (کھلا ہوا ہونے) کی وجہ سے عتیق کا نام دیا گیا۔

دولابی کے ''الکنیٰ'' میں اور ابن مندہ نے بھی عیسیٰ بن موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، چنانچہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو والدہ انہیں لے کر بیت اللہ کے پاس آئیں اور کہا:

اللّٰھمّ اِن ھذا عتیقکَ من الموت فھبہٗ لی.

''یا اللہ! یہ بچہ موت سے تیرا آزاد کردہ ہے، اس لیے یہ مجھے عطا فرما''۔

مصعب زبیری کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عتیق اس لیے کہا جاتے ہیں چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے نسب میں کوئی عیب نہیں ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ عرب کے سب سے بڑے نسب دان تھے۔ علامہ عجلی کہتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ انساب قریش کے زبردست عالم تھے، ابن اسحاق سیرت کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ہر دل محبوب شخص تھے، اور نرم خو تھے۔ قریش کے نسب کے ماہر تھے، قریش کی اچھائیوں اور برائیوں سے خوب واقف تھے، خوش اخلاق تاجر تھے اور مشہور و معروف شخصیت کے مالک تھے، لوگ

---

[1] کنز العمال (الحدیث: ۱۲/۳۵۶۵٤)

آپ رضی اللہ عنہ کے علم اور تجربہ کاری کے سایہ تلے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حسنِ مجلس ہوتے تھے، جس شخص پر آپ کا اعتماد ہوتا اسے اسلام کی دعوت دیتے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا جن میں سے چند یہ ہیں: عثمان، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔

محمد بن عثمان بن شیبہ کی تاریخ میں ہے کہ سالم بن ابی جعد کہتے ہیں: میں نے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہر مقام میں مقدم کیوں رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کے سوا کسی اور کا ذکر ہی نہیں ہوتا؟ محمد بن بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا چونکہ آپ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے افضل تھے اور ان کا قبولِ اسلام بھی افضل تھا، اسی فضیلت پر رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ ابوداؤد نے زہد میں سند صحیح کے ساتھ ہشام بن عروہ سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ان کے پاس چالیس ہزار دراہم تھے، انہوں نے سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور ایسے سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جنہیں قبولِ اسلام پر شدید اذیتیں اور تکلیفیں دی جارہی تھیں۔ وہ یہ ہیں: بلال، عامر بن فُہیرہ، زنیرہ، نہدیہ اور ان کی بیٹی، بنی مؤمّل کی ایک باندی اور ام عُبیس رضی اللہ عنہم وعنہن۔

علامہ دینوری نے ''المجالسہ'' میں اصمعی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سات آدمیوں کو آزاد کیا، پھر انہیں ذکر کیا، لیکن یوں کہا: ام عُبیس اور ابن عمرو بن مؤمّل کی ایک باندی۔

مصعب زبیری کہتے ہیں: ضحاک بن عثمان، ابن ابی زناد، ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آزاد کیا...... پھر اوپر پہلی حدیث کا مضمون بیان کیا اور اس میں یوں ہے: ام عُبیس اور ابن مؤمل کی باندی۔ اُسامہ بن زید بن اسلم عن ابیہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مشہور تاجر تھے، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دراہم تھے، انہی دراہم سے غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے اور مسلمانوں کے اخراجات برداشت کرتے، یہاں تک کہ جب مدینہ آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ ہزار دراہم تھے، مدینہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کا یہی معمول رہا۔ ابن اعرابی نے زہد میں ایک اور سند جو کہ ابن عمر تک پہنچتی ہے کے ساتھ اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے۔ دارقطنی نے ''الافراد'' میں ابواسحاق کے طریق سے ابویحییٰ کی روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے بے شمار بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہلوایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بہت زیادہ مناقب مروی ہیں، حتیٰ کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے الگ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب کو جمع کیا ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں تو ایک جلد کے بقدر آپ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان مناقب میں سے ایک یہ آیت بھی ہے:

﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبة: ۴۰)

''جب تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کی تو اللہ نے اس کی مدد کی، جب کافروں نے اسے نکال دیا جو کہ دو کا دوسرا تھا، جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اور اس نے اپنے صاحب (رفیق سفر) سے کہا کہ غم نہ کر اللہ تعالیٰ

ہمارے ساتھ ہے''۔

آیت میں "صاحبه" سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

اعتراض: سفر ہجرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ابی بکر اور رہبر عبداللہ بن اُریقط بھی تھے، لہٰذا "صاحبه" میں تعیین کیونکر ہوئی۔

جواب: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں تھا، چونکہ عبداللہ بن ابی بکر مکہ میں رہ گئے تھے، عامر بن فہیرہ بھی مکہ میں رہ گئے تھے، اگرچہ یہ لوگ غار میں توشہ وغیرہ پہنچانے کے لیے آتے جاتے رہے تھے، جبکہ رہبر صرف غار تک آیا تھا، اور وہ اپنی قوم کے مذہب پر تھا۔ یہی نفس خبر میں ہے۔

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ رہبر نے اس کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا، صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے غار میں فرمایا: ''ایسے دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو''۔ [1] اس پر بے شمار احادیث ہیں کہ غارِ ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور اس منقبت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور کوئی شریک نہیں ہوا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کے طریق سے ابوتمیم کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: جس مشورہ میں تم دونوں کی رائے متفق ہو جائے تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔

طبرانی نے وفین بن عطاء، قتادہ بن نسی، عبدالرحمٰن بن تمیم، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرنا چاہا تو ہر شخص نے اپنی اپنی رائے دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آسمان پر ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خطا ہو۔

ابویعلیٰ نے ابوصالح حنفی کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقع پر مجھ سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل امین ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں، اسرافیل ایک عظیم فرشتہ ہے جو جنگ میں حاضر ہوتا ہے۔ [2]

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں نے عرض کی: مردوں میں کون محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کے والد۔ میں نے عرض کی: پھر کون؟ آپ نے بہت سارے مردوں کے نام لیے۔

ترمذی، بغوی اور بزار نے ابوسعید اشج، عقبہ بن خالد، شعبہ، جُریری، ابونضرہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا؟ کیا میں اس معاملہ (خلافت) کا حقدار نہیں ہوں؟ کیا میں ایسا نہیں ہوں؟ کیا میں ایسا نہیں ہوں؟ اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں، لیکن ترمذی اور بزار

---

[1] اخرجه البخاری (الحدیث: ۳۹۲۲) کتاب مناقب الانصار باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینة و اخرجه مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی بکر الصدیق (الحدیث ۶۱۱۹) والترمذی فی کتاب التفسیر (الحدیث: ۳۰۹۶)

[2] اخرجه الحاکم فی المستدرک (الحدیث: ۶۸/۳) والهندی فی کنز العمال (الحدیث: ۲۹۹۴۶) و فی مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۴۳۸۴)

میں ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں: [1] میں انہیں نہیں جانتا، جبکہ ایک ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ انہیں بلیل کہا گیا ہے جو کہ عظیم کے وزن پر ہے۔

۴۸۵۷ عبداللہ بن عمرو بن ہلال [2]

مزنی، بخاری کہتے ہیں، [3] انہیں صحبت کا شرف حاصل تھا اور یہ علقمہ اور بکر کے والد ہیں۔ جبکہ بخاری کے علاوہ دوسرے مؤرخین نے عبداللہ اور علقمہ کے والد اور بکر کے والد میں فرق کیا ہے۔ فرق کرنے والوں میں سے ایک ابوداؤد بھی ہیں۔ ابوصاعد نے اسی پر اعتماد ظاہر کیا ہے، جیسا کہ ابن سکن نے بیان کیا ہے۔ بغوی کہتے ہیں: علی بن حسن، ابواسحاق فزاری، حمید طویل، بکر بن عبداللہ مزنی کا بیان ہے کہ علقمہ بن عبداللہ مزنی نے مجھ سے کہا کہ تمہارے والد کو چار بدری صحابہ نے غسل دیا تھا۔

مصنف کہتے ہیں: اس حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ بکر، علقمہ کے بھائی تھے۔

ابن جریر نے ابومعشر، محمد بن کعب کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو سواری طلب کرنے کی خاطر روتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، ان میں سے عبداللہ بن عمرو مزنی کو بھی ذکر کیا ہے، ابن مردویہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

مصنف کہتے ہیں: پہلے گزر چکا ہے کہ علقمہ کے والد کا نام عبداللہ بن سنان ہے گویا صاحب ترجمہ بکر کے والد ہیں۔

عبداللہ یعنی علقمہ کے والد کی حدیث جو کہ معتمر بن سلیمان عن ابیہ، عن علقمہ بن عبداللہ مزنی عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے سکہ کو توڑنے سے منع فرمایا ہے۔ [4]

۴۸۵۸ عبداللہ بن عمرو بن وقدان [5]

یہ ابن سعدی ہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۸۵۹ عبداللہ بن عمرو بن وہب [6]

ابن ثعبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ ابن اسحاق [7] اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کو شہدائے اُحد میں ذکر کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے [8] کہ یہ سعد بن معاذ کے گروہ میں سے تھے، یہ سہو ہے حالانکہ وہ سعد بن عبادہ کے گروہ میں سے تھے اور یہی صواب ہے، جیسا کہ ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (۱۱۸/۵)

[2] اسد الغابۃ (ت: ۳۰۹۵) الاستیعاب (ت: ۱۶۴۰) تجرید اسماء الصحابۃ (۳۲۶/۱) [3] التاریخ الکبیر (۲۹/۳)

[4] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب البیوع باب فی کسر الدراھم (الحدیث: ۳۴۴۹) و ابن ماجہ فی کتاب التجارات (الحدیث: ۲۲۶۳) و احمد فی مسندہ (الحدیث: ۴۱۹/۳) و ابن عساکر فی مختصر تاریخ دمشق (۲۱۳/۱۳)

[5] اسد الغابہ (ت: ۳۰۹۷) الاستیعاب (ت: ۱۶۳۹) تجرید (۳۲۶/۱) [6] اسد الغابہ (۳۰۹۶) الاستیعاب (ت: ۱۶۳۱) تجرید (۳۲۶/۱)

[7] سیرت ابن ہشام (۹۸/۳) [8] ایضًا

۴۸۶۰ عبداللہ بن عمرو

انہیں ابن ادریس بھی کہا گیا ہے۔ یہ ابوادریس خولانی کے بیٹے تھے۔ بخاری کہتے ہیں: انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا، ان کی احادیث کو اسماعیل بن عیاش نے محمد بن عطیہ، عبداللہ بن ابی وہب، ابوادریس خولانی عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان [1] کہتے ہیں کہ عبداللہ، ابوادریس کے والد تھے، کہا جاتا ہے کہ انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا، ذہبی نے ان کو عبداللہ خولانی کے ذیل میں ان صحابہ میں ذکر کیا ہے جن کے صرف باپ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔

۴۸۶۱ (ز) عبداللہ بن عمرو جمحی [2]

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ جمعہ کے دِن مونچھیں اور ناخن کاٹتے تھے، ان سے ابراہیم بن قدامہ حدیث روایت کرتے ہیں، ابوعمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے [3] اور کہا ہے کہ ان کی سند میں کچھ تردد ہے۔

۴۸۶۲ عبداللہ بن عمرو دوسی

موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو دوسی غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے ہیں۔ ابن زبیر نے بھی روایت اسی طرح نقل کی ہے، ابواسود نے عروہ سے بھی یہی نقل کیا ہے، نیز طفیل بن عمرو معرکہ اجنادین میں شہید ہوئے۔ یہ دونوں قبیلۂ دوس سے تعلق رکھتے تھے۔

۴۸۶۳ (ز) عبداللہ بن عمرو ابوزعبہ

باب کنیت میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۸۶۴ عبداللہ بن عمرو [4]

کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے، واقدی نے یہی نام بتایا ہے۔

۴۸۶۵ عبداللہ بن عمرو یشکری [5]

ان کا نام اعرش تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے نام تبدیل کر دیا، الف کی بحث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۸۶۶ عبداللہ بن عمیر اشجعی [6]

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: [7] حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی مرویات ہیں، ابن مندہ نے ان کو اہل مدینہ میں سے شمار کیا ہے۔
طبرانی [8] نے یحییٰ بن مسلم، ابن وقدان کے طریق سے عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تمہارے اوپر کوئی شخص خروج کرے اور وہ مسلمانوں کے عصا کو توڑنا چاہے اور ان کی جمعیت میں تفرقہ ڈالنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔

---

[1] الثقات (۵۹/۷) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۰۸۳) الاستیعاب (ت: ۱۶۳۲) تجرید (۳۲۵/۱) [3] الاستیعاب (۸۳/۳)
[4] اسد (ت: ۳۰۹٤) تجرید (۳۲۵/۱) [5] اسد (ت: ۳۰۹۸) [6] اسد (ت: ۳۰۹۹) الاستیعاب (ت: ۱٦٤۲) تجرید (۳۲٦/۱)
[7] الجرح والتعدیل (۱۲۳/۵) [8] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث: ۸۰٤۷)

ابن مندہ نے ایک اور سند سے جو مذکورہ بالا یحییٰ تک پہنچتی ہے یہی حدیث بیان کی ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے، اللہ کی قسم میں نے آپ ﷺ کو کسی کا استثناء کرتے نہیں سنا۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

۴۸٦۷ عبداللہ بن عمیر خطمی [1]

یہ اپنی قوم کی مسجد کے امام تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: [2] عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایات لیتے ہیں اور ان سے عروہ نے روایات لی ہیں۔ حسن بن سفیان اور بغوی ہشام بن عروہ، عن ابیہ عن عبداللہ بن عمیر کی سند سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بنی خطمہ کے امام تھے، آپ رضی اللہ عنہ نابینا تھے، اور اسی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ [3] اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ لیکن ابن مندہ کہتے ہیں کہ اس پر ابن جریر کا کوئی متابع نہیں۔ ابومعاویہ نے ہشام، عن ابیہ، عدی بن عمیر عن ابیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شرف صحبت حاصل تھا اور وہ اپنی قوم کی امامت کرتے حالانکہ وہ نابینا تھے۔ مصنف کہتے ہیں: اس حدیث کے بقیہ طرق عمیر بن عدی کے ترجمہ میں آ رہے ہیں۔

۴۸٦۸ عبداللہ بن عمیر [4]

ابن عدی بن امیہ بن حذارہ بن عوف بن حارث بن خزرج، سبھی مؤرخین کے اقوال کے مطابق عبداللہ بن عمر بن عدی غزوۂ بدر میں شریک رہے۔ ابوعمر [5] نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے، جبکہ ابن ماکولا [6] نے نسب یوں بیان کیا ہے: عبداللہ بن عمیر بن حارثہ ابن ثعلبہ بن خلّاس بن امیہ بن خُدارہ، ان کا نسب یہی درست اور صواب ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: [7] بنی خدارہ میں سے جو لوگ بدر میں شریک تھے ان میں سے ایک عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، موسیٰ بن عقبہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ بغوی نے اپنی معجم میں ذکر کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن عبید بن عدی ہیں، عدوی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ گویا ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۴۸٦۹ عبداللہ بن عمیر سدوسی [8]

انہیں جرمی بھی کہا جاتا ہے، ابن سکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، ابن ابی حاتم کہتے ہیں۔ [9] ابوموسیٰ بن مثنیٰ، عمرو بن سفیان، سدوسی عن ابیہ عن جدہ السدوسی کی سند سے نبی کریم ﷺ سے حدیث مروی ہے۔ یہی حدیث طبرانی نے عبداللہ بن مثنیٰ جو کہ ابوموسیٰ کے بھائی ہیں، عمر بن شفیق، عبداللہ بن عمیر سدوسی اپنے والد اور دادا کی سند سے روایت کی ہے۔ ان کے دادا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک برتن لائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: جب تم اپنے علاقہ میں جاؤ تو اس مطلوبہ جگہ پر پانی چھڑک لو اور اسی جگہ مسجد بنالو۔ [10]

---

[1] تجرید (۳۲٦/۱) [2] الجرح والتعدیل (۱۲٤/٥) [3] ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (٥٤/۳)
[4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۰۲) الاستیعاب (ت: ۱٦٤٥) تجرید (۳۲۷/۱) [5] الاستیعاب (۸۹/۳) [6] الاکمال (۱۷۰/۳)
[7] سیرۃ ابن ہشام (۲٥۳/۲) [8] اسد (ت: ۳۱۰۱) الاستیعاب (ت: ۱٦٤٤) تجرید (۳۲۷/۱)
[9] الجرح والتعدیل (۱۲٤/٥) [10] مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۲/۲) جامع المسانید والسنن (۱۳۹/۸)

اوسط میں ہے کہ عبداللہ بن عمیر سے صرف اسی سند سے حدیث مروی ہے، ابن مندہ کے ہاں عمرو بن سفیان ہے حالانکہ اس میں تصحیف ہے، ابونعیم نے اس کا تعاقب کیا ہے اور درستی پر رہے۔ ابن ابی حاتم [1] اور باوردی اور ابن سکن نے نقل کیا ہے کہ یہ جرمی ہیں جبکہ سند میں سدوسی ہیں۔ یہ ابن قانع سے سہو ہوا ہے، چنانچہ سند سے عبداللہ کا نام ساقط ہو گیا ہے، اور عمرو بن شقیق بن عمیر ہو گئے، اور عمیر سدوسی کا ترجمہ ذکر کر دیا اور عبداللہ ساقط کر دیا، یہ تصحیف ہے۔

۴۸۷۰ عبداللہ بن عنبہ [2]

ابوعنبہ خولانی، طبرانی نے یہی نام ذکر کیا ہے۔ کنیت کے باب میں ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۸۷۱ عبداللہ بن عنمہ مزنی [3]

ابن مندہ کہتے ہیں کہ یہ فتح مصر میں شریک رہے ہیں، صحابہ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے، لیکن ان کی کوئی معروف روایت نہیں۔ یہ بات ابوسعید بن یونس نے مجھے بتائی ہے اور ابو یونس کہتے ہیں: عبداللہ بن عنمہ کی سند سے عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث نماز کے بارے میں مروی ہے، احتمال ہے کہ یہی عبداللہ بن عنمہ مراد ہوں۔ [4] اسی طرح راویانِ حدیث میں ابوالعاس خزاعی کا نام عبداللہ بن عنمہ بتایا جاتا ہے، لیکن حق یہ ہے کہ ان کا نام معروف نہیں ہے۔

شعراء میں بھی عبداللہ بن عنمہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے، ابن ماکولا کہتے ہیں: یہ جنگ قادسیہ میں شریک رہے ہیں۔ [5]

۴۸۷۲ عبداللہ بن عوسجہ عُرنی [6]

ابوموسیٰ نے ذیل میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی حارثہ بن عمرو بن قریط کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی، چنانچہ انہوں نے حکم نامہ لے کر دھویا اور اپنے ڈول کے نیچے اس کا پیوند لگا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان کی عقل خراب کر دی ہے، یہ بے وقوف صفت لوگ ہیں، گائے بچھڑے کے پجاری ہیں اور ان کا کلام خلط کا شکار ہو گیا ہے۔'' [7] کہتے ہیں: ابوموسیٰ نے اسی طرح بغیر سند کے یہ حدیث ذکر کی ہے اور ابن شاہین نے بھی اسے بغیر سند کے ذکر کیا ہے، گویا اس حدیث کو واقدی کے مغازی سے ذکر کیا ہے۔ [8] واقدی نے بغیر سند کے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ ابن حبان اور طبری نے بھی اس کی پیروی کر دی۔ یہ بھی کہا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ شروع ربیع الاوّل کا ہے۔ ایک ترجمہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۸۷۳ عبداللہ بن عوف [9]

ابن عبد بن عوف زہری، یہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ ابن شاہین کہتے ہیں: یہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ زبیر بن

---

[1] الجرح والتعدیل (١٢٤/٥) [2] اسد (ت: ٣١٠٥) تجرید (٣٢٧/١) [3] اسد الغابہ (ت: ٣١٠٦)

[4] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی نقصانِ الصلاۃ (الحدیث: ٧٩٦) و احمد فی مسندہ (٣١٩/٤)

[5] الاکمال (١٢٨/٢) [6] اسد (ت: ٣١٠٧) [7] ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (٥٦/٣) [8] المغازی (٩٨٣)

[9] اسد (ت: ٣١١٠) تجرید (٣٢٧/١)

بکار کہتے ہیں: انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ [1] آجری کہتے ہیں: میں نے ابوداؤد سے ان کے بارے میں دریافت کیا کہ ان کی موت پہلے ہوئی؟ کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا؟ کہا: جی ہاں۔ طبری، ابن سکن اور باوردی نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں: یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور مدینہ میں سکونت پذیر ہوئے، عمر بن شیبہ کا بیان ہے کہ یہ مدینہ میں رہے اور وہیں بلوط کا گھر بنایا، یہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف المعروف طلحہ الجود کے والد تھے، یہ طبری کا قول ہے۔ جوزجانی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں کہ مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں ہوئی، یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ جب انہوں نے تماضر بنت اصبغ کو طلاق دے دی تھی اور مرض الموت میں طلاق دی تھی، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ بن عوف نے کہا میں اس عورت کو وارث نہیں بناؤں گا۔ (الحدیث)

۴۸۷۴ عبداللہ بن عوف عبدی

ابن شاہین کہتے ہیں: یہ وفد کے ساتھ آئے تھے اور بصرہ میں ٹھہرے۔ بغوی کی کتاب میں ہے کہ یہ مشہور اشج مصری کا نام ہے، لیکن معروف یہ ہے کہ اشج کا نام منذر ہے، طبری نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے علاء بن الحضرمی کو خط لکھا تھا کہ بحرین سے عبدقیس کے بیس آدمی لے کر ان کے پاس حاضر ہو جاؤ، علاء رضی اللہ عنہ بیس آدمی لے کر حاضر ہوئے اور ان کا سردار عبداللہ ابن عوف اشج تھا۔ (انتہی)

اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ وہی مشہور اشج ہو، یہ بھی احتمال ہے کہ نام میں اختلاف ہو، یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اور ہو۔ وثیمہ کا کلام دوسرے احتمال کو تقویت دیتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عوف کا ذکر کیا ہے اور ربیعہ کے ارتداد میں ان کا ذکر آیا ہے، نیز اس میں اور اشج میں فرق کیا ہے۔

۴۸۷۵ (ز) عبداللہ بن عوف [2]

ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ قسم اخیر میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔ جن لوگوں کا یہ مؤقف ہے کہ یہ کنانی ہیں تو ان کا ذکر یہیں آیا چاہتا ہے۔

۴۸۷۶ عبداللہ بن ابی عوف [3]

ابن عُویف بن مالک بن کیسان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکر بجَلی۔ ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وفد کے ہمراہ آئے تھے، ان کا نام عبدشمس تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا، طبری نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے، جبکہ ابن فتحون کے بقول آپ ﷺ کا انہوں نے زمانہ پایا ہے۔ ابن اثیر کا بھی یہی کہنا ہے۔ [4]

۴۸۷۷ عبداللہ بن عویم [5]

ابن ساعدہ انصاری ان کے والد کا ذکر آیا چاہتا ہے، ابن سکن کہتے ہیں: عبداللہ بن عویم کو شرف صحبت حاصل تھا، لیکن ان کی

---

[1] اسد الغابہ (۵۶/۳) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۱۰۸) تجرید (۳۲۷/۱) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۱۱) تجرید (۳۲۷/۱)
[4] اسد الغابہ (۵۶/۳) [5] اسد الغابہ (ت: ۳۱۱۲) الاستیعاب (ت: ۱۶۴۶)

مرویات ذکر نہیں کیں۔ البتہ بغوی نے ان کی ایک روایت عبدالرحمٰن بن مالک بن عبداللہ بن عویم عن ساعدہ عن ابیہ عن جدہٖ کی سند سے ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے میرا انتخاب کیا ہے اور میرے لیے میرے صحابہ کا انتخاب کیا ہے....''۔(الحدیث) [1]

الجرح والتعدیل میں ہے کہ دبیش، عبداللہ بن عویم سے روایت کرتے ہیں اور راوی نے ان کے بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔

۴۸۷۸ عبداللہ بن عیاش جهنی

باوردی نے معوذتین کے بارے میں ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

۴۸۷۹ عبداللہ بن عیاش [2]

ابن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی۔ ان کے والد قدیم الاسلام تھے۔ حبشہ ہجرت کی وہیں عبداللہ ابن عیاش پیدا ہوئے، انہیں نبی کریم ﷺ سے احادیث اور عمر رضی اللہ عنہ کے فرمودات یاد تھے، ان سے ان کا بیٹا حارث، نافع، سلیمان بن یسار وغیرہ روایات لیتے ہیں۔ عروہ اور ابن سعد [3] نے انہیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ بغوی کہتے ہیں: انہوں نے مدینہ میں رہائش اختیار کی اور ان کے والد مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ پھر مدینہ میں قیام کیا اور یہیں وفات پائی۔ عبداللہ بن عیاش کی کوئی مسند حدیث مجھے معلوم نہیں۔

مصنف کہتے ہیں: ابن عائذ نے مغازی میں ابن سابور، عثمان بن عطاء، عن ابیہ، عکرمہ کی سند سے ابن عیاش کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کی صرف یہی سند معروف ہے، واقدی نے انکار کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت نہیں جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہو۔

ذہلی نے زہریات میں عبدالرحمٰن بن حارث، عن اخیہ عبداللہ بن حارث مخزومی کی سند سے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ آل ربیعہ کے کسی گھر میں عیادت کے لیے یا کسی اور کام کے لیے تشریف لائے، اسماء بنت مخرمہ تمیمہ نے آپ سے عرض کی (اسماء کی کنیت ام جلاس ہے اور عیاش کی اولاد کی والدہ ہیں): اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے وصیت نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے انہیں وصیت کی، پھر آپ کے پاس عیاش رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک بچہ لایا گیا، ماں نے بچے کی کسی بیماری کی شکایت کی، آپ ﷺ نے بچے کو دم کرنا شروع کیا اور آپ بچے پر پھونک مارتے، بچے نے بھی آپ ﷺ کی نقل اتاری اور وہ بھی اسی طرح کرتا، گھر کے کسی فرد نے بچے کو ایسا کرنے سے روکا، آپ ﷺ نے گھر کے اس فرد کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ [4]

ابن مندہ نے بھی یہ حدیث ایک اور طرح سے اسی سند کے ساتھ روایت کی ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جنازہ کے آگے اس لیے کھڑے ہو گئے تھے کہ یہ جنازہ ایک یہودی عورت کا تھا۔ اور آپ کو اس کے جنازے سے بدبو کے اٹھنے والے بھبوکوں

---

[1] اخرجه الحاكم فى المستدرك (الحديث: ٦٣٢/٣) والطبرانى فى المعجم الكبير (الحديث: ٣٤٩/١٧) والبيهقى فى مجمع الزوائد (الحديث: ١٧/١٠)

[2] اسد الغابہ (ت: ٣١١٣) الاستيعاب (ت: ١٦٤٦) [3] الطبقات الكبرىٰ (١٨/٥)

[4] ذكره الهند فى كنز العمال (الحديث: ٣٧٤٥٨) و ابن عساكر فى مختصر تاريخ دمشق (٢٢٥/١٣) و اسد الغابہ (٥٧/٣)

سے اذیت پہنچی تھی، اس لیے آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

حسن بن سفیان نے زیاد مولائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے عبداللہ بن عیاش کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کا قصہ ہے۔ ابن حوض نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عیاش رضی اللہ عنہ نے عرصہ آٹھ سال تک نبی کریم ﷺ کو پایا ہے۔ ابن حبان نے اسی پر جزم کیا ہے اور کہا ہے کہ جب یزید بن معاویہ کی وفات کی خبر ۶۴ھ میں آئی اس وقت انہوں نے وفات پائی۔

۴۸۸۰ (ز) عبداللہ بن عیاش انصاری

زرقی۔ باوردی نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور انہی کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفت میں ایک موقوف حدیث بھی ذکر کی ہے۔ عبداللہ بن غنام کے ترجمہ میں آیا چاہتا ہے کہ بعض لوگوں نے تصحیف کر کے انہیں عبداللہ بن عیاش کہہ دیا ہے، جبکہ مؤخر الذکر بیاضی ہیں اور صاحب ترجمہ زرقی ہیں۔

۴۸۸۱ عبداللہ بن عیسیٰ [1]

مسند بقی بن مخلد میں ان کی ایک حدیث ہے، ذہبی نے تجرید میں یہی بیان کیا ہے۔ [2] مجھے خدشہ ہے کہ یہ تابعی ہوں۔ اس طرح کے واقعات میں تکرار ہوا ہے اور عبداللہ بن عبس کا ذکر ہو چکا ہے، اگر کوئی روایت ذکر کی ہوتی تو احتمال تھا کہ یہ وہی ہوتے۔

۴۸۸۲ عبداللہ بن غالب ثقفی [3]

یہ کبار صحابہ کرام میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں ۲ھ میں بھیجا تھا، ابو عمر نے مختصراً یہی ذکر کیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اس میں قلب ہوا ہے، غین معجمہ میں اس کا حوالہ آئے گا۔

۴۸۸۳ عبداللہ بن غسیل [4]

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مجہول یعنی غیر معروف ہیں۔ البتہ یہ بصرہ کے دیہاتوں میں رہنے والے تھے، چنانچہ طریق غریب سے ان کی ایک حدیث بھی ذکر کی ہے جو یہ ہے: عامر بن اسود عبقسی، عبداللہ بن غسیل کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اتنے میں آپ کے پاس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ گزرے، آپ نے فرمایا: اے چچا! اپنے بیٹوں کو میرے پاس لائیں۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ اپنے چھ بیٹے لے کر حاضر خدمت ہوئے، جو یہ ہیں: فضل، عبیداللہ، عبداللہ، قثم، معبد اور عبدالغنی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سب کو ایک گھر میں داخل کیا اور پھر انہیں سیاہ چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا، چادر میں سرخ لکیریں تھیں، پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں.... الخ۔ [5]

ابن اثیر [6] نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ ممکن ہے وہ عبداللہ بن حنظلہ انصاری ہوں، چونکہ انہیں بھی ابن غسیل کہا جاتا

---

[1] تجرید (۳۲۸/۱) [2] تجرید (۹۱) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۱۴) [4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۱۴) تجرید (۳۲۸/۱)

[5] اسد الغابہ (۵۸/۳) و جامع المسانید والسنن (۱۴۵/۸) [6] اسد الغابہ (۵۸/۳)

ہے۔ اور ابن غسیل الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن ابن مندہ کا یہ کہنا کہ یہ بصرہ کے دیہاتوں میں رہنے والے ہیں، دونوں قولوں میں تمیز کر دیتا ہے۔

۴۸۸۴ عبداللہ بن غنام [1]

ابن اوس بن مالک بن عامر بن بیاضہ انصاری بیاضی، بغوی نے احمد بن صالح سے نقل کیا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں صبح کی دعا کے متعلق ان کی ایک حدیث بھی ہے۔ [2] اگرچہ بعض نے اس میں تصحیف کر دی ہے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے۔ ابونعیم نے بالجزم کہا ہے: اس بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور نام میں تصحیف ہوئی ہے۔ اکثر روایات بغیر نام کے ذکر کے آئی ہیں، بعض نے اس غیر معلوم کا نام عبدالرحمٰن بتلایا ہے اور یہ وہم ہے اس پر تنبیہ آیا چاہتی ہے۔

۴۸۸۵ عبداللہ بن فضالہ مزنی [3]

ابن عقبہ نے ''کتاب المووالات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ابن شاہین نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے، اور براہیم بن جعفر، عن ابیہ جعفر بن عبداللہ بن سلمہ، عمرو بن مرہ جہنی وعبداللہ بن فضالہ (ان دونوں کو شرف صحبت حاصل ہوا ہے) کی سند سے جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ [4] مصنف کہتے ہیں: اس حدیث کی سند میں بعض غیر معروف راوی بھی ہیں۔

۴۸۸۶ عبداللہ بن قارب ثقفی [5]

ان کے والد قارب کے ترجمہ میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: [6] انہیں شرف صحبت حاصل تھا۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں [7] کہ عمر بن ذر، محمد بن عبداللہ بن قارب اپنے والد قارب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے، قارب رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی تھی، اس میں کوئی تنازع پیدا ہوگیا، معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا، جبکہ باندی نے بائع کے نطفہ سے ناتمام بچہ جنم دیا تھا۔

۴۸۸۷ (ز) عبداللہ بن قتادہ

ابن نعمان انصاری ظفری، ان کا پورا نسب ان کے والد کے ترجمہ میں آیا چاہتا ہے۔ ابن شاہین نے قتادہ بن نعمان کے ترجمہ میں ایک قصہ ذکر کیا ہے کہ غزوۂ اُحد میں ان کی آنکھ بری طرح زخمی ہوئی تھی حتیٰ کہ چہرے پر لٹک آئی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

---

[1] اسد (ت: ۳۱۱۷) الاستیعاب (ت: ۱٦٤۸)

[2] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب ما یقول اذا اصبح (الحدیث: ۵۰۷۳)
و اخرجہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ باب ثواب من قال حین اصبح (الحدیث: ۷)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۱۹) تجرید (۸۲۸/۱) [4] اسد الغابہ (۵۹/۳)

[5] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۱) الاستیعاب (ت: ۱٦۵۰) [6] الثقات (۲٤۰/۳) [7] الجرح والتعدیل (۱٤۱/۵)

دست اقدس سے آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھ دیا حتیٰ کہ تا وفات یہ آنکھ دوسری آنکھ سے اچھی رہی۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن قتادہ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔ بیعت رضوان میں شامل تھے، بعد کے غزوات میں بھی حصہ لیا، فتح عراق میں بھی شریک رہے۔ میں نے عبداللہ بن ابی داؤد کو کہتے سنا ہے کہ یہ سب مسند انصار میں ہے۔ مؤلف کہتے ہیں: ابن سعد نے ان کا ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ قتادہ کی کنیت ابو عمر تھی۔ ابن سعد کہتے ہیں [1] کہ ہند بنت اوس بن خزاعہ سے قتادہ کے دو بچے عبداللہ اور ام عمرو پیدا ہوئے اور جنساء بنت خنیس سے بھی بچے پیدا ہوئے۔ بقول بعض عائشہ بنت جُری سے عمرو اور حفصہ پیدا ہوئے تھے، گویا عبداللہ ان کے بیٹے تھے۔ ابن ہشام نے عبداللہ کو الگ ترجمہ میں ذکر نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی کی کتاب میں ان کا ترجمہ دیکھا ہے، حالانکہ یہ اصحاب کتب کی شرط پر صحابی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

۴۸۸۸ عبداللہ بن قداد [2]

انہیں قرار بن قریط حارثی بھی کہا جاتا ہے، پھر زیادی بھی کہا گیا ہے۔ چونکہ یہ بنی زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن حارث بن کعب مذحجی، یہ بنی حارث بن کعب کے وفد کے ہمراہ آئے تھے اور مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ [3] اور یونس بن بکیر نے ان کا نام عبداللہ بن قریط بتایا ہے، جبکہ ابن ہشام نے ابن قداد کہا ہے اور واقدی نے ابن قراد کہا ہے۔ جبکہ اس کا مصداق ایک ہی ہے۔ اس کی تفصیل قیس بن حصین کے ترجمہ میں آیا چاہتی ہے۔

۴۸۸۹ (ز) عبداللہ بن قدامہ عقیلی

ان کی کنیت ابو صخر تھی اور کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور تھے۔

۴۸۹۰ عبداللہ بن قدامہ سعدی [4]

عبداللہ بن سعدی کے ترجمہ مین ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۸۹۱ عبداللہ بن قراد [5]

ابن قداد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

۴۸۹۲ عبداللہ بن قرط ازدی [6]

الثمالی۔ بخاری و ابن حبان اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، ان کی حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن لحی کے طریق سے ان کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک افضل دن قربانی کا دن ہے''۔ [7]

---

[1] الطبقات لاکبریٰ (۲۶/۳) [2] اسد الغابہ (ت ۳۱۲۲) تجرید (۳۲۹/۱) [3] سیرت ابن ہشام (۱۸۳/۴)

[4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۳) تجرید (۳۲۹/۱) [5] تجرید (۳۲۹/۱) [6] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲٤) الاستیعاب (ت: ۱۶۵۲) تجرید (۳۲۹/۱)

[7] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب المناسک (الحدیث: ۱۷۶۵) و احمد فی مسندہ (الحدیث: ۳۵۰/٤) والبخاری فی التاریخ (۳۵/۵) والھندی فی کنز العمال (حدیث: ۳۵۱۹۸)

رسول کریم ﷺ کے پاس قربانی کے اونٹ لائے گئے اونٹ خود آگے بڑھ بڑھ کر آپ ﷺ کے قریب ہوتے جب آپ نحر کر چکے تو آپ نے دھیمی آواز میں کوئی بات فرمائی جسے میں نہ سمجھ پایا، میں نے آپ کے قریب کھڑے ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو چاہے گوشت کاٹ کر لیتا جائے۔ طبرانی کہتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ثور بن زید متفرد ہیں۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن قرط کا نام شیطان تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے تبدیل کر دیا، ہم نے یہ روایت قربانی کے ذکر میں نقل کی ہے جو کہ عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی کے طریق سے ہے کہ ہمارے امیر عبداللہ بن قرط تھے جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے...... پھر پورا واقعہ ذکر کیا۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ صالح بن شریح، عبداللہ بن قرط کا کاتب تھا، جبکہ عبداللہ بن قرط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے امیر تھے۔

ابوعبیدہ نے فتوح میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ معرکۂ یرموک میں شریک رہے، یزید بن ابی سفیان نے ان کو خط دے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حمص کا گورنر مقرر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں، ابوجندل رضی اللہ عنہ کے ترجمہ کے تحت کنی میں ان کا ذکر آئے گا۔ تجرید [1] میں ہے کہ خطیب نے اپنے والد کا نام قرہ رکھا تھا، یونس کہتے ہیں ۵۶ ھ میں سر زمین روم میں ان کی شہادت ہوئی۔

۴۸۹۳ عبداللہ بن قرہ [2]

بن نہیک الہذلی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی، ابن مندہ نے اسی طرح مختصراً ذکر کیا ہے۔

۴۸۹۴ (ز) عبداللہ بن قرہ [3]

عبداللہ بن قرط کے ترجمہ میں ان کا ذکر گزر گیا ہے۔

۴۸۹۵ عبداللہ بن قریط [4]

عبداللہ بن قراد کے ترجمہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۴۸۹۶ عبداللہ بن قمامہ سلمی [5]

جو کہ وقاص کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ نے عتیق بن یعقوب، عبدالملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وقاص بن قمامہ اور عبداللہ بن قمامہ کی طرف خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ جاگیر نامہ ہے جو محمد نبی ﷺ نے وقاص بن قمامہ سلمی اور عبداللہ بن قمامہ سلمی

---

[1] تجرید (۹۲) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۵) تجرید (۳۲۹/۱) [3] تجرید (۳۲۹/۱)
[4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۷) الاستیعاب (ت: ۱۶۵۳) تجرید (۳۲۹/۱) [5] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۸) تجرید (۳۲۹/۱)

جو کہ بنی حارثہ میں سے تھے، کے لیے لکھا.....''۔(الحدیث) [1]

یہ حدیث ابو نعیم نے عتیق کی روایت میں بھی نقل کی ہے اور کہا ہے: عبداللہ بن قدامہ، ابن اثیر نے بالجزم کہا ہے [2] کہ یہ عبداللہ بن قدامہ بن سعدی ہیں، لیکن مجھے یہ حقیقت سے دور لگتا ہے، چونکہ قصہ میں ہے کہ یہ سلمی ہیں اور بنی حارثہ سے ہیں، جبکہ ابن سعدی بن عامر بن لؤی سے ہیں جو کہ قریش کی شاخ ہے، گویا یہ دو اشخاص ایک آدمی کیسے بن سکتے ہیں۔

۴۸۹۷ ......عبداللہ بن قُنیع سلمی [3]

ابن رفیع کے ترجمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۸۹۸ عبداللہ بن قیس [4]

ابن خالد بن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ [5] شرکائے بدر میں کیا ہے۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے، لیکن واقدی نے اس کا انکار کیا ہے بلکہ ان کا خیال ہے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔

مصنف کہتے ہیں: شاید ابن سعد یا واقدی نے جس طرف اشارہ کیا ہے وہ عبداللہ بن قیس انصاری ہیں، جن کا ذکر بعد میں آ رہا ہے۔ واللہ اعلم

۴۸۹۹ عبداللہ بن قیس [6]

ابن زائدہ یہ ابن ام مکتوم ہیں، یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام عمرو تھا، یہ نام زیادہ مشہور ہے، عمرو بن ام مکتوم کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔

۴۹۰۰ عبداللہ بن قیس بن سلیم [7]

ابن حضار بن حرب بن عامر بن غنم بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن جُماہیر بن اشعر ابو موسیٰ اشعری، اپنے نام اور کنیت دونوں سے مشہور تھے۔ ان کی والدہ کا نام طیبہ بنت وہب بن عک ہے، وہ مدینہ میں اسلام لائیں اور وہیں وفات پائی، جبکہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رملہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ سعید بن العاص کے حلیف تھے، پھر اسلام قبول کیا اور حبشہ ہجرت کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے وطن واپس لوٹ آئے تھے اور حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی، یہ اکثر کا قول ہے، چنانچہ موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور واقدی نے ان کو مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔

فتح خیبر کے بعد مدینہ تشریف لائے، چنانچہ ان کی کشتی اور جعفر بن ابی طالب کی کشتی اکٹھی پہنچی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] جامع المسانید والسنن (۱۵۱/۱۸) [2] اسد الغابہ (۶۰/۳) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۲۹)
[4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۲) استیعاب (ت: ۱۶۵۴) [5] ذکرہ ابن ہشام فی السیرۃ (۲۶۱/۲)
[6] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۴) الاستیعاب (۱۶۵۶) تجرید (۳۳۰/۱)
[7] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۵) الاستیعاب (ت: ۱۶۵۷) تجرید (۳۳۰/۱)

ان کو یمن کے بعض حصے کا عامل مقرر کیا تھا، جیسے زبید اور عمان وغیرہ، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا عامل مقرر کیا جبکہ ان سے پہلے بصرہ کے امیر مغیرہ رضی اللہ عنہ تھے، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اھواز کا علاقہ فتح کیا، پھر اصفہان فتح کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا عامل مقرر کیا، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہی حَکَم مقرر ہوئے تھے، پھر انہوں نے فریقین کو معزول کر دیا تھا۔ بعد میں حاجرات سے الگ رہے۔

ابن سعد اور طبرانی نے عبداللہ بن بُریدہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا جسم دبلا اور داڑھی اور ابروؤں کے بال ہلکے تھے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے اربعہ، حضرت معاذ بن جبل، ابن مسعود، ابی بن کعب اور عمار رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، جبکہ ان سے ان کی اولاد موسیٰ، ابراہیم، ابو بردہ اور ابوبکر، ان کی بیوی، ام عبداللہ اور صحابہ میں سے ابوسعید، انس، طارق بن شہاب، کبار تابعین میں سے زید بن وہب، ابوعبدالرحمٰن سلمی، عبید بن عمیر، قیس بن ابی حازم، ابواسود، سعید ابن مسیب، زر بن حبیش، ابوعثمان نہدی، ابورافع صائغ، ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود، ربعی بن حراش، طان رقاشی، ابووائل، صفوان ابن محرز اور کئی دوسرے تابعین روایات نقل کرتے ہیں۔

مجاہد نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات میں لکھا: میرا کوئی عامل ایک سال سے زائد عرصہ کے لیے مقرر نہ ہو، البتہ اشعری رضی اللہ عنہ کو عرصہ چار سال کے لیے عامل مقرر کر دو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھتے تھے۔

صحیح مرفوع حدیث میں ہے: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لحن داؤدی عطا کیا گیا تھا۔ ابوعثمان نہدی کا بیان ہے کہ میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز سے زیادہ خوبصورت نہ جھانجھ کی سنی نہ بانسری کی اور نہ ہی کوئی اور سریلی آواز۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو کہتے: اے ابوموسیٰ! ہمیں اللہ تعالیٰ کی یاددہانی کراؤ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہمیں رب تعالیٰ کا مشتاق بناؤ، چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قراءت شروع کر دیتے۔ اہل بصرہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا اور انہیں قراءت پڑھائی۔ شعبی کہتے ہیں: چھ آدمیوں پر علم کی انتہا ہو جاتی ہے، پھر شعبی نے ان میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی ذکر کیا۔

ابن المدائنی کہتے ہیں: امت مسلمہ کے چار قاضی اپنے عروج کو پہنچے ہیں، وہ یہ ہیں: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابوموسیٰ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوتیاح عن الحسن کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ اہل بصرہ کے پاس ایک شخص آیا جو اہل بصرہ کے لیے سب سے زیادہ بہتر تھا۔

بغوی کہتے ہیں: علی بن مسلم، ابوداؤد، حماد، ثابت، انس رضی اللہ عنہم کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شلوار تھی جسے وہ رات کو پہن لیتے تھے، [1] تاکہ رات کو کشفِ ستر نہ ہو جائے۔

اصحاب الفتوح کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبید، عدن وغیرہ کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو چکے تو مدینہ آ گئے، پھر فتوحات شام میں شریک رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا عامل مقرر کیا جبکہ ان سے پہلے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ عامل تھے۔ انہیں معزول کر کے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا عامل مقرر کیا، پھر انہوں نے اھواز اور اصفہان کو فتح کیا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ ہی کا عامل برقرار رکھا پھر ان کے بعد عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو عامل

[1] ذکرہ البخاری فی التاریخ الکبیر (۲۲/۳)

مقرر کردیا۔ ابوموسیٰ کوفہ آ گئے اور اہل کوفہ نے انہی سے علم فقہ حاصل کیا، یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اہل کوفہ کا عامل مقرر کیا۔

بغوی کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ۴۲ھ میں وفات پائی، دوسرا قول ۴۴ھ کا ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۶۰ سال سے زائد تھی۔

مصنف کہتے ہیں: تاریخ وفات کے متعلق پہلے قول پر ابن نمیر نے جزم کیا ہے، جبکہ دوسرے قول پر ابونعیم وغیرہ نے جزم کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کہتے ہیں: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۳ سال ہے۔ ہیثم کہتے ہیں: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ھ میں وفات پائی، جبکہ خلیفہ کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ مدائنی کہتے ہیں: ۵۳ھ میں وفات پائی، اس میں اختلاف ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آیا کہ کوفہ میں وفات پائی یا مکہ میں۔

۴۹۰۱ عبداللہ بن قیس بن صخر [1]

ابن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی، ان کا تعلق بنی سلمہ سے ہے، ابن اسحاق نے ان کو بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ [2] جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ البتہ سبھی نے شرکائے اُحد میں ان کو ذکر کیا ہے۔ یہ معبد بن قیس، جن کا ترجمہ ذیل میں آ رہا ہے، کے بھائی تھے۔

۴۹۰۲ عبداللہ بن قیس [3]

ابن صرمہ بن ابی اُنس انصاری، بنی عدی بن نجار میں سے تھے۔ بئر معونہ کے مقام پر شہید ہوئے تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ اُحد میں شریک رہے ہیں۔ بغوی اور طبرانی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔

(ز) عبداللہ بن قیس بن عدی [4]

جعدی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نابغہ کا نام ہے۔

۴۹۰۳ عبداللہ بن قیس اسلمی [5]

بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں۔ بغوی، ابونعیم وغیرہما نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور محمد بن ابی یحییٰ اسلمی، ابومعاویہ اسلمی کے طریق سے عبداللہ بن قیس اسلمی کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے ایک شخص سے اونٹ کے بدلہ میں خیبر میں زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اور فرمایا: جان لو جو چیز میں نے تم سے لی ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو میں نے تمہیں دی ہے، اگر چاہو تو لے لو ورنہ چھوڑ دو۔ [6] عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں راضی ہوں۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳٦) تجرید (۳۲۵/۱) [2] ابن هشام فی السیرة (۲۵۸/۲)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۷) الاستیعاب (ت: ۱٦۵۹) تجرید (۳۳۰/۱) [4] تجرید (۳۳۰/۱)

[5] الهندی فی کنز العمال (الحدیث: ۹۹۵۸) [6] الجرح والتعدیل (۱۳۸/۵)

بغوی کہتے ہیں: مجھے اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی اور حدیث معلوم نہیں۔ ابن ابی حاتم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں [1] کہ عبداللہ بن قیس نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث روایت کی ہے اور وہ مجہول ہیں، مجھے اس طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے ان کی صحبت کا علم نہیں ہے۔

۴۹۰۴ عبداللہ بن قیس انصاری [2]

کہا جاتا ہے کہ یہ غزوۂ اُحد میں شہید کر دیئے گئے تھے۔ عبداللہ بن قیس بن خالد کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔
عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سطح زمین پر جو شخص بھی مرتا ہے اس حال میں کہ اس کے دِل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہو، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ جب حضرت عبداللہ بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان سنا تو رو دیئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیوں روئے ہو؟ عرض کی: آپ کے فرمان کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو اہل جنت میں سے ہو۔
حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا، دستے نے جہاد کیا، یہ اسی جہاد میں شہید ہو گئے۔ حسن حلوانی نے یہ حدیث اسی سند سے روایت کی ہے۔ ابوعبیداللہ کہتے ہیں: یہ موسیٰ جھنی ہیں۔ ابن مندہ نے اپنے طریق سے یہی روایت نقل کی ہے، اس طریق کے جملہ رجال ثقہ ہیں۔ ابوموسیٰ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ یہ وہی ہو سکتے ہیں جن کے دادا خالد ہیں۔ لیکن اس میں سمجھ سے بالاتر بات ہے چونکہ سیاقِ کلام میں ان کا واقعہ بھی ذکر ہوا ہے کہ یہ ایک لشکر میں شہید کر دیئے گئے تھے، جبکہ غزوۂ حنین کو عام غزوات میں سے شمار نہیں کیا جاتا۔ واللہ اعلم

۴۹۰۵ عبداللہ بن قیس خزاعی [3]

ابن عاصم وغیرہ نے انہیں ذکر کیا ہے اور ضمضم بن زرعہ، شریح بن عبید، عبداللہ بن قیس خزاعی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی ایسی چیز دکھائی جس سے وہ شہرت حاصل کرنا چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے۔ [4] طبرانی کے ہاں اس کا ایک اور طریق بھی ہے جو کہ یزید بن عیاض، اعرج، عبداللہ بن قیس خزاعی کی سند میں ہے۔ ابن عبدالبر [5] نے انہیں اسلمی قرار دیا ہے، جبکہ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ یہ اسلمی نہیں ہیں۔ جبکہ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ ان دونوں میں فرق کے قائل تھے۔ [6]

۴۹۰۶ عبداللہ بن قیس

صباحی۔ رشاطی نے ابی عبیدہ بن مثنّٰی سے روایت کیا ہے کہ وفد عبدالقیس جو کہ اشج کے ساتھ حاضر ہوا تھا، اس میں یہ بھی

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۱) الاستیعاب (ت: ۱٦۵۸) تجرید (۳۲۹/۱)
[2] الهیثمی فی مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۰۰/٤) و ابن اثیر فی جامع المسانید والسنن (۱۵۲/۸) و اسد الغابہ (۲۱٤/٤)
[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۳۳) الاستیعاب (ت: ۱٦۵۵) [4] ذکرہ ابن هشام فی السیرة (۷۲٦/٤)
[5] الاستیعاب (۱۰۳/۳) [6] الجرح والتعدیل (۱۷۲/۵)

شامل تھے۔ وثیمہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہی بحرین کے ایک قلعے کے خفیہ راستے پر مسلمان کی راہنمائی کی تھی، پھر قصہ بھی ساتھ ذکر کیا اور ان کا یہ شعر بھی بیان کیا ہے:

لا توعدونا بمعزورٍ و أسرته ‌ ‌ ‌ ‌ من يلقنا يلق مناسنّةَ الحُطُمِ

''تم لوگ ہمیں کسی قسم کے دھوکا اور فریب سے مت ڈراؤ، ہم جس سے مدمقابل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ وطیرہ رہا ہے کہ ہم اُسے گرفتار کر کے چھوڑتے ہیں''۔

۴۹۰۷ عبداللہ بن قیس قینی

ابن یونس نے ذکر کیا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک رہے ہیں، انہیں شرف صحبت حاصل تھا، ان کی کوئی معروف روایت نہیں۔ ۴۹ھ میں وفات پائی ہے۔

۴۹۰۸ (ز) عبداللہ بن قیس [1]

بنی ریاب میں سے تھے۔ ابن عوراء کی کنیت سے مشہور تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں انہیں ذکر کیا ہے۔ [2] ابن اسحاق کہتے ہیں: جب یہ بنی نصر بن ریاب میں جنگ زور پکڑ گئی تو ان کے زعم میں کہ عبداللہ بن قیس جنہیں ابن عوراء کہا جاتا ہے نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بنو ریاب ہلاک ہوگئے۔ صحابہ نے ذکر کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! ان کی مصیبت کو جبیرہ فرمادے۔ [3]

۴۹۰۹ عبداللہ بن قیظی [4]

ابن قیس بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ انصاری، ابوعمر نے ان کو ذکر کیا ہے [5] اور کہا ہے کہ احد میں شریک رہے ہیں۔ اور جبیر ابی عبید کے معرکہ میں شہید ہوئے، ان کے ساتھ ان کے دو بھائی عقبہ اور عباد بھی شہید ہوئے تھے۔

۴۹۱۰ عبداللہ بن کامل [6]

ابن حبیب سلمی، شاعر تھے، مرج الصفر کے معرکہ میں شریک رہے ہیں۔ ذہبی نے یوں ہی ذکر کیا ہے۔ [7] مرزبانی کہتے ہیں: یہ مخضرمی تھے، قسم ثالث میں ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔

۴۹۱۱ عبداللہ بن کثیر مازنی [8]

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور کہا ہے کہ عبداللہ بن سعد قطربلی نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ یہ صحابہ میں سے تھے اور فتح قبرص میں ۳۳ھ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ تھے۔ ابن عساکر کہتے ہیں: اس کے علاوہ میں

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۴۲) تجرید (۳۳۰/۱) [2] ابن هشام فی السیرة (۷۶/٤) [3] الطبقات الکبرٰی (۱۱۰/۲)
[4] اسد الغابہ (ت: ۳۱٤۳) الاستیعاب (ت: ۱٦٦۰) تجرید (۳۳۸/۱) [5] الاستیعاب (۱۰۵/۳)
[6] تجرید (۳۳۱/۱) [7] تجرید (۹۲) [8] اسد الغابہ (ت: ۲۸۳۷) الاستیعاب (ت: ۱٤۹۰) تجرید (۳۰۰/۱)

نے کسی اور کے ہاں ان کا تذکرہ نہیں دیکھا۔

۴۹۱۲ (ز) عبداللہ بن کرامہ

ابورائطہ کُنیٰ میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔

۴۹۱۳ عبداللہ بن ابی کرب [1]

ابن اسود بن شجرہ بن معاویہ بن ربیعہ بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ کندی، ابن شاہین نے بیان کیا ہے کہ یہ وفد کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اور ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے، ابن اثیر کہتے ہیں۔ [2] ابولبینہ کی کنیت سے مشہور تھے، اور یہ عیاض بن ابی لبینہ کے والد تھے اور عیاض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے تھے، طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۱۴ عبداللہ بن کرز لیثی [3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ جعفر فریابی نے کتاب الکُنیٰ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ابن ابی عاصم نے ''الوحدان'' میں ذکر کیا ہے، ابن شاہین اور ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی دنیا نے الکفالہ میں، رامہرمزی نے امثال میں ان سب نے محمد بن عبدالعزیز زہری، ابن شہاب، عروہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی مثال، اس کے مال کی مثال، اس کے عمل کی مثال اور اس کے اہل خانہ کی مثال ایسی ہے جیسے تین بھائی ہوں اور ان میں سے ایک بوقت وفات اپنے بھائی (یعنی مال) سے کہے: مجھ پر جو حالت نازل ہوئی ہے تم دیکھ رہے ہو تمہارے پاس اب کیا ہے؟ وہ کہے: میرے پاس تمہاری کوئی مالداری نہیں اور نہ ہی نفع ہے۔ یہ سب اسی وقت تک تھا جب تک تو زندہ تھا، اگر تو مجھ سے جدا ہوگیا تو میں دوسرے کے تسلط میں چلا جاؤں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے متوجہ ہوکر فرمایا: تم کس بھائی کو دیکھ رہے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم اس سے کوئی لمبی اُمید نہیں دیکھ رہے۔

پھر وہ اپنے دوسرے بھائی یعنی اہل خانہ کی طرف متوجہ ہوکر وہی او پر والی بات کہتا ہے، اور وہ جواب میں کہتا ہے: میں تیری دیکھ بھال کرتا رہا، تیری تیمارداری کرتا رہا، جب تو مر جائے گا میں تجھے غسل دوں گا، تجھے کفن پہناؤں گا اور تجھے اٹھا کر دفن کردوں گا۔ پھر میں واپس لوٹ آؤں گا اور جو بھی تمہارے متعلق مجھ سے سوال کرے گا میں اسے تمہاری خبر دوں گا۔ بھلا یہ کونسا بھائی ہے؟ صحابہ نے عرض کی: ہمیں اس سے بھی کوئی لمبی اُمید نہیں۔

پھر مرنے والا اپنے ایک اور بھائی یعنی عمل سے یہی بات اور شکوہ کرتا ہے۔ عمل کہتا ہے: میں تیری قبر تک تیرے ساتھ جاؤں گا اور تمہارے ساتھ رہوں گا، تمہاری وحشت میں میں تمہارا مونس ہوں گا، میں تمہارے کفن میں تمہارے ساتھ رہوں گا، میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ بھلا یہ کیسا بھائی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یہ تو اچھا بھائی ہے۔ اتنے میں عبداللہ بن کرز لیثی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کے متعلق اشعار کہوں۔ فرمایا: جی ہاں اشعار کہو۔ [4]

---

[1] تجرید (۳۳۱/۱) [2] اسد الغابہ (۶۴/۳) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۴۵) تجرید (۳۳۱/۱)

[4] میزان الاعتدال (٤٤٢٨) العلل المتناهية (٤٠٦/٢) جامع المسانيد والسنن (١٥٤/٨) اسد الغابه (٦٥/٣)

راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رات گزاری، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہو کر یہ اشعار کہے:

انی و مالیُ قدّمتُ یَدِیُ — کراعٍ الیه صحبةً ثم قائلٌ

لِاصحابه اذهم ثلاثة اخوة — اعینوا علی امری الذی لی نازل

''میں، میرا مال اور میرا آگے بھیجا ہوا عمل نگہبان کی طرح اس کی صحبت میں رہے، پھر وہ اپنے ان دوستوں سے کہے جبکہ وہ تین بھائی ہوں کہ جو مشکل مجھے درپیش آئی ہے اس میں میری مدد کرو۔۔۔۔۔(الابیات)

راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آنکھ بھی تھی اس سے آنسو بہنے لگے۔

۴۹۱۵ (ز) عبداللہ بن کعب بن عبادہ [1]

ابن بکاء عامری، بکائی۔ عبدعمرو کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا۔

۴۹۱۶ عبداللہ بن کعب

ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری، طبری کہتے ہیں: انہوں نے بدر کی غنیمتیں اکٹھی کی تھیں، موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدریین میں ذکر کیا ہے۔ ابن سکن نے یعقوب بن محمد مدنی، کرامہ بنت حسن بن جعفر بن حارث بن عبداللہ بن کعب مازنی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن کعب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی نگرانی کرتے رہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: انہیں اور ان کے بھائی ابی لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب بن عمرو کو شرف صحبت حاصل تھا۔

۴۹۱۷ عبداللہ بن کعب

بن زید بن عاصم جو کہ بنی مازن بن نجار میں سے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: [2] بدر سے حاصل ہونے والی غنیمتوں کی دیکھ بھال پر مامور رہے۔ واقدی کہتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۳۳ھ میں وفات پائی، ان کی کنیت ابوحارث تھی۔ واقدی، مدائنی، ابن ابی خیثمہ اور عسکری وغیرہم نے بھی اس کی اتباع کی ہے۔ ابن سعد نے زید کو ان کے نسب سے ساقط کیا ہے۔ مدائنی نے بھی اسی کی اتباع کی ہے، جبکہ ابن کلبی نے کنیت اور وفات پہلے والی ذکر کی ہے۔

۴۹۱۸ عبداللہ بن کعب عمیری [3]

ازدی۔ شام میں رہے اور ۵۸ھ میں وفات پائی۔ ابن مندہ نے اسی طرح سے ان کا تذکرہ کیا ہے، میں نے تاریخ ابن عساکر میں ان کا تذکرہ نہیں دیکھا۔

۴۹۱۹ عبداللہ بن کعب مرادی [4]

جنگ صفین میں شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے۔ ابوعمر نے مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔ [5]

---

[1] اسد الغابه (ت: ۳۱۴۹) تجرید (۳۳۱/۱) [2] ابن هشام فی السیرة (۲۶۳/۲) [3] تجرید (۳۳۱/۱)

[4] اسد الغابه (ت: ۳۱۵۱) الاستیعاب (ت: ۱۶۶۲) تجرید (۳۳۱/۱) [5] الاستیعاب (۱۰۵/۳)

۴۹۲۰ عبداللہ بن کعب انصاری

ایک قول کے مطابق یہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ بن ام حرام کا نام ہے۔

۴۹۲۱ عبداللہ بن کُلیب [1]

بن ربیعہ خولانی، ان کا نام ذؤیب تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا تھا، باب ذال میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۲۲ عبداللہ بن لبید [2]

بن ثعلبہ انصاری بیاضی، زیاد کے بھائی تھے۔ ابن قدّاح نے ذکر کیا ہے کہ یہ غزوۂ اُحد میں شریک رہے ہیں۔ غسانی اور ابن فتحون کے بقول انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔

۴۹۲۳ عبداللہ بن لُتبیّہ [3]

بن ثعلبہ ازدی۔ ابوحمید ساعدی کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، جو کہ صحیحین کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصولیٔ صدقات کے لیے ایک شخص کو بھیجا، اسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا...... (الحدیث) [4] اکثر روایات میں ان کا نام نہیں ذکر کیا گیا، لیکن ابن سعد، بغوی، ابن ابی حاتم، [5] طبرانی، ابن حبان [6] اور باوری وغیرہم نے ان کا نام عبداللہ ذکر کیا ہے۔

۴۹۲۴ عبداللہ بن ابی لیلیٰ

انصاری۔ [7] ابن سکن نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے، کوفیوں کے ہاں ان کی ایک حدیث روایت کی جاتی ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ کلام ہے۔ پھر احمد بن محمد بن حماد بن عبدالرحمٰن، محمد بن حماد بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن کی سند سے روایت نقل کی کہ میں عین التمر کے قیدیوں میں سے تھا، مجھے عبداللہ بن ابی لیلیٰ نے خریدا، انہوں نے مجھے آزاد کیا اور میرا نام عبدالرحمٰن رکھا، عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی لیلیٰ کو کہتے سنا ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملا جب آپ اونٹ پر سوار گھاٹی سے نیچے اتر رہے تھے، جبکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس جمع تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، میں نوجوان تھا۔ ابن فتحون اور ابن اثیر کے بقول انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے۔ [8]

۴۹۲۵ عبداللہ بن ماعز تمیمی [9]

بغوی نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کو اہل بصرہ میں رکھا ہے۔ ابن مندہ نے ھُنید کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ماعز نے انہیں حدیث سنائی ہے کہ ماعز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان سے

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۵۲) [2] تجرید (۳۳۱/۱) [3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۵٤) تجرید (۳۳۲/۱)

[4] اخرجہ البخاری فی کتاب الاحکام باب ھدایا العمال (الحدیث: ۷۱۷٤) [5] الجرح والتعدیل (٤۱/٥)

[6] اسد الغابہ (ت: ۳۱٥٥) تجرید (۳۳۲/۱) [7] اسد الغابہ (۳۱٥٤۳)

[8] اسد الغابہ (ت: ۳۱٥٦) تجرید (۳۳۲/۱) [9] اسد الغابہ (٦۷/۳)

بیعت لی، اور فرمایا: ماعز نے اپنی قوم کے آخر میں اسلام قبول کیا ہے اور اس پر اسی کا ہاتھ زیادتی کرے گا، اس پر بیعت لے لی۔ [1]

ابن مندہ نے ھدید تک کی سند سے یہی روایت دوسرے الفاظ میں نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ماعز کہتے ہیں: ماعز نے انھیں حدیث سنائی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: ماعز نے اپنا مال لیا ہے حالانکہ وہ کھیل کود کر رہا ہے۔ پھر اس پر بیعت لے لی۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں، متن بھی اسی طرح سے وارد کیا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں تصحیف ہوئی ہے۔

بغوی کہتے ہیں کہ بخاری نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی مذکورہ حدیث بھی نقل کی ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ بخاری نے ان کو تابعین میں ذکر کیا ہے اور صرف اتنا کہا ہے کہ ان سے ہنید بن قاسم نے حدیث روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم [2] کہتے ہیں: ایک غیر مشہور حدیث روایت کی ہے۔

۴۹۲۶ عبدالله بن ماعز [3]

ابن مالک اسلمی۔ یہ وہی ہیں جن کے والد حضور ﷺ کی زندگی میں رجم کر دیئے گئے تھے۔ ان کے بیٹے عبداللہ ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اگر بات یہی ہو تو پھر یہ صحابہ میں سے ہیں، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ ماقبل کے ترجمہ کے ساتھ اس کا التباس نہ ہو گیا ہو۔

۴۹۲۷ (ز) عبدالله بن ماعز

ابن مجالد بن ثور بکائی۔ بشر بن معاویہ بکائی کے ترجمہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۹۲۸ عبدالله بن مالك

ابن ابی اُسید بن رفاعہ اسلمی جو کہ ابواوفیٰ کے چچا زاد تھے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: انہیں شرف صحبت حاصل تھا، ابواحمد عسکری نے انہی کی اتباع کی ہے۔ غسانی کے بقول انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ ابن فتحون کا بھی یہی قول ہے، ابن کلبی نے اسی طرح عبداللہ بن ابی اسید ذکر کیا ہے۔

مصنف کہتے ہیں: گویا یہ ان کے چچا تھے۔

۴۹۲۹ عبدالله بن مالك

ابن قِشب۔ قِشب (قاف کی کسرہ کے ساتھ) کا نام جندب بن نضلہ بن عبداللہ بن رافع بن صعب بن دھمان بن نصر بن زھران بن کعب بن حارث بن عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن نصر بن ازد ابو محمد ازدی تھا۔ انہیں اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ بخاری کہتے ہیں: ان کی والدہ محینہ بنت حارث بن عبدالمطلب تھیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: [4] مالک بن قشب، مطلب بن عبد مناف کے حلیف تھے،

---

[1] ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۱۵۶/۸) اسد الغابہ (۶۷/۳) [2] الجرح والتعدیل (۱۵۱/۵)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۵۷) [4] الطبقات الکبریٰ (۶۴/۴)

اور بُحینہ بنت حارث بن عبدالمطلب سے شادی کی تھی، ان سے عبداللہ پیدا ہوئے، بقولِ بعض یہ ان کے والد مالک کی والدہ تھیں، ابوعمر نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور یہی جمہور کا قول ہے۔

بخاری کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں: مالک بن بُحینہ جبکہ پہلا نام درست وصواب ہے، اور جو مالک بن بُحینہ کا قول خطا ہے۔ یہ بنی مطلب بن عبدمناف کے حلیف تھے اور انہیں شرف صحبت حاصل تھا۔

مصنف کہتے ہیں: صحیح وسنن میں ان کی احادیث ہیں جو کہ اعرج محمد بن یحییٰ بن حبان اور حفص بن عاصم کی سند سے مروی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں: [1] یہ قدیم الاسلام ہیں۔ صاحبِ تقویٰ اور فضائل والے تھے، ہمیشہ روزے میں رہتے۔ بطن رئم میں سکونت اختیار کر لی تھی جو کہ مدینہ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ مروان کے دورِ امارت میں وفات پائی، ابن زبر نے ان کا سن وفات ۵۶ھ بتایا ہے۔

۴۹۳۰ عبدالله بن مالك [2]

ابوکاہل، کنیت سے مشہور ہوئے، ان کا ذکر آیا چاہتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام قیس تھا، ابن شاہین اور ابن سکن نے عبداللہ نام بتایا ہے۔

۴۹۳۱ عبدالله بن مالك انصاری [3]

اوسی، حجازی، بخاری اور ابن حبان کہتے ہیں کہ انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا۔ احمد اور نسائی نے زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، شبل کی سند سے عبداللہ بن مالک انصاری کی روایت ذکر کی ہے کہ "جب باندی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو...."۔ (الحدیث) اس کی اسناد صحیح ہے۔ [4]

ابن عبدالبر کے خیال میں درست: [5] مالک بن عبداللہ ہے، میم میں اس کا بیان آیا چاہتا ہے۔ بخاری نے تاریخ میں زبیدی اور زہری کے بھتیجے کے طریق سے زہری کی روایت نقل کی ہے کہ محدثین نے عبداللہ کہا ہے، اور عقیل کی روایت دو طرح سے نقل کی ہے، یونس کی روایت تو اسی طرح کی ہے، پھر کہا: صحیح شبلی بن خُلیہ عن عبداللہ بن مالک ہے۔

۴۹۳۲ عبدالله بن مالك غافقی [6]

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی تھی، ان کی حدیث ابن لہیعہ، عبداللہ بن سلیمان، ثعلبہ بن ابی کنود، عبداللہ بن مالک غافقی کی سند سے نقل کی ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، پھر مجھ سے فرمایا: میرے آگے ستر کرو تاکہ میں غسل کروں، میں نے عرض کیا: کیا آپ حالتِ جنابت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، (جنابت کی حالت میں) جب

---

[1] الطبقات الكبرىٰ (٦٤/٤) [2] اسد الغابه (ت: ٣١٦٢) الاستيعاب (ت: ١٦٦٧) تجريد (٣٣٣/١)

[3] اسد الغابه (ت: ٣١٦٣) الاستيعاب (ت: ١٦٦٥) تجريد (٣٣٢/١) [4] مسند الامام احمد (الحديث: ٣٧٦/٢)

[5] الاستيعاب (١٠٦/٣) [6] اسد الغابه (ت: ٣١٦٠) الاستيعاب (ت: ١٦٦٦)

میں وضو کر لیتا ہوں تو کھا پی بھی لیتا ہوں۔ ❶ یہ حدیث بغوی، دارقطنی، طبری، بیہقی، ابن مندہ نے روایت کی ہے، جبکہ آخری دور کی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، بیہقی کہتے ہیں کہ واقدی نے بھی یہ روایت اسی طرح ذکر کی ہے، جو کہ عبداللہ بن سلیمان کی سند ہے، ابوموسیٰ غافقی کی ایک روایت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ابوموسیٰ کا نام مالک بن عبداللہ ہے، یوں پھر اس حدیث کے راوی کوئی اور ہوں گے۔

۴۹۳۳ عبدالله بن مالك بن ابى قين ❷

خزرجی، کعب بن مالک جو کہ شاعر تھے ان کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کے بھتیجے کی حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ہے، عبداللہ بن کعب کی کوئی معروف روایت نہیں۔

۴۹۳۴ عبدالله بن مالك بن معتم ❸

عبسی۔ طبری اور باوردی نے ذکر کیا ہے کہ بنی عبس کے نو افراد جو بصورِ وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ جنگ قادسیہ میں دو دستوں میں سے ایک کے سپہ سالار تھے، حارث بن ربیع بن زیاد عبسی کے ترجمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سفید جھنڈا دیا تھا، جنگ قادسیہ میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا تھا، ان کی کوئی معروف روایت نہیں ہے۔

۴۹۳۵ عبدالله بن مالك ❹

انھیں کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں کیا گیا، ابن ابی عاصم نے ان کو وحدان میں ذکر کیا ہے۔ ❺ اور اعمش، عمرو بن مرہ، عبداللہ بن حارث، عبداللہ بن مالک کی سند سے حدیث ذکر کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے دور رہو چونکہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے ہوتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ زہری نے شداد بن حارث بن حار کے واسطے سے عبداللہ بن مالک کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی ہم ایک گھر میں رہائش پذیر ہوئے، ہمارے گھر کے افراد کی تعداد زیادہ تھی، اب ایک بھی باقی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے، یہ گھر برا ہے''۔ تاہم مجھے معلوم نہیں کہ یہ عبداللہ بن مالک ایک ہی ہیں یا الگ الگ ہیں۔

۴۹۳۶ (ز) عبدالله بن مالك ارجسى

وثیمہ نے ''الردۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ انہیں شرفِ صحبت حاصل تھی۔ صحبت کے متعلق ان کے کچھ اشعار بھی ہیں، ابن اسحاق

---

❶ اخرجه البيهقى فى السنن الكبرٰى (الحديث: ۸۹/۱) و اخرجه الدارقطنى فى سننه (الحديث: ۱۱۹/۱) الهندى فى كنز العمال (الحديث: ۲۷۴۶۳)

❷ اسد الغابه (ت: ۳۱۶۱) تجريد (۳۳۲/۱) ❸ اسد الغابه (ت: ۳۱۶۴) تجريد (۳۳۳/۱)

❹ اسد الغابه (ت: ۳۱۶۳) ❺ ذكره ابن ابى عاصم فى "الآحاد والمثانى" (۲۷۳۹/۵)

کہتے ہیں: جب ہمدان نے ارتداد کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن مالک ارحبی کھڑے ہوئے یہ صحابی رسول تھے، اور ہجرت بھی کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینداری میں بڑے فضائل سے نوازا تھا۔ چنانچہ ہمدان کے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، اور انہوں نے فرمایا: اے ہمدان کی جماعت! تم نے محمد کی عبادت نہیں کی، بلکہ تم نے تو رب محمد کی عبادت کی ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ البتہ تم نے اللہ کے حکم سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہے، جان لو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوزخ سے نکال کر باہر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ ابن اسحاق نے ان کا طویل خطاب ذکر کیا اور اس میں یہ اشعار بھی ہیں:

لعمری لئن مات النبی محمد — لما مات یا ابن القیل رب محمد

دعاہ الیہ ربہ فاجابہ — فیاخیر غوریّ و یاخیر منجد

''میری عمر کی قسم اگر محمد جو کہ نبی ہیں دنیا سے رخصت ہو چکے تو اے افواہ پھیلانے والے ربّ محمد تو نہیں مرا۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے اپنے پاس بلایا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی دعوت قبول کر لی وہ تو عالی مرتبہ اور بزرگی والے ہیں''۔

۴۹۳۷ عبداللہ بن مبشر سعدی [1]

وثیمہ نے ''الردۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ جب قبیلہ ہوازن نے ارتداد کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن مبشر ان سے الگ ہو گئے [2] اور اسلام پر ڈٹے رہے۔

۴۹۳۸ عبداللہ بن محصن انصاری

طبری نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن فتحون کے بقول انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے، ابن حبان کہتے ہیں کہ ان کا نام ابوعمر تھا۔

۴۹۳۹ عبداللہ بن محمد [3]

بن مسلمہ انصاری، ان کے والد کے تذکرہ میں ان کا ترجمہ آیا چاہتا ہے۔ ابن ابی داؤد اور ابن شاہین نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ [4]

۴۹۴۰ عبداللہ بن مخرمہ [5]

بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی قرشی عامری ابومحمد۔ ان کی والدہ کا نام بہنانہ بنت صفوان بن امیہ بن محرب کنانیہ ہے۔ ابن اسحاق [6] نے ان کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے ہجرت حبشہ دوم کی تھی، اور پھر ہجرت مدینہ کی۔ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی عمر ۴۳ سال تھی۔ بغوی اور ابن ابی حاتم نے ابن لہیعہ، یزید بن

---

[1] اسد الغابہ (ت: ٣١٦٦) الاستیعاب (ت: ١٦٦٨) تجرید (٣٣٣/١) [2] اسد الغابہ (٦٩/٣)

[3] اسد الغابہ (ت: ٣١٦٧) الاستیعاب (ت: ١٦٦٩) تجرید (٣٣٣/١) [4] اسد الغابہ (٦٩/٣)

[5] اسد الغابہ (ت: ٣١٧١) الاستیعاب (ت: ١٦٧١) تجرید (٣٣٣/١) [6] السیرۃ لابن ھشام (٢٤٧/٢)

ابی حبیب کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک اللہ کی راہ میں ان کے انگ انگ میں ضربیں نہ لگ جائیں۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں ان کی دعا قبول ہوئی، اور اسی میں شہید ہوئے۔

ابن ابی شیبہ نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن عمر کی روایت نقل کی ہے، ان کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ میں میں عبداللہ بن مخرمہ کے پاس گیا جبکہ وہ زخموں سے چور چور تھے، انہوں نے کہا: اے عبداللہ! کیا روزہ دار نے روزہ افطار کرلیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ کہا: اس ڈھال میں میرے لئے پانی لے آؤ۔ چنانچہ میں پانی لے آیا، مگر اتنے میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ [1]

یہ حدیث ابن مبارک نے جہاد میں ایک اور طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور اس سے اتم ہے۔

عمر بن شیبہ نے ابوغسان مدنی سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن مخرمہ نے عامری حضرت عبداللہ بن عوف کے گھر کے سامنے اپنا گھر بنایا تھا، ابن اسحاق نے ان کو بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور فروہ بن عمرو بیاضی کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔

۴۹۴۱ عبداللہ بن مِخْمَر [2]

قسم اخیر میں عبداللہ بن محمد کے ذیل میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔

۴۹۴۲ عبداللہ بن المدنی

رشاطی نے انساب میں انہیں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ایک وفد کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۴۹۴۳ عبداللہ بن مربع [3]

مبہمات میں ان کا ذکر آیا جاتا ہے اور ان کا نام زید بتایا جاتا ہے۔

۴۹۴۴ عبداللہ بن مربع [4]

ابن قیظی بن عمرو بن یزید بن جشم بن حارثہ بن حارث انصاری حارثی، ابوعمرو کہتے ہیں کہ یہ غزوۂ [5] اُحد میں شامل رہے اور اس کے بعد کے غزوات میں بھی حصہ لیتے رہے۔ جسر ابی عبید کے معرکہ میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے ساتھ شہید ہوئے، ان کا والد مربع منافق تھا۔

واقدی نے عبدالرحمٰن بن بُحینہ حارثی کے واسطے سے عبداللہ بن مربع رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا جبکہ بیت اللہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے اور آپ زم زم کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈول منگوایا، آپ کے لیے پانی نکالا گیا جبکہ آپ نے خود پانی نہیں نکالا، بلکہ فرمایا: اگر مجھے تمہارے مغلوب ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہارے

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۵۴۸/۱۲) اسد (۷۱/۳) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۱۷۲) تجرید (۳۳۴/۱)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۷۳) الاستیعاب (۱۶۷۲) تجرید (۳۳۴/۱)

[4] اسد الغابہ (ت ۳۱۷۴) الاستیعاب (ت ۱۶۷۳) تجرید (۳۳۴/۱) [5] الاستیعاب (۱۱۰/۳)

ساتھ پانی نکالتا۔ ❶

ابن سکن نے اسی سند سے یہ حدیث نقل کی ہے اور کہا کہ واقدی متفرد ہیں۔ ابوعمر ❷ نے ان ان میں اور ان سے پہلے والے صاحب ترجمہ میں فرق کیا ہے، جبکہ بغوی کے ظاہر کلام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی تھے۔

۴۹۴۵ (ز) عبداللہ بن ابی مرداس

ابن عمر بن وہب بن حذافہ بن جمح جمحی۔ زبیری کا بیان ہے کہ انہوں نے ملک شام میں وفات پائی۔

۴۹۴۶ (ز) عبداللہ بن مرقّع ❸

عبدالرحمٰن کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۴۹۴۷ عبداللہ بن مزین ❹

زید کے بھائی تھے، موسیٰ بن عقبہ نے ان کو بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ❺ طبری کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے بدریین میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

۴۹۴۸ عبداللہ بن مسافح

ابن طلحہ بن ابی طلحہ قرشی عبدری۔ ان کے والد غزوۂ اُحد میں مقتول ہوئے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ زبیر بن بکار نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اُن کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت قطن تھا جو کہ قبیلہ بکر بن وائل میں سے تھیں۔

۴۹۴۹ عبداللہ بن ابی سقبہ ❻

انہیں سقبہ باہلی بھی کہا جاتا ہے۔ بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور سعید بن ابی حبان باہلی، شبل بن نعیم باہلی، عبداللہ بن ابی سقبہ باہلی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے اونٹ پر سوار کھڑے تھے، آپ کا پاؤں رکاب میں تھا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگ کے ساتھ چمٹ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھڑی ماری، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں بدلہ لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھڑی دی، تاہم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلی اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ ❼

۴۹۵۰ عبداللہ بن مستورد

بغوی کہتے ہیں: مؤرخین کا خیال ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۱۳۱/۲) ❷ اسد الغابہ (ت: ۳۱۷۲) تجرید (۳۳۴/۱)

❸ السیرۃ لابن ہشام (۲۵۳/۲) ❹ اسد الغابہ (ت: ۳۱۷۵) تجرید (۳۳۴/۱) ❺ جامع المسانید والسنن (۱۷۹/۸)

❻ اسد الغابہ (ت: ۳۱۷۵) تجرید (۳۳۳۴/۱) ❼ جامع المسانید والسنن (۱۷۹/۸)

سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی حدیث کو موسیٰ بن وردان نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے بغوی نے ان کی حدیث بیان کی ہے۔

۴۹۵۱ عبداللہ بن ابی مرہ [1]

ابن عوف بن سابق بن عبدالدار قرشی عبدری۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر پر شہید ہوئے، بلاذری اور زبیر نے یہی بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ بنی سباق بن عبدالدار کے باقی رہنے والے افراد میں سے تھے۔ انہوں نے مکہ میں بغاوت کی تھی اور سبھی مقتول ہوئے، صرف معدودے چند افراد بچ پائے، ابوعمر [2] نے ذکر کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی میسرہ ہیں، اور انہیں عدوی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی صحبت میں قدرے تامل ہے۔

۴۹۵۲ (ز) عبداللہ بن ابی مسروح

ابن عمرو۔ بنی سعد بن بکر میں سے تھے، ان کی والدہ کا نام بنت مقوم بن عبدالمطلب ہے، عبداللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ فاکہی نے یہی ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: بنی سعد میں سے ابومسروح بھی ہیں ان کا نام حارث بن یعمر بن حیان بن عمیرہ بن ملاّن ہے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے حلیف تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی صفیہ سے بھی ان کی شادی کرائی تھی۔ ابن یقظان اور زبیر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی مسروح کا ایک محمد نامی بیٹا صفیہ بنت عباس کے بطن سے پیدا ہوا۔

مرزبانی نے معجم الشعراء میں عبداللہ بن ابی مسروح کے یہ اشعار نقل کیے ہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں کہے تھے:

لقد ازدتُ کتائِبُ اھل حمص بعبد اللّٰہ طوفًا غیر وَغْلٍ
شجاع الحرب ان وجدت وقودًا وللحاد بن جَبر کل رحْلٍ

''اہل حمص کے لشکروں کی تعداد بڑھ گئی ہے اور عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ جب لڑائی بھڑک اٹھتی ہے تو عبداللہ بہادری کے ساتھ جنگ میں کود پڑتے ہیں، پھر صاد بن جبر کو کوچ کرنا پڑتا ہے''۔

ابن سعد کہتے ہیں: ان کی بیوی کا نام ارویٰ بنت مقوم ہے، اس کے بطن سے عبداللہ بن ابی مسروح کی اولاد بھی ہوئی ہے، ابن سعد نے ارویٰ کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۹۵۳ عبداللہ بن مسعدہ [1]

بن حکمہ بن مالک بن حذافہ بن بدر فزاری، انہیں ابن مسعدہ بن مسعود بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر نے ان کو اسی طرح سے منسوب کیا ہے۔ [2] ابن حبان نے صحابہ میں اسی طرح بیان کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعدہ بن مسعود فزاری جو کہ صاحب الجیوش

---

[1] الاستیعاب (ت: ۱۶۷٤) تجرید (۱/۳۳٤) [2] الاستیعاب (۳/۱۱۰)

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۷٦) الاستیعاب (ت: ۱٦۷۵) تجرید (۱/۳۳٤) [2] الاستیعاب (۳/۱۱۰)

ہیں۔ ترجمہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا، جبکہ پہلا قول طبری نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مسعدہ کو صاحب الجیوش بھی کہا جاتا ہے چونکہ انہیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں بلادِ روم میں لشکروں کا امیر مقرر کیا جاتا تھا، یہ صغار صحابہ میں سے تھے۔ بغوی وغیرہ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، اور ابن جریج، عثمان بن ابی سلیمان کے طریق سے ابن مسعدہ صاحب جیوش کی روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ رکوع اور سجدہ میں مجھ سے آگے مت بڑھو۔ [1]

مصنف کہتے ہیں: اس حدیث میں عثمان اور ابن مسعدہ کے درمیان انقطاع واقع ہوا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں ابن جریج کے طریق سے اسی سند کے ساتھ ایک اور حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں نقل کیا ہے ابن مسعدہ سے کہ میں نے سنا ہے، اور کہا ہے کہ ابن مسعدہ کا نام عبداللہ ہے محمد بن حکم انصاری عوانہ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کے خفی غلام خدیج نے بتایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میرے پاس عبداللہ ابن مسعدہ فزاری کو بلاؤ، میں انہیں بلا لایا۔ عبداللہ نہایت گندمی رنگ کے تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رومی باندی لے لو۔ عبداللہ، بنی فزارہ کے قیدیوں میں سے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیئے، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کر دیا۔ ابھی کمسن تھے اس لیے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پائی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہے، پھر ان کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نہایت سخت تھے، واقعہ حرہ کے بعد دمشق کے لشکر کے امیر رہے اور مروان کی خلافت تک زندہ رہے۔

خلیفہ نے ابن کلبی سے نقل کیا ہے، انہوں نے ۴۹ھ میں بلادِ روم میں جہاد کیا ہے۔ عبداللہ بن سعد قطربلی نے واقدی سے نقل کیا ہے وہ اہل شام کے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عوف نے اہل شام کے ہر لشکر سے شہسواروں کو منتخب کیا تھا، اور دمشق کے لشکر سے عبداللہ بن مسعدہ فزاری کو چن لیا تھا۔

واقدی نے عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، میں نے حصین بن نمیر کو مکہ کے محاصرہ کیے ہوئے دیکھا، اتنے میں ایک دستہ باہر آیا، اس میں عبداللہ بن مسعدہ تھے، چنانچہ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کا مقابلہ کیا اور تلوار کے وار سے انہیں زخمی کیا۔ پھر اس کے بعد ہمارے خلاف خروج نہیں کیا۔ طبری نے ابن اسحاق [2] سے نقل کیا ہے کہ بنی فزارہ کی طرف زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا گیا تھا، چنانچہ مسلمانوں نے عبداللہ بن مسعدہ اور ان کی بہن کو گرفتار کر لیا، ان کا والد مسعدہ اسی دن قتل کر دیا گیا، ان کی والدہ ام قرفہ بھی گرفتار کر لی گئی، ان کی بہن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن سلمہ سے بطور ہبہ طلب فرمائی۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہبہ کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حزم بن ابی وہب کو ہبہ کر دی اور اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوئے۔

رہی بات ام قرفہ کی، سو وہ بہت بوڑھی عورت تھی۔ مسلمانوں کے خلاف نہایت سخت زبانی سے پیش آتی۔ آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے دو اونٹوں کے ساتھ باندھی پھر اونٹوں کو ہنکایا اور وہ دولخت ہوگئی۔ [3]

ابن عساکر کہتے ہیں کہ واقدی نے دوسری جگہ ذکر کیا ہے کہ مسعدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قتل ہوا تھا، شاید یہ کوئی اور

---

[1] اخرجه البيهقي في السنن الكبرى (الحديث: ٩٢/٢)

[2] تاريخ الطبري (٦٤٢/٢) [3] سيرة ابن هشام (٢٠٠/٤)

اس نام کا ہو۔

مصنف کہتے ہیں: یہ متعین ہے چونکہ واقدی نے نبی کریم ﷺ کے بعد عبداللہ بن مسعدہ کے واقعات نقل کیے ہیں، جن میں سے بعض کو ہم نے ذکر کر دیا ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ ان سے نقل کرنے میں وہم ہوا ہو، اور جو شخص عہدِ نبوی میں قتل کیا گیا وہ مسعدہ ہو جو کہ عبداللہ کا والد تھا۔

ابن کلبی کہتے ہیں: عبداللہ بن اجلح عن ابیہ عن الشعبی کی سند سے مروی ہے کہ ابوقتادہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے، قتادہ پر عدنی چادر تھی، جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر فزاری بیٹھے تھے۔ ابوقتادہ کی چادر عبداللہ بن مسعدہ پر گر گئی، عبداللہ نے اپنے اوپر سے چادر دور پھینک ماری اور غصہ ہو گئے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے امیر المومنین! یہ کون ہے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عبداللہ بن مسعدہ ہے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جب اس کے باپ حصین نے مدینہ کی چراگاہ پر غارت گری ڈالنا چاہی تو میں نے ہی تیروں سے اس کی خبر لی تھی، سن کر عبداللہ بن مسعدہ خاموش ہو گئے۔

زبیر بن بکار نے موفقیات میں علی بن عبداللہ، عوانہ بن حکم کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو صائفہ کا عامل مقرر کیا، پھر اس سے کہا: تم میرے عہد و پیمان کا کس طرح لحاظ رکھو گے؟ عبدالرحمٰن نے کہا: میں اسے اپنے سامنے رکھوں گا اور اس کی خلاف داری نہیں کروں گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے عہد دوہراؤ اور میرے پاس سفیان بن عوف کو بلا لاؤ۔ چنانچہ سفیان نے عہد لکھ لیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر عبدالرحمٰن سے کہا: تم میرے عہد و پیمان کا کس طرح لحاظ رکھو گے؟ عبدالرحمٰن نے کہا: میں اسے حرم کی جگہ اپنے سامنے رکھوں گا، اگر یہ اس کے خلاف ہوا تو میں بھی اس کی خلاف ورزی کروں گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ سرزمین روم میں وفات پائی اور عبداللہ بن مسعود فزاری کو اپنا نائب مقرر کیا، یہ ان کی پہلی ولایت تھی۔ ابن مسعود مسلمانوں کو ساتھ لے کر واپس آیا اور اس کے بارے میں ایک شاعر نے یہ شعر کہا:

أَقِمْ یا ابن مسعود قناةٍ قویمةٍ کما کان سفیان بن عوف یُقیمُهَا

''اے ابن مسعود! تیر کو سیدھا رکھ جیسے سفیان بن عوف تیر کو سیدھا رکھتا تھا''۔

جب ابن مسعود معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے شعر کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا: شاعر نے مجھے ایسے شخص کے ساتھ ملایا ہے میں جس کا ہمسر نہیں ہوں۔

سفیان بن عوف غامدی کے ترجمہ میں ان کی سن وفات کا اختلاف گزر چکا ہے۔ شاعر نے اپنے اشعار میں ابن مسعدہ کو دادا کی طرف منسوب کیا ہے اور اس بیان سے ابن عبدالبر اور ابن حبان [1] کے قول کو تقویت مل جاتی ہے۔ عین ممکن ہے مسعدہ اور حکمہ کے درمیان مسعود ہو۔

۴۹۵۴ (ز) عبداللہ بن مسعدہ فزاری [*]

واقدی کا بیان ہے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں مقتول ہوئے۔ اگر یہ ثابت ہو تو یہ کوئی اور ہوں گے۔

---

[1] ذکرہ ابن حبان و صحیحہ (الحدیث: ۲۲۹/۳) [*] تجرید (۳۳۴/۱)

٤٩٥٥ عبداللہ بن مسعود ❶

ابن غافل (غین معجم اور فاء کے ساتھ) ابن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تیم بن سعد بن ہذیل، الہذلی، ابوعبدالرحمٰن، بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ ان کے والد عبدالحارث بن زہرہ کے حلیف تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام عبداللہ بنت ود بن سواءہ نے اسلام قبول کیا اور سابقین اوّلین کے ساتھ رہیں۔ عبداللہ "قدیم الاسلام" ہیں، انہوں نے دونوں ہجرتیں کر رکھی تھیں، بدر اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ان کا لقب "صاحب نعل" تھا۔ ❷

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کثیر احادیث روایت کرتے ہیں، نیز حضرت عمر اور سعد بن معاذ سے بھی احادیث روایت کی ہیں، جبکہ ان سے ان کے دو بیٹے عبدالرحمٰن اور ابوعبید، ان کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ، ان کی بیوی زینب ثقفیہ، صحابہ میں سے عبادلہ (یعنی عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر)، ابوموسیٰ، ابورافع، ابوشریح، ابوسعید، جابر، انس، ابوجحیفہ، ابوامامہ، ابوطفیل، روایات نقل کرتے ہیں۔ تابعین میں سے علقمہ، ابواسود، ابووائل، زید بن وہب، زر بن حبیش، ابوعمرو شیبانی، عبیدہ بن عمرو سلمانی، عمرو بن میمون، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوعثمان نہدی، حارث بن سوید، ربعی بن خراش اور کئی دوسرے تابعین احادیث روایت کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود اور زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ اور ہجرت کے بعد ان کے اور سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدر اسلام ہی میں انہیں معلم کے خطاب سے نوازا تھا۔

بغوی نے قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو چھٹے نمبر پر دیکھا ہے جبکہ ہم چھ کے علاوہ روئے زمین پر کوئی اور مسلمان نہیں تھا۔ ❸

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود اور انس رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ ❹

ابونعیم کہتے ہیں: ❺ ابن مسعود رضی اللہ عنہ چھٹے نمبر پر مسلمان ہوئے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے ستر سورتیں سن کر حفظ کی ہیں۔ (اخرجہ البخاری) ❻

انہوں نے مکہ میں سب سے پہلے جہراً قرآن کی تلاوت کی، چنانچہ ابن اسحاق نے یحییٰ بن عروہ عن ابیہ کی سند سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اسی طرح قرآن پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو وہ ابن ام عبد کی قراءت کے مطابق قرآن پڑھے۔ ❼

ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے اٹھاتے تھے، علقمہ کہتے ہیں: مجھے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے درمیان صاحب نعلین ومسواک و وسادہ (تکیہ) نہیں موجود؟ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

---

❶ اسد الغابہ (ت: ٣١٧٧) الاستیعاب (ت: ١٦٧٧) ❷ جامع المسانید والسنن (٧/٢٧)

❸ المستدرك (الحدیث: ٣١٣/٣) المعجم الکبیر (الحدیث: ٨٤٠٦/٩) مجمع الزوائد (الحدیث: ٢٨٧/٩)

❹ المستدرك (الحدیث: ٥٣١/٢) ❺ حلیة الاولیاء (١٢٤/١) ❻ التاریخ الکبیر (٢٢٧/٢)

❼ مسند امام احمد (الحدیث: ٧/١)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: تم اس طرح رہو کہ پردے اُٹھ جائیں اور میرا سایہ سا دیکھو یہاں تک کہ میں تم تک پہنچ جاؤں۔ [1] (اخرجهما اصحاب الصحيح عن عبدالله بن مسعود)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا: ''ابن ام مکتوم کی روش پر چلتے رہو''۔ (اخرجہ الترمذی) [2]

ترمذی [3] اسود بن یزید کے طریق سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے سمجھتے تھے، چونکہ یہ اور ان کی والدہ کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے تھے۔

بخاری نے تاریخ میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے [4] کہ جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا: انہوں نے اپنے بعد اپنا ہم مثل کوئی نہیں چھوڑا۔

بخاری کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے پہلے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ہے۔ ابونعیم وغیرہ کہتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں ۳۲ھ میں وفات پائی ایک قول ۳۳ھ کا ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ کوفہ میں وفات پائی جبکہ پہلا قول زیادہ معتبر ہے۔

عبدالرحمٰن بن زید نخعی کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے کہا کہ آپ ہمیں کسی ایسی شخصیت کے بارے میں بتلائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے سب سے زیادہ قریب ہو تا کہ ہم اس سے علم حاصل کریں اور ان سے احادیث سنیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مشابہ ابن مسعود ہیں، چنانچہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے محفوظ لوگ جانتے ہیں کہ ابن ام عبد مرتبہ و مقام میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہیں۔ [5]

ترمذی نے حارث عن علی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر مقرر کروں تو ابن ام عبد کو امیر مقرر کروں گا''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتوحات شام میں حصہ لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ بھیجا تا کہ اہل کوفہ کو دین کی تعلیم دیں، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر کوفہ بھیجا اور فرمایا: یہ دونوں صحابہ میں سے نجیب اور عمدہ سرمایہ ہیں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر مقرر کیا، پھر انہیں معزول کر کے مدینہ واپس بلا لیا۔

ابن سعد نے اعمش کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ زید بن وہب کا بیان ہے: جب عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ مدینہ آ جائیں تو لوگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: آپ یہیں مقیم رہیں ہم آپ کا دفاع کریں گے اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچنے دیں گے، لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اطاعت و فرمانبرداری بجا لانا میرا حق ہے میں نہیں چاہتا کہ میں سب سے پہلے فتنوں کا دروازہ کھولوں۔

---

[1] اخرجه مسلم كتاب اسلام (الحديث ٥٦٣١) و مسند احمد (الحديث: ٣٦٨/١)

[2] اخرجه الترمذى فى كتاب المناقب (الحديث: ٣٦٦٢) و ابن ماجه فى المقدمه (الحديث: ٩٧) و مسند احمد (الحديث: ٣٨٩/٥)

[3]، [4] اخرجه الترمذى فى كتاب المناقب (الحديث: ٣٨٠٦)

[5] اخرجه الترمذى فى كتاب المناقب (الحديث: ٣٨٠٧)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ عبداللہ کے اعمال میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی وزنی ہیں۔ (اخرجه احمد بسند صحیح) [1]

تمیم بن حرام کے طریق سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے بہت سارے صحابہ کے ساتھ مل بیٹھا ہوں، میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر زاہد فی الدنیا، آخرت میں رغبت رکھنے والا اور بہتر صلاح دینے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (اخرجه البغوی) بغوی نے یسار عن ابی وائل کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی شلوار ٹخنوں سے نیچے دیکھی، آپ نے فرمایا: شلوار ٹخنوں سے اوپر کرو۔ اس شخص نے جواباً کہا: اے ابن مسعود! تم بھی اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لو۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، چونکہ میری پنڈلیاں تپلی پتلی ہیں اور میرا قد دُبلا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اُس شخص کو مارا اور فرمایا: کیا تم ابن مسعود کو آگے سے جواب دیتے ہو؟

۴۹۵۶ عبداللہ بن مسعود [2]

ابن عمرو، ثقفی جو کہ ابوعبیدہ کے بھائی ہیں۔ اپنے بھائی کے ساتھ جسر ابی عبید کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

۴۹۵۷ عبداللہ بن مسعود غفاری [3]

مبہمات میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے، الکُنیٰ میں بھی تذکرہ آئے گا، ان کا نام عروہ بتایا جاتا ہے۔

۴۹۵۸ عبداللہ بن مسلم [4]

ان کا تذکرہ فوائدِ ابی علی عبدالرحمٰن بن محمد نیشاری میں آیا ہے، ابوبکر بن زید کی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں میں نے محمد بن حبیب بن محمد بن داؤد صغانی کو مرغینان میں کہتے سنا کہ میں نے ابومحمد بن داؤد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن مسلم کو کہتے سنا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: "اے محمد (ﷺ)! جنت کا طلبگار راتوں کو سوتا نہیں اور دوزخ سے دور بھاگنے والا بھی سوتا نہیں"۔ عبداللہ کہتے ہیں: میرا نام دینار تھا، تاہم حضور نبی کریم ﷺ نے میرے اسلام قبول کرتے وقت میرا نام عبداللہ رکھا۔

۴۹۵۹ عبداللہ بن مسلم [5]

ابوموسیٰ نے آخر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور سعید بن سلیمان، عباد بن حصین کی سند سے عبداللہ بن مسلم (انہیں شرف صحبت حاصل تھا) کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو مملوک غلام بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے اس کے لیے دو اجر ہیں۔ عبید بن مسلم کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔

---

[1] مسند الامام احمد (الحدیث: ۱۱۴/۱) [2] الاستیعاب (ت: ۱۶۷۶) تجرید (۳۳۴/۱)

[3] اسد الغابه (ت: ۳۱۷۸) تجرید (۳۳۵/۱) [4] تجرید (۳۳۵/۱) [5] اسد الغابه (ت: ۳۱۷۹)

۴۹۶۰ عبداللہ بن مسیب*[1]

ابن ابی سائب بن صیفی بن عائذ مخزومی، بغوی نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن سعید اموی کے طریق سے ابن جریج، محمد بن عباد بن جعفر کی سند سے عبداللہ بن میسب مخزومی کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے نماز کی ایک رکعت پڑھ لی تھی اور میں رمضان میں امامت کرنے کے لیے کھڑا تھا اتنے میں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر کی آواز سنی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پیچھے ایک رکعت پڑھی جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی۔

بغوی کہتے ہیں: یہی حدیث حجاج نے ابن جریج، محمد بن عباد، عبداللہ بن سائب کی سند سے روایت کی ہے، میرے نزدیک یہ سند درست وصواب ہے۔ مصنف کہتے ہیں: عبداللہ بن میسب اور عبداللہ بن سائب آپس میں چچازاد بھائی تھے۔ محمد بن عباد ان دونوں سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرو کے ترجمہ میں عبداللہ بن میسب کی ایک حدیث ذکر کی گئی ہے۔

۴۹۶۱ عبداللہ بن ابی مطرّف ازدی*[2]

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، انہیں شرف صحبت حاصل تھا۔ لیکن اس قول کی سند صحیح نہیں۔ ابن سکن کہتے ہیں: ان کی اسناد میں نظر ہے، حسن بن سفیان اور بغوی نے صالح بن راشد کے طریق سے حدیث نقل کی ہے کہ حجاج بن یوسف کے پاس ایک شخص لایا گیا، اس نے اپنی بہن کو ہوس کا نشانہ بنایا تھا، حجاج نے اسے قید کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ تلاش کروں یہاں کوئی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مطرف رضی اللہ عنہ کا پتہ دیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''جو شخص دو حرمتوں کو پھلانگ جائے تلوار سے اس کا سر کچل دو''۔ راوی کہتا ہے کہ حجاج نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھ کر پوچھا: انہوں نے بھی یہی جواب دیا[3] ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

عسکری نے ابوحاتم کی اتباع میں کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی رفدہ بن قضاعہ کو اس میں وہم ہوا ہے، یہ تو عبداللہ بن مطرف بن عبداللہ بن شخیر ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حمید، بکر بن عبداللہ کے طریق سے مروی ہے کہ حجاج کے پاس ایک نابینا شخص لایا گیا، اس نے اپنی بیٹی کو اپنی ہوسِ نفس کا ہدف بنایا تھا۔ حجاج کے پاس عبداللہ بن مطرف بن شخیر اور ابوبردہ تھے، ان میں سے ایک نے حجاج کو کہا کہ اس کی گردن اڑادو۔[4]

خرائطی نے ''اعتدال القلوب'' میں قتادہ کے طریق سے اسی مضمون کی روایت ذکر کی ہے۔

بخاری نے اپنی تاریخ[5] میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن مطرف بن عبداللہ اپنے والد سے پہلے وفات پاگئے تھے۔

مصنف کہتے ہیں: رفدہ بن قضاعہ کی روایت ضعیف ہے چونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حجاج کے امیر بننے سے پہلے وفات پاچکے

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۵/۱) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۱۸۲) الاستیعاب (ت: ۱۶۷۸) تجرید (۳۳۵/۱)

[3] مجمع الزوائد (الحدیث: ۲۶۹/۶) جامع المسانید (۱۸۱/۸) [4] مصنف ابن ابی شیبہ (الحدیث: ۶)

[5] التاریخ الکبیر (۳۴/۳)

تھے۔ حجاج نے حجاز مقدس کی اجازت امارت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں سنبھالی، پھر دو سال کے بعد عراق کی امارت بھی سنبھال لی تھی، جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ۶۸ھ میں ہوئی۔

۴۹۶۲ عبداللہ بن مطّلب [1]

ابن ازھر بن عبدعوف بن حارث بن زہرہ قرشی زہری۔ ابن اسحاق نے مطلب کو مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے۔ [2] ان کے ساتھ ان کی بیوی رملہ ابی عون نے بھی ہجرت کی تھی، وہیں حبشہ میں عبداللہ بن مطلب کی پیدائش ہوئی۔ اور حبشہ ہی میں مطلب نے وفات پائی اور عبداللہ ان کے وارث ہوئے اسلام میں یہ پہلا واقعہ پیش آیا تھا کہ کوئی باپ مرا اور اس کا بیٹا اس کا وارث بنا۔

۴۹۶۳ عبداللہ بن مطلب [3]

ابن حنطب، ان میں اختلاف کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۴۹۶۴ عبداللہ بن مطیع [4]

ابن اسود بن مطّلب بن اسد بن عبدالعزیٰ، عبدالرحمٰن بن مطیع کے ترجمہ میں ان کی طرف اشارہ آ رہا ہے۔

۴۹۶۵ عبداللہ بن مظعون جمحی [5]

ان کے بھائی عثمان کے ترجمہ میں ان کا نسب آیا چاہتا ہے۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی، ان کی والدہ کا نام سُخیلہ بنت نعمان بن وہبان ہے۔ ابن اسحاق [6] اور موسیٰ بن عقبہ نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن عائذ نے ان کو مغازی میں مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے۔

ہم نے نویں جزو میں محاملی کی امالی سے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے اصفہانیین کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا ایک قبطی غلام تھا، اس نے اسلام قبول کیا اور حسن وخوبی سے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں، عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس کے قبول اسلام پر تعجب ہوا.... پھر اس غلام کے مرتد ہو کر نصرانی بننے کا پورا قصہ ذکر کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرتد ہونے کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔

۴۹۶۶ عبداللہ بن معاویہ غاضری [7]

ان کا تعلق غاضرۂ قیس سے ہے، صحابی تھے اور حمص میں مقیم رہے۔ ابوداؤد اور طبرانی نے یحییٰ بن جابر، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ کے طریق سے عبداللہ بن معاویہ غاضری کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین کام کر لیتا ہے

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۸۳) تجرید (۳۳۵/۱) [2] سیرۃ ابن هشام (٦/٤)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۱۸٤) تجرید (۳۳۵/۱) [4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۸۵) الاستیعاب (ت: ۱٦۷۹)

[5] اسد الغابہ (ت: ۳۱۸٦) الاستیعاب (ت: ۱٦۸۰) تجرید (۳۳۵/۱) [6] سیرۃ ابن هشام (۲۵۹/۱) [7] ایضًا

وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے۔[1] یہ حدیث صرف عبداللہ کے طریق سے مروی ہے۔

ابوحاتم رازی[2] اور ابن حبان[3] کہتے ہیں کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، بخاری نے اپنی تاریخ[4] میں یحییٰ بن جابر، عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے طریق سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کے والد عبداللہ بن معاویہ غاضری نے حدیث سنائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آدمی اپنے نفس کا تزکیہ کیسے کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو یہ یقین ہو کہ وہ جہاں بھی ہو اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

۴۹۶۷ عبداللہ بن معتم[5]

ابن ماکولا نے یہ بتایا ہے کہ والد کا نام معتم پہلی میم کے پیش اور آخری میم کی تشدید کے ساتھ ہے۔ رہی بات ابن عبدالبر کی وہ کہتے ہیں عبداللہ بن معمر نام ہے۔ یوں اس میں تصحیف کر دی۔

ابوعمر کہتے ہیں کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا، جنگ جمل میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ابواحمد عسکری کہتے ہیں: عبداللہ بن معتم کو شرفِ صحبت حاصل تھا۔ یہی نام بتایا ہے، دوسرا تو معتم کا ہے۔ ابوزکریا موصلی کہتے ہیں: انہوں نے ہی موصل شہر فتح کیا تھا، سیف بن عمر نے ''الردۃ'' میں یہی ذکر کیا ہے۔ عبداللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش کے امیر تھے، اور قادسیہ سے مدائن تک کے علاقے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کمان میں فتح ہوئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو عراق سے تکریت بھیج دیا تھا، ان کے ساتھ عرفجہ بن ہرثمہ اور ربعی بن افکل بھی تھے، انہوں نے تکزیت کو فتح کیا۔

قبل ازیں عبداللہ بن مالک بن معتم عبسی کا تذکرہ ہو چکا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۴۹۶۸ عبداللہ بن معتمر[6]

ابن مغنم کے ترجمہ میں ان کا بیان آیا ہے۔

۴۹۶۹ عبداللہ بن معرض باھلی[8]

ابن ابی حاتم نے ان کا ترجمہ قائم کیا ہے اور آگے خالی جگہ چھوڑی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ دیہات میں رہے، خلیفہ کہتے ہیں کہ یمامہ میں مقیم رہے۔ علامہ بغوی، ابن ابی داؤد اور طبری نے خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعید بن عمرو، فضل بن ثمامہ، عبداللہ بن حمزہ عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن معرض باہلی کے سلسلۂ سند سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اونٹوں میں عبداللہ کے لیے فریضہ مقرر کیا..... (الحدیث) (اسنادہ غریب)[9]

ابن قانع کہتے ہیں: میں نے اپنی کتاب میں خلیفہ سے مروی ایک روایت پائی مجھے یہ یاد نہیں کہ وہ کس نے مجھے سنائی تھی،

---

[1] اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الزکوۃ (الحدیث: ۱۵۶۲) والطبرانی فی الصغیر (۲۰۰/۱) والبیہقی فی الکبرٰی (۹۶/۴)

[2] الجرح والتعدیل (۱۵۱/۵) [3] الثقات (۲۳۷/۳) [4] التاریخ الکبیر (۳۱/۳)

[5] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۲) تجرید (۳۳۶/۱) [6] الاکمال (۲۶۷/۲) [7] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۱)

[8] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۳) تجرید (۳۳۶/۱) [9] جامع المسانید والسنن (۱۸۷/۸)

پھر اسے اپنی سند سے ذکر کیا، لیکن کہا: عبداللہ بن معاویہ، ان کے والد کا نام ذکر نہیں کیا جبکہ سند میں عبداللہ بن حمزہ بن ایمن باہلی ذکر کیا ہے۔ اگر یہ نسب محفوظ ہو تو مذکورہ بالا حدیث کی سند میں جدہ کی ضمیر حمزہ کی طرف لوٹے گی نہ کہ عبداللہ بن حمزہ کی طرف۔

۴۹۷۰ عبداللہ بن ابی معقل انصاری [1]

غزوۂ اُحد میں شریک رہے اور اپنے والد کے ساتھ رہے۔ یہ بغوی کا قول ہے، ابوالفرج اصفہانی نے انہیں ذکر کیا ہے اور نسب یوں بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن معقل بن عتیک بن اساف بن عدی بن یزید بن جشم بن حارث بن خزرج بن نبیت بن مالک بن اوس، ان کا شمار اموی دور کے شعراء میں ہوتا ہے، یہ عباد بن نہیک (جو کہ معروف صحابی ہیں) کے بھتیجے تھے۔ ابن قداح کہتے ہیں: عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے حسد کا شکار رہے، انہوں نے بنی حارثہ میں عالیشان مکان تعمیر کر رکھا تھا، کثرت سے سفر کرتے تھے، مصعب کے پاس بھی آئے اور ۷۰ھ کے آس پاس وفات پائی۔

۴۹۷۱ عبداللہ بن معتمر [2]

ابن معتم کے ترجمہ میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۷۲ عبداللہ بن معیہ [3]

عبیداللہ کے عنوان میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے۔

۴۹۷۳ عبداللہ بن مغفل [4]

ابن عبدغنم، ایک قول کے مطابق ان کا نسب یہ بیان کیا گیا ہے: ابن عبدنُہم بن عفیف بن اسحم بن ربیعہ بن عدی۔ ایک قول میں عدی بن ثعلبہ بن ذویب ہے۔ ایک اور قول میں دُوید بن سعد بن عدّاء بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ مزنی ہے۔ کنیت ابوسعید اور ابوزیاد بتلائی گئی ہے۔ بخاری نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوزیاد ہے، ان کی کسی اولاد سے روایت منقول ہے کہ دونوں کنیتیں استعمال ہوئی ہیں، ان کی اچھی خاصی اولاد ہوئی ہے، ان میں سے سعید اور زیاد مشہور صحابہ میں سے تھے۔

بخاری کہتے ہیں: [5] انہیں شرف صحبت حاصل تھا، بصرہ میں سکونت پذیر رہے، یہ غزوۂ تبوک کے بکائین میں سے ایک تھے، بیعت رضوان میں شریک رہے، صحیح حدیث میں یہ ثابت شدہ ہے، یہ ان دس آدمیوں میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعلیم دین کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ شہر تستر کے دروازے سے یہ سب سے پہلے داخل ہوئے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ یہ مسدد کا قول ہے۔ دوسرا قول ۶۰ھ کا ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ابوبرزہ اسلمی ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۴) الاستیعاب (ت: ۱۶۸۲) تجرید (۳۳۶/۱) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۶) الاستیعاب (ت: ۱۶۸۴)

[3] اسد الغابہ (۳۱۹۱) [4] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۷) الاستیعاب (ت: ۱۶۸۵) تجرید (۳۳۶/۱)

[5] التاریخ الکبیر (۲۳/۳)

۴۹۷۴ عبداللہ بن مغنم [1]

مغنم جعفر کے وزن پر ہے۔ ابن ماکولا نے اس طرح اسے ضبط کیا ہے، [2] ابن ماکولا کہتے ہیں: انہیں شرف صحبت حاصل ہے اوران کی روایتیں بھی ہیں۔ سلیمان بن شہاب عبسی دجال کے بارے میں ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن سکن، حسن بن سفیان اور طبرانی نے بھی حلام بن صالح، سلیمان بن شہاب عبسی کی سند سے حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغنم میرے پاس تشریف لائے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے مجھے حدیث سنائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کے ہونے میں کوئی خفا نہیں، اس کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا، وہ حق کی دعوت دے گا اوراس کی اتباع کی جائے گی پھر وہ لوگوں پر غلبہ حاصل کر گے، وہ اسی حالت پر رہے گا یہاں تک کہ کہے گا: ''میں نبی ہوں....''۔ (الحدیث) [3]

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: انہیں شرف صحبت حاصل تھا، لیکن ان کی حدیث کی اسناد صحیح نہیں۔ [4] ابو حاتم، ابواحمد عسکری اور ابن عبدالبر [5] نے ان کے والد کا نام معتمر بتایا ہے، اور ابن عبدالبر نے انہیں کندیا کی طرف منسوب کیا ہے۔

خطیب نے ''المؤتلف'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اسماعیلی کی معجم الصحابہ سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ مغنم کو غین معجم اور نون کے ساتھ ضبط کیا ہے۔

۴۹۷۵ عبداللہ بن مغول

ابن اثیر نے تجرید میں ان کا تذکرہ کیا ہے، [6] اور بقی بن مخلد کی طرف انہیں منسوب کیا ہے۔

۴۹۷۶ عبداللہ بن مغیث [7]

علی بن سعید عسکری نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اور یحییٰ بن ایوب، ولید بن ابی ولید کے طریق سے عبداللہ بن مغیث کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ اناج فروخت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اناج کے ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ اناج میں تری ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ [8] (اخرجہ ابوموسیٰ)

ابن اثیر [9] نے دو جگہوں میں ان کے والد کے متعلق اختلاف ذکر کیا اور ایک قول کے مطابق مُعَتِّب (عین مہملہ تاء مکسورہ مشدد کے ساتھ) اور دوسرے قول کے مطابق مُعْتِب (تاء مکسورہ غیر مشدد) کے ساتھ ہے۔ تیسرا قول معیب عین مہمہ اور یاء ساکہ کے

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۸) الاستیعاب (ت: ۱۶۸۶) تجرید (۳۳۶/۱) [2] الاکمال (۲۶۷۰/۲)

[3] ذکرہ البخاری فی التاریخ الکبیر (۲۷/۳) و جامع المسانید و السنن (۱۸۵/۸) [4] التاریخ الکبیر (۲۷/۳)

[5] الاستیعاب (۱۱۹/۳) [6] تجرید (۹۴) [7] اسد الغابہ (ت: ۳۱۹۹) تجرید (۳۳۶/۱)

[8] اخرجہ مسلم فی کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا (الحدیث: ۲۰۲)
و اخرجہ ابوداؤد والترمذی و ابن ماجہ کلھم فی البیوع احمد فی مسندہ (۲۲۲٤)
والبیھقی والحاکم و ابن حبان و ابن اثیر فی الاسد (۸٤/۳)

[9] اسد الغابہ (۸٤/۳)

ساتھ ہے۔

رہی بات عبداللہ بن مغیث کی، سواس میں مغیث غین معجمہ اور ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے۔

ابن ابی بردہ ظفری تابعی ہیں، بخاری نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق کی طرف قول کی نسبت کی ہے۔ [1]

۴۹۷۷ عبداللہ بن مغیرہ [2]

ابن حارث بن عبدالمطلب۔ یہ عبداللہ بن ابی سفیان ہے۔ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔

۴۹۷۸ (ز) عبداللہ بن مغیرہ

ابن معیقیب۔ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں، ابواحمد عسکری نے مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۹۷۹ عبداللہ بن مقرّن مزنی [3]

یہ بھائیوں میں سے ایک ہیں، ان سے محمد بن سیرین، عبدالملک بن عمیر روایات نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے یہی کہا ہے، لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ البتہ فتوحات میں ان کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ سیف نے "الردّۃ" میں سہل بن یوسف، قاسم بن محمد کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، آپ کے لشکر کے میمنہ پر نعمان بن مقرن امیر تھے۔ میسرہ پر عبداللہ بن مقرن اور ساقہ پر سوید بن مقرن، چنانچہ جونہی طلوع فجر ہوا تو مسلمان اور دشمن ایک میدان میں آمنے سامنے تھے...... پھر اہل ردت کا طویل قصہ ذکر کیا۔

۴۹۸۰ عبداللہ بن ام مکتوم [4]

عبداللہ بن زائدہ کے عنوان میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ مزید عمرو کے عنوان میں آیا چاہتا ہے۔

۴۹۸۱ عبداللہ بن مکمل

ابن عبد بن عوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب۔ طبری نے ان کو ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ زہری عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن مکمل سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن بن ازہر اور ان کے چچازاد بھائی کے ہمعصر تھے۔

عمر بن شبہ نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ میں ایک گھر بنایا تھا جو کہ دارالقضاء کے پاس تھا، میں انہیں وہی سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرضِ وفات میں اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بیویوں کو وارث بنایا تھا۔ ابن فتحون کہتے ہیں: ان کی اکثر روایتیں نام کے بغیر آئی ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبدالرحمٰن بتایا ہے لیکن یہ وہم ہے جبکہ عبدالرحمٰن ان کا بیٹا ہے جو کہ زہری کے شیخ ہیں۔

مصنف کہتے ہیں: نسب میں ان کے بھائی ازہر بن مکمل کا تذکرہ ہوا ہے، اور ان کا ایک قصہ بھی مذکور ہوا ہے اور وہ

---

[1] ذکرہ البخاری فی تاریخہ (۲۰۱/۳) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۲۰۰) تجرید (۳۳۶/۱)

[3] اسد الغابہ (ت: ۲۶۶/۳) [4] الاستیعاب (ت: ۱۶۸۷)

عبدالملک کی خلافت تک زندہ رہے۔ عمر بن شیبہ نے اخبار مدینہ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مکمل کو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک گھر ہبہ کیا تھا، پھر عبدالملک کی اولاد میں سے کسی نے یہی گھر مہدی کو فروخت کیا تھا۔

۴۹۸۲ عبدالله بن منتفق يشكرى [1]

ان کی کنیت ابو منتفق ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں یہ مغیرہ بن عبداللہ یشکری کے والد ہیں، لیکن انہیں وہم ہوا ہے، جبکہ مغیرہ کے والد کا نام عبداللہ بن ابی عقیل بتایا جاتا ہے اور ابن منتفق ان کے علاوہ ہیں۔ چنانچہ احمد اور طبرانی نے محمد بن جحادہ، مغیرہ بن عبداللہ عن ابیہ کے طریق سے روایت بھی نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں کوفہ گیا اور مسجد میں داخل ہوا، مسجد میں ایک شخص ملا جسے ابن منتفق کہا جاتا تھا، وہ کہہ رہا تھا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کئے گئے اور آپ کا حلیہ بتایا گیا، مجھے اطلاع ملی کہ آپ منیٰ میں ہیں، میں نے آپ کو تلاش کیا، پھر اطلاع ملی کہ آپ عرفات میں ہیں، میں عرفات پہنچ گیا لیکن آپ کے پاس بھیڑ تھی، مجھے کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑو، تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو چھوڑ دو، اس کے مال کی حاجت ہے۔ میں لوگوں کی بھیڑ میں گھس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام تھام لی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجنبی نہیں سمجھا، میں نے دو چیزوں کے بارے میں سوال کیا: (۱) کونسی چیز مجھے دوزخ سے نجات دلا سکتی ہے۔ (۲) اور کونسی چیز مجھے جنت میں داخل کر سکتی ہے..... (الحدیث) [2]

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: عن ابی اسحاق عن مغیرہ بن عبداللہ عن ابیہ کے طریق سے اس کا تابع بھی مروی ہے۔

مصنف کہتے ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع وابی قطن عن یونس کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ عروہ بن حیسان مکی، مغیرہ بن عبداللہ یشکری، عن ابیہ کے طریق سے بھی حدیث روایت کی ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا..... (حدیث)

بغوی نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن زید یمامی عن ابیہ عن المغیرہ بن عبداللہ یشکری عن ابیہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں: میں ابن منتفق کے پاس پہنچا وہ کوفہ کی مسجد میں تھے، اور کہہ رہے تھے: میں نے اپنی ایک اونٹنی تیار کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل گیا..... (الحدیث)

یہ حدیث ابن عدی نے ابن عوف، محمد بن جحادہ عن رجل، عن زمیل لہ (ان کا کوئی دوست) عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے کہ ان کے باپ کی کنیت ابو منتفق تھی وہ مکہ میں تھے اور سوال کیا.....

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرزاق، معمر، ابی اسحاق، مغیرہ بن عبداللہ عن ابیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس پہنچا وہ کچھ لوگوں کو احادیث سنا رہا تھا۔ انہوں نے ابن منتفق نہیں کہا۔

مصنف کہتے ہیں: سعد بن اخرم کا ذکر ہو چکا ہے، نیز یہ بھی گزر چکا ہے کہ مغیرہ بن اخرم اپنے والد یا چچا سے روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں شک ظاہر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ان کے چچا کا نام عبداللہ ہے۔

بخاری نے اس بارے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور اس سند کی روایت کو راجح قرار دیا ہے جو یوں ہے مغیرہ بن عبداللہ یشکری، عن ابیہ، یہ احتمال ہے کہ اگر ابن سعد بن اخرم محفوظ ہو تو مغیرہ بن عبداللہ یشکری اور مغیرہ بن سعد بن اخرم دونوں اس حدیث کو

---

[1] اسد الغابہ (ت: ۳۲۰٤) الاستیعاب (ت: ۱۶۸۸) تجرید (۳۳۷/۱)

[2] مسند احمد (الحدیث: ۳۸۳/٦) المعجم الکبیر (٥٤٧٨/٦) مجمع الزوائد (٤٣/١)

روایت کرتے ہیں۔

۴۹۸۳ (ز) عبداللہ بن منتفق عامری

ابن حبان کہتے ہیں: [1] انہیں شرفِ صحبت حاصل تھا، ابن حبان نے عبداللہ بن جراد بن منتفق عامری اور ان کے درمیان مغایرت رکھی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مذکورہ بالا یشکری ہوں، ان کے نسب میں اختلاف ہے۔

۴۹۸۴ (ز) عبداللہ بن منقر قیسی

ان کا نام عبدالحارث تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ نام رکھا، ابن فتحون نے ابن سکن سے یہی نقل کیا ہے۔
صعب بن منقر کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ عین ممکن ہے صعب ان کا لقب ہو۔ واللہ اعلم

۴۹۸۵ عبداللہ بن منیب ازدی [2]

ابن ابی حاتم نے ان کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ [3] ان کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ آیت تلاوت کر کے سنائی:
﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾۔ [4]

ابن سکن کہتے ہیں: عبداللہ، منیب کے والد تھے اور انہیں صحبت کا شرف حاصل تھا، حسن بن سفیان، ابن سکن اور ابن مندہ نے عبدہ بن رباح، منیب بن عبداللہ بن منیب ازدی عن ابیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ﴾ یعنی ہر دن اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہوتی ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شان سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے، سختیاں دور کرتا ہے، ایک قوم کو بلندی سے سرشار کرتا ہے جبکہ دوسری قوم کو پستیوں میں پھینک دیتا ہے۔ [5]

ابن مندہ کہتے ہیں: یہ بہت غریب حدیث ہے، ابن عبدالبر کہتے ہیں مجھے اس حدیث کے مرسل ہونے کا خوف ہے۔
مصنف کہتے ہیں: حسن کی مذکورہ روایت حدیث کے متصل ہونے کی دلیل ہے۔

۴۹۸۶ عبداللہ بن ابی میسرہ [6]

میسرہ کے عنوان میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۸۷ عبداللہ بن ناشح حضرمی [7]

حسن بن سفیان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سعید بن سنان عن شریح بن حسیب عن عبداللہ بن ناشح کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوطیوں کی ایک شاخ تا قیامت میری اُمت میں رہے گی''۔ [8]

---

[1] الثقات (۲٤۲/۳) [2] تجرید (۳۳۷/۱) [3] الجرح والتعدیل (۱۷۵/۵) [4] سورة الرحمن (۲۹)

[5] اخرجه ابن ماجه باب فیما انکرت الجهمیة (الحدیث: ۲۰۲) و جامع المسانید والسنن (۹۹۳/۸)

[6] اسد الغابه (ت: ۳۲۰٦) الاستیعاب (ت: ۱٦۹۰) تجرید (۳۳۷/۱) [7] اسد الغابه (ت: ۳۲۰۷) تجرید (۳۳۷/۱)

[8] جامع المسانید والسنن (۲۲٤/۸) اسد الغابه (۸٦/۳)

ابونعیم کہتے ہیں: ان کی صحبت کا قول صحیح نہیں، ابن ابی حاتم کہتے ہیں: [1] عبداللہ بن ناشح حضرمی۔
حضور نبی کریم ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ اور ان سے شرحبیل بن شفعہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ بخاری نے نون کے باب میں ناشح کے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ اُبی اور ابوزرعہ کے بقول بخاری سے خطا ہوئی ہے بلکہ یہ تو عبداللہ بن ناسح ہیں۔
مصنف کہتے ہیں: ناسح نون سین مہملہ اور حاء مہملہ کے ساتھ ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ دوسرا قول ہے کہ ناشج شین معجمہ اور جیم کے ساتھ ہے، تیسرا قول کہ ناشح شین معجمہ اور حاء مہملہ کے ساتھ ہے۔ ابواحمد عسکری نے یہ تین اقوال بیان کیے ہیں۔

۴۹۸۸ (ز) عبداللہ بن نبتل

ابن حارث انصاری، ان کے والد کا ذکر آیا چاہتا ہے۔ واقدی نے ان کے بیٹے کا ایک قصہ بھی ذکر کیا ہے جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ منافق تھا۔

۴۹۸۹ عبداللہ بن نخام [2]

انہیں ابن نخماء بھی کہا جاتا ہے، ابن مندہ کہتے ہیں: طلحہ کی حدیث جو ان کے آباء کے متعلق ہے اس میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔
ابونعیم نے عبید بن آدم بن ابی ایاس عن ابیہ عن ربیع بن صبیح عن الحسن عن عبداللہ بن نخام کی سند سے حدیث نقل کی ہے۔
عبداللہ بن نخام کہتے ہیں: میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بوڑھے سے تھوڑا سا حساب لے گا"۔ [3]
یہ حدیث ہم نے ابوعثمان صابونی کے فوائد میں روایت کی ہے جو کہ دوسرے طریق سے مروی ہے اور ربیع بن صبیح کی سند سے ہے لیکن اس کی سند میں احمد جو کہ خلیل کا غلام ہے آتا ہے، اور وہ کذاب ہے۔

۴۹۹۰ عبداللہ بن نضلہ اسلمی [4]

ایک قول کے مطابق یہ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اور مشہور نضلہ بن عبید ہے۔

۴۹۹۱ عبداللہ بن نضلہ [5]

ابن مالک بن عجلان بن زید بن سالم بن عوف بن عمرو بن خزرج انصاری خزرجی، غزوۂ بدر میں شریک رہے اور غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے، اور ابن اثیر نے بھی اسی کو لیا ہے۔ [6]

۴۹۹۲ عبداللہ بن نضلہ عدوی [7]

مہاجرین حبشہ میں سے تھے، ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اور مغازی ابن عائذ کے طریق سے اپنی سند کے ساتھ جو

---

[1] الجرح والتعدیل (۱۸۴/۵) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۲۰۸) تجرید (۳۳۷/۱)
[3] جامع المسانید والسنن (۲۲۸/۸) اسد الغابہ (۸۶/۳) [4] اسد الغابہ (ت: ۳۲۱۰) تجرید (۳۳۷/۱)
[5] اسد الغابہ (ت: ۳۲۱۳) تجرید (۳۳۷/۱) [6] اسد الغابہ (۸۷/۳) [7] اسد الغابہ (ت: ۳۲۱۱) تجرید (۳۳۷/۱)

عطاء خراسانی تک پہنچتی ہے کہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بسوئے حبشہ ہجرت کی ان میں عبداللہ بن نضلہ بھی تھے جو کہ بنی عدی بن کعب میں سے تھے۔ ابونعیم نے اسے وہم قرار دیا ہے، اہل مغازی میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ یہ معمر بن عبداللہ بن نضلہ ہیں۔

مصنف کہتے ہیں: اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ باپ اور بیٹے کے مہاجر ہونے کی اس سے نفی ثابت ہوتی ہو۔

۴۹۹۳ عبداللہ بن نضلہ کنانی [1]

ابن مندہ نے محمد بن یوسف فریابی، سفیان ثوری، عمر بن سعید، ابوحسین، عثمان بن ابی سلیمان کی سند سے عبداللہ بن نضلہ کنانی کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما وفات پا گئے اور مکہ کے گھروں کی خرید وفروخت نہیں ہوئی۔ [2]

ابن مندہ کہتے ہیں: فریابی کا اس میں کوئی متابع نہیں، جبکہ عثمان بن ابی سلیمان عن نافع بن جبیر عن علقمہ بن نضیلہ درست و صواب ہے۔

طبرانی نے ابوحذیفہ عن ثوری، عن عثمان عن علقمہ کی سند سے روایت نقل کی ہے اور نافع بن جبیر کا اس میں ذکر نہیں۔

ابن ماجہ نے عیسیٰ بن یونس، عمر بن سعید، عثمان عن علقمہ بن نضلہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ کی زمین کو سائبہ کہا جاتا تھا۔ اس بارے میں مزید اقوال آیا چاہتے ہیں۔

۴۹۹۴ عبداللہ بن نعمان [3]

ابن بلذمہ۔ باء کی فتح ذال معجمہ اور لام ساکنہ کے ساتھ۔ دوسرا قول ہے کہ بُلْذُمہ باء اور لام کے ضمہ اور دال مہملہ کے ساتھ ہے۔ پورا نام عبداللہ بن نعمان بن خناس ہے۔ خناس خاء معجمہ کی ضمہ اور نون کی تخفیف کے ساتھ ہے، اور آخر میں سین مہملہ کے ساتھ۔ نسب یہ ہے: عبداللہ بن نضلہ بن نعمان بن خُناس بن عبید بن عدی بن کعب بن سَلِمَہ (لام کے کسرہ کے ساتھ) سلمہ خزرجی انصاری ہے۔ یہ حضرت قتادہ بن ربعی کے چچازاد بھائی تھے۔

ابن اسحاق [4] اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور انہیں شرکائے بدر میں سے قرار دیا ہے، ابن اسحاق نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہ غزوۂ اُحد میں بھی شریک رہے ہیں۔

۴۹۹۵ عبداللہ بن نعمان

ابن بُزُرج (باء اور زاء کے ضمہ اور راء ساکنہ کے ساتھ آخر میں جیم)، سیف، واقدی اور طبری نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ وبر

---

[1] اسد (ت: ۳۲۱۲) تجرید (۳۳۷/۱)

[2] اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب المناسک باب اجر بیوب مکۃ (الحدیث: ۳۱۰۷) والطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث: ۷/۱۸) و جامع المسانید والسنن (۲۲۶/۸)

[3] اسد الغابہ (ت: ۳۲۱۴) الاستیعاب (ت: ۱۶۹۲) تجرید (۳۳۷/۱)

[4] ذکرہ ابن ھشام فی السیرۃ النبویہ عن ابن اسحاق (۲۵۷/۲)

ابن یحنس کو جب حضور نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کو دعوت اسلام دینے کے لیے قاصد بنا کر بھیجا تو یہ عبداللہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی دو بہنوں کے پاس ٹھہرے، انہیں دعوت دی، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، پھر ان کے بھائی کو دعوت دی، انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

۴۹۹۶ عبداللہ بن نعمان

ایک قول کے مطابق یہ وہی عبداللہ ہیں جنہیں حمار کہا جاتا تھا، صرف نون میں نعیمان بن عمرو کے ذیل میں ان کے احوال گزر چکے ہیں۔

۴۹۹۷ عبداللہ بن نعیم اشجعی [1]

ابو قاسم بغوی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ خیبر تک یہ رسول اللہ ﷺ کے رہبر رہے تھے، لیکن اس کی سند ذکر نہیں کی، ابو جعفر طبری نے بھی یہی ذکر کیا ہے لیکن ابن فتحون نے اس کا استدراک کیا ہے۔

۴۹۹۸ عبداللہ بن نعیم انصاری [2]

جو کہ عاتکہ بنت نعیم کے بھائی تھے۔ ابن عبدالبر [3] نے مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے، اور اس پر کچھ مزید نہیں لکھا، ہاں البتہ یہ کہا ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل تھا۔

تذکرۂ خواتین میں عاتکہ بنت نعیم بن عبداللہ عدویہ کے ذیل میں ان کا تذکرہ آیا چاہتا ہے تاہم مجھے معلوم نہیں کہ آیا یہ وہی عاتکہ ہیں جن کی طرف عبدالبر نے اشارہ کیا ہے یا ان کے علاوہ کوئی اور ہیں۔

۴۹۹۹ عبداللہ بن نعیم بن النحّام

امام بخاری اور بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مدینہ کے رہائشی تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد نعیم بن النحام کا تذکرہ ہونا ہے۔ وہ نعیم بن عبداللہ بن النحام ہیں، اپنے دادا کے نسب سے ذکر ہوئے ہیں۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان سے نافع مولا ابن عمر اور ابوالزبیر نے روایت کی ہے، پھر بطریق حرب عن ابی الزبیر عن عبداللہ ابن نعیم مسنداً روایت کی ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے، تو ان کے پاس سے ایک عورت گزری آپ زینب بنت جحش کے ہاں تشریف لے گئے اور فارغ ہونے کے بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت نظر آئے اور وہ اسے اچھی لگے تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس جائے اس واسطے کہ (بسا اوقات) عورت شیطان کی صورت میں سامنے آجاتی ہے"۔ [4]

---

[1] اسد الغابہ (ت ۳۲۱۶) تجرید (۳۳۸/۱) [2] اسد الغابہ (ت: ۳۲۱۷) الاستیعاب (ت: ۱۶۹۳)

[3] الاستیعاب (۱۲۱/۳) [4] جامع المسانید (۲۲۸/۸) اسد الغابہ (۸۸/۳)

یہی روایت بطریق ابن ابی الحسین عن معلّی بن اسد عن حرب بن شداد نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: معلّی نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ وہم ہے، یہ تو معلّی بن اسد، معلی بن ہلال اور عبدالصمد بن عبدالوارث نے عن حرب عن ابی الزبیر عن جابر نقل کی ہے۔ اسی طرح معقل بن عبیداللہ نے عن ابی الزبیر روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: عبدالصمد نے یہ روایت مسلم سے اور اسی طرح معقل نے نقل کی ہے۔ ان کے ہاں بھی بروایت الدستوائی عن ابی الزبیر منقول ہے۔

۵۰۰۰ عبداللہ بن نُفَیْل [1]

نفیل نون اور فاء کے ساتھ ہے۔ تصغیر کا صیغہ ہے۔ لقب الکنانی ہے اور بعض نے کنانی کی بجائے الکندی کہا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر حرف باء میں عبادلہ کے آباء میں کیا ہے، اور کہا ہے کہ ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ ان سے سلیمان بن سلیم نے روایت کی اور ابوموسیٰ نے اپنی کتاب کے آخر میں ان کی حدیث کی تخریج کی ہے۔ ابن ابی عاصم کے طریق سے پھر عبداللہ بن سالم الحمصی کے حوالے سے سلیمان بن سلیم عن عبداللہ بن نفیل کی روایت نقل کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو یہ حدیث ذکر کی:

''میری اُمت میں سے ضرور ایک جماعت ایسی ہوگی جو اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی''۔ [2]

پھر ابن ابی عاصم نے کہا ہے کہ اس روایت میں سلیمان سے غلطی ہوئی ہے بلکہ یہ سلمہ بن نفیل ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ اس اعتراض کو دفع کرتا ہے یہ کہ طبری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔ چنانچہ وہ عبداللہ بن سالم کے حوالہ سے کہتے ہیں: عن سلیمان بن سالم عن عبداللہ بن نفیل مرفوعاً کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''تین چیزیں ہیں جن کے فیصلے سے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا ہے''۔ [3] یہ وہ حدیث ہے جو البغی، مکر اور نکث کے بارے میں وارد ہے۔ اسی طرح ابن مردویہ نے بھی اپنی تفسیر میں عبداللہ بن سالم کے طریق سے جس کے روات ثقات ہیں اس حدیث کی تخریج کی ہے البتہ اس میں سلیمان اور صحابی کے درمیان انقطاع ہے کیونکہ ان کی روایت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے طبقہ سے ہے۔

۵۰۰۱ عبداللہ بن ابی نضلہ الانصاری [4]

عقیلی نے ان کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور ان کے والد کا ذکر آگے آئے گا۔

۵۰۰۲ (ز) عبداللہ بن نہشل

ابن نافع بن وہب بن عمرو بن لقیط بن یعمر اللیثی۔ بعض نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور یہ متوکل بن عبداللہ اللیثی شاعر کے والد ہیں جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی مدح کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۱۸) تجرید (۳۳۸/۱)

[2] ابوداؤد کتاب لاجہاد باب دوم الجہاد (۲۴۸۴) السنن الکبریٰ (۳۹/۹) المعجم الکبیر (۲۱۱/۸)

[3] الدر المنثور (۳۰۳/۳) اسد الغابہ (۸۸/۳)

[4] اسد الغابہ (۳۲۱۹) استیعاب (۱۶۹۴) تجرید (۳۳۸/۱)

۵۰۰۳ عبداللہ بن نہیک [1]

یہ بنی مالک بن حسل کے ایک فرد ہیں۔ ابن دأب نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں بنی معیص اور بنی محارب بن فہر کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا تھا۔ ابن الاثیر [2] نے بھی یہی کہا ہے۔

۵۰۰۴ عبداللہ بن نوفل [3]

ابن الحارث بن عبدالمطلب۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ یہ نبی ﷺ کے مشابہ تھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مروان کی طرف سے مدینہ میں قاضی کے عہدے پر فائز تھے اور یہ سب سے پہلے آدمی ہیں جو مدینہ کے قاضی بنے۔ سن ۸۴ھ میں ان کی وفات ہوئی، ان کے بعض گھر والوں نے کہا ہے کہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے۔

۵۰۰۵ (ز) عبداللہ بن ہانئ الاشعری [4]

کہا جاتا ہے کہ یہ ابو عامر الاشعری کا نام ہے، جن کا بیان عبید بن ھانی کے تذکرہ میں آ جائے گا۔

۵۰۰۶ عبداللہ بن ہبیب [5]

دو باء اور تصغیر کے صیغے کے ساتھ ابن اہیب ہیں اور بعض نے کہا: وہیب بن تحیم بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ اللیثی بنی اسد کے حلیف تھے اور ان کی والدہ بھی انہی میں سے تھیں۔

ابونعیم نے احمد بن محمد بن ایوب از ابراہیم بن سعد از ابن اسحاق کے طریق سے ان کا تذکرہ ان صحابہ میں کیا ہے جو جنگ خیبر میں شہید ہو گئے تھے۔ اسی طرح ابن مندہ نے بھی وہب بن جریر بن حازم از ابن اسحاق کے طریق سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن اسحاق [6] نے یونس بن بکیر والی روایت ان سے نقل کی ہے لیکن انہوں نے کہا: عبداللہ ابن فلان ابن وہیب اس طرح ابن عبدالبر [7] اور ایک جماعت نے یہی نام ذکر کیا ہے۔ واقدی [8] نے کہا ہے کہ یہ خود اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے ہیں، لیکن پہلی بات راجح ہے۔

۵۰۰۷ (ز) عبداللہ بن الہدیر

ابن عبدالعزی بن عامر بن الحارث بن سعید بن تیم بن مُرّہ التیمی بن رہط (خاندان) الصدیق۔ میرا خیال نہیں کہ کسی نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہو اور یہ بات احتمال ہے، کیونکہ لوگوں نے ان کے بیٹے منکدر جو محمد کے والد ہیں کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور ان سے حدیث بھی نقل کی ہے۔ تو ابن عبدالبر نے فرمایا ہے کہ ان کے لیے رؤیت تو ہے لیکن صحابیت نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد صحابی ہوں مگر وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے اور منکدر کو بچپن کی حالت

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۲۰) تجرید (۳۳۸/۱) [2] اسد الغابہ (۸۹۱۳) [3] اسد الغابہ (۳۲۲۰) استیعاب (۱۶۹۵) تجرید (۳۳۸/۱)

[4] اسد الغابہ (۳۲۲۳) تجرید (۳۳۸/۱) [5] اسد الغابہ (۳۲۲۴) استیعاب (۱۶۹۶) تجرید (۳۳۹/۱)

[6] السیرۃ النبویۃ (۲۶۶/۳) [7] استیعاب (۱۲۱/۳) [8] المغازی (۳۰۰)

میں چھوڑ گئے۔

۵۰۰۸ عبداللہ بن ہشام [1]

ابن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ القرشی التیمی ۔ یہ خود اور ان کے والد صحابی ہیں، ان کے پوتے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے ان سے روایت کی ہے۔ امام بغوی نے فرمایا: یہ مدینہ میں رہے ہیں۔ ابن مندہ نے کہا ہے کہ ان کی ولادت سن چار (۴) ہجری کو ہوئی ہے۔ امام ذہبی نے التجرید میں ذکر کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاضحیہ میں ان کی حدیث کی تخریج کی ہے لیکن میں نے اس میں نہیں دیکھی۔ ہاں البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [2] نے کتاب الشرکۃ میں ان کی حدیث کی تخریج کی ہے، ابوعقیل عن جدہ عبداللہ بن ہشام کے حوالے سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ میمون کو پایا ہے، ان کو ان کی والدہ زینب بنت حمید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔ کہنے لگیں یارسول اللہ! اسے بیعت کرلیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ ابھی چھوٹا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہ آخری بات تھی ان کے ساتھ۔

ابوداؤد [3] نے ایک اور طریق سے زہرہ سے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔ اسماعیلی نے اس کو مکمل نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے، تو یہی امام ذہبی کی مراد ہے، ان کے اس قول سے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تخریج اضحیہ میں کی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے اس حدیث کی تخریج کتاب الاضحیہ ہی میں کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی تخریج کی ہے، کتاب الاحکام اور کتاب الدعوات [4] میں بھی ابوعقیل کے حوالے سے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام کے ساتھ بازار کی طرف نکلتے تھے اور کھانے کی چیزیں خریدتے تو ابن عمر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم ان سے ملتے اور ان سے کہتے کہ ہمیں بھی ساتھ شریک کریں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ اسی طرح اس کی تخریج مناقب عمر، استیذان اور بدور میں بھی ابوعقیل عن جدہ کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے"۔ پھر پورا واقعہ ذکر کیا۔ ابوداؤد نے پہلی حدیث کی تخریج کی ہے، صحاح ستہ میں یہ سب وہ روایات ہیں جو ان سے مروی ہیں۔ بلاذری نے کہا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے ہیں۔ ابوقاسم اور بغوی نے اصبغ عن ابن وہب کے طریق سے اس سند کے ساتھ جس کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشرکۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے ایک اور حدیث ذکر کی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے جس کا متن یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مہینے یا سال کا آغاز ہو جاتا تو یہ دعا ایسے سیکھتے جس طرح قرآن سیکھتے: "یا اللہ اس کو ہم پر گزار امن ایمان، سلامتی اور اسلام کی حالت میں اور شیطان سے پناہی اور رحمٰن کی رضامندی ہم پر آئے"۔ اور یہ موقوف ہے، صحیح کی شرط پر ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۲۷) استیعاب (۱۶۹۷) تجرید (۳۳۹/۱)

[2] بخاری کتاب الشرکۃ فی الطعام وغیرہ (۲۵۰۱، ۲۵۰۲)

[3] ابوداؤد کتاب الخراج والفی باب ما جاء فی البیعۃ (۲۹۴۲)

[4] بخاری کتاب الاحکام باب بیعۃ الصغیر (۷۲۱۰) کتاب الدعوات باب الدعاء للصبیان (۶۳۵۳)

(۵۰۰۹) عبداللہ بن ہلال [۱]

ابن عبداللہ بن ہمام الثقفی۔ ایک جماعت نے اس میں سے بزار بھی ہیں، ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن حبان [۲] نے کہا ہے انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ امام بغوی نے کہا ہے کہ یہ مکہ میں رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ [۳] نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے اس میں توقف اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے سماع کی تصریح نہیں کی گئی ہے۔ ابن ابی حاتم [۴] نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ نے کہا ہے: ان کا شمار اہل طائف میں ہوتا ہے۔ عسکری نے کہا ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان کی حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن میسرہ از عثمان بن عبداللہ بن الاسود کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہنے لگا: ''قریب ہے کہ میں آپ کے بعد کسی بکری کے بچے کی وجہ سے مار دیا جاؤں''۔ [۵] ابن ابی شیبہ نے کہا ہے ہم نے یہ حدیث سوائے ابونعیم از سفیان الثوری کے کسی اور کے پاس نہیں پائی۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابونعیم کے حوالے سے اس کی تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن ہلال نے سماع کی تصریح نہیں کی ہے اور ابونعیم نے عبداللہ الاشجعی از سفیان کے طریق سے ابونعیم کی متابعت کرتے ہوئے اس کی تخریج کی ہے۔

(۵۰۱۰) عبداللہ بن ہلال [۶]

ان کا تذکرہ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال کے بیان میں ہو چکا ہے۔

(۵۰۱۱) عبداللہ بن ہلال المزنی [۷]

ایک جماعت بشمول بزار نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ ابن سکن اور طبرانی نے کثیر بن عبداللہ از بکر بن عبداللہ از عبداللہ بن ہلال المزنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں کے طریق سے تخریج کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ''ہمارے بعد کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ حج کا احرام باندھ کر اس کو عمرہ کے ساتھ فسخ کرے''۔ [۸] ابن سکن نے کہا ہے ان سے اس روایت کے علاوہ کوئی اور حدیث منقول نہیں۔

میں کہتا ہوں: کثیر راوی ضعیف ہیں اور کہا گیا ہے عن ابیہ عن جدہ عن بلال بن الحارث کے طریق سے یہ روایت مروی ہے۔

(۵۰۱۲) (ز) عبداللہ بن ہمام العبدی

ابن فتحون نے طبری کے حوالہ سے ان کا تذکرہ ان حضرات میں کیا ہے جو وفد کی صورت عبدالقیس کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[۱] اسد الغابہ (۳۲۲۸) استیعاب (۱۶۹۸) تجرید (۳۳۹/۱) [۲] الثقات (۲۴۰/۳)

[۳] التاریخ الکبیر (۲۶/۳) [۴] الجرح والتعدیل (۱۹۳/۵)

[۵] نسائی کتاب الزکاۃ باب اعطاء السید المال بغیر اختیار المصدق (۲۴۶۵) جامع المسانید (۲۳۵/۸)

[۶] اسد الغابہ (۳۲۳۰) تجرید (۳۳۹/۱) [۷] اسد الغابہ (۳۲۲۹) استیعاب (۱۶۹۹) تجرید (۳۳۹/۱) [۸] استیعاب (۱۲۲/۳)

پاس آئے تھے، اسی طرح رشاطی نے بھی ابوعبیدہ کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن الہمام کا اضافہ بھی کیا ہے۔

۵۰۱۳ (ز) عبداللہ بن هناد ان کا تذکرہ ہناد کے بیان میں آئے گا۔

۵۰۱۴ عبداللہ بن هند [1] ابوہند الداری کنیتوں کے بیان میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۵۰۱۵ عبداللہ بن هند [2] ابوہند البیاضی، ان کا ذکر کنیتوں کے بیان میں آئے گا۔

۵۰۱۶ عبداللہ بن الهیثم [3]

ابن عبداللہ بن الحارث بن مجاشع بن دارم التیمی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن ماکولا [4] نے ان کا تذکرہ الاکمال میں کیا ہے، جیسا کہ ان کے بیٹے اکیمہ بن عبداللہ کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۰۱۷ عبداللہ بن هیشه [5]

ابن النعمان بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی الانصاری السلمی۔ امام بغوی نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور یحییٰ ابن سعید از والدش از ابن اسحاق کے حوالے سے مغازی میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بدر میں شریک ہوئے ہیں۔

۵۰۱۸ عبداللہ بن واصل السلمی

ابن غاضرہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بھثہ۔ بنی سلیم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا تذکرہ ابوعلی الہجری نے اپنے نوادر میں کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک بنی غاضرہ میں سے ابن خفاف ابن امرئ القیس بن ناجیہ اور ان کے نسب کو ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن واصل کانے گھوڑے والے تھے، جس کو انہوں نے خندق سے کودایا تھا۔ بنو غاضرہ یہی کہتے ہیں۔ رشاطی نے کہا ہے: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن الامین نے ابوعمر پہ اپنے استدراک میں کہا ہے کہ یہ غزوۂ خندق میں شریک تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اور اپنے گھوڑے کو اس میں کودایا تھا اور رجز یہ اشعار پڑھ رہے تھے، ابوعلی العالی نے اپنے امالی میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۰۱۹ عبداللہ بن واقد [6]

ابوموسیٰ نے کہا ہے: ابوالقاسم الرفاعی نے ان کو عبادلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور ابن وہب کے طریق سے ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ابن وہب از مخرمہ بن بکیر از والدش وہ کہتے ہیں میں نے عبدالملک بن ساریہ الکعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبداللہ بن واقد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خون میں قسم تھی۔ [7]

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۳۱) [2] تجرید (۳۳۹/۱) [3] اسد الغابہ (۳۲۳۲) تجرید (۳۳۹/۱) [4] الاکمال (۲۷/۱)

[5] تجرید (۳۳۹/۱) [6] ایضًا [7] اسد الغابہ (۳۲۳۳) تجرید (۳۳۹/۱) [8] اسد الغابہ (۹۱/۳)

میں کہتا ہوں: میرا گمان یہ ہے کہ عبداللہ بن واقد ابن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صنیع التاریخ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ انہوں نے جس کو عبداللہ بن واقد کہا جاتا ہے ان کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں کیا اور یہ تابعی ہیں اور باقی ان سے طبقہ میں نیچے ہیں۔ انہوں نے عبدالملک بن ساریہ کے حالات میں کہا ہے یہ عبداللہ بن واقد سے روایت کرتے ہیں، تاہم ان کا نسب بیان نہیں کیا۔ مزنی نے عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر کے کے حالات میں ذکر کیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔

۵۰۲۰ عبداللہ بن وائل [1]

ابن عامر بن مالک بن لوذان الانصاری، ان کو صحبت کا شرف حاصل ہے۔ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر محاذوں پر حاضری دی ہے اور ان کی اولاد بھی ہے، عدوی نے ابن القداح سے نقل کر کے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن الامین اور ابن فتحون اور ابن الاثیر نے ماخات کی تلافی کرتے ہوئے کہا ہے: یہ عبدالرحمٰن بن وائل کے بھائی ہیں۔

۵۰۲۱ عبداللہ بن ابی وداعہ

ابن صبیرہ صاد اور پھر باء کے ساتھ تصغیر کے صیغے کے ساتھ۔ ابن سعید یہ بھی تصغیر ہے۔ ابن سعد بن سہم بن عمرو القرشی السہمی ان کی والدہ کا نام اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں کہا ہے: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور مشرف با اسلام بھی ہوئے ہیں اور اس کے بعد کافی عمر پائی ہے۔ وہی کہتے ہیں: ؏

"غالب میں سے ہم نے معاہدے کو مضبوط کیا اور قبیلہ غالب دیکھ رہا تھا۔ ہمارے معاہدے کو توڑ نہیں سکتے اگر چہ وہ اس پر ہم سے زیادہ دسترس رکھتے ہیں"۔

اور کہتے ہیں: ؏

"بنی سہم ہر قبیلے کے کریم لوگ ہیں، ان سے انہوں نے بلندی اور ہر مراد چاہی"۔

یہ اس شرط پہ کہ فتح مکہ کے بعد جو قریش بھی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا ہے جیسا کہ پہلے بارہا بیان ہوا ہے۔ زبیر ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: اسلام لائے اور اسلام کی حالت میں ایک عرصہ زندہ رہے، ان کی اولاد نہیں۔ وہی باہمی معاہدوں میں کہتے ہیں، پھر ان کے اشعار نقل کیے۔ اسی طرح وہ اس بات پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے دادھیال میں سے سعد بن سہم پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں گھر بنایا: ؏

"مکہ میں سب سے پہلے اپنا گھر بنانے والا اور اناف میں رہائش ٹھہرایا تو وہ سعد اسعود معاہدوں کے جامع ہیں، جنہوں نے معاہدے کرنے والوں میں حلف واخفا کا آغاز کیا"۔

۵۰۲۲ عبداللہ بن ودیعہ [2]

ابن حرام انصاری۔ صحابی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ابوحاتم الرازی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، پھر بطریق ابوحاتم اور

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۳۴) تجرید (۳۳۹/۱) [2] اسد الغابہ (۲۷۱/۳) [3] اسد الغابہ (۳۲۳۵) تجرید (۳۴۰/۱)

بعد میں بطریق ابومعشر عن سعید المقبری عن ابیہ عن عبداللہ بن ودیعہ صحابیٔ رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے جمعے کے دن اس طرح (صفائی ستھرائی سے) غسل کیا جیسے وہ غسل جنابت کرتا ہے....''۔ (حدیث) [1]

اس میں سعید سے آگے اختلاف ہے۔ محمد بن عجلان عنہ عن ابیہ عن ابن ودیعہ عن ابی ذر اور ابن ابی ذئب عن سلمان بجائے ابوذر کے ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: درست ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں حدیث سلمان اور عن سعید مروی ہے۔ اس میں چوتھی روایت بھی ہے۔ بقول بعض: عن سعید عن ابیہ عن ابی ہریرہ۔ میں نے مقدمہ میں اس بارے پوری بحث کی ہے، میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے: ابوحاتم [2] نے ان تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان کے بیٹے نے ان سے نقل کیا ہے۔ اور ان کے دادا کا نام خدام بتایا ہے اور ایسا ہی ہے۔ لیکن ابن مندہ کا اعتماد اس پر ہے جو اس کی سند کے سیاق میں لکھا ہے کہ یہ صحابی تھے اور مذکورہ حدیث میں صحیح تر ہونے کے لیے ان کی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا ان کے صحابی ہونے کو ختم نہیں کرتا۔ اتنی بات ہے کہ ابومعشر ضعیف ہے، اس کے باوجود ان کا ذکر احتمال کی بنا پر ہے۔ اسی وجہ سے ابن فتحون نے ان کا ذکر برقرار رکھا ہے۔ صحابہ میں انہیں باوردی نے بھی شامل کیا ہے۔ صرف ان کے دادا کا نام نہیں لیا۔ اور بطریق القاسم بن حسان روایت کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے صلاۃِ خوف کے بارے پوچھا..... یہ حدیث موقوف ہے۔ مغلطائی فرماتے ہیں: تابعین میں ان کا تذکرہ امام بخاری، ابن حبان، [3] الدارقطنی اور ابن خلفون نے کیا ہے۔

۵۰۲۳ عبداللہ بن ورّاح [4]

طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن عیاش عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر عن ابیہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ورّاح قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عنقریب ایک مردک (مرد کی تصغیر) تمہارا امیر بنایا جائے گا، جس کے سامنے سرمنڈے لوگوں کی ایک جماعت حاضر باش رہے گی، جن کی قمیضیں سفید ہوں گی، وہ جب انہیں کوئی حکم دے گا تو وہ سب حاضر ہو جائیں گے''۔ [5]

پھر ایسا ہوا کہ عبداللہ بن ورّاح کسی شہر کے والی مقرر ہوئے تو ان کے پاس رؤسا [6] کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی، جن کے سرمنڈے اور قمیضیں سفید تھیں۔ چنانچہ وہ جب کوئی حکم دیتے تو سب حاضر ہو جاتے، جس پر وہ فرماتے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ اسے ابونعیم نے طبرانی سے اور ابوموسیٰ نے ان کے طریق سے اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔ حضرو سے مراد ''فوراً، جلدی جلدی چل کر حاضر ہونا'' ہے۔

---

[1] بخاری كتاب الجمعة باب الدهن للجمعة (٨٨٣) ابن ماجه (١٠٩٧) مسند احمد (١٨١/٥) (٤٣٨/٥)

[2] الجرح والتعديل (١٩٢/٥) [3] الثقات (٥٤/٥) [4] اسد الغابه (٣٢٣٦) تجريد (٣٤٠/١)

[5] جامع المسانيد (٢٣٨/٨) اسد الغابه (٩٢/٣) [6] حکومت کا رئیس اور تاجر۔

[7] جامع المسانيد (٢٧٨/٨) اسد الغابه (٩٢/٣)

۵۰۲۴ عبداللہ بن وقدان [1] ابن السعدی، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۰۲۵ عبداللہ بن الولید [2]

ابن المغیرہ۔ ان کا نام ولید تھا۔ بقول بعض: نبی ﷺ نے یہ نام تبدیل کر دیا تھا۔ زبیر بن بکار بحوالہ ابان بن عثمان روایت کرتے ہیں کہ ولید بن ولید بن مغیرہ لڑکپن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے! تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: میں ولید بن مغیرہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ولید بن ولید کا بیٹا لگتا ہے۔ بنومخزوم ولید کو رب بنالیں گے۔ تم تو عبداللہ ہو'' [3]۔ یہی درست مرسل ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبرؒ نے بلا اسناد اس کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابن مندہ نے ایک اور طریق سے عن ایوب بن سلمہ موصولاً نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن ابیہ عن جدہ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ لکھتے ہیں: غریب ہے، اسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں النضر بن سلمہ ہے جو کذاب راوی ہے۔ زبیر بھی ولید بن ولید بن مغیرہ کے سوانح میں لکھتے ہیں: انہوں نے اپنے بیٹے کا نام ولید رکھا جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے ولید کو مہربان بنالیا ہے، وہ تو عبداللہ ہے''۔ جب ولید بن ولید کا انتقال ہوا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ع

''اے میری آنکھ! ولید بن ولید بن مغیرہ پہ آنسو بہا، ابوالولید ولید بن ولید جیسا شخص خاندان کے لیے کافی ہے''۔

لگتا ہے ان کا اشارہ ان کے اس بیٹے کی طرف ہے۔ ولید کی کنیت ابوالولید تھی، تو نبی کریم ﷺ نے نام تبدیل کیا اسے نہیں تبدیل کیا۔ ان کے والد کے نام کی تبدیلی ان کی فوتگی کے بعد ہوئی، چنانچہ ابراہیم حربی نے ''غریب الحدیث'' میں بطریق محمد بن اسحاق عن محمد بن عمر عن زینب بنت ام سلمہ عن امّہا ام سلمۃ روایت کی ہے، فرماتی ہیں: نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو اس وقت میرے پاس ایک لڑکا تھا جس کا نام ولید بن ولید تھا، جس پہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے تو ولید کو مہربان بنالیا ہے؟ اس کا نام تبدیل کر دو''۔ اس کی سند جید ہے، امام احمد نے اپنی سند میں بطریق الاوزاعی عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابن عمر روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، لگتا ہے انہوں نے بطور امکان انہیں مطلقاً ان کا بھائی کہہ دیا ہے، یا شاید وہ ان کے رضاعی بھائی تھے۔ میں ان عبداللہ بن ولید کے حالات قسم ثانی میں لکھ چکا تھا، پھر وہاں سے منتقل کر دیئے کیونکہ ان کے واقعے کی رُو سے معلوم ہوتا ہے وہ نبی ﷺ کی حیات میں بات سمجھنے اور جواب دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

۵۰۲۶ عبداللہ بن وہب الاسدی [5]

بقول بعض: الاسیّدی بنی تمیم کی شاخ (بطن) کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ ابن الاثیر [6] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق [7] مغازی میں فرماتے ہیں: جو یونس بن بکیر کی روایت ہے کہ حنین کے دن کیا کیا اشعار کہے گئے۔ فرماتے

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۳۷) استیعاب (۱۷۰۰) تجرید (۳۴۰/۱) [2] اسد الغابہ (۳۲۳۸) استیعاب (۱۷۰۱) تجرید (۳۴۰/۱)

[3] جامع المسانید (۲۳۹/۸) اسد الغابہ (۹۳/۳) [4] مسند احمد (۱۸/۱) [5] اسد الغابہ (۳۲۳۹) تجرید (۴۱۰)

[6] اسد الغابہ (۲۷۲/۳) [7] السیرۃ النبویۃ (۹۴/۴)

ہیں، ابوایوب بن زید جو بنی سعد بن بکیر کے ایک فرد ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار کہے: ؎

''اے قریش! ہم جب غضبناک ہوتے ہیں یوں لگتا ہے ہماری ناکوں میں کوئی دوائی ٹپکا دی گئی ہے۔ مخاطب!
کبھی تجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ قریش ہوازن پہ غالب آئے ہو۔ بہر حالت جنگ کی کئی شرطیں ہوتی ہیں''۔

لکھتے ہیں عبداللہ بن وہب بنی اسد پھر بنی غنم کے ایک شخص نے انہیں جواب دیا۔ یہ تو یونس بن بکیر کی روایت ہے اور زیاد البکائی کی روایت میں ہے: بنی تمیم ثم بنی اسیّد کے ایک شخص نے انہیں جواب دیا: ؎

''ہمارا جس سے مقابلہ ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے کوڑے (مدد) سے مارتے ہیں، جنگ کی شرائط میں سے افضل کی طرح جنہیں تم سمجھو، ہوازن ہم جب گتھم گتھا ہوتے ہیں تو تازہ[1] خون سے کھوپڑیاں تو کر دیتے ہیں۔ اگر قیس غیلان میری بات نہ مانے پھر بھی سعوط (ناک کی دوائی) انہیں رسوا کرتی رہے گی''۔

میں کہتا ہوں: کنیتوں میں بیان ہوگا کہ پہلے اشعار ابوصحار کے ہیں۔

۵۰۲۷ عبداللہ بن وھب الدوسی[2]

یہ اور ان کا بیٹا حارث صحابی ہیں، جس کی تفصیل حارث کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اموی مغازی میں لکھتے ہیں: انہیں نبی ﷺ نے خیبر کی کھجوروں سے بیس وسق کھانے کے لیے عطا کیں۔ ابن فتحون فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ان کی مراد دوسی ہے یا کوئی اور؟۔

۵۰۲۸ عبداللہ الاکبر[3]

ابن وہب بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی والدہ کا نام زینب بنت شیبہ بن ربیعہ ہے، ان کے والد اور دونوں چچا عبداللہ اور یزید صحابی ہیں۔ ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا کہ وہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اور اُن کا والد زمعہ بدر میں کافر مارا گیا اور یہ عبداللہ شہادتِ عثمان کے روز شہید ہوئے۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ہمارے کسی ساتھی نے بروایت یحییٰ بن عبداللہ بن حارث بحوالہ ان کے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن عبادہ کہنے لگے: جیسا کچھ ہم نے قریش کی خواتین کے حسن و جمال کا چرچا سن رکھا تھا ویسا پایا تو نہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم نے اب انہیں دیکھا ہے جب وہ اپنے والدین اور بیٹوں کے سوگ وغم میں نڈھال ہو چکی ہیں....''۔ (حدیث)[4]

فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کے والد کی روایت مجھے تو نہیں ملی، اگر ہے بھی تو اس سے ان کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ ابوموسیٰ پھر فرماتے ہیں: اگر ثابت بھی ہو جائے تو یہ واقعہ حکمِ حجاب سے پہلے کا ہے، ورنہ منکر ہے۔

میں کہتا ہوں: حجاب کا حکم فتح مکہ سے مدت پہلے آ چکا تھا، شاید حضرت سعد نے بلا ارادہ ان خواتین کو دیکھا ہو۔ حقیقی علم

---

[1] عبیط: تازہ۔ [2] اسد الغابہ (۳۲۴۰) [3] اسد الغابہ (۳۲۴۱) تجرید (۳۴۰/۱) [4] اسد الغابہ (۹۴/۳)

اللہ کو ہے۔ رہی بات عبداللہ الاصغر کی تو وہ ثقہ تابعی ہیں۔ [1] ترمذی وغیرہ میں ان کی حدیث ہے، زبیر بن بکار بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی عبداللہ الاکبر کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے امیر معاویہ کے ہاں گئے تو انہوں نے یہ کہہ کر ان کی دیت دے دی کہ وہ فتنے اور اختلاط کے دور میں شہید ہوئے ہیں۔ مرزبانی نے معجم میں حویلی کے دن کے کہے ہوئے ان کے اشعار نقل کیے ہیں: ؏

"جہاں تک ہو سکا میں اپنی اس قسم پر برقرار ہوں کہ ان کے بعد کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا اور نہ کسی کی باتوں میں آؤں گا۔ اور میں رونق والے دو دروازوں کو کبھی نہیں چھوڑوں گا جنہیں زبردستی ہٹا دیا گیا"۔

۵۰۲۹ عبداللہ بن وہب الاسلمی [2]

صحابی ہیں۔ ابن سعد [3] اور بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمرو بن عاص کے ساتھ عمان میں تھے، مسیلمہ نے ان لوگوں کا سامنا کیا تو یہ اس سے بچ نکلے۔ یہ بات واقدی نے کتاب الردہ میں زہری سے نقل کی ہے، طبری نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: مسیلمہ نے انہیں اور ان کے ساتھی کو پکڑ لیا تھا اور کہا: میرا اتباع کر لو، یہ دونوں باز رہے، اس نے ان کے ساتھیوں کو آگ میں جلا ڈالا تو یہ خوفزدہ ہو گئے اور اس کی پیروی کر لی۔ جب مسلمانوں کی یمامہ میں مسیلمہ سے جنگ ہوئی تو عباس ابن ابی ربیعہ نے ان عبداللہ کو قتل کرنا چاہا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے انہیں منع کر دیا اور فرمایا: وہ تو اس وقت بے صبر ہو گیا تھا جب اس کے ساتھی کو آگ میں جلا دیا گیا تھا۔ اور اب دیکھو مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑ رہا ہے۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے جنگ کی تو یہ عبداللہ بن وہب ان کے ساتھ تھے، واقدی کی بطریق ایاس بن سلمہ بن الاکوع عن ابیہ روایت ہے کہ عبداللہ بن وہب اسلمی مسیلمہ کے ساتھیوں کی قید میں تھے، جب مسلمانوں نے ادھر کا رُخ کیا تو چھوٹ نکلے۔

۵۰۳۰ عبداللہ بن وہب الزہری [4]

بقول ابن سعد: [5] فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور نبی ﷺ نے انہیں اور ان کے بیٹے کو خیبر میں سے نوے (۹۰) وسق کھجوریں دیں۔ بقول طبری: حنین میں شریک ہوئے۔

۵۰۳۱ (ز) عبداللہ بن وہب [6]

ابوسنان الاسدی، کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

۵۰۳۲ عبداللہ بن یاسر [7]

ابن مالک العنسی۔ ان کا نسب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حالات میں بیان ہوگا۔ بقول ابن کلبی: حضرت یاسر، سمیہ، اور

---

[1] ترمذی کتاب التفسیر باب سورة الشمس وضحاها (٣٣٤٣) [2] تجريد (٣٤٠/١)

[3] الطبقات الكبرىٰ (٤٦/٧) [4] تجريد (٣٤٠/١) [5] الطبقات الكبرىٰ (٩٦/٨)

[6] اسد الغابه (٣٢٣٩) تجريد (٣٤٠/١) [7] اسد الغابه (٣٢٤٢) استيعاب (١٧٠٢) تجريد (٣٤٠/١)

ان کے بیٹے عمار صحابی ہیں۔ جب نبی ﷺ انہیں اذیتوں میں دیکھتے تو فرماتے: "آل یاسر! صبر سے کام لو، تمہارا مقام جنت ہے"۔ [1] لکھتے ہیں: حضرت عمار کے بھائی عبداللہ اسلام نہیں لائے۔ بقول ابوعمر: [2] عبداللہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ہیں اور ہجرت سے پہلے مکہ میں فوت ہوئے۔

۵۰۳۳ عبداللہ بن یامیل [3]

میں نے الصریفین کے قلم سے اعراب کے ساتھ لکھا دیکھا ہے اور عباس بن عقدہ نے حدیث "من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ" کے طرق جمع کرنے میں ان کا ذکر کیا ہے، جس کی سند یوں ہے: ابراہیم بن محمد (جو میرے خیال کے مطابق ابن ابی یحییٰ ہیں) عن جعفر بن محمد عن ابیہ و ایمن بن نابل ابن عبداللہ بن یامیل۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس کا میں دوست اس کا علی (رضی اللہ عنہ) دوست..... (حدیث) [4] ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۰۳۴ عبداللہ بن یزید [5]

ابن زید بن حصن بن عمرو..... انصاری خطمی۔ بقول الدارقطنی: یہ اور ان کے والد صحابی ہیں، بچپن میں بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ ابن ابی خیثمہ نے بحوالہ عبداللہ بن یزید انصاری جو صحابی رسول ﷺ ہیں، روایت کی ہے، عبداللہ بن احمد نے "زیادات کتاب الزہد" میں بطریق موسیٰ بن عبداللہ بن یزید خطمی روایت کی ہے کہ عبداللہ بن یزید یعنی صحابی رسول ﷺ سب سے زیادہ نمازیں پڑھتے اور (نفلی روزہ) صرف یوم عاشوراء کا رکھتے تھے۔ ان کی کنیت ابوموسیٰ تھی۔ نبی ﷺ سے حدیث نقل کی ہے۔ آپ سے مروی ان کی حدیث ترمذی [6] وغیرہ کی کتابوں میں ہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اُن سے مروی ان کی حدیث صحیحین [7] میں ہیں اور ابوایوب، ابومسعود، حذیفہ، قیس بن سعد اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت لی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا موسیٰ اور نواسہ عدی بن ثابت، شعبی، ابواسحاق، ابن سیرین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے تھوڑا ہی عرصہ مکہ کے گورنر رہے۔ پھر وہیں مقیم رہے اس سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معرکوں میں شریک رہ چکے تھے۔

ابن حبان [8] فرماتے ہیں: شعبی ان کے کاتب تھے جس عرصہ میں وہ کوفہ کے امیر تھے۔ الاثرم لکھتے ہیں: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا عبداللہ بن یزید کا صحابی ہونا صحیح ہے؟ رہا صحیح ہونا تو وہ ثابت نہیں۔ یہ روایت تو ابوبکر بن عیاش عن ابی حصین عن ابی بردہ عن عبداللہ بن یزید نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا..... اور یہ حدیث بغوی وغیرہ نے بطریق ابی بکر اسی سند سے نقل کی ہے۔ متن کے الفاظ یہ ہیں: "اس اُمت کا دنیاوی عذاب یہ ہے"۔ اسی میں ابن زیاد کے ساتھ ان کا واقعہ بھی ہے۔ ابن البرقی قوی سند کے ذریعہ عن عدی بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید بیعت رضوان اور بعد کے معرکوں میں شریک

---

[1] المستدرک (۳۸۳/۳) [2] استیعاب (۱۲۳/۳) [3] اسد الغابہ (۳۲۴۳) تجرید (۳۴۰/۱)

[4] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب (۳۷۱۳) مسند احمد (۱۵۲/۱) الصحیح لابن حبان (۶۹۳۱)

[5] اسد الغابہ (۳۲۴۵) تجرید (۳۴۱/۱) [6] ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء اللّٰھُمّ .....

[7] بخاری کتاب الاستسقاء باب الدعاء فی الاستسقاء قائما ..... (۱۰۲۳) مسلم کتاب الجهاد باب عدد غزوات النبی ﷺ (۱۴۳)

[8] الثقات (۱۶/۵)

ہوئے۔ جسر ابی عبید کے روز وہ قوم کے قاصد تھے۔ الاجری لکھتے ہیں: میں نے ابوداؤد سے پوچھا: کیا عبداللہ بن یزید صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: لوگوں کا کہنا ہے انہیں رؤیت حاصل ہے اور میں نے یہ بات ابن معین سے سنی ہے۔ ابوحاتم [1] فرماتے ہیں: نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ کے عہد میں بچے تھے، اگر ان کی روایت صحیح ہے تو وہ صحابی ہیں۔ بغوی کا قول ہے: کوفہ کے رہائشی تھے، وہیں ایک حویلی بنائی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

۳۰۳۵ عبداللہ بن یزید القاریٔ الانصاری [2]

بعض نے ان میں اور اُخطمی میں فرق کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قاری کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کس کی آواز ہے؟ لوگوں نے عرض کی: عبداللہ بن یزید انصاری ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس نے مجھے بھولی ہوئی آیت یاد دلا دی۔ [3] ابن مندہ لکھتے ہیں: غریب ہے، اسے ہشام بن عروہ نے عن ابیہ عن عائشہ بغیر قاری کے نام ذکر کی ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرق سے عن ہشام اسی طرح نقل کیا ہے اور بعض کے آخر میں لکھا ہے: عباد بن عبداللہ نے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ اضافہ نقل کیا ہے، نبی ﷺ نے تہجد پڑھی تو عبّاد کی آواز سنی یعنی ابن بشر لہٰذا تعدّد کا احتمال ہے۔ یعنی اگر افطس نے اسے یاد رکھا ہے تو وہ ضعیف ہے۔ ابن بشکوال کا بیان ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ''منتخب المسند'' میں بطریق حماد ابن سلمہ عن ابی جعفر اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جیسی ان کے کلام کی مراد لی ہے ایسی نہیں، جبکہ عبدالغنی کی کتاب المبہمات میں ہے انہوں نے حدیث کو بیان کیا ہے کہ حماد بن سلمہ وہ عبداللہ بن یزید خطمی ہیں۔

۵۰۳۶ عبداللہ بن یزید

ابن ضمرۃ البجلی۔ عبداللہ بن ضمرۃ البجلی میں ذکر ہوا ہے۔

۵۰۳۷ (ز) عبداللہ بن یزید الخَثعَمیّ

ابن ابی عاصم نے ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور پھر اہل شام کی فضیلت میں حدیث عبداللہ بن حوالہ کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اسی طرح طبرانی نے عن اخیہ زہیر عن محمد بن اشکاب نقل کی ہے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: عن یحییٰ بن ابی قلابہ عن سالم بن عبداللہ ابن عمر عن ابیہ محفوظ ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت امام احمد کی کتاب مسند میں عن ابی عامر العقدی عن یحییٰ بن ابی کثیر؛ اور اسے ابویعلی وغیرہ نے بطریق اوزاعی عن یحییٰ اسی طرح نقل کیا ہے۔ علی بن المدینی نے ''العلل'' میں سند صحیح عن نافع عن ابن غنم عن کعب الاحبار ان کا ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن ادریس کو ابوحاتم الرازی نے ضعیف کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (۱۹۷/۵) [2] اسد الغابہ (۳۲۴۶) تجرید (۳۴۱/۱) [3] بخاری کتاب فضائل القرآن

۵۰۳۸ (ز) عبداللہ الاسلمی وہی ابن حبیب پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۰۳۹ عبداللہ انصاری

۵۰۴۰ عبداللہ البکری [1] وہی ابن حریث، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۰۴۱ (ز) عبداللہ الثمالی [2] ابن عبد ہیں، پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۵۰۴۲ (ز) عبداللہ الحجّام یہ ابو ہند البیاضی ہیں، کنیتوں میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۰۴۳ (ز) عبداللہ الخثعمی

بقول ابو مالک: ابن مندہ نے عبداللہ نامی حضرات کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حدیث حبیب بن سلمہ میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۰۴۴ (ز) عبداللہ الخولانی [3]

ابو ادریس، عائذ اللہ بن عبداللہ شام کے فقیہ کے والد، عبداللہ بن عمرو میں اور ان کے والد کے نام میں اختلاف کا ذکر ہوا ہے۔

۵۰۴۵ عبداللہ الداری [4] وہی ابن برّ پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۰۴۶ عبداللہ الصنابحی [5]

ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام مالک [6] مؤطا میں عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن عبداللہ الصنابحی عن النبی ﷺ روایت کی ہے، فرمایا: جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو اس کی برائیاں دھل جاتی ہیں..... (حدیث) مؤطا کے اکثر راویوں کے نزدیک اسی طرح ہے۔ اور نسائی [7] نے اسے بطریق مالک نقل کیا ہے اور مطرّف کی کتاب اور اسحاق بن الطبّاع کی کتاب میں عن مالک اسی سند سے عن ابی عبداللہ الصنابحی باضافہ حرف کنیت لکھا ہے، جو شاذ ہے۔ ابن مندہ نے اسے بطریق ابی غسان محمد بن مطرف عن زید بن اسلم اسی سند سے عن عبداللہ الصنابحی امام مالک کی روایت کی طرح نقل کیا ہے اور ترمذی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے کہ امام مالک کو عن عبداللہ کہنے میں وہم ہوا ہے۔ وہ تو ابو عبداللہ ہیں اور یہی عبدالرحمٰن ابن عسیلہ ہیں۔ نبی ﷺ سے سماع نہیں کیا ہے، اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عبداللہ الصنابحی کا وجود ہی نہیں، جبکہ اس میں تامل ہے۔ چنانچہ سوید بن سعید نے عن حفص بن میسرہ عن زید بن اسلم اس کے علاوہ ایک اور حدیث نقل کی ہے جو اسی طرح عن عطاء بن یسار عن عبداللہ الصنابحی مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

---

[1] اسد الغابہ (۲۸۴۲) [2] اسد الغابہ (۲۸۴۹) استیعاب (۱۷۰۴) [3] اسد الغابہ (۲۹۲۱) استیعاب (۱۷۰۶)

[4] اسد الغابہ (۲۹۶۷) استیعاب (۱۷۰۸) [5] اسد الغابہ (۳۰۲۰) استیعاب (۱۷۰۹)

[6] مؤطا مالک کتاب الطهارة باب جامع الوضو (٦٢)

[7] نسائی کتاب الطهارة باب مسح الاذنین مع الراس و ما یتدل به (١٠٣)

کو فرماتے سنا کہ سورج شیطان کے دو سینگوں میں سے طلوع ہوتا ہے... [1] (حدیث)

اسی طرح یہ روایت الدار قطنی نے "غرائب مالک" نقل کی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے محمد بن جعفر بن ابی کثیر اور خارجہ بن مصعب نے زید سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زہیر بن محمد اور ابو غسان محمد بن مطرف نے عن زید بن اسلم اسی سند سے ایک اور حدیث عبداللہ الصنابحی سے بحوالہ عبادہ بن الصامت وتر کے بارے میں نقل کی ہے۔ اسے ابوداؤد نے درج کیا ہے۔ صنابحی کے ہاں ان دونوں حدیثوں میں بروایت ان تین افراد کے عن شیخ مالک آنا اس بارے میں امام مالک کے وہم کے یقینی ہونے کو ختم کرتا ہے۔ عباس بن محمد الدوری عن یحییٰ بن معین نقل کرتے ہیں، عبداللہ الصنابحی جن سے اہل مدینہ روایت کرتے ہیں لگتا ہے صحابی ہیں۔ ابن مندہ نے ابن ابی خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا: عبداللہ الصنابحی بقول بعض: ابو عبداللہ، لکھتے ہیں: اوروں نے ان کی مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: عن ابی عبداللہ۔ ابو عمر [2] کا بیان ہے: ابن معین سے اسی طرح کے الفاظ منقول ہیں، فرماتے ہیں: ان شاء اللہ ابو عبداللہ درست ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں اور ابو عبداللہ الصنابحی مشہور ہیں۔ وہ حضرت ابوبکر اور عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ صحابی نہیں ہیں۔ ادھر ابن قانع کو ان کے بارے بہت سخت وہم ہوا ہے، وہ سمجھے ہیں کہ ان کے والد الاعسر ہیں، لگتا ہے انہوں نے وہم سے انہیں الصنابح بن الاعسر سمجھ بیٹھے ہیں۔ جن کا ذکر حرف صاد میں ہوا ہے، ایسی بات نہیں جیسا ان کا وہم ہے۔

۵۰۴۸ عبداللہ العدوی [3]

ان کا سائب تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھا تھا، مصر فروکش ہوئے۔ ذہبی ان کے حالات میں ایسا ہی لکھا ہے جس میں تامل ہے کیونکہ ابو عمر نے لکھا ہے: عبداللہ بنی عدی کے ایک صاحب ہیں، ان کا نام سائب تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرضے کی ضمانت کے بارے میں حدیث ابی قتادہ کی طرح روایت کرتے ہیں۔ ان کی حدیث میں دینار بن کیسان ہے، ان کی حدیث ابن لہیعہ کی کتاب میں عن ابی قبیل مروی ہے، مصریوں میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: جو اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں، اور ان کی حدیث اسی اسناد سے مروی ہے وہ بنی عدی سے نہیں ہیں وہ تو بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن فتحون نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ غفاری ہیں، عدوی نہیں۔ ابن وہب نے یہی حدیث عن ابن لہیعہ نقل کی تو کہا: از بنی غفار، اور جیزی نے "مصر فروکش ہونے والے صحابہ" نامی کتاب میں بطریق اسد بن موسیٰ عن ابن لہیعہ، عن ابی قبیل (جن کا تعلق بن غفار سے ہے) ان سے بیان کیا ہے کہ ان کی والدہ انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، انہوں نے مہرۃ (مور خور ایک خشکی کا جانور جس کے جسم پر مچھلی کے سفنے جیسے چھلکے ہوتے ہیں، ایک چھلکا مہرہ کہلاتا ہے) پہن رکھا تھا، آپ علیہ السلام نے میرے اس مہرے کی تانت کاٹ دی اور فرمایا: تمہارے بیٹے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: السائب۔ آپ نے فرمایا:

---

[1] نسائی کتاب المواقیت باب الساعات التی نھی عن الصاۃ فیھا (۵۵۸) ابن ماجہ (۱۲۵۳) موطا مالک (۵۱۰) مسند احمد (۳۴۸/۴)

[2] استیعاب (۱۲۴/۳) [3] استیعاب (۱۷۱۲)

نہیں اس کا نام عبداللہ ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: ''عبداللہ الغفاری''۔ [1] ابن الاثیر فرماتے ہیں: انہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے حرف سین میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حدیث بطریق قتیبہ عن ابن لہیعہ بیان کی ہے لگتا ہے انہوں نے عبداللہ نامی حضرات میں ان کا ذکر کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عدوی اور ہیں۔ اس واسطے کہ ان کی روایت میں ان کی نام کی تبدیلی کا واقعہ نہیں ہے اور ان کی حدیث غفاری کی حدیث کے علاوہ ہے۔ واللہ اعلم

۵۰۴۹ عبداللہ الغفاری [2]

سابقہ قسم حرف سین میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۰۵۰ (ز) عبداللہ المزنی [3]

عشاء کی نماز کو عتمۃ کہنے کی ممانعت کے بارے میں جو حدیث ہے اس میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ابن مغفل ہیں، پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے اور اس سے نہیں خبردار کیا کہ یہ وہی ہیں۔

۵۰۵۱ (ز) عبداللہ المزنی

دوسرے۔ ابن عبداللہ بن عمرو بن ہلال ابو علقمہ۔ پہلے تذکرہ ہوا ہیں

۵۰۵۲ عبداللہ المزنی

اور ہیں، ان سے ان کا بیٹا یزید عقیقہ کی حدیث نقل کرتا ہے۔

۵۰۵۳ عبداللہ الیربوعی [4]

بغوی، ابن شاہین اور ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث ابو یعلی نے اپنی مسند میں درج کی ہے، سب نے بطریق عطوان عن جمرہ بنت عبداللہ یربوعیہ روایت کی ہے، فرماتی ہیں: ''مجھے میرے والد رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے....''۔ (حدیث) [5] ان شاء اللہ تعالیٰ حرف جیم حصہ خواتین میں (ت ۱۰۹۷۳ ج چہارم) تذکرہ ہوگا۔

۵۰۵۴ عبداللہ الیشکری [6]

عبداللہ بن المنتفق کے حالات میں ذکر ہوا ہے۔

۵۰۵۵ عبداللہ [7]

جن کا لقب حمار ہے۔ حرف حاء میں ان کا ذکر ہوا ہے، میں نے ان کا واقعہ حدیث عمر سے ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ یہ واقعہ

---

[1] اسد الغابہ (۳۹/۳) [2] اسد الغابہ (۳۱۱۶) [3] اسد الغابہ (۳۱۷۳) استیعاب (۱۷۱۱) [4] اسد الغابہ (۳۲٤٤) استیعاب (۱۷۱۳)
[5] استیعاب (۱۲۶/۳) [6] اسد الغابہ (۳۲۵۰) تجرید (۳٤۱/۱) [7] اسد الغابہ (۲۹۰۲) استیعاب (۱۷۰۵)

بطریق سعید بن ابی ہلال عن زید بن اسلم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ہے جسے ہشام بن سعد نے عن زید ابن اسلم عن ابیہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن حمار نامی ایک شخص لایا گیا جس پہ اور اس کے ساتھی پہ شراب نوشی کا الزام تھا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لے کر آتے اور اپنی باتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرتے تھے۔ [1] ابن عبدالبر [2] نے جزم و یقین سے لکھا ہے: یہ نعیمان کے بیٹے ہیں جن کا تذکرہ حدیث عقبہ بن حارث میں آتا ہے۔

میں کہتا ہوں: لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں شک کے ساتھ ابونعیمان یا ابن نعیمان لکھا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نعیمان کا واقعہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔ ہشام بن سعد کی روایت سے یہ فائدے کی بات معلوم ہوئی کہ عبداللہ خلافتِ فاروقی تک زندہ رہے۔

۵۰۵۶ عبداللہ

اکینہ کے والد۔ اکینہ کے حالات میں دیکھ لیا جائے، اس کے آخر میں ہے یہ عبداللہ بن حارث ہیں۔

۵۰۵۷ عبداللہ

جابر سلمی کے والد، عبیداللہ میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۰۵۸ عبداللہ [3]

قابوس کے والد، بے نسبت۔ اہلِ کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ نام میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے ایسا ہی ان کا عنوانِ سوانح لکھا ہے، پھر یہ روایت نقل کی کہ قابوس بن عبداللہ بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں، حضرت ام الفضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، پھر ایک واقعہ نقل کیا جس میں ہے ''(دودھ پیتے بچے کے پیشاب لگنے کی وجہ سے) لڑکے کے پیشاب پر چھڑکاؤ اور لڑکی کے پیشاب لگی جگہ کو دھویا جائے''۔ [4] اور بطریق مسعر عن سماک عن قابوس عن ابیہ بلا نام مروی ہے۔ ابونعیم ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: قابوس کے والد کا نام مخارق ہے پھر دوسری سند سے عن علی بن صالح روایت کی، اس کے سیاق میں فرماتے ہیں: عن قابوس الشیبانی عن ابیہ.... قابوس کے ان کے والد کے نام کے بارے میں المخارق اور ابوالمخارق بن سلم جیسے اقوال منقول ہیں۔

۵۰۵۹ (ز) عبداللہ

ابوظبیان کوفی کے دادا۔ قابوس بن ابی ظبیان الجَنْبِیّ کے والد۔ خطیب نے ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن رضی اللہ عنہ کے تل کو چومتے دیکھا۔ خطیب اپنی سند میں فرماتے ہیں: محمد بن ابی الازھر کذاب ہے۔ ابوظبیان کا نام حسین بن

---

[1] بخاری کتاب الحدود باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر (۶۷۸۰) [2] استیعاب (۱۲٤/۳) [3] اسد الغابہ (۳۱۲۰)

[4] ابوداود کتاب الطھارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب (۳۷۵) ابن ماجہ (۵۲۲) المستدرک (۱۶۶/۱) المعجم الکبیر (۲۵۲۶/۳) (۳۸/۲۵) جامع المسانید (۵۰۶/۱۶)

جندب ہے، ہمیں معلوم نہیں انہوں نے اپنے والد سے کوئی روایت کی ہو اور نہ یہ معلوم ہے کہ آیا ان کے والد اسلام لائے یا نہیں۔
بقول بعض: ابوظبیان کے والد کا نام حارث ہے۔

۵۰۶۰ عبداللہ [1] (محمد کے والد)

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث سہیل بن ابی صالح نے عن محمد بن عبداللہ عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے شراب کے عادی کے بارے میں نقل کی ہے۔ ابونعیم نے اسی طرح باضافہ ان الفاظ کے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی صحیح روایت وہ ہے جو سہیل نے عن ابیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ اس سے اس بات کی تردید نہیں ہوتی کہ سہیل نے یہ روایت دونوں طرح نقل کی ہے۔

۵۰۶۱ (ز) عبداللہ

ان کا نام عبدالحارث تھا، نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

۵۰۶۲ عبداللہ [2] (بے نسبت)

حجاج اسلمی سے ایک حدیث نقل کی ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں درج کی ہے۔ ذہبی نے ان کا الگ ذکر کیا ہے اور ابن المحب نے ''ترتیب المسند'' میں ان کی پیروی کی ہے۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن جعفر بحوالہ شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجاج بن حجاج اسلمی کو فرماتے سنا — اور وہ ان کے امام تھے — وہ بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابیٔ رسول ﷺ — حجاج فرماتے ہیں: میرے خیال میں عبداللہ ہیں — نبی ﷺ کے حوالے سے حدیث بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار (سخت گرمی) جہنم کی گرمائش ہے، جب گرمی زیادہ ہو جایا کرے تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو''۔ [3]

۵۰۶۳ (ز) عبداللہ ذوالطمرین

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابن ابی عاصم نے کتاب الدعاء کے آخر میں بطریق عبداللہ بن ربیعہ عن ابی ہریرہ عن النبی ﷺ نقل کیا ہے کہ ''عبداللہ ذوالطمرین کامیاب ہوا اگر وہ اللہ کی کوئی قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے''۔ [4] اسے محمد بن مصفی نے عن بقیہ عن صفوان بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ عَلَم ہو۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۱۶۹) [2] اسد الغابہ (۳۲۱۵) [3] مسند احمد (۳۶۸/۵)
[4] مرآۃ المفاتیح (۵۲۳۱)

ان حضرات کا تذکرہ جن کے نام میں لفظ "عبد" اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے یا کسی اور کی طرف منسوب ہو

۵۰۶۴ عبدالجبّار بن حارث [1]

ابوعبید الحدَسی ثم المناری۔ لخم کے بطن حدس کی طرف منسوب۔ ابن مندہ نے بطریق اسحاق بن سوید بحوالہ ابن عبدالجبار بن مالک روایت کی ہے کہ میں سرناۃ کی زمین سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں عربوں کا سلام "اَنْعِمْ صباحًا" پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے (اپنے رسول) محمد (ﷺ) اور ان کی اُمت کے لیے سلام کا لفظ بطور دعا سکھایا ہے"۔ میں نے عرض کی: "السلام علیک یا رسول اللہ"۔ تو آپ ﷺ نے جواب دیا، فرمایا: "تمہارا کیا نام ہے؟" میں نے کہا: الجبار بن حارث۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم عبدالجبار ہو"۔ پھر میں مسلمان ہو کر بیعت ہوا، کسی نے آپ ﷺ سے کہا: یہ مناری اپنی قوم کا شہسوار ہے تو آپ ﷺ نے مجھے سواری کے لیے ایک گھوڑا دیا، تو میں آپ ﷺ کی معیت میں جنگ کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔ آپ ﷺ کو جب میرے گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی نہ دی تو آپ ﷺ نے اس کا سبب پوچھا، میں نے عرض کی: مجھے معلوم ہوا ہے آپ ﷺ کو اس سے اذیت ہوتی تھی، اس لیے میں نے اسے آختہ (خصی) کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے اس فعل سے منع فرما دیا۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم بھی اپنے چچا زاد تمیم کی طرح رسول اللہ ﷺ سے کوئی سوال کر لیتے۔ میں نے کہا: انہوں نے جلدی پوچھا ہے یا بہت پہلے پوچھا ہے؟ لوگوں نے بتایا: قریب ہی۔ میں نے کہا: "قریب (یعنی دنیا) سے میں بے رغبت ہوں لیکن میں ان سے یہ سوال کروں گا کہ وہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے (شفاعت کے ذریعے) میری مدد کریں"۔ [2]

۵۰۶۵ عبدالجبّار بن شہاب

عبداللہ بن شہاب میں ذکر ہوا ہے۔

۵۰۶۶ عبدالجدّ بن ربیعہ [3]

ابن حجر بن الحکم الحکمی۔ ابن عبدالبر نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے۔ رشاطی بحوالہ ہمدانی لکھتے ہیں: عبدالجدّ بن ربیعہ بن حجری بن عوف بن المعتض بن حُیَیب (تصغیر ہے) ابن حرب (بروزن عمر) بن سفیان بن سلہم بن حکم بن سعد بن مَذحج الحکمی۔ ابن مندہ نے بعینہٖ ابن عبدالبر کی بات کی ہے، صرف یہ اضافہ ہے: اہل مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر یہ حدیث نقل کی ہے کہ عبدالجدّ بن ربیعہ بن حجر بن الحکم نبی ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ کے پاس یمن کے کچھ لوگ اور عیینہ بن حصن تھے۔ قوم کے لیے وہ

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۵۱) تجرید (۳۴۱/۱)

[2] جامع المسانید (۲۵۴۔۲۵۳/۸) اسد الغابہ (۹۷/۳) کنز العمال (۳۷۲۸۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۵۶/۱۴)

[3] اسد الغابہ (۳۲۵۲) استیعاب (۱۷۱۶) تجرید (۳۴۱/۱)

(مشروب) منگوایا تو سب لوگ اٹھ گئے، صرف نبی ﷺ اور ایک شخص رہ گیا جو آپ پہ کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھا، میں نے عرض کی: یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ حیاء ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل یمن کو عطا کی ہے اور تمہاری قوم کو اس سے محروم رکھا ہے"۔ [1] اسی طرح اس کتاب میں ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں درست یوں ہے، تو انہوں (یعنی عیینہ) نے کہا۔ اس پہ ابن عبدالبر [2] کا اعتماد ہے، وہ ان کے حالات میں لکھتے ہیں: نبی ﷺ کو سنا جس میں عیینہ بن حصن کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حیاء جیسی نعمت اہل یمن کو عطا کی ہے اور تمہاری قوم اس سے محروم ہے، مجھے دوسرے نسخے میں اسی طرح لکھا ملا ہے پھر لوگوں کے لیے پانی منگوایا جسے نبی ﷺ اور اس شخص نے ہی پیا جو آپ ﷺ کے سامنے پردہ کیے ہوئے تھا۔

۵۰۶۷ عبدالحارث بن انس [3]

ابن الدیان الحارثی، وثیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن اسحاق نے فرمایا: جب اہل نجران کو نبی ﷺ کے سانحۂ ارتحال کی خبر ملی تو ان لوگوں نے مرتد ہونے کا ارادہ کر لیا تو عبدالحارث بن انس جو ان کے سردار تھے، ان میں کھڑے ہو کر کہنے لگے: اہل نجران! جس نے تمہیں اس دین پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا اس نے تمہیں نصیحت کی اور جس نے تمہیں گمراہ ہونے کا حکم دیا وہ تم پہ چھا گیا.....۔ اور کہا: اللہ کے نبی تو تمہارے درمیان عاریت تھے جو فوت ہو گئے اب وہ کتاب باقی رہ گئی ہے جو وہ لے کر آئے تھے، لہٰذا اب اسی کا حکم اور اسی کی روک ٹوک قیامت تک چلے گی۔ اور اشعار سنائے جس میں سے چند یہ ہیں: ؏

"ہم الحمدللہ مذحج میں کھوپڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہترین دین والے حارث کے بیٹے جو مدر ہیں۔ اور ہم نبی ﷺ کے دین پر قائم ہیں جس چیز سے آپ ﷺ روک دیں ہم اسے حرام سمجھتے ہیں اور آپ کا حکم ہی چلتا ہے"۔

اس واقعے میں ہے کہ اہل نجران نے ان کی بات مان لی اور ان سے کہنے لگے: آپ بہترین نمائندے ہیں، اور آپ کی قوم بنی حارث سے تعلق رکھتی ہے۔ ابن فتحون نے بحوالہ وثیمہ اور ابن الاثیر [4] نے بحوالہ غسانی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے "التجرید" [5] میں ان کا نام عبدالرحمٰن نامی حضرات میں دہرایا ہے، لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن الحارث بن انس، نجران میں اسلام لائے۔ بقول بعض ان کے اشعار ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں ذکر کیا کہ کہاں سے نقل کیا ہے۔ احتمال ہے نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا ہو اور عبدالرحمٰن رکھ دیا ہو، لیکن ان کے نسب میں حارث کا ذکر غلط ہوا۔

۵۰۶۸ عبدالحارث بن زید [6]

ابن صفوان الضبی۔ عبداللہ بن زید میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۹۷/۳) [2] استیعاب (۱۲۶/۳) [3] اسد الغابہ (۳۲۵۳) تجرید (۳۴۱/۱)

[4] اسد الغابہ (۹۷/۳) [5] التجرید (۹۵) [6] تجرید (۳۴۱/۱)

۵۰۶۹ (ز) عبدالحارث

اس شخص کا نام عبدالحارث تھا جس نے صعب بن منقر کے لیے کنواں کھودا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ صعب کے سوانح میں گزر چکے ہیں۔

۵۰۷۰ عبدالحجر بن عبدمدان ✿

عبداللہ بن مدان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۵۰۷۱ عبدالحمید بن حفص ✿

ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی المخزومی۔ ابوعمرو۔ فاطمہ بنت قیس الفہریہ کے خاوند، کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ذکر ہونا ہے۔

۵۰۷۲ عبدالحمید بن خطّاب

ابن حارث، محمد بن حاطب جمحی کے چچازاد بھائی۔ حبشہ میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ والد وہیں حبشہ میں فوت ہوئے جبکہ ادھر ہجرت کر چکے تھے۔ علماء اہل نسب میں سے کسی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ زبیر کی کتاب میں یوں ہے: ''عبدالحمید بن محمد بن خطاب''۔ اگر یہ نسب محفوظ ہے تو پھر یہ ان کے چچا ہوئے جن کا زبیر نے ذکر کیا ہے۔ زبیر ہی کا بیان ہے کہ عبدالحمید کا ایک پوتا تھا جو ان کا ہمنام تھا عبدالحمید بن خطاب بن عبدالحمید بن محمد بن خطاب، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کے والی تھے تو وہ مدینہ کی پولیس میں شامل تھے۔ واللہ اعلم

۵۰۷۳ عبدخیر الحمیَریّ ✿

ان کی وفات کا ذکر پہلے حرف حاء قسم ثالث حوشب بن ظلیم کے حالات میں ہو چکا ہے۔ ان کا نام عبدشر تھا جسے نبی کریم ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے یہ ان عبدخیر الہمدانی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر اسی حرف کی قسم ثالث میں ہونا ہے۔ عبدالصمد دالحمصی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے ان میں اور ہمدانی میں فرق نہیں کیا، جبکہ درست فرق ہے۔

۵۰۷۴ عبد ربّہ بن حق ✿

عبداللہ بن حق میں ذکر ہوا ہے۔

✿ اسد الغابہ (۳۲۵۴) تجرید (۱/۳۴۲) ✿ اسد الغابہ (۳۲۵۵) تجرید (۱/۳۴۲)

✿ اسد الغابہ (۳۲۵۸) ✿ اسد الغابہ (۳۲۵۹) استیعاب (۸/۱۷) تجرید (۱/۳۴۲)

۵۰۷۵ (ز) عبد ربّه بن المرقّع

بن عمرو بن النزال بن مرّہ..... تمیمی سعدی۔ ابن السکن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کا نام عبدالعزیٰ تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدربہ رکھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدارک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

عبدالرحمٰن نامی حضرات

۵۰۷۶ عبدالرحمٰن بن اَبزیٰ [1]

الخزاعی۔ مولا ہونے کے ناتے۔ ان کے والد کا تذکرہ حرف ہمزہ میں ہو چکا ہے۔ رہے عبدالرحمٰن تو خلیفہ، یعقوب بن سفیان، امام بخاری اور ترمذی وغیرہ کا کہنا ہے: صحابی ہیں۔ ابوحاتم [2] کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوفی ہیں۔ ابن سعد اور ابوداؤد [3] نے بسندِ حسن عبدالرحمٰن بن ابزی کے حوالے سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھی۔ (الحدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خراسان کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور بطریق جعفر بن ابی المغیرہ عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی روایت کی ہے، فرمایا: ہم بیعت رضوان کے شرکاء میں سے آٹھ سو (۸۰۰) افراد جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے، جن میں سے ہمارے تین سو ساٹھ (۳۶۰) افراد شہید ہو گئے۔

ابن سعد نے ان کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نوجوان فوت ہونے والے لوگوں میں کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بروایت ابن ابی المجالد ثابت ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزی اور ابن ابی اوفیٰ سے سلف کے بارے میں پوچھا، دونوں نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غنیمتیں حاصل کرتے تھے۔ (حدیث)

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافع بن عبدالحارث خزاعی سے فرمایا: تم نے مکہ کا گورنر کسے بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کو۔ آپ نے فرمایا: تم نے مولا کو ان کا گورنر بنا دیا؟ انہوں نے کہا: وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے قاری ہیں، فرائض میراث کے عالم ہیں۔ ابویعلیٰ نے اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے، اس میں ہے: میں نے انہیں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا قاری پایا ہے۔ اسی میں ہے: وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کے بعد کوفہ رہنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے والد، ابوبکر، عمر، علی، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے ان کے دونوں بیٹے عبداللہ، سعید اور عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ، شعبی، ابومالک غفاری وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ابن حبان [4] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے پڑھا ہے: میں نے کسی کو ان کی موافقت کرتے نہیں دیکھا۔

میں کہتا ہوں: ابوبکر بن ابی داؤد نے فرمایا: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے صرف ایک تابعی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن جمہور کے قول پر اعتماد ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۶۰) استیعاب (۱۳۹۶) تجرید (۳۴۲/۱) [2] الجرح والتعدیل (۲۰۹/۵)

[3] ابوداود کتاب الصلاۃ باب تمام التکبیر (۸۳۷) [4] الثقات (۹۸/۵)

۵۰۷۷ (ز) عبدالرحمٰن بن ارقم [1]

العبدی ثم المحاربی ابوعبید بن المثنی نے وفد عبدالقیس میں نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۰۷۸ عبدالرحمٰن بن الارقم الزہری [2]

بقول بعض: عبداللہ کے بھائی۔ ابن شاہین اور عسکری کی بطریق عبداللہ بن سعید بن ابی ہند روایت ہے کہ مجھ سے انصار کے ایک شخص نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن الارقم بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کیا کرو، مسلمان کی بہترین خوراک سحری کھانا ہے، سحری کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پہ رحمت نازل کرتا ہے''۔ [3] ابن شاہین کے الفاظ بطریق یزید عن ابن سعید منقول ہیں، اور عسکری کی روایت میں بطریق الولید بن عمرو بن ساج عن ابن سعید عن عبدالرحمٰن میں ان انصاری کا ذکر نہیں جن کا نام نہیں لیا گیا اور عسکری نے بطریق عبدالرحمٰن بن قیس عن عبداللہ بن سعید عن محمد بن ابراہیم عن شماس (جو انصاری ہیں) عن عبدالرحمٰن روایت کی ہے۔

ابن ابی حاتم [4] ''الجرح والتعدیل'' میں لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن عثمان بن ارقم بن ابی الارقم کے دادا صحابی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے سحری کے بارے میں مرسل روایت کی ہے۔ ان سے محمد بن ابراہیم بن خارجہ بن ابی فضالہ بن قیس ابن ثابت بن قیس بن شماس روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس بنا پر عبدالرحمٰن کی نسبت پہلی روایات میں ان کے دادا کی طرف ہے اور جس انصاری کا نام نہیں لیا گیا وہ بروایت ابواحمد انصاری کے نام سے مشہور ہے، لیکن اس میں ان کے والد اپنے جدّ اعلیٰ کے دادا کی نسبت سے ذکر ہوئے ہیں۔ یوں ان کے درمیان پانچ پشتوں کا فاصلہ ہے، جس کا تقاضا ہے کہ صاحب عنوان شخصیت صحابی نہیں۔

۵۰۷۹ عبدالرحمٰن بن ازہر [5]

ابن عوف بن عبدالحارث بن زہرۃ الزہری۔ ابوجبیر کنیت ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے چچازاد بھائی۔ ابن مندہ نے امام بخاری، مسلم اور ابن کلبی کی پیروی میں ان کا یہی ذکر کیا ہے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: یہ عبدالرحمٰن بن عوف کے بھتیجے ہیں۔ یہ بات ان سے پہلے زبیر نے بیان کی ہے اور ابن عبدالبر [6] اسی پہ روانہ ہوئے۔ فرماتے ہیں: جس نے یہ کہا کہ یہ عبدالرحمٰن بن عوف کے چچازاد بھائی ہیں اسے وہم ہوا ہے، بلکہ یہ ان کے بھتیجے ہیں۔ اور یہ ابن ازہر بن عوف بن عبدعوف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اپنی تاریخ میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے وہ روایت نقل کی ہے اس میں ہے وہ حنین میں شریک ہوئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں بطریق معمر عن الزہری مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ازہر بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حنین میں لشکر کے امیر تھے، میں اس وقت بالغ تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میں آپ کے سامنے بھاگنے لگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۶۲) [2] تجرید (۳۴۲/۱) [3] مسند احمد (۱۲/۳) (۴۴/۳) اسد الغابہ (۱۰۰/۳)

[4] الجرح والتعدیل (۲۰۸/۵) [5] اسد الغابہ (۳۲۶۳) استیعاب (۱۳۹۷) تجرید (۳۴۳/۱) [6] استیعاب (۳۶۶/۲)

ابن ابی حاتم ✿ کی کتاب میں ہے: فتح مکہ کے سال بچپن میں نبی ﷺ کو دیکھا، آپ حضرت خالد کے پڑاؤ کے بارے میں دریافت فرما رہے تھے۔ اتنے میں آپ ﷺ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا جو نشے میں تھا، تو آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگوانے کا حکم دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ''مکہ میں'' وہم ہے، حدیث کے سیاق میں حنین ہے اور یہی محفوظ ہے۔ ابن سعد کا قول بعینہ السنن میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول جیسا ہے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹے عبدالحمید، عبداللہ اور ابوسلمہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور ابتلاء تک زندہ رہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: حرہ میں فوت ہوئے۔ صحیحین میں بطریق کریب مروی ہے کہ ابن عباس، سور بن مخرمہ اور اور عبدالرحمٰن بن ازھر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھنے کے لیے کسی کو بھیجا، اسی میں ہے آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیجا.... پھر عصر کے بعد نماز پڑھنے کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

۵۰۸۰ (ز) عبدالرحمٰن بن اسامہ ✿

ابن متین انصاری۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے پوتے ثعلبہ بن فرات بن عبدالرحمٰن بن اسلامہ بن قیس کے حالات میں فرماتے ہیں: ان کے دادا صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم ✿ نے ان کی خوشہ چینی کی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۰۸۱ عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ

ابن اسحاق ✿ کی حدیث جو بحوالہ عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ مروی ہے، اس میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں، بدر کے قیدیوں کو لایا گیا اور سودہ بنت زمعہ ان لوگوں کے پاس ان کے نوحہ گاہوں میں تھیں، پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ ابن مندہ یہی روایت نقل کرتے اور ان کا عنوان ''سوانح عبدالرحمٰن بن اسعد'' لکھتے ہیں۔ اور یہ حدیث یونس بن بکیر نے عن ابن اسحاق مغازی میں نقل کی ہے تو فرمایا: عن عبداللہ بن ابی بکر عن یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ، اور ابونعیم نے بطریق ابراہیم بن سعد عن ابن اسحاق اسی سند سے نقل کی تو کہا: عبدالرحمٰن بن سعد (شروع میں الف نہیں)۔ اسی طرح ابن شاہین نے ''مختصر السیرۃ'' میں عن ابن اسحاق نقل کیا ہے۔ اگر پہلی سند محفوظ ہے تو عبدالرحمٰن بن اسعد صحابی ہیں۔ اس واسطے کہ ان کے والد ہجرت کے پہلے سال فوت ہوئے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ اور اگر دوسری سند محفوظ ہے تو یہ مرسل ہے، اس لیے کہ عبدالرحمٰن تو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سعد بن زرارہ کے حالات میں بیان ہوا ہے۔ ابونعیم کے علاوہ کسی نے اس حدیث کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن سعد کا صحابہ میں نہیں ذکر کیا ہے۔ کنیتوں میں بھی ان کا ذکر ہوگا، جن لوگوں کی کنیت ابوزرارہ ہے۔

۵۰۸۲ عبدالرحمٰن بن الاسود ✿

ابن عبدیغوث بن عبدوہب بن عبدمناف بن زہرہ قرشی زہری ابومحمد، بقول زبیر بن بکار: ان کے والد استہزاء کرنے والوں میں سے تھے۔ ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے۔ یہی بات عبدالرزاق بسند صحیح عن عکرمہ نقل کی ہے۔ ابن حبان ✿ ''الصحابہ'' میں لکھتے ہیں،

✿ الجرح والتعدیل (۲۰۸/۵) ✿ اسد الغابہ (۳۲۶۴) تجرید (۳۴۳/۱) ✿ الجرح والتعدیل (۲۱۰/۵)

✿ السیرۃ النبویہ (۲۱۶/۲) ✿ اسد الغابہ (۳۲۶۵) تجرید (۳۴۳/۱) ✿ الثقات (۲۵۸/۳)

بقول بعض: صحابی ہیں۔ اور تابعین میں دوبارہ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں: جو انہیں عبداللہ کہتا ہے اسے وہم ہوا ہے۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ خلیفہ نے انہیں عبداللہ بن زبیر وغیرہ نوجوان صحابہ کے ساتھ ملایا ہے۔ ابن البرقی کا بیان ہے، بقول بعض: جاہلیت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مکہ میں پیدا ہوئے عسکری بحوالہ مطین فرماتے ہیں: صحابیٔ رسول ﷺ ہیں۔ ابو حاتم [1] فرماتے ہیں: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ ابن سعد اور مسلم کا قول ہے: عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ مسلم نے تابعین کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس ناراضگی سے منع فرمایا ہے۔ [2] ذہلی کی کتاب الزہریات میں بسند صحیح مروی ہے کہ فتح دمشق میں اس لشکر کے ساتھ شریک ہوئے جس میں عمرو بن عاص تھے۔ بغوی ''معجم الصحابہ'' میں روایت کرتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ ہوا تو آپ ﷺ نے خطاب میں اہل عراق کا ذکر کیا کہ ان پہ عبدالرحمٰن بن الاسود کو امیر مقرر کرنا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں جو دو رکعتیں پڑھتا ہوں وہ مجھے گورنری سے کہیں زیادہ محبوب ہیں۔

انہیں نبی ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر اور ابی بن کعب سے روایت حاصل ہے۔ ان سے عبداللہ بن عدی بن الخیار (جو نسب کے لحاظ سے ان کے قریبی ہیں) ابوسلمہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ ایک جماعت نے انہیں ثقہ لکھا ہے۔ میں نے مغلطائی کی تحریر سے پڑھا ہے: بغوی کی کتاب میں ہے: ام مروان (ام رومان) کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہوتے ہیں۔ بغوی نے یہ بات عبدالرحمٰن کے لیے نہیں بلکہ اس حدیث کے راوی جو عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کے لئے ہے جو طفیل بن حارث ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں امیر معاویہ کو مخاطب کرتے ہیں: ؎

''بنی ہاشم، نبی ﷺ کا خاندان اور میری اولاد، مجھے انہوں نے دوبار لگا تار جنا ہے جو رشتہ میرے اور محمد (ﷺ) کے درمیان ہے ان کے پاس میری محبت کو واضح اور اعلان کرتے ہوئے لایا ہے''۔

۵۰۸۳ عبدالرحمٰن بن اُشَیم [3] الانماری

بقول ابن ابی حاتم: [4] صحابی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے: بقول بعض صحابی ہیں۔ ابن حبان [5] الصحابہ میں لکھتے ہیں: انہیں رؤیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ہمیں ان کے صحابی ہونے کا پتہ صرف حدیث سلمہ بن وردان سے چلتا ہے۔ پھر بطریق یونس بن یحییٰ عن سلمہ بن وردان روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس، سلمہ بن الاکوع اور عبدالرحمٰن بن اُشَیم کو دیکھا۔ یہ سب نبی ﷺ کے صحابہ ہیں۔ اپنے سفید پر کوئی خضاب نہ لگاتے تھے۔ [6] واقدی نے اسے اسی طرح سلمہ سے نقل کیا ہے اور ابن السکن

---

[1] الجرح والتعديل (٢١٢/٥)

[2] بخاري كتاب الادب باب الهجرة و قول النبي ﷺ لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث (٦٠٧٣، ٦٠٧٤)
جامع المسانيد (٢٧٤/٨) مختصر تاريخ دمشق (٢١٥/١٤)

[3] اسد الغابه (٣٢٦٧) استيعاب (١٣٩٨) تجريد (٣٤٤/١) [4] الجرح والتعديل (٢١٥/٥)

[5] الثقات (٢٥٧/٣) [6] اسد الغابه (١٠٣/٣) جامع المسانيد (٢٧٥/٨)

نے یہ روایت بطریق ضمرہ انس بن عیاض عن سلمہ نقل کی ہے۔

۵۰۸۴ عبدالرحمٰن بن اُمَیّہ

ابن ابی عبیدہ بن ہمام التیمی۔قریش کے حلیف۔یعلی بن امیہ جو ابن فیہ کے نام سے مشہور ہیں، ان کے بھائی، ابن فتحون نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔عبدالرزاق نے عن ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابی یعلی بن امیہ عن ابیہ روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن نے ایک شخص سے سو اونٹنیوں کے بدلے ایک گھوڑا خریدا، پھر وہی بیچنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگا: یعلی اور اس کے بھائی نے مجھ سے گھوڑا چھین لیا ہے....پھر ایک واقعہ نقل کیا۔اور ہم پہلے بارہا بتا چکے ہیں جو ایسا ہو کہ اس نے دورِ نبوی پایا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہا ہو خواہ قریشی ہو یا ان کا حلیف وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔

۵۰۸۵ (ز) عبدالرحمٰن بن انس

عبدالحارث بن انس کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے فرمایا تھا: ''تم عبداللہ ہو''۔ بقول بعض: عبدالرحمٰن۔

۵۰۸۶ عبدالرحمٰن بن بُجَید [1]

ابن وہب بن قیظی بن قیس بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ انصاری مدنی۔بقول ابن ابی داؤد صحابی ہیں۔ابن ابی حاتم [2] لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں۔علامہ ابن حبان [3] فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔پھر ثقات التابعین میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں آیا صحابی ہیں یا نہیں۔ابوعمر [4] کا قول ہے: دورِ نبوی پایا ہے، جہاں تک میرا خیال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں کیا ہے۔ان کے صحابی ہونے میں تامّل ہے۔البتہ انہوں نے روایت کی ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے، علم کے حوالے سے ان کا ذکر ہوتا ہے۔میں نے محدثین کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ان کے والد کا ذکر صحابہ میں کیا ہو۔شاید وہ اسلام لانے سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور انہیں بچپن میں یتیم چھوڑ مرے ہوں۔ادھر ابوداؤد، ابن مندہ اور قاسم بن اصبغ نے حدیثِ قسامہ بطریق محمد بن اسحاق عن محمد بن ابراہیم التیمی عن عبدالرحمٰن بن بجید نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے۔محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: سہل بن ابی حثمہ ان سے زیادہ عالم نہ تھے، لیکن عمر میں ان سے بڑے تھے۔

سہل کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آٹھ (۸) سال کے تھے۔شاید وہ عبدالرحمٰن سے سال بھر بڑے ہوں۔سنن ثلاثہ کے مؤلفین نے بروایت سعید المقبری بواسطہ ان کے بحوالہ ان کی دادی ام بجید روایت کی ہے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے والی خواتین میں سے ہیں) فرماتی ہیں: اللہ کے رسول! مسکین میرے دروازے پہ کھڑا ہوتا ہے.....(حدیث)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ابن مندہ کی کتاب میں جہاں وہ عبدالرحمٰن بن بجید کے حالات بیان کرتے ہیں کے بعد عن عبدالرحمٰن بن محمد بن قیظی لکھا ہے: یہ ابن قیظی ہیں۔پھر مجدعہ تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔ابونعیم نے ان پہ

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۶۹) استیعاب (۱۳۹۹) تجرید (۳٤٤/۱) [2] الجرح والتعدیل (۲۱٤/۵)
[3] الثقات (۲۵۷/۳) [4] استیعاب (۳٦۷/۲)

اعتراض کیا ہے اور ابن الاثیر مرحوم [1] نے ان کی خوشہ چینی کی ہے۔ جو مجھے کاتب کی لفظی غلطی لگتی ہے یا سہوِ قلم ہے۔ اس واسطے کہ ان جیسی شخصیت ان کے ایسے صاحب علم سے مخفی نہیں رہتی۔

۵۰۸۷ عبدالرحمٰن بن بدیل [2]

ابن ورقاء الخزاعی۔ ان کے بھائی عبداللہ بن بدیل کے ساتھ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۰۸۸ عبدالرحمٰن بن بشیر [3]

یا بشر انصاری۔ باوردی و ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق سیف بن محمد عن السری بن یحییٰ عن الشعبی بحوالہ عبدالرحمٰن بن بشیر روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ضرور تمہیں قرآن کی تفسیر پر مارے گا جیسے میں نے اس کے نازل ہونے پر مارا ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! وہ میں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ جوتا مرمت کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی ﷺ کا جوتا مرمت کر رہے تھے، ہم نے انہیں خوشخبری دی۔ [4] ابن مندہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں "عبدالرحمٰن بن ابی سارہ" ہیں۔ ان کا گمان بعید نہیں۔ اگرچہ دوسرے صاحب کی حدیث بطریق السری عن الشعبی بحوالہ ان کے مروی ہے اور طبرانی نے بطریق عبدالملک بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن بشیر ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے تین نابالغ بچے فوت ہوئے وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا، صرف پل صراط پر سے گزرتے ہوئے"۔ بعض کا خیال ہے: یہ عبدالرحمٰن بن بشیر بن مسعود ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ وہ تابعی ہیں اور ابو مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی بعض روایات مرسل ہیں، جیسا کہ میں قسم رابع میں بیان کروں گا۔ اور انہوں نے صراحت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔

۵۰۸۹ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق [5]

ابن ابی قحافہ۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عثمان میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۰۹۰ (ز) عبدالرحمٰن بن بیجان

بقول بعض باء کی جگہ سین "سیجان"، ایک قول ہے: نیجان۔ ابوعقیل صاع والے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب ان کے جدامجد تک بیان کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ثعلبہ میں بیان ہوگا۔

---

[1] اسد الغابہ (۱۰۳/۳)

[2] اسد الغابہ (۳۲۷۰) استیعاب (۱۴۰۰) تجرید (۳۴۴/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۲۷۱) استیعاب (۱۴۰۱) تجرید (۳۴۴/۱)

[4] مسند احمد (۳۱/۳) المستدرک (۱۲۳/۳) الصحیح لابن حبان (۶۹۳۷) مجمع الزوائد (۱۳۳/۹) جامع المسانید (۲۷۷/۸)

[5] استیعاب (۱۴۰۲)

۵۰۹۱ عبدالرحمٰن بن ثابت[1]

ابن الصامت بن عدی بن کعب بن انصاری مدنی۔ امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد دورِ جاہلیت میں فوت ہوگئے تھے۔ یہ سارا کچھ ابن الاثیر[1] مرحوم کا بیان کردہ ہے اور انہوں نے تینوں کا حوالہ دیا ہے۔ البتہ ابن عبدالبر[1] نے یہی کچھ ذکر کیا ہے۔ صرف وہ بات نہیں لکھی جو امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ان کے نسب میں ذکر کی ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے: صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور نسب میں ابن عبدالاشہل کا اضافہ کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے امام بخاری اور مسلم رحمۃ اللہ علیہما کے نسب کو ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ابن مندہ کا کلام ذکر کیا ہے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے: اس میں تردد ہے، کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، صرف ان راویوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ کے بعد ہیں۔ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت عن ابیہ نقل کرتے ہیں۔ ان کی حدیث صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم[2] نے ان کی پیروی میں کہا ہے: عبدالرحمٰن بن ثابت کے بارے میں، میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک وہ منکر الحدیث ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ضعفاء میں شامل کرتے ہوئے لکھا ہے: ان کی حدیث لکھی جائے گی، ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں اور وہاں سے تحویل ہوگی۔ ابن عدی کا قول ہے: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول صحیح نہیں۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع صحیح نہیں۔ اور جو بات مغلطائی نے نقل کی ہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب التاریخ میں ہے۔ رہی ان کی وہ کتاب جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے، ہمیں اس سے واقفیت نہیں۔ بغوی ان سے اکثر نقل کرتے ہیں اور ابن مندہ وغیرہ نے ان کی خوشہ چینی کی ہے۔ اور جس حدیث کی طرف ان حضرات کا اشارہ ہے اس کی علت ثابت الصامت کے حالات میں حرف ثاء کے تحت بیان کر چکا ہوں۔ اور وہاں ابن سعد اور ان کے خوشہ چینوں کی بات نقل کر چکا ہوں۔ صرف ابن قانع کی کتاب میں الصامت کے حالات میں والد ثابت لکھا ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ کی کتاب میں ہے۔ اس کا سب سے صحیح طریق وہ ہے جو ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: عن عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت عن جدہ، اور بعض طُرق میں ہے: عبداللہ بن عبدالرحمٰن، آخری قسم میں ذکر ہوگا۔ رہی ابن سعید کی بحوالہ ابن کلبی اور ان دونوں کے متبعین کی بات کہ ثابت بن الضحاک دورِ جاہلیت میں فوت ہوگئے تو ان کی مراد عبادہ بن الصامت کے والد سے ہے اور وہ اشہلی ہیں، اور انہیں اشہل کی طرف منسوب بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۰۹۲ عبدالرحمٰن بن ثابت[2]

ابن قیس بن شماس انصاری۔ نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ انہوں نے ابن مندہ اور ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق الربیع بن بدر عن یونس بن عبید عن الحسن روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مشرکوں سے ملنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سنائی:

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۷۲) استیعاب (۱۴۰۳) تجرید (۳۴۴/۱) [1] اسد الغابہ (۱۰۴/۳) [1] استیعاب (۳۷۰/۲)

[2] الجرح والتعدیل (۲۱۸/۵) [2] اسد الغابہ (۳۲۷۳) تجرید (۳۴۴/۱)

"آپ ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کا دوست نہیں پائیں گے"۔ [1]

اور الربیع ضعیف راوی ہے۔ ان کے والد ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، اور وہ اکابر صحابہ میں سے تھے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۵۰۹۳ عبدالرحمٰن بن ثابت

ابن المنذر بن حرام انصاری خزرجی حسان ساعدی کے بھائی۔ السدّی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فوت ہوئے، اور ورثاء میں ایک بیوی اور پانچ بھائی چھوڑے۔ انہوں نے ان کا مال لے لیا اور ان کی اہلیہ کو کچھ نہ دیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کر دی جس پر یہ آیت میراث نازل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: میں نے کسی اور کی کتاب میں یہ بات نہیں دیکھی اور نہ اہل نسب نے حسان کا عبدالرحمٰن نامی کوئی بھائی ذکر کیا ہے۔

۵۰۹۴ عبدالرحمٰن بن ثوبان [2]

العامری، مولات ہونے کے ناتے۔ محمد کے والد۔ طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شیبان بن عبدالرحمٰن عن یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: "اس بستی میں دو قبلے مناسب نہیں"۔ (حدیث) [3] ان کی ایک اور حدیث ان کے والد ثوبان کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: ان کی حدیث مرسل ہے۔

۵۰۹۵ عبدالرحمٰن بن جابر العبدی [4]

وفد عبدالقیس کے شرکاء میں سے ہیں۔ عبداللہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۰۹۶ عبدالرحمٰن بن جاریہ انصاری

ابن مندہ فرماتے ہیں: ابو مسعود الرازی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور عن ابی عامر العقدی عن افلح بن سعد عن محمد بن کعب القرظی عن ابی سلیط عن عبدالرحمٰن بن جاریہ روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابردوا بالظهر" جب سخت گرمی ہوا کرے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ [5]

---

[1] سورة المجادلة (۲۲) [2] اسد الغابه (۳۲۷۴) تجرید (۳٤٤/۱)
[3] المصنف لابن ابی شیبه (۲۷۱/۱۲) مجمع الزوائد (۲٦۱/٦) جامع المسانید (۲۹۲/۸)
[4] اسد الغابه (۳۲۷۵) تجرید (۳٤٥/۱)
[5] مسلم کتاب المساجد باب استحباب الابراد بالظهر (۱۸۰) ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی وقت الصلاة (٤۱۲) ترمذی (۱۵۷) نسائی (٤۹۹) ابن ماجه (٦۷۹ ـ ٦۸۱)

میں کہتا ہوں: اسی طرح اسحاق بن راہویہ نے یہ روایت اپنی مسند میں عن ابی عامر العقدی اور طبرانی وابونعیم نے اسی سند کے ذریعے ان سے نقل کی ہے۔ ان کے والد حارثہ کا نام ابن مندہ اور ابونعیم کی کتابوں میں ہے، جس کی ابواحمد العسکری نے تردید کی ہے۔ وہ عبدالرحمٰن بن زید بن جاریہ کے حالات میں صحابہ میں بیان کرتے ہیں۔ اور ان کی ایک حدیث بیان کی جس میں اپنے دادا کی نسبت سے مذکور ہیں۔ اور ان عبدالرحمٰن بن یزید کا نبی ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔ انہوں نے اس کی کوئی دلیل نہیں بیان کی کہ ابومسعود نے ان کا نسب ان کے دادا کے حوالے سے لکھا ہے۔ صرف طبرانی نے مذکورہ حدیث عبدالرحمٰن بن یزید کے حالات میں درج کی ہے۔ قسم ثانی میں عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ کے حالات میں بیان ہوئے ہیں، کیونکہ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے دور میں قتل ہوئے۔

۵۰۹۷ عبدالرحمٰن بن جبر *

ابن عمرو بن زید الاوسی الحارثی ابوعیسیٰ کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیت میں تذکرہ ہونا ہے۔ امام مسلم نے ان کا نام بتایا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔

۵۰۹۸ (ز) عبدالرحمٰن بن جحش اسدی

اموی نے مغازی میں عن ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے کہ قدیم الاسلام ہیں۔ اوروں کا کہنا ہے: یہ ابواحمد کا نام ہے جن کا تذکرہ کنیتوں میں ہونا ہے۔

۵۰۹۹ (ز) عبدالرحمٰن بن جندب العبدی

از بنی الدئل بن عمرو، اپنی قوم کے معزز آدمی تھے۔ یہ بات ابوعبیدہ معمر بن المثنی نے ذکر کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ رشاطی ''الانساب'' میں لکھتے ہیں: ابوعمر، اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۵۱۰۰ (ز) عبدالرحمٰن بن الحارث

ابن امیہ الاصغر ابن عبدشمس بن عبدمناف، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی عبداللہ بن الحارث کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۱۰۱ (ز) عبدالرحمٰن بن الحارث *

ابن ہشام بن المغیرہ المخزومی۔ ابوبکر کے والد، جو اہل مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں۔ انہیں رؤیت حاصل ہے۔ بقول بعض: نبی ﷺ کے دور میں دس سال کے تھے، جو وہم ہے۔ اس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثانی میں ان کے حالات میں بیان ہوگی۔

---

* اسد الغابہ (۳۲۷۶) تجرید (۳۴۵/۱)

* اسد الغابہ (۳۲۷۷) استیعاب (۱۴۰۵) تجرید (۳۴۵/۱)

۵۱۰۲ عبدالرحمٰن بن الحارث بن انس، عبدالحارث میں ذکر ہوا ہے۔

۵۱۰۳ عبدالرحمٰن بن حارثہ ✿ قریب میں ابن ابی جاریہ کے حالات میں۔

۵۱۰۴ عبدالرحمٰن بن حاطب ✿ ابن ابی بلتعہ اللخمی

ایک جماعت نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ امام بخاری، مسلم، ابن سعد ✿ اور جمہور نے تابعین میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کی انتہائی ضعیف حدیث بیان کی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ انہیں رؤیت نصیب ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قسم ثانی میں ان کے حالات بیان ہوں گے۔

۵۱۰۵ عبدالرحمٰن بن حبیب الخطمی ✿

ابوموسیٰ نے بحوالہ خطیب ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں۔ ان کے والد حبیب کا ذکر اور ان کے نسب کا سیاق اُن کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ عہد نبی ﷺ میں فوت ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ موسیٰ بن عبدالرحمٰن الخطمی کے والد ہوں جن کا ذکر بعد میں ہونا ہے۔

۵۱۰۶ عبدالرحمٰن بن حزن ✿

ابن ابی وہب المخزومی۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے چچا۔ دورِ نبوی ﷺ پایا ہے، اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ (ابوعمر) ✿

میں کہتا ہوں: کتاب النسب میں زبیر بن بکار کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن جنگ یمامہ میں جنگ کرنے اور اس میں شہادت پانے کی عمر سے چھوٹے تھے۔ حزن بن ابی وہب کا ذکر کرنے کے بعد وہ فرماتے ہیں: میں نے ضحاک بن عثمان کی تحریر پڑھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کی طرف روانہ کیا.... پھر ام قرفہ بنت ربیعہ بن بدر کے قتل اور اس کی بیٹی کے قیدی بنائے جانے کا واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے: نبی ﷺ نے سلمہ بن اکوع سے اس (عورت) کی بیٹی مانگ کر ان کے ماموں حزن بن ابی وہب کو ہدیے میں دے دی، وہ لڑکی مشرکہ تھی اور اس وقت وہ بھی مشرک تھے تو ان کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے اھ۔ یوں جنگ یمامہ میں عبدالرحمٰن کا سن چھ یا اس سے کم کا ہوا۔ اس کے بعد زبیر فرماتے ہیں: حزن بن ابی وہب کی اولاد سے حکم بن حزن ہیں، جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ میتب، عبدالرحمٰن، سائب اور ابومعبد ان سب کی والدہ ام حارث عامریہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ جن عبدالرحمٰن کا ذکر ابوعمر نے کیا ہے وہ وہی عبدالرحمٰن ہوں جن کی والدہ ام الحارث ہیں، اور وہ ان عبدالرحمٰن سے بڑے ہوں جن کی والدہ ام قرفہ کی بیٹی تھی۔ واللہ اعلم

✿ اسد الغابہ (۳۲۷۸) تجرید (۳۴۵/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۲۷۹) استیعاب (۱٤۰٦) تجرید (۳٤٥/۱)

✿ الطبقات الکبریٰ (٤٦/٥) ✿ اسد الغابہ (۳۲۸۰) تجرید (۳٤٥/۱)

✿ اسد الغابہ (۳۲۸۱) استیعاب (۱٤۰۷) تجرید (۳٤٥/۱) ✿ استیعاب (۳۷۱/۲)

۵۱۰۷ عبدالرحمٰن بن حَسَنَہ [1]

شرجبیل کے بھائی۔ وہ ابن المطاع میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۱۰۸ عبدالرحمٰن بن حنبل الجمحی [2]

مولا ہونے کے ناتے کلدہ کے بھائی۔ بقول ابن کلبی: ان کے والد یمنی تھے، مکہ آ گئے جہاں ان کے ہاں کلدہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ وہ دونوں صفوان بن امیہ بن خلف جمحی کے پاس رہتے تھے۔ ابن سعد نے بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن سیاہ فام تھے۔ ابن ابی خیثمہ بحوالہ مصعب زبیری بیان کیا ہے کہ وہ صفوان کے ماں شریک بھائی تھے۔ ان سب کی والدہ صفیہ بنت معمر ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں، علائی بحوالہ مصعب زبیری فرماتے ہیں: کلدہ اور عبدالرحمٰن مسلمانانِ فتح مکہ میں سے تھے۔ حنین کے دن جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے تو کلدہ کا صفوان بن امیہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ مشہور ہے۔

قدامی ''فتوح الشام'' میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح اجنادین کی خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔ ابن خالویہ فرماتے ہیں: سیف الدولہ نے میری طرف خط بھیجا جس میں دمشق کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ عربی ہے یا عجمی؟ یہاں تک کہ کہا کہ عبدالرحمٰن بن حنبل جمحی نے کہا، اس وقت وہ یزید ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی فوج میں تھے: ع

''ہماری طرف سے ابوسفیان کو یہ پیام پہنچا دو کہ جس بہترین حالت میں کسی لشکر کو ہونا چاہیے ہم اس میں ہیں۔ ہم دمشق کے دونوں دروازوں پر تیر اندازی کر رہے ہیں اور دمشق کے دونوں دروازوں سے اس کا وقت قریب ہوگیا''۔

علائی بحوالہ مصعب نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بڑے ہجو یہ شاعر تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ انہوں نے اشعار میں ان کی ہجو کی ہے: ع

''بندوں کے رب اللہ تعالیٰ کی میں قسم کھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ نہیں پیدا کی — اور ایک روایت میں رب العباد کی جگہ ''جھد الیمین'' ہے — اور تم ہمارے لیے فتنہ بن کر پیدا ہوئے ہو، تاکہ تمہارے ذریعہ ہماری یا تمہاری آزمائش ہو۔ [3] تم نے دھتکارے ہوئے کو بلا کر نزدیک کر لیا جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے اور جو مالِ غنیمت اشعر تمہارے پاس لائے وہ تم نے قریبی لوگوں کو دے دیا، دونوں امینوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نے ہم سے راستے کا وہ مینار بیان کر دیا جس پر چل کر ہدایت ملتی ہے''۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں خیبر کی جیل میں ڈال دیا۔ مرزبانی نے الشعراء میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں کہ انہوں نے جیل میں کہا: ع

---

[1] اسد الغابہ (۳۲۸۳) استیعاب (۱۴۰۸) [2] اسد الغابہ (۳۲۸۶) استیعاب (۱۴۰۹) تجرید (۳۴۶/۱)

[3] اسد الغابہ (۱۱۱/۳)

''میں اللہ سے شکایت کرتا ہوں نہ کہ لوگوں سے سوائے ابوحسن کے میں سخت طوق کی مصیبت جھیل رہا ہوں، خیبر کے پست حصے کی گہرائی میں ایسے لگتا ہے جیسے یہ کسی قبر کی جانبیں ہیں جنہیں کسی لحد کھودنے والے لحد (بغلی قبر) کی شکل دے دی ہو۔ میں نے اگر حق بات کہی یا کسی امانت کا پرچار کیا تو کیا مجھے قتل کر دیا جائے گا؟ اگر حق کا اعلان کرنے والا مر گیا تو حق کا محافظ کون ہوگا''۔

بقول بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سفارش کی تو آپ نے انہیں چھوڑ دیا، پھر یہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے، اس کے بعد جنگ صفین میں شرکت کی اور وہیں شہادت پائی[1]۔

۵۱۰۹ عبدالرحمٰن بن حیّان المحاربی العبدی

ان کے بھائی الحکم بن حیان کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۱۱۰ (ز) عبدالرحمٰن بن خارجه

ابن حذافہ السہمی، ان کے والد کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے۔ زبیر بن بکار عثمان بن الحویرث الاسدی کے حالات میں جو ذکر کیا ہے اس سے ان کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

۵۱۱۱ عبدالرحمٰن بن خباب السلمی[1]

بصرہ فروکش ہونے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں روایت کرتے ہیں، جب انہوں نے ''جیش العسرہ'' (غزوۂ تبوک کے موقع پر) سامان مہیا کیا تھا، ان کی روایت میں خود انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی صراحت کی ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور ترمذی[2] وغیرہ نے یہ حدیث بروایت فرقد ابی طلحہ نقل کی ہے۔ الدوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ان کے متعلق ابن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کی ہے۔ بقول بعض: یہ ابن خباب بن الارت ہیں، فرماتے ہیں: یہ میرا گمان ہے اور بغوی نے جب دوری سے یہ بات نقل کی تو فرمایا: ایسا نہیں جیسا ان کا گمان ہے۔ کیونکہ ابن الارت تمیمی ہیں۔ اور یہ سلمی ہیں، جیسا کہ کسی طریق کے ذریعے ان سے مروی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہیں کی۔ ابن حبان[3] نے جب ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا تو ان کا نسب انصاری بیان کیا ہے اگر یہ روایت محفوظ ہے تو یہ سلمی (سین کے زبر سے) ہیں۔ واللہ اعلم

۵۱۱۲ عبدالرحمٰن بن خُبَیب[4]

الجهنی۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مدینہ کے رہائشی تھے۔ اور پھر یہ روایت نقل کی ہے کہ معاذ بن عبدالرحمٰن الجہنی بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لڑکا سمجھدار ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو''۔ بغوی کے حوالے سے یہ

---

[1] اسد الغابه (٣٢٨٨) استیعاب (١٤١١) [2] ترمذی كتاب المناقب باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (٣٧٠٠)
[3] الثقات (٢٥٣/٣) [4] استیعاب (١٤١٢) تجرید (٣٤٦/١)

روایت ابن قانع نے نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر [1] کا قول ہے: میرے خیال میں یہ عبداللہ بن خبیب کے بھائی ہیں۔
میں کہتا ہوں: عبداللہ بن خبیب تو مشہور ہیں۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے معاذ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اگر ان کے نام میں غلطی نہیں ہوئی تو، ورنہ جیسا انہوں نے کہا ہے یہ ان کے بھائی ہیں۔ البتہ معاذ بن عبدالرحمٰن کے حال کا پتہ نہیں۔

۵۱۱۳ عبدالرحمٰن بن خراش انصاری [2]

ابو لیلیٰ کنیت تھی۔ باوردی نے ابورافع تک اپنی سند سے ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے جنہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ ابوعمر [3] نے ان کا مختصراً ذکر کیا ہے۔

۵۱۱۴ عبدالرحمٰن بن حَنْبَش [4]

بروزن جعفر التمیمی۔ بقول ابن حبان: [5] صحابی ہیں، بغوی لکھتے ہیں: بصرہ کے رہائشی تھے۔ ابن عبدالبر [6] نے ان کی پیروی کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: اس کی اسناد میں تامل ہے۔ ابوزرعہ الرازی نے ان کا ذکر اپنی مسند میں عبداللہ نامی حضرات کے تحت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عثمان اور یسار بن حاتم نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن سلیمان ابی التیاح فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمٰن بن حنبش سے کہا، اور وہ بہت عمر رسیدہ تھے، کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا: آپ علیہ السلام نے اس رات کیا کیا جس میں شیاطین آپ کو اذیت پہنچانا چاہتے تھے؟ وہ کہنے لگے: شیاطین وادیوں اور پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے، ان میں ایک شیطان کے پاس آگ کا شعلہ تھا۔ آپ یہ صورتحال دیکھ کر خوفزدہ ہوئے، فوراً جبرائیل علیہ السلام آ کر کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا؟ [7] کہا: کہیے! اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ..... (حدیث)

ابن مندہ نے یہ روایت بطریق ابن قدامہ الرقاشی وعلی المدینی ان دونوں نے جعفر سے نقل کی ہے وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: ایک شخص نے عبداللہ بن حنبش سے پوچھا اور وہ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے، ابوزرعہ نے اپنی مسند میں عن الوزیری عن جعفر اسی طرح نقل کی ہے۔ جبکہ ابوبکر بن ابی شیبہ، بزار اور حسن بن سفیان نے کئی طرق سے اور وہ سب عفان سے نقل کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم [8] کا بیان ہے عفان نے جعفر سے یہ روایت نقل کی تو کہا: ''عن عبداللہ بن حنبش''۔ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن زیادہ صحیح ہے۔ ابوبکر کی روایت میں ہے: ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن حنبش سے پوچھا، پھر اس کا ذکر کیا۔ بزار کا قول ہے: جہاں تک مجھے علم ہے عبدالرحمٰن نے اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث میں ارسال ہے، ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابوالتیاح نے ان سے اپنے سوال کی صراحت کی ہے۔ لہٰذا اس میں ارسال نہیں۔ شاید ابن مندہ کی مراد یہ ہو کہ انہوں

---

[1] استیعاب (۳۷۳/۲) [2] اسد الغابہ (۳۲۹۰) استیعاب (۱۴۱۳) تجرید (۳۴۶/۱)
[3] استیعاب (۳۷۴/۲) [4] اسد الغابہ (۳۲۹۳) استیعاب (۱۴۱۴) تجرید (۳۴۶/۱)
[5] الثقات (۲۵۶/۳) [6] استیعاب (۳۷۴/۲) [7] مسند احمد (۴۲۰/۳)
[8] الجرح والتعدیل (۲۲۸/۵)

نے اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ لیکن اس کی بات معتبر ہے جس نے کہا کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن حبان (۱) کا بیان ہے: ان کے والد کا نام حُبَشی ہے، میں نے صدر البکری کے قلم سے بھی ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ میرے خیال میں تو یہ لفظی غلطی ہے۔ ہاں ابونعیم نقل کرتے ہیں: انہیں خنیس بھی کہا جاتا ہے، لیکن پہلے کے زیادہ ثبوت ہیں۔

۵۱۱۵ عبدالرحمٰن بن ابی درھم الکندی (۲)

بقول ابوعمر: (۳) صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ بعد والے ہیں، ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے، کیونکہ ان کی استغفار کے بارے میں ایک حدیث ہے۔

۵۱۱۶ عبدالرحمٰن بن دَلْهَم (۴)

بقول عسکری: صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم ''مراسیل'' میں بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن الجوزی نے انہی کی خوشہ چینی کی ہے۔ بغوی لکھتے ہیں۔ مجھے ان کی صرف یہی حدیث معلوم ہے اور اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جسے بحوالہ ان کے استغفار کے بارے میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے حالات کا علم نہیں، ہمیں ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں۔ ان کی حدیث کی اسناد میں تردد ہے۔ ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ مطین، حسن بن سفیان اور باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق عیسیٰ بن شعیب بن ابی الاشعث بحوالہ عبدالرحمٰن بن دلہم کئی احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: ایک شخص نے عرض کی۔ اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعے جنت میں داخل ہو سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم غصے نہ ہوا کرو، تمہیں جنت نصیب ہوگی۔ اس نے عرض کی: مزید کوئی بات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کچھ نہ مانگنا تمہارے لیے جنت ہے۔ عرض کی: کچھ اور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج غروب ہونے سے پہلے دِن میں ستر بار استغفار کیا کرو.....(حدیث) (۵)

اسے بغوی، مطین اور ابونعیم نے طویل نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے اس کا ایک گوشہ نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ستر نبیوں کی زبانی مسوڑوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے، جن میں سے عیسیٰ بن مریم بھی ہیں۔ کیونکہ یہ دِل کو نرم کرتی اور آنکھوں کو جلد اشکبار بناتی ہے''۔ (۶)

باوردی نے یہ روایت ''الصحابہ'' میں اور ابن حبان نے ''الضعفاء'' میں عیسیٰ کے حالات میں نقل کی ہے۔ ابن اسحاق البرقی

---

(۱) الثقات (۲۵٦/۳) (۲) اسد الغابہ (۳۲۹۵) استیعاب (۱٤۱۵)

(۳) استیعاب (۳۷٤/۲) (۴) اسد الغابہ (۳۲۹٦) تجرید (۳٤٦/۱)

(۵) ابن ماجه كتاب الزكاة باب كراهية المسألة (۱۸۳۷) نسائی (۲۵۸۹) فتح الباری (۵۱۹/۱۰) تاریخ اصبهان (۱۱۸/۱)

(۶) جامع المسانيد (۳۱۰/۸) تذكرة الموضوعات (۵٤۵) كشف الخفاء (۱۳۸/۲) الموضوعات (۲۹۵/۲) اللآلي المصنوعة (۱۱۵/۲)

کا قول ہے۔ ابن الجوزی نے ''موضوعات'' میں یہ روایت نقل کی ہے، ان میں سے ایک روایت وہ ہے جس میں داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اولاد کی کمی کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی: ''پیاز کھایا کرو''۔ ان میں سے ایک حدیث ہے: ''کدو کھایا کرو، اس سے دل مضبوط ہوتا ہے اور دماغ بڑھتا ہے''۔ [1] دونوں روایتیں ابن مندہ نے نقل کی ہیں۔ دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں، یہ حدیث منکر ہے اور ابونعیم نے دونوں بطریق حسن بن سفیان ایک سیاق میں نقل کی ہیں۔

۵۱۱۷ عبدالرحمٰن بن الآخرة الثمالی [2]

وثیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی سے جنگ کا حکم دیا تھا۔ تو وہ لوگ اس کے لیے تیار ہو گئے۔ ان میں عبدالرحمٰن اور ان کے بھائی یزید بھی تھے۔ اس کے بارے میں عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ع

''مجھے اپنی زندگی کی قسم اور میری زندگی کمزور نہیں، قبیلہ عنس اسود کے قتل پر بے صبر ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے قتل کے لیے روانہ ہو جاؤ، بہترین وعدے اور سب سے زیادہ سعادت مندی پر تو ہم نوجوان شہسواروں کی جماعت میں اس کی طرف چل نکلے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پانے والے بہترین کام پر''۔

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۱۸ عبدالرحمٰن بن الربیع الظفری [3]

بغوی، طبری اور ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بروایت حکیم بن حکیم بن عباد بن حُنَیف عن فاطمہ بنت خشاف السلمیہ عن عبدالرحمٰن الظفری (جو صحابی ہیں) حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشجع کے ایک شخص سے زکوٰۃ لینے کے لیے آدمی بھیجا، اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اس کی طرف بھیجا تو اس نے پھر انکار کر دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار زکوٰۃ لینے والے کو واپس بھیجا اور فرمایا: اب کی بار وہ اگر انکار کرے تو اس کی گردن اُتار دینا۔ طبرانی کے الفاظ ہیں۔ اس کا مدار محدثین کے نزدیک واقدی پہ عن عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز الامالی عن حکیم ہے، واقدی نے کتاب الردہ کے آغاز میں اس کا ذکر کیا ہے، اس کے آخر میں فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: میں نے حکیم بن حکیم سے کہا: مجھے لگتا ہے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدوں سے جنگ اسی حدیث کی بنا پر کی ہے۔ وہ کہنے لگے: [4] ہاں! لفظ ''خشّاف'' ابن الاثیر [5] نے خاء کے زبر اور شین کی تشدید اور آخر میں فاء سے لکھا ہے۔

۵۱۱۹ عبدالرحمٰن بن ربیعہ [6]

ابن کعب الاسلمی۔ ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن ربیعہ بن کعب نے روایت کی ہے۔ اصل میں یوں تھا: عن ابی سلمۃ ابن عبدالرحمٰن عن ربیعۃ بن کعب، پہلا ''ابن'' عن سے بدل گیا یوں عن ربیعہ غلط ہو کر ابن بن گیا، جس سے یہ نام پیدا ہوا

---

[1] مجمع الزوائد (٤٤/٥) جامع المسانید (٣١٠/٨) [2] تجرید (٣٤٦/١) [3] اسد الغابہ (٣٢٩٨)

[4] جامع المسانید (٣١١/٨) [5] اسد الغابہ (١١٥/٣) [6] اسد الغابہ (٣٢٩٩) استیعاب (١٤١٨) تجرید (٣٤٧/١)

جیسا کہ اس جیسے دوسرے ناموں میں ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے یہ حدیث نہ ذکر کی ہوتی تو میں آخری قسم میں ان کا ذکر کرتا۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت عن ربیعہ بن کعب صحیح مسلم میں ہے۔

۵۱۲۰ عبدالرحمٰن بن ربیعہ الباہلی [1]

سلمان کے بھائی۔ نسب ان کے بھائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ اور بقول ابوعمر: [2] عبدالرحمٰن اپنے بھائی سے بڑے تھے۔ سیف نے ''الفتوح'' میں بواسطہ مجالد بحوالہ شعبی نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو قادسیہ کی جانب روانہ کیا تو عبدالرحمٰن بن ربیعہ الباہلی کو لوگوں کا قاضی مقرر کیا، ان کا لقب ''ذوالنور'' تھا اور غنیمتوں اور مقبوضہ جات کی تقسیم کی خدمت بھی انہیں سونپ دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ''الباب، والا بواب'' اور ترکوں [3] سے جنگ کا امیر بنا دیا۔ اس کے بعد وہ بلنجر میں (جو الباب کی ولایت ہے) شہید ہوئے۔ جو اس کے آٹھ (۸) سال گزرنے کے بعد خلافت عثمانی کا واقعہ ہے۔ بقول ابوعمر: [4] نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں کیا، اور نہ ان کی روایت ہے۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سراقہ بن عمرو کے انتقال کے بعد ان کا نائب مقرر کر دیا تھا۔ انہوں نے ترکوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو شہریار نے انہیں منع کر دیا اور کہنے لگا: ہم اس بات سے خوش ہیں کہ تم لوگ ہمیں چھوڑ دو، تو عبدالرحمٰن نے کہا: لیکن ہم اس سے خوش نہیں بلکہ ان تک پہنچ کر ہی خوش ہوں گے۔ میرے ساتھ تو ایسے لوگ ہیں کہ اگر انہیں ان کا امیر دور تک لڑتے رہنے کی اجازت دے دے تو وہ روم تک پہنچ جائیں۔ جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ لوگ کہنے لگے: اگر فرشتے ان کے ساتھ نہ ہوتے تو ان لوگوں کو اس کی جرأت نہ ہوتی۔ لوگوں کا کہنا ہے: عبدالرحمٰن ترکی شہر میں دفن ہیں اور اب تک ان لوگوں کا طریقہ ہے کہ ان کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: کہ فتوحات صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے، یہ بات بارہا ہم بتا چکے ہیں۔

۵۱۲۱ (ز) عبدالرحمٰن بن رُشَید [5]

ابوموسیٰ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں ان کا ذکر نہیں ملا۔

۵۱۲۲ (ز) عبدالرحمٰن بن رُقَیش [6]

ابن رئاب بن یعمری الاسدی۔ ابوعمر [7] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کا بھائی زید بن رقیش اُحد میں شریک ہوئے۔

۵۱۲۳ عبدالرحمٰن بن الزبیر [8]

ابن باطیا القرظی از بنی قریظہ۔ بقول بعض: ابن الزبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس۔ ابن مندہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ لہٰذا احتمال ہے کہ زید کی طرف متبنی (منہ بولا بیٹا ہونے) کی حیثیت سے ہو جیسا کہ

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۰۰) استیعاب (۱۴۱۷) تجرید (۳۴۷/۱) [2] استیعاب (۳۷۵/۳) [3] اسد الغابہ (۱۱۵/۳)
[4] استیعاب (۳۷۵/۲) [5] اسد الغابہ (۳۳۰۱) [6] اسد الغابہ (۳۳۰۲) استیعاب (۱۴۱۹) تجرید (۳۴۷/۱)
[7] استیعاب (۳۷۵/۲) [8] اسد الغابہ (۳۳۰۳) استیعاب (۱۴۲۰) تجرید (۳۴۷/۱)

جاہلیت کا رواج تھا۔ ورنہ زبیر بن بطایابنی قریظہ کی مشہور شخصیت ہے۔ صحیحین میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا ذکر ثابت ہے کہ رفاعہ قرظی کی بیوی آ کر کہنے لگی: اللہ کے رسول! میں رفاعہ کے پاس تھی، اس نے مجھے طلاقِ مغلظہ دی تو میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے شادی کر لی۔

حرف راء میں رفاعہ بن سموال قرظی کے حالات میں یہ حدیث ان کی روایت سے بیان ہو چکی ہے۔ ان سے ان کا بیٹا زُبیر بن عبدالرحمٰن روایت کرتا ہے جو امام مالک کے شیوخ میں سے ہے۔ ان کا نام زا کے پیش سے ہے جبکہ ان کے دادا کا نام زاء کے زبر سے ہے۔

۵۱۲۴ عبدالرحمٰن بن زہیر ❶

ابوخلاد انصاری۔ بقول بعض: کندی۔ ایک قول ہے: رعینی۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بزار نے بطریق حکم بن ہشام عن یحییٰ بن سعید بن ابان قرشی عن ابی فروہ عن ابی خلاد روایت کی ہے (جو صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایسا آدمی دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی کی صفت عطا ہوئی ہے تو اس کے قریب رہو، کیونکہ اس کے دِل میں حکمت کی باتیں ڈالی جاتی ہیں"۔ ❷

ابن مندہ نے اسے بطریق ہشام بن عمار عن الحکم نقل کیا ہے وہ اپنی روایت میں فرماتے ہیں: عن ابی خلاد، بقول بعض: ان کا نام عبدالرحمٰن بن زہیر ہے۔ اور یہ صحابی ہیں۔ ابن ماجہ نے یہ روایت عن ہشام بن عمار نقل کی ہے ابوالحسن بن القطان کا قول ہے: ابوفروزہ غیر معروف ہیں اور یہ جزری ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ احمد بن ابراہیم نے یہ روایت حکم سے نقل کی تو کہا: عن ابی فروہ الجزری۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے راجح قرار دیا ہے کہ یہ حدیث عن ابی فروہ عن ابی مریم عن ابی خلاد مروی ہے اور سمویہ نے اپنے فوائد میں دونوں طریقوں سے عن الحکم بن ہشام نقل کی ہے وہ اس کے سیاق میں فرماتے ہیں: "صحابی ہیں"۔ اور ان کا نام نہیں ذکر کیا۔ ابن ابی عاصم کی روایت میں عن ابی خالد لکھا ہے، جبکہ درست ابوخلاد ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن زہیر ہے اور یہ صحابی ہیں۔ اسے ابن ماجہ نے عن ہشام بن عمار نقل کیا ہے۔ ابوالحسن بن القطان فرماتے ہیں: اس روایت میں ان سے مروی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۵۱۲۵ عبدالرحمٰن بن ساعدہ انصاری ❸

الساعدی۔ بقول بعض: ابن عیینہ بن عویم بن ساعدہ اپنے پردادا کے نسب سے ذکر ہوئے، جو بے اصل قول ہے، درست

---

❶ اسد الغابہ (۳۳۰٦) استیعاب (۱٤۲۲) تجرید (۳٤۷/۱)

❷ ابن ماجہ کتاب الزهد باب الزهد فی الدنیا (٤۱۰۱) جامع المسانید (۳۱٤/۸) اسد الغابہ (۱۱۹/۳)

❸ اسد الغابہ (۳۳۱۰) استیعاب (۱٤۲٤) تجرید (۳٤۸/۱)

دوسرا ہے۔ طبرانی اور ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق خنیس ابن الحارث عن علقمہ بن مرہ عن عبدالرحمٰن بن ساعدہ روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے گھوڑے پسند تھے، میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ (حدیث) [1] ترمذی نے اسے بروایت مسعودی عن علقمہ نقل کیا تو کہا: عن سلیمان بن بریدہ عن ابیہ۔ اور بطریق ثوری عن علقمہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن سابط مرسلاً نقل کیا ہے جو محفوظ ہے۔ اس بارے میں تفصیلی گفتگو آخری قسم میں ابن سابط کے حالات میں ہوگی، اور یہ محفوظ ہے۔

۵۱۲۶ (ز) عبدالرحمٰن بن السائب [2]

ابن ابی السائب بن عائذ المخزومی۔ عبادلہ میں ان کے بھائی عبداللہ کا ذکر ہو چکا ہے، زبیر بن بکار کا قول ہے: ان کا باپ بدر میں کافر قتل ہوا، جس کا تقاضا ہے عبدالرحمٰن کا تعلق اس قسم سے ہوا۔ کیونکہ زبیر کا بیان ہے کہ وہ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ پہلے کئی بار بیان ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ اور طائف میں جو بھی باقی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔

۵۱۲۷ عبدالرحمٰن بن ابی سَبُرہ [3]

ابوسبرہ کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن سلمہ بن عمرو الجعفی، خیثمہ کے والد اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن حبان [4] کا قول ہے، بقول بعض: صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں: امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بطریق ابواسحاق عن خیثمہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ روایت کی ہے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس اپنے والد کے ساتھ آیا، اس وقت میں لڑکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس بیٹے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا نام عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا: عزیز نام نہ رکھو بلکہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب ناموں میں سے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور حارث زیادہ پسند ہیں۔ [5] العلاء بن المسیب نے عن خیثمہ عن ابیہ ان کی متابعت کی ہے۔ ابن مندہ نے اسے بطریق شعیب بن سلیمان عن عباد بن عوام عن العلاء نقل کیا ہے۔ ابراہیم بن زیاد نے مرسل اور عباد سے نقل کی ہے تو اس اسناد سے کہا: عن خیثمہ، میرے والد کا نام عزیز تھا، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم عبدالرحمٰن ہو"۔ [6] درست یوں تھا: "میرے بھائی کا نام" اور ابن مندہ نے بطریق حجاج بن ارطاۃ بحوالہ سبرہ بن ابی سبرہ روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، میرے ساتھ میرا بیٹا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بیٹوں کے کیا نام ہیں؟ میں نے عرض کی: فلاں، فلاں، اور عبدالعزیٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا نام عبدالرحمٰن رکھ دو"۔ [7]

۵۱۲۸ عبدالرحمٰن بن سَبُرہ الاسدی [8]

بقول ابن عبدالبر [9] یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ انہیں مطین پھر باوردی اور پھر ابن مندہ نے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ مطین

---

[1] ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ (۲۵۴۳) جامع المسانید (۳۱۷/۸) اسد الغابہ (۱۲۰/۳)

[2] اسد الغابہ (۳۳۱۱) استیعاب (۱۴۲۵) تجرید (۳۴۸/۱) [3] اسد الغابہ (۳۳۱۳) استیعاب (۱۴۲۷) تجرید (۳۴۸/۱)

[4] الثقات (۲۵۲/۳) [5] مسند احمد (۱۷۸/۴) مجمع الزوائد (۴۷/۸) [6] مسند احمد (۱۷۸/۴) مجمع الزوائد (۴۹/۸)

[7] مسند احمد (۱۷۸/۴) [8] اسد الغابہ (۳۳/۲) استیعاب (۱۴۲۶) تجرید (۳۴۸/۱) [9] استیعاب (۳۷۷/۲)

نے بحوالہ شعبی عن عبدالرحمٰن بن سبرہ روایت کی ہے کہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ وتر میں کیا پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا: پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ [1] (حدیث) باوردی نے مطین سے، ابن مندہ اور باوردی نے نقل کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عن ابی کریب عن یونس بن بکیر نقل کیا ہے۔ فرمایا: "عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ" فرماتے ہیں: میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور آپ ﷺ سے بیعت ہوئے۔ پھر حدیث ذکر کی جو وتر کے بارے میں ہے۔ اس بنا پر یہ پہلے والے ہوئے۔ اس کی مزید وضاحت عبدالرحمٰن بن ابی سارہ کے حالات میں قسم اخیر میں ہوگی۔

۵۱۲۹ عبدالرحمٰن بن سراقہ

ابن المعتمر بن انس العدوی۔ نسب ان کے بھائی عبداللہ کے حالات میں بیان ہوگا، کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

طبری نے بطریق یحییٰ بن ایوب المصری عن الولید بن ابی الولید روایت کی ہے کہ میں مکہ میں تھا جس کے گورنر عثمان بن عبدالرحمٰن بن سراقہ تھے، میں نے انہیں خطاب کرتے ہوئے سنا: لوگو! تم نے بیت اللہ کو طواف کے ذریعے آباد کرنے پر پوری توجہ دے رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دیا ہے اور نہ تم نے مجاہدین کی مدد کی ہے میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"جو کسی مجاہد کو سایہ فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اسے سائے میں جگہ دے گا اور جو کسی مجاہد کو اتنے اسباب مہیا کرے کہ وہ مستقل (خودمختار) ہو جائے تو اسے اسی جیسا اجر ملے گا"۔ [2] (حدیث)

فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں، یہ حدیث حسن ہے۔ اس کے ظاہر سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بقول بعض: اپنے والد سے عثمان کی مراد اپنے نانا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ لیث نے یہ حدیث عن الولید عن عثمان بن عبداللہ بن سراقہ عن عمر نقل کی ہے، یعنی جو حدیث امام احمد، ابویعلی اور ابن ماجہ وغیرہ نے بطریق لیث وغیرہ نقل کی ہے اس سے یہ تعیین نہیں ہوتی کہ یحییٰ بن ایوب کی روایت غلط ہے بلکہ تعدد ظاہر ہے، البتہ مجھے زبیر کی کتاب میں سراقہ بن معتمر کا عبدالرحمٰن نامی کوئی بیٹا نہیں ملا۔ فاللہ اعلم

۵۱۳۰ عبدالرحمٰن بن ابی سَرح قرشی [3] عامری

فتح دمشق میں شریک ہوئے۔ ابوحذیفہ اسحاق بن بشر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ خالد بن ولید یا کسی اور نے انہیں خط دے کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ معرکہ میں شریک تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا پیش آمدہ واقعہ ذکر کیا، اور جب وہ واپس آئے تو ان سے یزید بن ابی سفیان کے بارے میں پوچھا۔

میں کہتا ہوں: شاید عبداللہ بن سعید بن ابی سرح کے بھائی ہوں، اور دادا کے نسب سے ذکر ہوا ہے۔

۵۱۳۱ عبدالرحمٰن بن سعد [4]

ابن المنذر۔ ابوحمید الساعدی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں ذکر ہوگا۔

---

[1] سورۃ الاعلیٰ (۱) [2] مسند احمد (۲۰/۱) [3] تجرید (۳۴۸/۱) [4] اسد الغابہ (۳۳۱۴) استیعاب (۱۴۲۸)

۵۱۳۲ (ز) عبدالرحمٰن بن سفیان

ابن عبدالاسد مخزومی۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے۔ زبیر نے اولادِ سفیان میں ان کا ذکر کیا، وہ کافر مارا گیا تھا۔ تو جو شخص اس کی اولاد سے مشہور ہو اور عمر کے اس حصے میں داخل ہو تو وہ اس قسم کی شرط کے مطابق ہوا۔

۵۱۳۳ (ز) عبدالرحمٰن بن سفیان

سابقہ شخصیت کے بھائی، یہ چھوٹے ہیں۔ ان کا بھی زبیر نے ذکر کیا ہے۔

۵۱۳۴ عبدالرحمٰن بن سماک

خلیفہ نے یہود میں سے اسلام لانے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۳۵ عبدالرحمٰن بن سمرہ [1]

ابن حبیب بن عبد شمس عبشمی۔ ابن کلبی نے ایک جماعت سے ان کی پیروی میں یہی نسب لکھا ہے، زبیر نے حبیب اور عبد شمس کے درمیان ربیعہ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ ابوسعید کنیت تھی۔ والدہ کنانیہ بنی فراس سے تعلق رکھتی تھیں۔ بقول بعض: ان کا نام عبدکلال یا عبدکلول یا عبدالکعبہ تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ غزوۂ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شرکت کی۔ پھر فتوح عراق میں شریک ہوئے۔ سجستان وغیرہ کے علاقے خلافتِ عثمانی میں انہوں نے ہی فتح کیے تھے۔ پھر بصرہ فروکش ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حیان بن عمیر، حصان بن کاہل، سعید بن المسیب، محمد بن سیرین، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، حسن بصری اور ابولبید وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

بقول ابن سعد: [2] عبداللہ بن عامر نے انہیں سجستان کا گورنر بنایا، خراسان پر چڑھائی کی اور اس کے ذریعے کئی فتوحات کیں۔ پھر بصرہ لوٹ آئے۔ بصرہ کی "سکۃ ابن سمرہ" انہی کی طرف منسوب ہے۔ وہیں پچاس (۵۰ھ) میں فوت ہوئے۔ کئی اور حضرات نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ بعض نے اکاون (۵۱ھ) بیان کی ہے۔ جس پر ابن عبدالبر [3] کا اعتماد ہے۔ بقول بعض: مَرو میں فوت ہوئے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ خلیفہ کا قول ہے: بیالیس (۴۲ھ) میں جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بصرہ سے سجستان کی طرف بھیجا تو ان کے ساتھ اس کی طرف اس غزوے میں مُہلّب بن ابی صفرہ، حسن بن ابی الحسن اور قطری نکلے۔ یعنی جو بعد میں خوارج کا سردار بن گیا۔ تو انہوں نے سجستان کے کئی اضلاع فتح کیے۔ اس کے بعد ۴۶ھ میں امیر معاویہ نے انہیں معزول کر دیا اور اس کے بعد الربیع بن زیاد کو گورنر بنا دیا۔ اور ابن عامر نے اس سے پہلے انہیں چھتیس (۳۶ھ) میں وہاں کا امیر مقرر کیا تھا۔ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تو وہ وہاں سے نکلے اور اس پر بنی یشکر کا

---

[1] اسد الغابہ (۳۳/۷) استیعاب (۱۴۳۰) تجرید (۳۴۸/۱)

[2] الطبقات الکبرٰی (۱۰۱/۷) [3] استیعاب (۳۷۸/۲)

ایک آدمی نائب چھوڑ گئے۔ تو اہل بجستان [1] نے اسے جلا ڈالا۔

ابونعیم کا قول ہے: ان کا ایک بیٹا تھا جسے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہا جاتا تھا۔ ابن اشعث کے فتنے کے دوران بصرہ پہ غالب آ گیا۔

۵۱۳۶ عبدالرحمٰن بن سندر [2]

سندر میں ذکر ہوا ہے۔ محفوظ عبداللہ بن سندر ہے۔

۵۱۳۷ عبدالرحمٰن بن سَنَّہ الاسلمی [3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مضبوط نہیں۔ امام احمد اور بغوی نے عبدالرحمٰن بن سنہ کی روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''اسلام کی ابتداء اجنبیت میں ہوئی یہ پھر اجنبی ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس کا آغاز ہوا تھا۔ تو اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے''۔ [4]

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ انتہائی ضعیف راوی ہے، اور یہ حدیث بروایت اسمٰعیل بن عیاش بحوالہ ان کے ہے یحییٰ بن حمزہ نے اسحاق سے نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی حدیث اسحاق سے نقل کی جاتی ہے اور ان پہ اعتماد کیا جاتا ہے۔ لفظ سنہ سین کے زبر اور نون کی تشدید سے ہے۔ ابن السکن نے یہ نام شبّہ بھی نقل کیا ہے۔ ابن حبان [5] نے ''الصحابہ'' میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں رؤیت حاصل ہے۔

۵۱۳۸ عبدالرّحمٰن بنْ سہل انصاری [6]

بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ان سے محمد بن کعب قرظی روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے دورِ عثمانی میں ان سے سماع کیا۔ ابن ابی حاتم، [8] ابن حبان [9] اور ابن السکن کا یہی قول ہے، حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، ابن قانع اور ابن مندہ نے بطریق ابن اسحاق عن بریدہ بن سفیان عن محمد بن کعب قرظی روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں عبدالرحمٰن بن سہل انصاری نے جنگ میں حصہ لیا اور امیر شام معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، ان کے پاس سے شراب کے مٹکے گزرے، انہوں نے جھٹ سے اپنا نیزہ لے کر ان مٹکوں کو چھیدنا شروع کر دیا۔ لڑکے ان سے لڑنے لگے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک ان کی شکایت جا پہنچی۔ آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو یہ بوڑھا آدمی جو اپنی عقل گنوا چکا ہے، جب انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کی اطلاع ملی تو فرمانے لگے: ''اللہ کی قسم! ایسی بات ہرگز نہیں۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے پیٹوں میں اور مشکیزوں میں شراب بھرنے سے منع کرتے تھے۔

---

[1] جامع المسانید (۳۲۲/۸) مختصر (۲۶۲/۱۴) اسد الغابہ (۱۲۲/۳) [2] اسد الغابہ (۳۳۱۹) تجرید (۳۴۸/۱)

[3] اسد الغابہ (۳۳۲۰) استیعاب (۱۴۳۱) تجرید (۳۴۹/۱) [4] مسند احمد (۷۳/۴) مجمع الزوائد (۲۷۸/۷) جامع المسانید (۳۳۵/۸)

[5] الثقات (۲۵۸/۳) [6] اسد الغابہ (۳۳۲۱) استیعاب (۱۴۳۲) [7] التاریخ الکبیر (۲۴۵/۳) [8] الجرح والتعدیل (۲۴۳/۵)

[9] الصحابہ (۲۵۶/۳)

میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اگر میں زندہ رہا تو وہ بات امیر معاویہ میں دیکھ کر مروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے کہ دبر کا ہونا ضروری ہے یا میں اس سے پہلے مرجاؤں گا''۔ [1] یادرہے اس کی سند میں یزید بن سفیان کی وجہ سے ضعف ہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: احد، خندق اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ انہی کو سانپ نے ڈس لیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے عمارہ ابن حزم کو حکم دیا تو انہوں نے انہیں جھاڑا، جو دم آل عروہ بن حزم کے پاس تھا، ہمیں عبداللہ بن ادریس بواسطہ محمد بن عمارہ عن ابی بکر بن عمرو بن حزم بتایا کہ عبدالرحمٰن بن سہل کو ناگ نے ڈس لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمارہ بن حزم کے پاس آدمی بھیجو تا کہ وہ اسے جھاڑے۔ لوگوں نے عرض کی: وہ تو دم توڑنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ چنانچہ ان کے پاس لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دے دی۔ [2] یہ روایت ایک اور طریق سے بالمعنی موصولاً نقل کی ہے، اس کی سند میں واقدی ہے، ابن شاہین اور ابن مندہ بطریق عباد بن اسحاق بحوالہ عبدالرحمٰن بن سہل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور ہر خلافت کے بعد بادشاہت ہو جاتی ہے، پھر زکوٰۃ ٹیکس بن جاتی ہے''۔

ابن سعد کی بھی یہی روایت ہے۔ یہی غزوۂ بدر کے بعد عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش نے انہیں گرفتار کر لیا۔ تو ابوسفیان نے ان کے بدلے اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کو چھڑا لیا جو بدر میں قید ہوا تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے عسکری نے کہا کہ یہ بدر میں شریک ہوئے۔ اس کی مزید وضاحت بعد والی شخصیت کے حالات میں ہوگی، پھر مجھے اس کی اس سے واضح سند مل گئی جو ابن عیینہ نے عن یحییٰ ابن سعید انصاری عن القاسم بن محمد نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دادا اور نانی میراث لینے آئیں تو آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دیا اور دادی کو محروم رکھا، تو عبدالرحمٰن بن سہل انصاری جو بنی حارثہ کے فرد تھے اور بدر میں شریک ہوئے تھے۔ آپ سے کہنے لگے: خلیفۂ رسول اللہ! آپ نے اسے حصہ دیا جو اگر مرجاتی تو یہ اس کا وارث نہ ہوتا اور جسے محروم رکھا اگر وہ مرجاتی یہ وارث ہوتا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں کے درمیان اسے تقسیم کر دیا۔ [3] اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اگرچہ روایت مرسل ہے کیونکہ قاسم اس واقعہ میں نہ تھے۔ یہ حدیث [4] مؤطا میں عن یحییٰ بن سعید مروی ہے، لیکن انصاری صاحب کا نام نہیں۔

۵۱۳۹ عبدالرحمٰن بن سہل [5] بن زید

ابن کعب انصاری حارثی۔ عبداللہ جو حویصہ اور محیصہ کے چچازاد ہیں، ان کے بھائی۔ یہ وہی ہیں جن کا بھائی عبداللہ بن سہل خیبر میں قتل ہو گیا تھا۔ آکر ان کے خون کا مطالبہ کرنے لگے۔ لوگوں میں یہ کم سن تھے، گفتگو کرنے والے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بولنے کا موقع دو''۔ [6] تو محیصہ نے گفتگو کی۔ جو صحیحین میں ثابت ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عامر بن عدی ہیں۔ انہیں سانپ نے ڈس لیا تھا اور یہی عمرے کے لئے گئے اور گرفتار ہو گئے تھے۔ دونوں واقعے سابقہ شخصیت کے حالات میں ذکر کیے ہیں۔

---

[1] استیعاب (۳۷۹/۲) [2] جامع المسانید (۳۷۷/۸)

[3] اسد الغابہ (۱۲۵/۳) جامع المسانید (۳۳۸/۸) مختصر تاریخ دمشق (۲۶۳/۱٤)

[4] مؤطا مالک کتاب الفرائض (۱۱۲۱) [5] اسد الغابہ (۳۳۲۲) تجرید (۳٤۹/۱)

[6] ابوداؤد کتاب الدیات باب القتل بالقسامہ (٤۵۲۱) نسائی (٤۷۲٤)

میں کہتا ہوں: رہا ان کا ڈسا جانا تو اس کا احتمال ہے البتہ ان کا قید ہونا بعید ہے، کیونکہ جس کے بارے بدر میں شرکت کا اختلاف ہے اور وہ عمرے کے بعد اسی سال قید کیا جائے وہ خیبر میں کم سن نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو خیبر میں کم سن ہوگا امیر معاویہ میں بائیس سال بعد اس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے یہ بوڑھا ہے جس کی عقل ماری گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوا دونوں جدا جدا ہیں۔

۵۱۴۰ (ز) عبدالرحمٰن بن سیجان [1]

ان شاء اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ثعلبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔ رہے عبدالرحمٰن بن سیجان بن ارطاۃ محاربی، بنی حرب بن امیہ کے حلیف، تو وہ شاعر ہیں۔ امیر معاویہ کے دور میں تھے۔ مروان بن الحکم وغیرہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کا صحابی ہونا اور دورِ نبوی پانے کا نہیں ذکر کیا۔ اخبارِ مکہ میں عمر بن شبہ لکھتے ہیں: مروان نے شراب نوشی کے جرم میں انہیں اسّی کوڑے لگائے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا اور نکیر کرتے ہوئے فرمایا: اس نے اہل شام کی نبیذ پی ہے جو حرام نہیں۔ اور یہ بھی نکیر کی جسے معاویہ نے پکڑا اسے تم نے چھوڑ دیا اور وہ عبدالرحمٰن بن الحکم مروان کا بھائی تھا۔

۵۱۴۱ عبدالرحمٰن بن شبل [2]

ابن عمرو ابن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان انصاری اوسی، انصار کے ایک نقیب، بقول امام بخاری: صحابی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اہل مدینہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے تمیم بن محمود، یزید بن خمیر، ابوراشد حبرانی اور ابوسلام الاسود روایت کرتے ہیں۔ ابن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: شام فروکش ہوئے۔ جوزجانی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابوراشد حرانی کے طریق سے ہے، فرمایا: ہم ایک جگہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن شبل کی طرف پیام بھیجا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقہاء اور پرانے ساتھیوں میں سے ہیں لہٰذا لوگوں میں وعظ کہنے کے لیے تشریف لائیں۔

امام احمد [3] نے بطریق ابوسلام بروایت عن ابی راشد نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ نے عبدالرحمٰن بن شبل کی طرف تحریری پیام بھیجا "جو کچھ آپ نے سنا ہے اس سے لوگوں کو آگاہ کیجیے!" تو انہوں نے لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی "تاجر ہی فاجر ہوتے ہیں"۔ یہ حدیث عشر وصول کرنے والے جہنمی ہیں، اور حدیث "قرآن پڑھا کرو اور حدیث میں غلو نہ کرو" [4] اور یہ حدیث "پیدل، سوار کو سلام کرے"۔ [5] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الادب المفرد"، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث [6] بروایت تمیم بن محمود بحوالہ ان کے اور ابن ماجہ نے ایک اور حدیث بروایت ابوراشد بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۲۳) تجرید (۳۴۹/۱) [2] اسد الغابہ (۳۳۲٤) استیعاب (۱٤۳۳)

[3] مسند احمد (٤۲۸/۳) [4] مسند ابویعلٰی (۱۵۱۸/۳) [5] مسند احمد (٤٤٤/۳) المستدرک (٦/۲)

[6] ابوداؤد کتاب الصلاۃ باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ (۸٦۲) نسائی (۱۱۱۱) ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ (۱٤۲۹) مسند احمد (٤۲۸/۳) المستدرک (۱٦۱/۱۱۳) السنن الکبرٰی (۲۳۹/۳) (۱۱۸/۲) جامع المسانید (۳۳۹/۸)

۵۱۴۲ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی ❁

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کنیت سے مشہور ہیں۔ یہ نام جو ان کے اور ان کے والد کے بارے منقول کئی اقوال ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور ہے، کیونکہ امام نووی فرماتے ہیں: یہ زیادہ صحیح ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا تذکرہ ہوگا (ت ۱۰۶۷ا ج چہارم)۔

۵۱۴۳ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ ❁

ابوصعصعہ کا نام عمرو بن یزید ابن عوف بن مبذول..... انصاری خزرجی، ابن شاہین اور ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق عبداللہ بن المثنی بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ روایت کی ہے، جو بدری صحابی ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی اور انصار کی جماعتوں کی مغفرت فرما''۔ ❁

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے رجال ثقہ ہیں، ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۵۱۴۴ عبدالرحمٰن بن صفوان ❁

ابن قتادہ، بعد والی شخصیت سے ابن مندہ نے ان کا الگ ذکر کیا ہے کہ اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ محمد بن عمرو بن اسحاق (جو ابن زریق ہیں) نے ہمیں خبر دی، ہم سے میرے والد نے، ابوعلقمہ نے ان سے عن ابیہ عن جدہ عن عبدالرحمٰن بن صفوان بن قتادہ فرمایا: میں نے اور میرے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ میرے والد نے آپ سے عرض کی: میرے اس بیٹے عبدالرحمٰن نے اس لیے آپ کی طرف ہجرت کی ہے تاکہ آپ کے چہرے کی رعنائی دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ میرے ساتھ ہے، آدمی کو جس سے محبت ہوگی اسی کے ساتھ ہوگا''۔ پھر لکھتے ہیں: یہ حدیث غریب ہے، اسی طریق سے مشہور ہے۔ بعض نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامہ ہیں اور ان کے دادا کے نام میں اختلاف ہوا ہے جس کا سبب یہ ہے کہ حدیث "المرء مع من احب" ❁ بروایت صفوان بن قدامہ التیمی المزنی مشہور ہے، جس کے طُرق میں نے صفوان بن قدامہ کے حالات میں ذکر کیے ہیں۔

۵۱۴۵ عبدالرحمٰن بن صفوان ❁

ابن قدامہ التمیمی المزنی۔ ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

❁ اسد الغابہ (۳۳۲۸) تجرید (۳۴۹/۱) ❁ اسد الغابہ (۳۳۲۹) تجرید (۳۴۹/۱)

❁ ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الانصار و قریش (۳۹۰۹) مسند احمد (۱۵۶/۳، ۱۶۲) الصحیح لابن حبان (۲۷۸۰) المصنف لعبدالرزاق (۱۹۹۱۳) ❁ اسد الغابہ (۳۳۳۱) تجرید (۳۵۰/۱)

❁ مجمع الزوائد (۷۴۰۰/۸) جامع المسانید (۳۴۷/۸) ❁ استیعاب (۱۴۳۶)

۵۱۴۶ عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامہ [1]

بقول ابن حبان: [2] عبدالرحمٰن بن صفوان قرشی صحابی ہیں۔ ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابوموسیٰ نے صفوان بن عبدالرحمٰن کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن یعقوب قرشی روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب الصحابہ میں بطریق یزید بن ابی زیاد عن مجاہد عن صفوان بن عبدالرحمٰن یا عبدالرحمٰن بن صفوان روایت کی ہے، فرمایا: جب نبی ﷺ مکہ تشریف لائے اور بیت اللہ میں داخل ہوئے تو میں اپنے کپڑے بدل کر چل پڑا، آپ اور آپ کے ساتھی حجر سے حجر تک کی درمیانی جگہ میں تھے.... (حدیث) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت یزید کے حوالے سے تعلیقاً ذکر کی ہے، فرماتے ہیں: صحیح نہیں۔ ابوعمر [3] نے بھی یہ روایت صفوان بن عبدالرحمٰن الجمحی یا عبدالرحمٰن بن صفوان کے حالات میں ذکر کی ہے، جس میں ان کا ہجرت پر سوال کا واقعہ ہے۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں رہی''۔ [4] فرماتے ہیں، اکثر راوی کہتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن صفوان''۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا، تو میں نے کہا: ''میں ضرور اپنے کپڑے پہنوں گا (میرا گھر برلب راہ تھا) اور دیکھوں گا رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں''..... (حدیث) اسی سند سے ہے وہ اپنے والد کو لا کر کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہجرت پہ ان سے بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فتح کے بعد ہجرت نہیں۔ تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی سفارش کرانے گئے، انہوں نے آپ سے بات کی پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں''۔ اور اسے ابن خزیمہ نے بطریق یزید نقل کیا ہے۔ ابوعمر [5] فرماتے ہیں: سنید بن داؤد نے ان کی حدیث اپنی تفسیر میں نقل کی ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک عبدالرحمٰن بن صفوان نامی صحابی تھے جن کی اسلام میں بڑی اچھی کارکردگی تھی، وہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔ جب فتح مکہ ہوئی تو وہ اپنے والد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! ان سے ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے''۔ ابونعیم کی روایت میں ہے: فتح مکہ کے دن میں اپنے والد کو لے کر آیا، عرض کی اللہ کے رسول! میرے والد کے لیے بھی ہجرت کا کوئی حصہ مقرر کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بات یہ ہے کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں''۔ میں سفارش کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں نے کہا: کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: میری سفارش کریں۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ چادر کے بغیر صرف قمیص پہنے باہر نکلے اور کہنے لگے: ''اللہ کے نبی! آپ نے فلاں کو دیکھا ہے، میرے اور اس کے درمیان کیسا دوستانہ ہے، اب وہ اپنے والد کو ہجرت پر بیعت کرانے لایا ہے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتح کے بعد ہجرت نہیں رہی''۔ وہ کہنے لگے: میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ان کے ہاتھ کو چھوتے ہوئے فرمایا: ''میں اپنے چچا کی قسم پوری کرتا ہوں (لیکن) ہجرت نہیں رہی''۔ اسے ابن ماجہ، ابن السکن، باوردی اور ابن ابی خیثمہ نے بطریق عن یزید اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ اسی جیسا واقعہ یعلی بن امیہ کے حوالے سے مروی

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۳۲) استیعاب (۱۴۳۷) تجرید (۳۵۰/۱) [2] الثقات (۸۲/۵) [3] استیعاب (۳۸۰/۲)

[4] بخاری کتاب الجهاد باب وجوب النفیر (۲۸۲۵) مسلم کتاب الامارة باب المبایعة بعد فتح مکہ (۴۸۰۸) ابوداؤد (۲۴۸۰) ترمذی (۱۵۹۰) نسائی (۴۱۸۱) مسند احمد (۴۳۰/۳) سنن الدارمی (۲۳۹/۸)

[5] استیعاب (۳۸۰/۲)

ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے بارے میں یہ بات پوچھی تھی جیسا ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، میں نے ان عبدالرحمٰن کا قریش میں نسب نہیں دیکھا۔ ابونعیم ان کے حالات میں لکھتے ہیں: جمحی ہیں اور یہ صفوان بن امیہ کے بیٹے ہیں، جن کا ذکر قسم ثانی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کم سن تھے۔ ان کا سماع اور روایت مشہور ہیں۔ اوران کے بارے صراحت ہے کہ انہوں نے ہجرت کی اور سماع سے فیض یاب ہوئے۔

۵۱۴۷ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی عاص ثقفی

عثمان بن ابی عاص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے طائف کے گورنر تھے ان کے بھائی۔ سیف نے ''الفتوح'' اور ''الردۃ'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور عن طلحہ الاعلم عن عکرمہ روایت کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گورنر مکہ عتاب بن اسید کو لکھا کہ مکہ سے مرتدوں کے خلاف جنگ کے لیے ایک لشکر تیار کرو اور اس سے پہلے گورنر طائف عثمان بن ابی عاص کو لکھ چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عتاب نے پانچ سو کی نفری تیار کی جن کا امیر اپنے خالو کو بنایا۔ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت تیار کی جس کا امیر انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بنایا۔ طبری بحوالہ سیف ان کی سند سے نقل کرتے ہیں۔ مہاجر بن ابی امیہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس سے یمنی مرتدوں کی سرکوبی کے لیے متوجہ ہوئے تو خالد بن ابی اسید بن عاص اموی ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ طائف سے ان کا گزر ہوا تو عبدالرحمٰن بن ابی عاص ثقفی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ہم بارہا ذکر کر چکے ہیں کہ اس دور میں جو امیر بنائے جاتے تھے وہ صرف صحابہ بنائے جاتے تھے۔ اور (دوسری بات) جو لوگ مکہ یا طائف میں قریش اور ثقیف کے تھے وہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔

۵۱۴۸ عبدالرحمٰن بن عائذ [1]

ابن معاذ بن انس انصاری۔ یہ اور ان کے والد اُحد میں شریک ہوئے، جس کا تذکرہ ان کے والد کے حالات میں پہلے ہو چکا ہے، یہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ [2]

۵۱۴۹ عبدالرحمٰن بن عائذ الثمالی [3]

امام بخاری، [4] بغوی، ابن شاہین اور طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بغوی: حمص کے رہائشی تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ بغوی نے عبدالرحمٰن بن عائذ کا بھی ذکر کیا ہے کہ دورِ نبوی پایا ہے۔ قسم ثالث میں میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۱۵۰ عبدالرحمٰن بن عائش الحضرمی [5]

بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی ایک حدیث ہے البتہ محدثین کو اس میں اضطراب ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۳٤) تجرید (۱/۳۵۰) [2] اسد الغابہ (۱۲۹/۳) [3] تجرید (۱/۳۵۰)

[4] التاریخ الکبیر (۳۲٤/۵) [5] اسد الغابہ (۳۳۳۵) تجرید (۱/۳۵۰)

ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں۔ صحابہ میں ان کا ذکر کرنے والوں میں محمد بن سعد، امام بخاری، ابوزرعہ دمشقی، ابوالحسن ابن سمیع، ابوالقسام بغوی اور ابوزرعہ الحرانی وغیرہ شامل ہیں۔ ابوحاتم رازی [1] کا قول ہے، جس نے کہا: یہ صحابی ہیں، اس سے غلطی ہوئی ہے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں: مشہور نہیں۔ ابن خزیمہ اور ترمذی کا قول ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہیں کیا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں اور ابن خزیمہ نے ان سے سبقت کی ہے، انہوں نے اپنی حدیث میں یہ نہیں کہا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے"۔ یہ قول صرف ولید بن مسلم نے نقل کیا ہے۔ یہ تو ان دونوں کا قول ہے۔ پھر دونوں نے وہ روایت نقل کی ہے جو ابن خزیمہ، دارمی، بغوی، ابن السکن اور ابونعیم نے بطرق متعدد ولید تک کی سند سے نقل کی ہے کہ مجھ سے ابن جابر نے عن خالد بن اللجلاج عن عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "میں نے اپنے ربّ کو (کما یلیق بشانہ) سب سے اچھی صورت میں دیکھا"۔ مجھ سے فرمایا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) املاء اعلیٰ والے کس چیز میں جھگڑ رہے تھے؟۔۔۔ (حدیث) [2]

ترمذی فرماتے ہیں: ولید نے اپنی روایت میں اسی طرح کہا ہے: "میں نے سنا" جبکہ بشر بن بکر عن ابن جابر نقل کرتے ہیں تو انہوں نے اپنی روایت میں کہا: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں "سمعتُ (میں نے سنا کے الفاظ) وہم ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن نے یہ حدیث نہیں سنی۔ پھر اس کی دلیل میں وہ روایت نقل کی جو انہوں نے اور ترمذی نے بروایت ابی سلام عن عبدالرحمٰن بن عائش عن مالک بن عامر عن معاذ بن جبل نقل کی ہے۔ پھر اس کا مفہوم ذکر کیا ہے۔ [3] ترمذی فرماتے ہیں: "صحیح ہے"۔ ابوعمر کا قول ہے: یہ محدثین کے نزدیک صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ تصریح میں ولید بن مسلم اکیلے نہیں بلکہ حماد بن مالک اشجعی، ولید بن یزید البیرونی اور عمارہ بن بشر وغیرہ نے ان کی متابعت کی ہے۔ رہے ولید بن یزید تو حاکم، ابن مندہ اور بیہقی نے بطریق عباس بن ولید عن ابیہ حدثنا ابن جابر والاوزاعی قالا حدثنا خالد بن اللجلاج سمعت عبدالرحمٰن بن عائش یقول: "ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی"۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ یہ ولید بن مسلم کی سب سے قوی متابعت ہے۔ لیکن اوزاعی سے مروی وہ روایت محفوظ ہے جو عیسیٰ ابن یونس اور المعافی بن عمران دونوں نے عن الاوزاعی عن ابن جابر نقل کی ہے۔ ابن السکن نے اسے بروایت عیسیٰ بن یونس نقل کیا تو اس کے سیاق میں کہا: میں نے خالد بن اللجلاج سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن عائش سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ رہے حماد بن مالک اشجعی تو ان کی روایت بغوی، اور ابن خزیمہ نے ان کے طریق سے نقل کی ہے کہ ہم سے ابن جابر نے بیان کیا: ایک دفعہ ہم مکحول کے پاس بیٹھے تھے کہ وہاں سے خالد بن اللجلاج کا گزر ہوا تو مکحول ان سے کہنے لگے: ابوعائش! ہم سے عبدالرحمٰن بن عائش کی حدیث بیان کرو، انہوں نے فرمایا: اچھا، میں نے عبدالرحمٰن بن عائش کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے، مکحول نے فرمایا: میں نے اس شخص سے بڑھ کر اس حدیث سے واقف کوئی نہیں دیکھا۔ رہی عمار بن بشر کی روایت تو اسے الدارقطنی نے "کتاب الروایۃ" میں ان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ہم سے عبدالرحمٰن بن جابر نے بیان کیا، پھر حماد بن مالک

---

[1] الجرح والتعدیل (۲۷۳/۵)

[2] مسند احمد (۶۶/۴) (۳۷۸/۵) سنن الدارمی (۲۰۷۳/۱) مجمع الزوائد (۱۷۶/۷) الاحاد والمثانی (۴۸/۵۔ ۵۰)

[3] ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورۃ ص (۳۲۳۵) مسند احمد (۲۴۳/۵) المعجم الکبیر (۲۱۶/۲۰)

جیسی روایت نقل کی۔ اس میں مکحول کی بات باضافہ ان الفاظ کے منقول ہے۔ ابن جابر نے بحوالہ ابو سلام ذکر کیا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن عائش کو اس حدیث میں فرماتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، پھر اس کا کچھ حصہ ذکر کیا۔ شریک کی وہ روایت جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے، اسے ہیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں، ابن خزیمہ اور الدارقطنی نے ان کے طریق سے عن جابر عن خالد نقل کیا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عائش کو فرماتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حدیث یزید بن یزید بن جابر، عبدالرحمٰن کے بھائی نے خالد سے نقل کی تو اپنے بھائی کے خلاف روایت کی۔ اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق زہیر بن محمد بواسطہ ان کے عن خالد عن عبدالرحمٰن بن عائش بحوالہ ایک صحابی نقل کیا ہے۔ پھر اس میں ایک شخص کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن (یاد رہے) زہیر بن محمد کی شامیوں سے مروی روایت ضعیف ہوتی ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے اور یہ انہی میں سے ہے۔

ابو قلابہ عن خالد بن اللجلاج عن ابن عباس نقل کرتے ہیں جسے ترمذی، اور ابو یعلی نے بطریق ہشام دستوائی عن قتادہ عن ابی قلابہ روایت کیا ہے۔ ادھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے اس میں قتادہ سے غلطی ہوئی ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں: میں، احمد بن جابر سے پوچھنے لگا: کیا خالد سے بیان کی جاتی ہے؟ تو انہوں نے اس کا ذکر کیا، اور کہا: قتادہ اسے بحوالہ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں؟ تو انہوں نے اس کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: ابن جابر کی بات معتبر ہے۔ ایوب بن ابی قلابہ مرسلاً نقل کرتے ہیں، ان کا یہ قول کسی نے نہیں ذکر کیا۔ اسے ترمذی اور امام احمد نے نقل کیا ہے۔ اسی طرح اسے بکر بن عبداللہ المزنی نے بحوالہ ابو قلابہ مرسلاً نقل کیا ہے۔ الدارقطنی نے اسے درج کیا ہے۔ سعید بن بشیر نے یہ روایت عن قتادہ عن ابی قلابہ سب کے خلاف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: عن ابی اسماء عن ثوبان، یہ وہ روایت ہے جس میں سعید بن بشیر سے غلطی ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ غلط روایت وہ ہے جو ابوبکر نیشاپوری نے "زیادات" میں بطریق یوسف بن عطیہ عن قتادہ عن انس نقل کی ہے اور الدارقطنی نے اسے درج کیا ہے، یوسف متروک راوی ہے۔ یہ جو سب کچھ میں نے ذکر کیا اس سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر کی روایت کے مضبوط ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ اس میں ان سے آگے اختلاف نہیں جبکہ ابو سلام کی روایت میں ان سے آگے اختلاف ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ حماد بن مالک، عبدالرحمٰن بن یزید کی روایت جیسی روایت نقل کی ہے۔ زید بن سلام نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ چنانچہ وہ اسے عن جدہ ابی سلام عن عبدالرحمٰن بن عائش عن مالک بن عامر عن معاذ روایت کرتے ہیں، انہوں نے اسے طویل بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں اسی طرح کا واقعہ ہے۔ جہضم بن عبداللہ یمانی نے یہ روایت عن یحییٰ بن ابی کثیر عن زید نقل کی ہے جسے امام احمد، ابن خزیمہ، رویانی، ترمذی، الدارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ موسیٰ بن خلف نے ان کے مخالف روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: عن یحییٰ عن زید عن جدہ عن ابی عبدالرحمٰن السکسکی عن مالک بن عامر عن معاذ جسے الدارقطنی اور ابن عدی نے نقل کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: یہ طریق سب سے صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر واقعی ایسی بات ہے تو انہوں نے یہ حدیث مالک بن عامر سے ابو عبدالرحمٰن السکسکی نے نقل کی ہے نہ کہ عبدالرحمٰن بن عائش نے، یوں حدیث کی دو سندیں ہوں گی۔ ابن جابر عن خالد عن عبدالرحمٰن بن عائش و یحییٰ بن زید عن ابی سلام عن ابی عبدالرحمٰن عن مالک عن معاذ، اس کی تائید دونوں روایتوں کے درمیان سیاق کے اختلاف سے ہوتی ہے۔

رہی ابن السکن کی بات کہ عبدالرحمٰن بن عائش کی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں، یہ بات ان سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کر چکے ہیں۔صرف ان کی عبارت میں اس کی وضاحت نہیں۔ بلکہ انہوں نے فرمایا: ان کی ایک حدیث ہے جس میں محدثین کو اضطراب ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی ایک اور مرفوع حدیث مل گئی ہے ان کی ایک تیسری موقوف حدیث بھی ہے۔ پہلی حدیث ابونعیم نے "معرفة" اور "عمل اليوم والليلة" میں نقل کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو کسی جگہ اتر کر یہ کلمات پڑھے: ((اعوذ بكلمات الله التامّات من شرّ ما خلق)) تو وہ اپنی اس فرودگاہ میں وہاں سے رختِ سفر باندھنے تک کوئی ناپسندیدہ شے نہیں دیکھے گا"۔ [1]

سہیل فرماتے ہیں، میرے والد نے فرمایا: میں نے عبدالرحمٰن بن عائش کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ ابونعیم لکھتے ہیں: موسیٰ بن یعقوب زمعی نے سہیل سے اس کا مفہوم نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، ہم نے فریابی کی کتاب الذکر میں ابن عائش کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو صبح کے وقت ((لا اله الّا الله وحدهٗ لا شريك لهٗ)) کہے..... (حدیث) [2] اسی میں ہے تو کچھ لوگ اسے انوکھا سمجھ کر ابن عائش سے کہنے لگے: کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ایک شخص جو اس کا انکار کرتا تھا اسے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، وہ عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! اس طرح کا ارشاد آپ ﷺ نے فرمایا؟ اور آپ کے سامنے آپ کی حدیث بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن عائش نے سچ کہا۔

۵۱۵۱ (ز) عبدالرحمٰن بن عبّاد

ابن نوفل بن خراش محاربی عبدی، ان کا ذکر ان کے والد عباد کے حالات میں ہوا ہے۔

۵۱۵۲ عبدالرحمٰن بن عبداللہ [3]

ابن ثعلبہ بن بیجان بن عامر بن حارث بن مالک بن انیف بن جشم بلوی انصار میں سے بنی جحجبی کے حلیف۔ ابوعقیل کنیت ہے اور اسی سے مشہور بھی ہیں، کنیتوں میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ ایک قول ہے عبدالعزیٰ نام تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ موسیٰ نے کہا: عبداللہ بن ثعلبہ ابوعقیلہ واقدی [4] نے ان کا نام عبدالرحمٰن بتایا ہے کہ جنگ یمامہ میں عمدہ کارکردگی کے بعد شہید ہوئے۔ بعض دادا کے نسب سے ان کا ذکر کر کے عبدالرحمٰن بن بیجان اور بعض پہلی باء کو سین سے بدل کر سیجان کہا ہے۔ اس کا ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے۔ پہلا قول مشہور ہے۔ یہ وہی صاع بھر کھجوریں لانے والے ہیں جنہیں منافقین نے طعنہ دیا تھا، جس کی وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ اختلاف کے ساتھ کنیتوں میں بیان ہوگی۔

---

[1] مسلم كتاب الذكر والدعاء باب في التعوّذ من القضاء و درك الشقاء وغيره (٦٨١٧) ترمذی كتاب الدعوات (٣٤٣٧) ابن ماجه كتاب الطب باب الفزع والارق (٣٦٤٧)

[2] المعجم الكبير (٣٨٨٣) الكنى والاسماء للدولابی (٤٦/١)

[3] اسد الغابه (٣٣٣٧) تجريد (٣٥٠/١)

[4] اسد الغابه (١٣٠/٣)

۵۱۵۳ عبدالرحمٰن بن عبداللہ [1]

ابن عثمان۔ ابومحمد کنیت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی۔ بقول بعض ابوعبداللہ یا ابوعثمان۔ ایک قول ہے: عبدالعزیٰ بن ابی بکر ابن ابی قحافہ قرشی تیمی۔ والدہ کا نام ام رومان ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی والدہ ہیں۔ ان کا نام عبدالکعبہ تھا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا۔ صلح کے زمانہ تک ان کا اسلام متاخر (Late) ہوا، پھر اسلام لے آئے اور خوب سنورا۔ [2] آغانی [3] میں ہے اپنے والد کے ساتھ ہجرت نہیں کی۔ کیونکہ یہ کمسن تھے۔ فتح سے پہلے قریش کی ایک جوان ٹولی کے ساتھ مدینہ گئے جن میں معاویہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، پھر اسلام لے آئے۔ یہ روایت زبیر بن بکار نے عن ابن عیینہ عن علی بن زید بن جدعان نقل کی ہے۔ ان کے قول میں تامل ہے، بظاہر لگتا ہے انہیں اس میں اختیار تھا کیونکہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مسلمان نہیں ہوئے اور نکل گئے۔ ایک قول ہے فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ بقول بعض: بدر میں مشرکین کا ساتھ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث نقل کی ہیں، جن میں سے چند صحیح میں ہیں۔ اپنے والد سے بھی روایت کی ہے۔ ان سے عبداللہ، حفصہ، بھتیجے قاسم بن محمد، ابوعثمان نہدی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عمرو بن اوس ثقفی نے روایت کی ہے۔

زبیر لکھتے ہیں: نیک آدمی تھے اور مزاح میں مزاح تھا۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: لیلیٰ بنت الجودی جس کا والد عربی غسان کا اور دمشق کا امیر تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دے دی، کیونکہ وہ فتح دمشق سے پہلے وہاں گئے تو اسے پسند کر لیا اور اس سے شادی کا قصد کر لیا۔ اس کے بارے میں ان کے اشعار بھی ہیں۔ یہ واقعہ زبیر نے مسنداً ذکر کیا ہے جو بطریق عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن ہشام بن عروہ عن ابیہ نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن تجارت کے لیے شام آئے جہاں جودی کی بیٹی پہ نظر پڑی، اس کے آس پاس اور لڑکیاں بھی تھیں، جن میں سے یہ انہیں بھا گئی۔ انہوں نے اس کے متعلق اشعار کہے: ع

"مجھے اس وقت لیلیٰ یاد آئی جب ہمارے درمیان آڑ حائل تھی، جودی کی بیٹی لیلیٰ اور میرا کیا تعلق؟ کیا میں اس سے مل سکتا ہوں؟ کیوں نہیں شاید آئندہ سال جب لوگ حج کرنے آئیں تو اس سے میرا سامنا ہو جائے"۔ [4]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ اشعار سنے تو امیر لشکر سے فرمایا: اگر وہ لڑکی تمہیں جنگ میں مل جائے تو (میری وصیت ہے) عبدالرحمٰن کو دے دینا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ انہیں بڑی پسند آئی اور اپنی باقی بیویوں پر اسے ترجیح دینے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ڈانٹ پلائی، لیکن بے اثر ہوئی۔ پھر (کسی تدبیر سے ان کے موتیوں جیسے دانت جوان کی خوبصورتی میں چار چاند لگائے ہوئے تھے توڑ دیئے گئے) تو یہ اس سے دل برداشتہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کرنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بھیا تم نے دونوں باتوں (محبت اور نفرت) میں حد کر دی۔

عبدالرزاق کی بحوالہ سعید بن المسیب روایت ہے کہ تجربے کے طور پر بھی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے کبھی جھوٹ نہیں سنا گیا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: بہادر اور اچھے تیر انداز تھے، جنگ یمامہ میں شریک ہوئے تو دشمنوں کے سات سرکردہ آدمی مار ڈالے، جن میں سے ایک یمامہ کا محکم نامی شخص تھا جو قلعے کے شگاف میں تھا، آپ نے ایسا تاک کر تیر چلایا جو اس کے حلق کو چھیدتا ہوا پیوست

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۳۸) [2] المستدرک (۴۱۵/۳) اسد الغابہ (۱۳۱/۳) [3] الاغانی (۹۳/۱۶) [4] المستدرک (۴۷۴/۳)

ہوگیا، اور یوں وہ مرگیا۔ مسلمانوں کی روکاوٹ دور ہوئی، اس شگاف سے اندر داخل ہوگئے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا، جبکہ ان کے باپ شریک بھائی محمد بن ابی بکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

بخاری کی روایت ہے کہ مروان امیر معاویہ کی طرف سے حجاز کا گورنر تھا، اس نے خطاب میں یزید بن معاویہ کا ذکر کیا تا کہ اس کے والد کے بعد اس کے حق میں بیعت لے تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اس سے کوئی بات کی، وہ کہنے لگا: پکڑو اسے، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے، مروان جھٹ سے بولا، یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے: ''اور جس نے اپنے والدین سے کہا اُف ہے تم دونوں کے لیے''۔ [1] جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے انکار کیا۔ اسے نسائی اور اسماعیلی نے ایک طریق سے طویل نقل کیا ہے (حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: یہ کس کا طریقہ؟) تو مروان بولا: ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کا طریقہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بولے: ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے۔ اسی میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم وہ شخص یہ نہیں۔ اگر چاہو تو میں اس کا نام بتادوں۔ زبیر نے عبداللہ بن نافع سے نقل کیا کہ امیر معاویہ نے لوگوں سے یزید کی بیعت لینے کے لیے خطاب کیا تو حضرت حسین، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے باری باری گفتگو کی، حضرت عبدالرحمٰن بولے: کیا ہرقل کا دستور جاری کرنا چاہتے ہو، جونہی کوئی قیصر (بادشاہ) مرے اس کی جگہ دوسرا قیصر (بادشاہ) براجمان ہو جائے۔ اللہ کی قسم! آپ کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور ان کی عبدالعزیز زھری تک کی سند سے ہے، امیر معاویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی طرف بعد میں ایک لاکھ کی رقم بھیجی تو آپ نے فرمایا: میں اپنے دین کو دین کے بدلے نہیں بیچ سکتا۔

اس کے بعد آپ مکہ چلے گئے اور یزید کی بیعت مکمل ہونے سے پہلے وہیں فوت ہوئے۔ ان کی وفات اچانک سونے سے ہوئی۔ وہ جگہ مکہ سے دس میل کے فاصلے پر تھی۔ مکہ لاکر دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اطلاع ملی تو آپ حج کے ارادے سے روانہ ہوئیں اور ان کی قبر پر کھڑے ہوکر رونے لگیں اور متمم بن نویرہ کا شعر جو اس نے اپنے بھائی مالک کے بارے میں کہا تھا دہرانے لگیں، پھر فرمانے لگیں: اگر میں تمہارے پاس ہوتی تو جہاں تمہاری فوتگی ہوئی ہے وہیں دفن کرتی اور تم پر آنسو نہ بہاتی۔

ابن سعد اور دیگر کئی حضرات کا کہنا ہے: ترپن (۵۳ھ) میں فوت ہوئے۔ یحییٰ بن بکیر کا قول ہے: چون (۵۴ھ) میں فوت ہوئے۔ ابونعیم فرماتے ہیں: (۵۳ھ) بقول بعض: ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: جس سال امیر معاویہ یزید کی بیعت لینے مدینہ آئے اسی سال فوت ہوئے۔ اور ان کے ایک سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی چل بسیں اور ان کا انتقال انسٹھ (۵۹ھ) میں ہوا۔ ابن حبان [2] لکھتے ہیں: اٹھاون (۵۸ھ) میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے احمد بن عیسیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت سے پہلے اور حضرت سعد کے بعد فوت ہوئے (اور حضرت سعد بن ابی وقاص بقول واقدی پچپن (۵۵ھ) اور بقول ابونعیم اٹھاون (۵۸ھ) میں فوت ہوئے)۔

۵۱۵۴ (ز) عبدالرحمٰن بن عبداللہ الداری طیب میں ذکر ہوا ہے۔

۵۱۵۵ عبدالرحمٰن بن عبداللہ [3] عبدالرحمٰن والدِ عبداللہ میں ان کا ذکر ہوگا۔

---

[1] سورۃ الاحقاف (۱۷) [2] الثقات (۲۵۴/۳) [3] اسد الغابہ (۳۳۴۰) تجرید (۳۵۱/۱)

۵۱۵۶ عبدالرحمٰن بن عبد رب انصاری ✿

ابن عقدہ نے کتاب الموالاۃ میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے حدیث ((من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ)) نقل کی ہے۔ اور بطریق اصبغ بن نباتہ روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب کھلے میدان میں لوگوں کو قسم دی کہ غدیر خم کے روز جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے وہ کھڑا ہو جائے، تو بارہ (۱۲) سے زائد آدمی کھڑے ہوئے جن میں ابوایوب، ابوزینب اور عبدالرحمٰن بن عبدرب بھی تھے، کہنے لگے: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے:

''بے شک میرا دوست اللہ ہے اور میں مومنوں کا دوست ہوں تو جس کا میں محبوب اس کا علی (رضی اللہ عنہ) محبوب''۔ ✿

اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۵۱۵۷ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی عبدالرحمٰن الهلالی ✿

عبدالحمید، بغوی، ابن جریر، ابن شاہین، اور ابن مردویہ نے بحوالہ ابی عبدالرحمٰن بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابِ اعراف کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ ایسے لوگ ہیں جو راہِ خدا میں مارے گئے۔ لیکن اپنے ماں باپ کے نافرمان تھے۔ تو ماں باپ کی نافرمانی نے انہیں جنت سے روکے رکھا اور اللہ کی راہ میں شہادت نے جہنم سے باز رکھا''۔

عبد بن حمید کی کتاب میں محمد بن عبدالرحمٰن لکھا ہے۔ ابن شاہین کی کتاب میں ہے کہ بنی نصرہ کے ایک شخص نے یحییٰ بن شبل کو بحوالہ بنی ہلال کے ایک شخص نے اپنے والد سے نقل کر کے بتایا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل اعراف کے بارے میں پوچھا، اور ابن مردویہ نے یہ روایت بطریق ابن لہیعہ عن خالد بن یزید انہیں الفاظ میں بغیر ''عن ابیہ'' کے نقل کی ہے۔

۵۱۵۸ (ز) عبدالرحمٰن بن عبداللہ ✿

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ قرشی تیمی۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ بقول ابوعمر: صحابی ہیں، جنگ جمل میں اپنے بھائی کے ساتھ شہید ہوئے۔

۵۱۵۹ عبدالرحمٰن بن عبد ✿

بقول بعض: ابن عبید یا ابن ابی عبداللہ ازدی ابوراشد، کنیت سے مشہور ہیں۔ ابوزرعہ دمشقی عن ضمرہ نقل کرتے ہیں کہ صحابی ہیں۔ اور فلسطینی لشکر کے عامل تھے۔ حاکم کا قول ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت اور ان کا نام تبدیل کیا۔ نام عبدالعزیٰ اور کنیت ابومُغوِیہ تھی۔ دولابی کی روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبد فرماتے ہیں: میں اپنی قوم کے سو (۱۰۰) پیادہ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو ٹھہر گئے، وہ لوگ مجھے کہنے لگے: تم آگے بڑھو! اگر تم نے کوئی پسندیدہ ماحول دیکھا تو

✿ اسد الغابہ (۳۳٤۱) ✿ ترمذی کتاب المناقب (۳۷۱۲) جامع المسانید (۳۵۱/۸) ✿ اسد الغابہ (۳۳٤۲)

✿ اسد الغابہ (۳۳٤۵) تجرید (۳۵۰/۱) ✿ اسد الغابہ (۳۳٤٤) استیعاب (۱٤٤۲) تجرید (۳۵۱/۱)

ہمیں اطلاع کر دینا، ہم بھی آ جائیں گے، ورنہ واپس لوٹ جائیں گے۔ میں نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: انعم صباحا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مسلمانوں کا سلام نہیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں کیسے سلام کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مسلمانوں کے پاس آؤ تو کہو: السلام علیکم و رحمة الله۔ تو میں نے کہا: السلام علیکم و رحمة الله۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام و رحمة الله۔ پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بلکہ تم ابوراشد عبدالرحمٰن ہو۔ اس کے بعد مجھے اکرام و اعزاز سے بٹھایا اور مجھے اپنی چادر اوڑھائی اور اپنی لاٹھی دی۔ میں مسلمان ہو گیا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص آپ سے عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! ہم نے دیکھا آپ نے اس شخص کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ اپنی قوم کا شریف آدمی ہے اور جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اکرام کیا کرو''۔

فرماتے ہیں: میرے ساتھ میرا غلام سرحان تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوراشد! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ میں نے عرض کی: میرا غلام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اسے آزاد کرنے کا ارادہ ہے؟ اس کے ہر عضو کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارا ہر عضو جہنم سے بری کر دے گا''۔ میں نے اسے آزاد کر دیا، یہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، ان میں کچھ لوگ جا چکے تھے اور کچھ باقی تھے، جو نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ [1]

ابن مندہ نے اسی طریق سے مختصراً اور ابن السکن ایک اور طریق سے عن عبدالرحمٰن بن خالد اسی اسناد سے نقل کیا ہے اور ان کے غلام کا نام عبدالقیوم بتایا ہے۔ اس میں ہے: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: قیوم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم تو عبدالقیوم ہو۔ عقیلی نے ایک حدیث دوسری سند سے نقل کی ہے جس کے سیاق میں ہے عن ابی راشد الازدی صحابیٔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور میری بہن عاتکہ ازد کے مالدار لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم دونوں مسلمان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے ازد کی جانب ایک تحریر قلمبند کروائی۔ طبرانی کی روایت میں ہے: عن ابی مغویة ابن اللّات بن نمر الازدی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ازد میں امانت اور قریش میں حیاء (کی صفت) ہے''۔ [2]

ابن عساکر کی بطریق ابومسہر عن سعید بن عبدالعزیز روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں سے نصف محصول بطور تقسیم بیت المال میں جمع کرتے تھے، پھر ایک واقعہ ذکر کیا کہ امیر معاویہ نے خود ان کا محاسبہ کیا تو ابوراشد رو پڑے، امیر معاویہ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ کہنے لگے: میں حساب دینے سے نہیں رو رہا بلکہ قیامت کے روز کا حساب یاد آ گیا ہے، تو امیر معاویہ نے بلاحساب لیے انہیں جانے دیا۔

۵۱۶۰ عبدالرحمٰن بن عبد النمیری *

ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور ابونعیم نے ان کے طریق سے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبد نمیری سے مروی ہے کہ اسلام کی تین سو پندرہ (۳۱۵) شاخیں ہیں..... (حدیث) [3] ابن ابی عاصم فرماتے ہیں: یہ حدیث مجھے اپنی

---

[1] جامع المسانید (۳۰۳/۸) (۳۵٤/۸) [2] مجمع الزوائد (۳۵٤/۸) [3] اسد الغابہ (۳۳٤٦) تجرید (۳۵۱/۱)

* جامع المسانید (۳۵۵/۸) اسد الغابہ (۱۳۵/۳)

کتاب میں مرفوع نہیں ملی۔ جبکہ حماد نے عن ابی یسار عن المغیرہ ابن عبدالرحمٰن بن عبید عن ابیہ عن جدہ مرفوع نقل کی ہے، ابوموسیٰ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۵۱۶۱ عبدالرحمٰن بن عثمان [1]

ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو... قرشی تیمی۔ حضرت طلحہ کے بھتیجے۔ "شارب الذہب" ان کا لقب تھا، والدہ عمیرہ بنت جدعان عبداللہ بن جدعان کی بہن تھیں۔ مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ ایک قول ہے: حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، اور سب سے پہلے عمرۃ القضاء میں شریک ہوئے۔ اور جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے ساتھ شریک ہوئے۔ ان کی حدیث امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بروایت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب عن عبدالرحمٰن بن عثمان التیمی نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع کیا ہے۔ [2] اسی طرح حضرت عثمان اور اپنے بھائی طلحہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے بیٹوں میں سے عثمان، معاذ اور نہد، سائب بن یزید، سعید بن المسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں لکھتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن المنذر نے بحوالہ محمد بن طلحہ بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ہی دن شہید ہوئے، یعنی تہتر (۷۳ھ) مکہ میں۔ اوروں کا کہنا ہے: حزورہ میں دفن ہوئے، اور جب مسجد حرام وسیع کی گئی تو ان کی قبر مسجد حرام میں شامل ہوگئی۔

۵۱۶۲ (ز) عبدالرحمٰن بن عثمان [3]

ابن مظعون بن وہب بن حبیب قرشی جمحی۔ ان کی اور ان کے بھائی سائب کی والدہ خولہ بنت حکیم سلمیہ ہے۔ ان کے والد ۲ھ کو فوت ہوئے۔ انہوں نے اور عبدالرحمٰن نے حیات نبویہ کے نو (۹) یا اس سے زیادہ سال کا عرصہ پایا۔ ابن الاثیر [4] نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کر کے درست اقدام کیا ہے۔

۵۱۶۳ (ز) عبدالرحمٰن بن العدّاء الکندی

بقول ابن فتحون: باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن عیینہ عن سیف بن میسرہ ثقفی عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن العداء بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اس وقت آپ کے پاس حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں حضرات کافی دیر سرگوشی میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں (خلافت کی) ایک قمیص پہنائے گا..... (حدیث) ابن فتحون لکھتے ہیں: میں نے یہ نام عین اور دال سے لکھا دیکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم [5] نے الجرح والتعدیل میں ایک شیخ کا ذکر کیا ہے، جس کا نام عبدالرحمٰن بن العداء ہے، جن سے شعبہ روایت کرتے ہیں، وہ ان کے علاوہ ہیں، اس واسطے کہ شعبہ کی روایت کسی صحابی سے نہیں ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۴۹) استیعاب (۱۴۴۴) تجرید (۳۵۳/۱)

[2] مسلم کتاب اللقطۃ باب لقطۃ الحاج (۴۴۸۴) ابوداؤد (۱۷۱۹)

[3] اسد الغابہ (۳۳۵۰) تجرید (۳۵۲/۱) [4] اسد الغابہ (۳۰۹/۳)

[5] الجرح والتعدیل (۲۶۸/۵)

۵۱۶۴ عبدالرحمٰن بن عدیؓ [1]

ابن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ بن مالک بن عوف....اوسی۔احد میں شریک ہوئے، ان کے بھائی ثابت کا ذکر ہو چکا ہے۔عبدالرحمٰن ''یوم الجسر'' میں شہید ہوئے۔(ابن کلبی وغیرہ)

۵۱۶۵ عبدالرحمٰن بن عُدَیس [2]

ابن عمرو بن کلاب بن دھمان، ابومحمد البلوی۔ بقول ابن سعد: صحابیِ رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ سے سماع کیا ہے۔فتح مصر میں شریک ہوئے اور ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ابن البرقی اور بغوی وغیرہ کا قول ہے: بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ ابن ابی حاتم [3] بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں: صحابی ہیں، یہی قول عبدالغنی بن سعید، ابوعلی بن السکن اور ابن حبان [4] کا ہے۔ابن یونسؒ لکھتے ہیں: بیعت رضوان اور فتح مصر میں شریک ہوئے، وہیں انہیں خطۂ ارضی ملا۔شہسوار تھے۔ پھر فتنے کے دور میں جو لشکر مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف آیا اس کے سردار تھے۔

• ان سے عبدالرحمٰن بن شماسہ، ابوحصین حجری اور ابوثور فہمی روایت کرتے ہیں۔حرملہ حدیث ابن وہب میں بحوالہ عبدالرحمٰن بن عدیس نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

> ''ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر پار ہو جاتا ہے، وہ لوگ جبل لبنان اور خلیل پر قتل کیے جائیں گے''۔

ابن لہیعہ نے عن یزید بن ابی حبیب سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے، اسے یعقوب بن سفیان اور بغوی نے بروایت النضر بن عبدالجبار عن ابن لھیعۃ نقل کیا ہے، اور مبہم شخص کا نام المریسع الحمیری لیا ہے۔عن رجل نہیں کہا۔بغوی اور ابن مندہ نے بروایت نعیم بن حماد عن ابن وہب نقل کی اور واسطے کو ساقط کر دیا۔اور یونس نے ایک اور طریق سے عن ابن وہب اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔اسی طرح بغوی نے بروایت عثمان بن صالح عن ابی لہیعہ آخر میں ان الفاظ کے اضافے سے نقل کیا ہے: جب باغیوں کا فتنہ برپا ہوا تو ابن عدیس ان لوگوں میں سے تھے جنہیں امیر معاویہ نے مہلت دی اور فلسطین کی جیل میں قید کر دیا تو یہ لوگ جیل سے بھاگ گئے، ایک سوار نے ابن عدیس کو جا پایا اور انہیں قتل کرنے لگا۔وہ کہنے لگے: میرے خون کے بارے اللہ سے ڈر میں (بیعت رضوان کے شرکاء) اصحابِ شجرہ میں سے ہوں۔اس نے کہا: شجر یہاں بہت ہیں، اور پھر انہیں قتل کر دیا۔ابن یونس کا قول ہے: عبدالرحمٰن بن عُدَیس ۳۶ھ میں قتل ہوئے۔ [5]

۵۱۶۶ عبدارحمٰن بن عرابہ الجہنی [6]

عبداللہ بن عرابہ میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۵۱) تجرید (۳۵۲/۱) [2] اسد الغابہ (۳۳۵۲) استیعاب (۱۴۴۵) تجرید (۳۵۲/۱)

[3] الجرح والتعدیل (۲۴۸/۵) [4] الثقات (۲۵۵/۳) [5] مجمع الزوائد (۲۴۲/۶) جامع المسانید (۳۵۸/۸) اسد الغابہ (۱۳۶/۳)

[6] اسد الغابہ (۳۳۵۳) استیعاب (۱۴۴۶) تجرید (۳۵۲/۱)

۵۱۶۷ عبدالرحمٰن بن ابی عَزّہ

یا ابن ابی عزرہ۔ ابن مخلد نے اپنی سند میں ان کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، مجھے خدشہ ہے یہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نہ ہوں جن کا ذکر قسم ثانی میں ہونا ہے۔

۵۱۶۸ عبدالرحمٰن بن عفیف

عبد شمس بن عفیف میں ذکر ہوگا۔

۵۱۶۹ عبدالرحمٰن بن عقیل [1]

ابن مقرن المزنی۔ بقول ابن سعد، [2] طبری اور عدوی: صحابی ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن سوید بن مقرن کے حالات میں لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

۵۱۷۰ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل

ابن مسعود بن معتّب بن مالک بن کعب.... ثقفی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح ہے۔ ان سے ہشام بن مغیرہ نے بھی روایت کی ہے۔ امام بخاری، حارث بن ابی اسامہ اور ابن مندہ نے بطریق عون بن ابی جحیفہ بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل روایت کی ہے کہ میں ثقیف کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ پہلے تو ہمیں آپ سے بہت زیادہ بغض تھا لیکن پھر آپ ہمیں سب سے زیادہ پسندیدہ لگنے لگے.....(حدیث)

۵۱۷۱ (ز) عبدالرحمٰن بن عکیم [3]

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق خالد ابن الحذاء عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عکیم روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

"جب تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کے ذریعہ کیا کرو"۔ (حدیث) [3]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ متن ابوداؤد اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، اور اس کی سند ضعیف ہے۔

۵۱۷۲ عبدالرحمٰن بن علقمہ [5]

بقول بعض: ابن ابی علقمہ ثقفی۔ ابن حبان [6] لکھتے ہیں: صحابی بتائے جاتے ہیں۔ خطیب کا قول ہے: کئی ایک نے صحابہ میں

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۵۶) استیعاب (۱۴۴۸) تجرید (۳۵۲/۱)

[2] الطبقات الکبریٰ (۱۲/۶) [3] اسد الغابہ (۳۳۵۷) استیعاب (۱۴۴۹)

[4] ابوداود کتاب الصلاۃ باب الدعاء (۱۴۸۶) المستدرک (۵۳۶) کنز العمال (۳۲۳۲) (۳۲۵۴) تاریخ الطبری (۳۰/۱۶) اتحاف السادۃ (۳۵/۵) شرح السنۃ (۲۰۳/۵)

[5] تجرید (۳۵۳/۱) [6] الثقات (۳۵۳/۳)

ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کا قول ہے: نبی ﷺ سے ان کے سماع کے بارے میں تردد ہے۔ کچھ لوگوں نے صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ان کی حدیث [1] نسائی، اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ حمانی دونوں نے اپنی اپنی مسند میں نقل کی ہے جو بطریق ابی حذیفہ عبدالملک بن محمد بن بشیر عن عبدالرحمٰن بن علقمہ مروی ہے کہ وفد ثقیف نبی ﷺ کے پاس آیا، ان کے پاس کوئی چیز تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ ہے یا ہدیہ؟ کیونکہ زکوٰۃ سے مقصود اللہ کی رضا ہوتی ہے اور ہدیے کی غرض رسول اللہ ﷺ کی رضا جوئی ہے"۔ (حدیث) پھر ان لوگوں نے آپ ﷺ کو اتنا مشغول رکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز عصر کے ساتھ ملا کر پڑھی۔ اسے ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اسی سند سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر بطریق ابوحذیفہ ہی کیا ہے۔ مزی کی کتاب "التہذیب" میں لکھا ہے، ابن ابی حاتم [2] کا قول بحوالہ ان کے والد منقول ہے: یہ صحابی نہیں۔ ان کے اس قول میں تامل ہے، کیونکہ ابن ابی حاتم نے تینوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے عبدالرحمٰن بن علقمہ ہیں اور فرماتے ہیں: یہ قول تیسری شخصیت کے بارے میں ہے۔ لیکن ان کا نام عبداللہ بن علقمہ بتایا ہے، پہلے صاحب سوانح میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ وفد ثقیف آیا تو ان کے پاس ہدیہ تھا۔ اور عبدالملک بن بشیر سے روایت کی ہے، اور دوسری شخصیت کے بارے کہا: عبدالرحمٰن بن علقمہ بقول بعض: ابن ابی علقمہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور تیسری شخصیت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ہے، ان سے جامع بن شداد اور عون بن ابی جحیفہ روایت کرتے ہیں۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: یونس بن حبیب نے انہیں "مسند وحدان" میں شامل کیا ہے؟ فرمایا: یہ تابعی ہیں، شرف صحابیت سے محروم ہیں۔ یہ آخری شخصیت جن سے ابوجحیفہ روایت کرتے ہیں، وہی عبدالرحمٰن بن علقمہ ہیں جنہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی سے روایت کی ہے، جن کا ذکر ایک عنوان پہلے ہوا ہے۔ میرے نزدیک وہ وہی ہیں جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بذریعہ کئی طرق روایت کرتے ہیں۔ لیکن یہ دو شخص ہوئے نہ کہ تین، صحابی اور تابعی۔ واللہ اعلم

۵۱۷۳ عبدالرحمٰن بن علیّ الحنفی الیمانی [3]

بقول ابوعمر: [4] نبی ﷺ سے حدیث ابن مسعود کی طرح نماز میں اپنی کمر سیدھی نہ رکھنے والے کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابن مندہ نے بطریق عبدالوارث بن سعید بحوالہ عبدالرحمٰن بن علی روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف توجہ نہیں فرماتا جو رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا"۔ [5]

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت عکرمہ بن عمار نے عن عبداللہ بن بدر عن طلق بن علی عن ابیہ عن النبی ﷺ نقل کی ہے۔ شاید انہوں نے اس بنیاد پر کہا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن علی بن سنان ہیں، اور یہ صحیح ہے۔

---

[1] نسائی کتاب العمری باب عطیۃ المرأۃ بغیر اذن زوجھان (۳۷۶۷) [2] الجرح والتعدیل (۲۷۳/۵)

[3] اسد الغابہ (۳۳۶۸) استیعاب (۱۴۵۰) تجرید (۳۵۳/۱) [4] استیعاب (۳۸۹/۲)

[5] مسند احمد (۲۲/۴) جامع المسانید (۳۶۸/۸) اسد الغابہ (۱۳۹/۳)

میں کہتا ہوں: اسے بغوی نے بروایت عبدالوارث نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ غلط ہے وہ تو بواسطہ اپنے والد بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے اس بنیاد پر کہا کہ یہ عبدالرحمٰن بن علی بن سنان ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بطریق ایوب بن عیینہ نے عن عبداللہ بن بدر عن عبدالرحمن بن علی بن سنان عن ابیہ کی سند سے اور اسی طرح وہ طریق نقل کیا ہے جس کی طرف عکرمہ بن عمار نے اشارہ کیا ہے۔ جب عبداللہ بن بدر کی کتاب میں دو طریقوں سے ہے اس میں کیا ممانعت ہے کہ ان کی کتاب میں تین طریق سے نہ ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ طلق بن علی (اگر ان کا بھائی نہیں تو ان) کا نام عبدالرحمٰن ہو۔ بہر حال اس کا احتمال ہے۔

۵۱۷۴ (ز) عبدالرحمٰن بن عمارہ بن الولید

ابن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی۔ اگر چہ یہ مؤلفین کی شرط کے مطابق ہیں لیکن انہوں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ کیونکہ مروی ہے ان کی ولادت ہجرت سے پہلے ہوئی اور خلافتِ صدیقی میں جنگ فحل میں شہید ہوئے۔ اور فتح مکہ کے بعد جو قریشی بھی بچا تھا وہ نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوا۔ رہی ان کی ولادت کی دلیل تو اس واقعے سے لی جاتی ہے کہ قریش نے انہیں عمرو بن عاص کے ساتھ نجاشی کے پاس روانہ کیا تھا، جب مسلمانوں نے ہجرتِ مدینہ سے پہلے حبشہ ہجرت کی تھی تا کہ نجاشی ان دونوں کے ساتھ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو روانہ کر دے لیکن نجاشی نے انکار کر دیا۔ عمارہ کے ساتھ یہ واقعہ بنا کہ اس نے نجاشی کی بیوی کو چھیڑا (عمارہ خوبصورت تھا اور وہ عورت بھی اس کی طرف توجہ کرنے لگی تھی)۔ نجاشی کو معلوم ہوا تو اس نے سزا کے طور پر کسی جادوگر کو اس کے آلہ پر جادو کرنے کا حکم دیا تو یہ وحشی درندوں کے ساتھ پھرنے لگا۔ اور حبشہ میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ خلافتِ فاروقی میں فوت ہو گیا۔ لہٰذا اس کا بیٹا جب یہ حبشہ روانہ ہوا ہو گا کم سن یا ہوشیار سمجھ بوجھ رکھنے والا مکہ میں تو موجود ہو گا۔ رہی ان کی شہادت والی روایت تو اسے ابوحذیفہ اسحاق بن بشر نے ''المبتداء'' میں نقل کیا ہے۔ لگتا ہے یہ مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن نہیں تھا۔ جب اسلام لائے تو ان کا نام تبدیل ہوا ہو گا۔ ان کے بھائی ولید، ہشام اور ابوعبیدہ کا تذکرہ اپنے اپنے مقام پر ہو گا۔

۵۱۷۵ عبدالرحمٰن بن الاکبر [1]

ابن عمر بن الخطاب حضرت عبداللہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے سگے بھائی، ابوعیسیٰ کنیت تھی۔ ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حبیب بن الشہید عن زید بن اسلم عن ابیہ روایت کی ہے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف بلانے کے لیے بھیجا، جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ابوعیسیٰ، وہ کہنے لگے: امیر المومنین! یہ کنیت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں رکھی تھی۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

ابوعمر لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ایسے تھے جن میں سے ہر ایک کا نام عبدالرحمٰن تھا، یہ سب سے بڑے تھے، ان کی کوئی روایت محفوظ نہیں (کتابوں میں نہیں ملتی)۔ دوسرے کی کنیت ابوشحمہ جنہیں مصر میں شراب نوشی کے الزام میں ان کے والد نے

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۵۹) استیعاب (۱۴۵۱) تجرید (۱/۳۵۳)

حد قائم کرتے ہوئے کوڑے مارے تھے۔ تیسرے مجبّر کے والد ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوعیسیٰ رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے تبدیل کرنا چاہا تو وہ کہنے لگے: یہ کنیت رسول اللہ ﷺ کی رکھی ہوئی ہے۔ ابونعیم ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا وہ تو مغیرہ تھے۔ رہے عبدالرحمٰن تو انہوں نے اپنے والد سے عرض کی: مغیرہ نے یہ کنیت رکھی تھی۔ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: میری کنیت رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ واقعہ جس طرح ابن السکن نے نقل کیا ہے، اسی طرح ابن ابی عاصم نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے عرض کی: نبی ﷺ نے یہ کنیت مغیرہ کی رکھی تھی، عبدالرحمٰن کا دورِ نبوی ﷺ میں موجود ہونے کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ ان کی والدہ زینب کی وفات پہلے ہوگئی تھی اور اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا منجھلا (درمیانہ) بھائی ابوشحمہ عہد نبی ﷺ میں پیدا ہوا جیسا کہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں قسم ثانی میں وضاحت کروں گا۔

۵۱۷۶ (ز) عبدالرحمٰن بن عمرو

ابن الجموح انصاری سلمی۔ ان کے والد بنی سلمہ کے سردار تھے، جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ لہٰذا عبدالرحمٰن دورِ نبوی کے آخر میں سمجھدار ہوں گے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۷۷ عبدالرحمٰن بن عمرو[1]

ابن غزیّہ انصاری۔ ابن السکن ان کے بھائی حارث بن عمرو کے حالات میں لکھتے ہیں: عمرو بن غزیہ کے (جو بیعت عقبہ میں شریک تھے) حارث، عبدالرحمٰن، زید اور سعید نامی بیٹے تھے۔ سارے صحابی ہیں، سوائے حارث کے کسی سے روایت نہیں۔ پہلے حجاج ابن عمرو بن غزیہ کا ذکر ہو چکا ہے، شاید ابن السکن سے ان کا نام ذکر کرنے میں چوک ہوگئی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے بھائی نہ ہوں صرف ان کے باپ دادا کا نام ان کے باپ دادا کے نام سے ملتا ہو۔

۵۱۷۸ عبدالرحمٰن بن عمرو انصاری

طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام بیان کیا ہے۔ لیکن جب ان کی حدیث درج کی تو اس میں صرف عبدالرحمٰن انصاری لکھا ہے۔ شاید انہوں نے دوسرے مقام پر ان کے والد کا نام بتایا ہو۔ ادھر ابن الاثیر[2] مرحوم طبرانی سے ایک قدم آگے بڑھ کر ان کے دادا کا نام ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: عبدالرحمٰن بن عمرو بن غزیہ، انہوں نے انہیں سابقہ شخصیت سمجھ لیا اور اس کی کوئی سند نہیں بیان کی۔ لگتا ہے جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے ابن عبدالبر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے تو انہیں حدیث والا صحابی سمجھ لیا۔ لیکن اس سے ابن السکن کے اعتماد کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی کہ "عبدالرحمٰن بن عمرو بن غزیہ کی روایت نہیں"۔ ابن الاثیر نے اس کی تخریج میں صرف ابوموسیٰ کا حوالہ دیا ہے، جبکہ ابوموسیٰ نے جب ان کا ذکر کیا تو اس سے زیادہ کچھ نہیں: طبرانی نے ان کا نام شامل کیا ہے۔ پھر بطریق طبرانی اس حدیث کو درج کیا۔ اس میں عبدالرحمٰن کے والد اور نہ دادا کا نام ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۶۰) استیعاب (۱۴۵۲) تجرید (۱/۳۵۳) [2] اسد الغابہ (۳/۱۳۹)

باوردی اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان دونوں اور طبرانی نے بطریق ابی مریم عبدالغفار بن القاسم (جو ایک ضعیف راوی ہے) عن محمد بن علی بن ابی جعفر روایت کی ہے کہ انہوں نے عمرو بن عمرو بن محصن انصاری کے واسطے بحوالہ عبدالرحمٰن انصاری (جو بنی نجار کے ایک فرد ہیں) روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بارشوں کی کثرت اور نباتات کی کمی، قراء کی بہتات اور دین کی سمجھ رکھنے والوں کی قلت، گورنروں کا اضافہ اور امین لوگوں کا قحط قرب قیامت کی علامت ہے''۔ [1]

۵۱۷۹ عبدالرحمٰن بن ابی عَمِیرہ المزنی [2]

بقول بعض: ابن عُمَیرَہ، حرف کنیت کے بغیر، ایک قول ہے: ابن عمیر ہاء کے بغیر۔ انہیں قرشی بھی بتایا جاتا ہے۔ ابوحاتم [3] اور ابن السکن کا قول ہے: صحابی ہیں۔ امام بخاری، ابن سعد، [4] ابن البرقی، ابن حبان [5] اور عبدالصمد بن سعید نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن سمیع نے حمص فروکش ہونے اور اسے منتخب کرنے والے صحابہ کے پہلے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ شام کے رہائشی تھے۔ ان کی حدیث اہل شام سے مروی ہے۔ ترمذی، طبرانی وغیرہ بطریق سعید بن عبدالعزیز عن ربیعہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ المزنی روایت کرتے ہیں (جو صحابیٔ رسول ﷺ ہیں) نبی ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! اسے کتاب، حساب سکھا اور عذاب سے بچا''۔ [6]

الفاظ طبرانی کے ہیں۔ ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

''اے اللہ! اسے رہنما ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے ہدایت عطا فرما''۔ [7]

ابن قانع کی روایت میں دوسرے الفاظ کا مفہوم منقول ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: مجھ سے ابومسہر نے بیان کیا، پھر اسے عنعنہ کے ساتھ ذکر کیا، اس میں یہ نہیں: ''صحابیٔ رسول اللہ ﷺ تھے''۔ اور بطریق مروان عن سعید نقل کیا اس میں ہے فرماتے ہیں انہوں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے سنا۔ ابن سعد [8] کا قول ہے: ولید بن مغیرہ دمشق کے شیخ سے عن یونس بن میسرہ بن حلبس روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ المزنی کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بیت المقدس میں ہدایت کی بیعت ہوگی۔ ان کی ایک اور حدیث ہے جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جبیر بن نفیر عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سوائے شہید کے ہر مسلمان جس کی جان اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے، اگرچہ اسے پوری دنیا اور اس کی چیزیں مل جائیں، لوٹنے کی تمنا نہیں کرتا''۔ [9]

---

[1] مجمع الزوائد (۳۳۱/۷) جامع المسانید (۳۶۸/۸) [2] اسد الغابہ (۳۳۶۲) استیعاب (۱۴۵۳) تجرید (۳۵۳/۱)

[3] الجرح والتعدیل (۲۷۳/۵) [4] الطبقات الکبریٰ (۱۳۵/۷) [5] الثقات (۲/۳)

[6] بخاری کتاب فضائل الصحابہ (۳۷۵۶) ترمذی (۳۸۲۴) ابن ماجہ (۱۶۶)

[7] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان (۳۸۴۲) مسند احمد (۲۱۶/۴) مرأۃ المفاتیح (۶۲۴۴) جامع المسانید (۳۷۱/۸)

[8] الطبقات الکبریٰ (۱۳۵/۷) [9] التاریخ الکبیر (۶۱/۶)

ابن ابی عاصم [1] اور ابن السکن نے بطریق سوید بن عبدالعزیز بحوالہ عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ المزنی یہ روایت کی ہے، فرمایا: میں نے پانچ باتیں رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کی ہیں:

''صفر (کی نحوست کی کچھ حقیقت) نہیں اور نہ کھوپڑی (سے نکلنے والے الو کی اصل) ہے۔ نہ متعدی بیماری (کا وہم صحیح ہے) اور نہ دو مہینے ساٹھ دن کے مکمل ہوتے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری توڑی (مثلاً کسی کو اللہ کے نام پہ امان دی اور پھر قتل کر دیا) وہ جنت کی مہک بھی نہ سونگھنے پائے گا''۔

یہ تمام احادیث اگرچہ ان کی کوئی سند کلام سے خالی نہیں بہر حال ان سب سے عبدالرحمٰن کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر [2] کی بات پہ تعجب ہے کہ ان کی حدیث منقطع الاسناد مرسل ہے، ان کی احادیث ثابت نہیں اور ان کے صحابی ہونے کی بات صحیح نہیں۔ ابن فتحون ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں یہ کیا بات ہے؟ جبکہ اسے مروان بن محمد الطاہری اور ابومسہر دونوں نے بواسطہ ربیعہ بن یزید نقل کیا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔

میں کہتا ہوں: دونوں روایتیں اس نے نقل کی ہیں، جس نے ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون سے یہ بات رہ گئی کہ جس حدیث کی طرف ابن عبدالبر نے اشارہ کیا ہے اس میں انقطاع کی علت ان کے سامنے ظاہر ہوئی تو بقیہ احادیث جن میں نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت ہے، ان کا کیا کریں گے؟ اس سے زیادہ جو صحابی ہونے کو ثابت کرے وہ کیا چیز ہے؟ باوجودیکہ پہلی حدیث میں اضطراب کی علت نہیں، کیونکہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ چنانچہ اسے ولید بن مسلم، عمر بن عبدالواحد نے عن سعید بن عبدالعزیز دونوں نے ابومسہر کی اپنے شیخ سے مروی روایت کے برخلاف نقل کی ہے، وہ دونوں کہتے ہیں: سعید عن یونس بن میسرہ عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ، جسے ابن شاہین نے بطریق محمود بن خالد بحوالہ ان دونوں کے نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن قانع نے بطریق زید بن ابی الزرقاء عن الولید ابن مسلم نقل کیا ہے۔

۵۱۸۰ عبدالرحمٰن بن العوّام [3]

ابن خویلد بن اسد قرشی اسدی۔ حضرت زبیر بن عوام کے بھائی۔ عمر میں ان سے بڑے تھے۔ ان کی والدہ ام الخیر بنت مالک بن عمیلہ العبدریہ ہیں۔ زبیر بن بکار نے بحوالہ اپنے چچا مصعب ذکر کیا ہے یہ عبدالرحمٰن بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے، جب مشرکین کو شکست ہوئی تو یہ اور ان کا بھائی عبداللہ ایک اونٹ پہ سوار تھے، دونوں نے حکیم بن حزام کو پیدل چلتے دیکھا، وہ ان کے چچازاد بھائی تھے اور عبداللہ لنگڑا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس سے کہا: اترو، ہم حکیم کو سوار کر لیتے ہیں۔ وہ کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میں تو لنگڑا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! تمہیں اترنا ہی پڑے گا۔ کیا تم ایسے آدمی کے لیے نہیں اتر سکتے کہ اگر تم پہ حملہ ہوا تو تمہاری کفایت کرے اور اگر تم قید کر لیے گئے تو تمہارا فدیہ ادا کرے؟ چنانچہ وہ اتر پڑا اور دونوں نے حکیم کو اونٹ پہ بٹھا لیا، یوں وہ بچ گئے اور عبدالرحمٰن اپنی سواری پر بیٹھے نجات پا گئے۔ عبداللہ پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

---

[1] اسنۃ (۱/۱۲۳) [2] استیعاب (۲/۳۸۵) [3] اسد الغابہ (۳۳۶۳) استیعاب (۱۴۵۴) تجرید (۱/۳۵۳)

زبیر کا بیان ہے جاہلیت میں ان کا نام عبدالکعبہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ جنگ یرموک میں شہید ہوئے اور ان کا بیٹا عبداللہ حویلی کے دِن شہید ہوا۔ بقول بعض: فتح مکہ کے موقع پہ مسلمان ہوئے اور صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف پایا۔ [1]

میں کہتا ہوں: یہ آخری بات ابن عبدالبر [2] نے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: عدوی نے کتاب النسب میں لکھا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت نے ان عبدالرحمٰن کی وجہ سے عوام کی ہجو کی، لکھتے ہیں: جس نے یہ کہا کہ یہ عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے تھی، صحیح نہیں۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں نے ابوسعید سُکّری کے ''دیوانِ حسان'' میں بواسطہ محمد بن حبیب پڑھا ہے: حضرت حسان کی ہجو کا سبب یہ بنا کہ عبدالرحمٰن بن عوام (اسلام لانے سے پہلے) رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے، بعد میں مسلمان ہوگئے ان کی اولاد نہ تھی۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر نقل کیا: ؏

''بنی اسد آل خویلد کو کیا ہوا روزانہ قبط کی جانب اشتیاق کرتے ہیں۔ ان کی آنکھیں شیشے کی مانند غائب ہیں۔
لحی میں کعب کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی ابروویں باریک ہیں۔ عوام کے باپ کی زندگی کی قسم! خویلد نے
جب اسے بیٹا بنایا تھا یقیناً شرط میں قابل اعتماد ہوگیا''۔

اس بارے میں حضرت حسان کے اور اشعار بھی ہیں۔ حضرت حسان نے حضرت زبیر بن عوام کی اپنے اشعار میں مدح سرائی بھی کی ہے۔ فرماتے ہیں: ؏

''نبی ﷺ کے طریقے اور دین پر قائم ان کا حواری ہے۔ بات بات کے برابر ہوتی ہے''۔

بقول بلاذری: عبدالرحمٰن بن عوام خلافتِ فاروقی میں فوت ہوئے۔

(۵۱۸۱) عبدالرحمٰن بن عوف [3]

ابن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری۔ ابومحمد۔ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی بشارت ملی۔ اصحابِ شوریٰ کے چھ افراد میں سے ایک ہیں، جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت ان سے راضی تھے۔ ان کے ساتھیوں نے اپنی رائے ان کے حوالے کر دی یہاں تک کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی جس کا ثبوت صحیح میں ہے۔ ان کی والدہ کا نام صفیہ۔ بقول بعض: الصفاء ہے جسے ابن مندہ نے نقل کیا۔ ایک قول ہے: الشفاء یہ بھی زہریہ ہیں، جن کے والد عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ ہیں جسے ابوعمر [4] نے نقل کیا ہے۔ واقعۂ فیل کے دس (۱۰) سال بعد پیدا ہوئے۔ ابن ابی خیثمہ بحوالہ مدائنی نقل کرتے ہیں: دارارقم میں آمد سے پہلے قدیم الاسلام ہیں اور دونوں ہجرتیں کیں، بدر میں اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ بقول بعض: عبدعمرو تھا جسے نبی ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ دوسرے پہ ابن مندہ نے اعتماد کیا ہے۔ یہ روایت ابونعیم نے بسندِ حسن نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور سعد بن الربیع میں بھائی چارہ قائم کیا جیسا

---

[1] اسد الغابہ (۱٤٠/۳) [2] استیعاب (۳۸٦/۲) [3] اسد الغابہ (۳۳٦٤) استیعاب (۱٤٥٥) [4] استیعاب (۳۸٦/۲)

کہ صحیح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دومۃ الجندل کی جانب بھیجا، اور انہیں وہاں کے بادشاہ اصبغ بن ثعلبہ کلبی کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت دی۔ انہیں فتح نصیب ہوئی، چنانچہ اس سے ان کی شادی ہوگئی۔ یہ تماضر ہیں جو ان کے بیٹے ابوسلمہ کی والدہ ہیں۔

روایت حدیث:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں میں ابراہیم، حمید، عمر، مصعب اور ابوسلمہ اور پوتے مسور بن ابراہیم، بھانجے مسور بن مخرمہ، ابن عباس، ابن عمر، جبیر بن مطعم، جابر، انس، مالک بن اوس بن الحدثان، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور بجالہ بن عبدہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بقول ابونعیم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کی ہے، آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: منصف اور پسندیدہ۔ نیار اسلمی بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ان لوگوں میں سے تھے جو عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (واقدی) معمر بحوالہ زہری نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اپنا آدھا مال صدقہ کیا پھر اس کے بعد چالیس ہزار دینار صدقہ کیے، اللہ کی راہ میں پانچ سو گھوڑوں کا ساز وسامان اور پانچ سو سواریاں صدقہ کیں، ان کا زیادہ تر مال تجارت سے حاصل شدہ تھا۔ اسے ابن المبارک نے نقل کیا ہے، امام احمد نے اپنی مسند میں بطریق حمید عن انس روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کے درمیان گفتگو چھڑ گئی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم لوگ ان ایام کی وجہ سے ہم پہ زیادتی کرتے ہو جو تمہیں ہم سے پہلے مل گئے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے میرے صحابہ کو چھوڑ دو....''۔ (حدیث) [1]
زہری عن ابراہیم عن عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن اتنے سخت بیمار ہوئے کہ غشی طاری ہوگئی تو ان کی اہلیہ کے منہ سے چیخ نکلی۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو فرمانے لگے: مجھے دو شخص ملے اور کہنے لگے: چلو غالب امین ذات کے سامنے تمہارا فیصلہ کراتے ہیں۔ تو ان دونوں سے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: اسے مت لے جاؤ کیونکہ یہ ماں کے پیٹ سے ہی سعادت مند ہے۔

ابن المبارک کتاب الزہد میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن ظہر سے پہلے لمبی (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے، جب اذان سنتے تو کپڑے پہن کر باہر آ جاتے۔ انہی کی حدیث کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام سرغ سے واپس آ گئے اور طاعون کی وجہ سے شام میں داخل نہیں ہوئے۔ زہری کا قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر حضرت عبدالرحمٰن کی حدیث کی وجہ سے واپس آ گئے، جو صحیحین میں مکمل درج ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ لینے میں ان کی طرف رجوع کیا تھا۔ (بخاری)

خلیفہ نے مضبوط سند سے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے: جس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا، پھر اپنی بقیہ عمر میں خود حج کرائے۔ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اقتداء میں فجر کی ایک رکعت پڑھی تھی، جسے حدیث مغیرہ بن شعبہ سے نقل کیا ہے۔ علی بن حرب نے اپنے فوائد میں بحوالہ ابن نجیح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد میرے اہل خانہ کی خبر گیری کرنے والا شخص سچا اور نیکوکار ہی ہوگا''۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی سواریاں لے کر نکلتے، انہیں حج کراتے اور ان کے کجاووں پر پردے ڈالتے اور پڑاؤ کے لیے ایسی گھاٹیاں منتخب

---

[1] مسند (۲۶۶/۳) كنز العمال (۳۳۴۷۰) مجمع الزوائد (۱۵/۱۰) الدر المنثور (۱۷۲/۶) مختصر تاريخ دمشق (۲۵۴/۱۴)

کرتے جن میں گزرگاہ نہ ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: عبدالرحمٰن مسلمانوں کے سرداروں میں سے ایک ہے۔ حارث بن ابی اسامہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع واقعہ نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن آسمان وزمین میں امین ہے، اس کی سند میں ابومعلّٰی جزری ہے۔ زبیر بن بکار نے بطریق سہلہ بنت عاصم روایت کی ہے، فرماتی ہیں: عبدالرحمٰن سفید خوبصورت آنکھوں، لمبی پلکوں، اٹھتی ناک [1] والے تھے۔ کانوں کے نیچے تک ان کی زلفیں تھیں۔ ابراہیم بن سعد بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: وہ دراز قد، سفید رنگ جس میں سرخی کی آمیزش تھی، خوبرو، نرم جلد والے تھے۔ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ بقول بعض: اُحد میں ان کے اکیس زخم آئے۔

سراج کی بطریق ابراہیم بن سعد روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا حضرت عبدالرحمٰن کا پاؤں شہید ہوگیا تھا جس کی وجہ سے وہ لنگڑاہٹ سے چلتے تھے۔ طبرانی کی بطریق سہلہ بنت عاصم روایت ہے کہ عبدالرحمٰن سفید، خوبصورت آنکھوں والے، لمبی پلکوں والے، لمبی ناک والے تھے، سامنے کے اوپر والے دانتوں میں سے پچھلی والے دانت لمبے تھے۔ ان کی زلفیں تھیں، گردن لمبی، ہتھیلیاں مضبوط، انگلیاں موٹی تھیں۔ ترمذی اور سراج نے اپنی تاریخ میں بطریق نوفل بن ایاس الہذلی روایت کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہماری مجلس میں بیٹھا کرتے تھے، وہ بہترین ساتھی تھے۔ ایک دن وہ ہمیں اپنے گھر لے گئے، غسل کر کے باہر آئے اور ہمارے پاس ایک برتن لائے جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پھر (پتہ نہیں کیا ہوا) وہ رونے لگے۔ ہم نے پوچھا: ابومحمد! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ اور آپ کے اہل خانہ جَو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جس چیز کے لیے ہمیں تاخیر ملی وہ ہمارے لیے بہتر ہو۔

جعفر بن برقان کا قول ہے: مجھے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) غلام آزاد کیے۔ اسے ابونعیم نے ''حلیۃ'' میں ایک اور طریق سے عن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن جاہلیت میں بھی شراب حرام سمجھتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں بطریق زہری روایت کی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شرکاءِ بدر میں سے ہر شخص کے لیے چار سو دینار کی وصیت کی تھی۔ اس وقت ان حضرات کی تعداد سو (۱۰۰) تھی۔ انتقال ۳۱ھ بقول بعض ۳۲ھ بتایا جاتا ہے۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ بہتر (۷۲) برس زندہ رہے۔ بقول بعض: اٹھہتر (۷۸) برس کی عمر پائی تھی۔ پہلا قول زیادہ مضبوط ہے۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ایک قول ہے: زبیر بن عوام نے جنازہ پڑھایا۔

۵۱۸۲ (ز) عبدالرحمٰن بن عوف (دوسرے)

ابوحاتم الرازی [2] نے ان میں اور زہری میں فرق کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے: ''رشتہ داری پکار کر کہے گی: اے اللہ! جس نے مجھے جوڑا تو اسے جوڑ''۔ (حدیث) [3] اسے زید بن الحباب نے بحوالہ حسن بن عبدالرحمٰن بن عوف عن ابیہ روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم [4] کا قول ہے: میں نے ان کے متعلق اپنے والد سے پوچھا، فرمایا: یہ عبدالرحمٰن بن عوف زہری نہیں۔

---

[1] التاریخ الکبیر (۲/۲۹٦) [2] الجرح والتعدیل (۵/۲۴۷)

[3] التاریخ الکبیر (۲/۲۹٦) [4] الجرح والتعدیل (۵/۲۴۷)

یہی قول ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن بن عوف کے حالات میں نقل کیا ہے۔

۵۱۸۳ عبدالرحمٰن بن غنم [1] الاشعری

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: یمن سے کشتی میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والوں میں سے تھے۔ جیزی کا قول ہے: مجھے یحییٰ بن عثمان نے بتایا کہ ابن لہیعہ اور لیث بن سعد کا قول ہے: صحابی ہیں۔ ابن اسحاق نے عبدالرحمٰن بن حارث سے نقل کیا ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن ضباب اشعری کے واسطے سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن غنم بتایا (جو صحابی ہیں) انہوں نے اور ابن مندہ نے یہ حدیث بطریق ابن لہیعہ اسی سند سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے کچھ لوگ تھے، جو منافق تھے۔ اچانک ایک بادل آیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے فرشتے نے سلام کیا۔ پھر فرمایا:

''اب تک میں تم سے ملاقات کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کرتا رہا۔ اب اجازت دے دی ہے، میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی معزز نہیں''۔

ابن السکن کا قول ہے: لیث نے عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی ہلال عن ابن ابی حسین عن شہر بن حوشب عن عبدالرحمٰن بن غنم (جو صحابی ہیں) روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: جیزی کا بیان ہے کہ ابن وہب نے یہ حدیث ابراہیم بن نبیط عن ابن ابی حسین عن شہر عن عبدالرحمٰن بن غنم نقل کی ہے کہ ایک دفعہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، اور یہ آیت نازل ہوئی:

''اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو جن کا حکم نازل نہیں ہوا''۔ [2]

ابن مندہ اور بیہقی نے الشعب میں بطریق عبدالوہاب بن عطاء روایت کی ہے کہ کلبی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا:

''پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے اسے چاہیے وہ نیک عمل کرے''۔ [3]

انہوں نے فرمایا: ہم سے ابوصالح نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن غنم بیان کیا کہ وہ دمشق کی مسجد میں حضرت معاذ بن جبل کے ساتھ چند اور اصحاب رسول کے ساتھ تھے۔ تو عبدالرحمٰن بن غنم نے فرمایا: لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ پوشیدہ شرک کا خدشہ ہے۔ تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! مغفرت فرما اور جو بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں رخصت کرتے کہ ''شیطان اس جزیرے میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے لیکن تمہارے جن اعمال کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان میں اس کی اطاعت کی جاتی ہے''۔ [4] ان احادیث سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ محدثین نے عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری کے سماع کو مستثنیٰ شمار کیا ہے، جن سے اہل دمشق نے دین کی سمجھ بوجھ (تعلیم فقہ) حاصل کی۔ انہیں دورِ نبوی نصیب ہوا جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات قسم ثالث میں بیان ہوں گے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا

---

[1] اسد الغابة (ت: ۳۳۷۰) الاستیعاب (ت: ۱۴۵۷) تجرید اسماء الصحابة (۳۵۴/۱) [2] سورة المائده (۱۰۱)

[3] سورة الکهف (۱۱۰) [4] کنز العمال (۴۵۰۲) (۳۵۴۰) الترغیب والترهیب (۸۰۷/۱) اتحاف السادة (۴۷۷/۱۰)

تهذیب تاریخ دمشق (۲۱۰/۷) مجمع الزوائد (۲۹۹/۳)

کہ ۷۸ ھ میں فوت ہوئے۔

۵۱۸۴ (ز) عبدالرحمٰن بن الفاکہ

ابن ابی قراد میں ذکر ہوتا ہے۔ بغوی اور ابن حبان [1] نے ان کا الگ ذکر کیا ہے اور بغوی نے بطریق عدی بن الفضل بحوالہ ابن الفاکہ روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار وضو کیا۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں، اور مجھے معلوم ہوا ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

۵۱۸۵ (ز) عبدالرحمٰن بن قارب العبسی

ربیع بن قارب میں ذکر ہوا ہے۔

۵۱۸٦ عبدالرحمٰن بن قتادہ السلمی [2]

بقول ابن مندہ: اہل حمص میں شمار ہوتے ہیں۔ بغوی، ابن قانع، ابن شاہین اور ابن حبان [3] وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، [4] ابن منیع اور طبرانی نے اپنی اپنی مسانید میں ذکر کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن قتادہ السلمی سے مروی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر ان کی پشت سے ان کی اولاد کو لے کر فرمایا: یہ جنتی ہیں، مجھے کوئی پروا نہیں اور یہ جہنمی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ کسی نے عرض کی: اللہ کے رسول! تو ہم کس بنیاد پر عمل کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تقدیر کے مطابق۔ اسے ابن شاہین نے بروایت معن بن عیسیٰ عن معاویہ بن صالح عن راشد عن عبدالرحمٰن بن قتادہ جو صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہیں نقل کیا ہے۔ پھر اسے ذکر کیا۔ یہی قول ابن سعد کا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن نے تو یہ روایت ہشام بن حکیم سے نقل کی ہے۔ اسی طرح معاویہ بن صالح وغیرہ نے راشد سے یہ روایت نقل کی ہے، معاویہ بن مرہ کا قول ہے: عبدالرحمٰن نے کہا ''میں نے سنا'' (کے الفاظ) غلط ہیں۔ اسے زبیدی عن راشد عن عبدالرحمٰن بن قتادہ عن ابیہ و ہشام بن حکیم بقول بعض: عن الزبیدی و عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ہشام ابن السکن کا قول ہے۔ یہ حدیث مضطرب ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے صحابی ہونے کے ثبوت کے لیے وہ روایت کافی ہے جس میں تابعی ان کے حق میں گواہی دے رہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ پھر اس کے بعد کوئی نقصان دہ امر نہیں، خواہ انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے یا ان کے درمیان کوئی واسطہ تھا۔

۵۱۸۷ عبدالرحمٰن بن ابی قراد [5]

انصاری۔ بقول بعض السلمی، دوسرے یہ ابونعیم، ابن عبدالبر [6] کا اعتماد ہے۔ دونوں اور ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل حجاز میں ہے۔ نیز ابن مندہ کا قول ہے: انہیں ابن الفاکہ بھی کہا جاتا ہے۔

---

[1] الثقات (۳/۲۵٦) [2] اسد الغابہ (۳۳۷۲) استیعاب (۱٤۵۸) تجرید (۱/۳۵٤) [3] الثقات (۳/۲۵۱)

[4] مسند احمد (٤/۱۸٦) [5] اسد الغابہ (۳۳۷۳) استیعاب (۱٤۵۹) تجرید (۱/۳۵٤) [6] استیعاب (۲/۳۹۱)

ابن سعد، ابوحاتم [1] اور ابن السکن کا قول ہے: صحابی ہیں۔ مسلم اور ازدی فرماتے ہیں: ان سے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اس بات کا تعاقب کیا گیا ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان سے حارث بن فضیل کی روایت ذکر کی ہے۔ نسائی کی کتاب میں ان کی حدیث بطریق ابوجعفر الخطمی ان دونوں سے بحوالہ ان کے مروی ہے۔ ابن عبدالبر نے ان سے روایت کرنے میں ان دونوں کے ساتھ ابوجعفر خطمی کو شامل کیا ہے جو ان کا وہم ہے، جبکہ ان کی روایت ان دونوں سے بحوالہ ان کے مروی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر (قضائے حاجت کے لیے) نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ رفع حاجت کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے''۔ اس کی سند حسن ہے، اسے ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے علی بن المدینی نے اسی طریق سے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا..... (حدیث)

ابن مندہ نے ان کی ایک اور حدیث بروایت حارث بن فضیل بحوالہ ان کے نقل کی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ وضو فرمایا تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی کو چھونے لگے''۔ ابونعیم نے یہ روایت ''فوائد میمونہ'' میں باضافہ ان الفاظ کے نقل کی ہے: تم لوگوں کو ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟ انہوں نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو یہ چاہے کہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبوب رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ بات کرنے میں سچ بولے، امانت کی ادائیگی کرے اور جس کے پڑوس میں رہے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے''۔ [2]

اس کی سند میں حارث بن ابی جعفر ضعیف راوی ہے۔ اس میں ایک اور ضعیف راوی نے اس کے خلاف روایت کی ہے جیسا کہ میں کنیتوں میں ابوقراد سلمی کے حالات میں ان کا ذکر کروں گا۔

۵۱۸۸ عبدالرحمٰن بن قُرط الثمالی الحمصیؓ [3]

بقول ابن معین، امام بخاری اور ابوحاتم: [4] اہل صفہ میں سے تھے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ عبداللہ بن قرط کے بھائی ہیں۔ شام رہتے تھے، اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں۔ ہشام بن عمار اپنے فوائد میں لکھتے ہیں: ہم سے عثمان بن علاق نے بحوالہ عروہ بن رویم بیان کیا ہے کہ ابن قرط دورِ فاروقی میں حمص کے والی تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ ایک دلہن کے ساتھ آگ رکھ کر اسے کجاوے میں بٹھایا گیا ہے، انہوں نے کجاوہ توڑ ڈالا اور آگ بجھا دی، اور صبح منبر پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے: میں اہل صفہ کے ساتھ تھا وہ مسکین لوگ تھے جو مسجد نبوی میں رہتے تھے۔ ابوجندل نے امامہ سے نکاح کیا، پھر انہوں نے کھانا تیار کیا، ہمیں کھانے پہ بلایا، ہم لوگوں نے کھانا کھایا۔ بعد میں ابوجندل شہید ہو گئے اور امامہ بھی فوت ہو گئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن السکن کی بطریق سکین المؤذن روایت کی ہے کہ مجھ سے عروہ بن رویم نے بحوالہ عبدالرحمٰن بن قرط بیان کیا ہے جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان تھے، جبرائیل علیہ السلام

---

[1] الجرح والتعدیل (۲۷۶/۵) [2] استیعاب (۳۹۱/۸) [3] مسند احمد (۲۲٤/٤) [4]

[5] الجرح والتعدیل (۲۷٦/۵) [6] استیعاب (۳۹۱/۸)

آپ کی دائیں جانب اور میکائیل بائیں جانب تھے۔ وہ دونوں آپ ﷺ کو لے کر اڑے اور آپ ﷺ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا: ''میں نے بلند آسمانوں میں ایک تسبیح سنی ہے.....''۔ (حدیث) [1] اسے سعید بن منصور نے سکین سے نقل کیا ہے۔ لیکن مرسل روایت کی ہے۔ ہشام بن عمار اپنے فوائد میں لکھتے ہیں: ہم سے سکین نے بیان کیا، انہوں نے الگ ذکر کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن قرط منبر پر چڑھے، اہل یمن اور قضاعہ پر زرد اور چمکدار رنگ دیکھا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔ ان کا قول کہ ''جسے نعمت ملی ہو شکر کرنے سے وہ نعمت اس کے پاس رہتی ہے'' عسکری کا گمان ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کی ہے اور آپ علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہوئی، یہ ان کا وہم ہے۔

۵۱۸۹ (ز) عبدالرحمٰن بن قیس

طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے ان کی یہ حدیث نقل کی ہے: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: میں مظلوم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے روز مظلوم لوگ ہی کامیاب رہیں گے''۔ [2]

ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۹۰ عبدالرحمٰن بن قیظی [3]

ابن قیس بن لوذان بن ثعلبہ.... انصاری۔ ابو عمر [4] نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

۵۱۹۱ عبدالرحمٰن بن کعب [5]

ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو انصاری مازنی ابولیلیٰ۔ بقول ابن حبان: [6] صحابی ہیں۔ دور فاروقی کے آخر دور میں فوت ہوئے۔ لکھتے ہیں: اُحد اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی۔ یہ اُن بکثرت رونے والے حضرات میں شامل ہیں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی:

''جب وہ آپ کے پاس سے پلٹ کر جاتے ہیں تو ان کی آنکھیں غم کی وجہ سے روتی ہیں''۔ [7]

ابن اسحاق [8] نے انہی لوگوں میں اسی طرح تفسیر ابن کلبی میں عن ابی صالح عن ابن عباس ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی ﷺ نے ابولیلیٰ مازنی اور عبداللہ بن سلام کو بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت کاٹنے پہ مامور کیا تھا۔ ان کے بھائی عبداللہ بن کعب کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۱۹۲ عبدالرحمٰن بن لاس [9]

ابوثعلبہ خشنی کے بھائی۔ ثابت بن قاسم الشریطی نے کتاب الدلائل میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں

---

[1] جامع المسانيد (٤٤٥/٨) [2] جمع الجوامع (٥٩١٠) [3] اسد الغابه (٣٣٧٥) استيعاب (١٤٦١) تجريد (٣٥٤/١)
[4] استيعاب (٣٩٢/٢) [5] اسد الغابه (٣٣٧٦) استيعاب (١٤٦٢) تجريد (٣٥٤/١) [6] الثقات (٢٥١/٣)
[7] سورة التوبة (٩٢) [8] السيرة النبويه (١٢٧/٤) [9] اسد الغابه (٣٣٧٧) تجريد (٣٥٥/١)

نے بطریق ولید بن مسلم عن سعید بن عبدالعزیز روایت کی ہے کہ ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس طرح موت نہیں دے گا جس طرح کی سانس گھٹ تمہاری موت ہوتی ہے۔ اسی دوران وہ اپنے گھر کے احاطے میں تھے، اچانک کہنے لگے: عبدالرحمٰن رسول اللہ ﷺ یہاں ہیں (ان کا یہ بھائی رسول اللہ ﷺ کے دور میں فوت ہوا تھا) اس کے بعد گھر میں نماز کی جگہ تشریف لائے اور سجدے میں روح پرواز کرگئی۔

۵۱۹۳ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ انصاری

باوردی نے بطریق حاتم بن اسماعیل عن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ عن جدہ نماز کے اوقات کے بارے میں روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کے دادا کا نام عبدالرحمٰن تھا، اور یہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ ہیں۔ ان کی دوسری حدیث رمضان کے روزوں کے بارے میں بطریق حاتم ہی نقل کی ہے۔ جوعن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ عن جدہ محمد ابن ابیہ مروی ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے عبدالرحمٰن انصاری کا عنوان قائم کیا ہے۔ ابومحمد مجہول ہیں، ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں۔ اگرچہ صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ پھر بطریق محمد بن فضیل عن یحییٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن انصاری روایت کی ہے کہ مجھے میرے دادا نے بتایا، جب نبی ﷺ خیبر تشریف لائے تو ایک یہودی عورت آپ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری لائی۔ پھر اس حدیث کا ذکر کیا اور عبدالرحمٰن انصاری کے سوانح میں ان کا نسب کے بغیر ذکر کیا ہے۔ یہی طرز ابن ابی حاتم [1] کا ہے۔ اور یہ حدیث بطریق فضیل بن سلیمان عن یحییٰ انہی الفاظ میں ذکر کی ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ مدینہ کے رہنے والے مشہور آدمی ہیں۔ حضرت سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، بعض نے ابولبیبہ کو صحابی قرار دیا ہے، جیسا کہ کنیتوں میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

۵۱۹۴ (ز) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی انصاری

یہ اکبر ہیں۔ نسب کے ماہر عدوی نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے کہ ابولیلیٰ اُحد میں شریک ہوئے، ان کے ساتھ ان کا بیٹا عبدالرحمٰن بھی تھا۔ ابن البرقی رجال المؤطا میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حالات میں لکھتے ہیں: مشہور تابعی ہیں۔ عبدالرحمٰن نے دورِ نبوی پایا ہے۔ لگتا ہے، انہیں ان کے والد کی وجہ سے شبہ ہوگیا، ورنہ اوروں نے وضاحت کی ہے کہ وہ عہد فاروقی میں پیدا ہوئے۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ ان کی کئی مرسل روایات ہیں۔ ۸۳ھ حمام میں فوت ہوئے۔ رہے وہ جو اپنے والد کے ساتھ اُحد میں شریک ہوئے، محدثین نے ان کی تاریخ وفات کا ذکر نہیں کیا۔

۵۱۹۵ عبدالرحمٰن بن ماعز [2]

عبداللہ بن ماعز میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] الجرح والتعدیل (۳۲۱/۵) [2] اسد الغابہ (۳۳۷۸) تجرید (۳۵۵/۱)

۵۱۹۶ عبدالرحمٰن بن مالک [1]

ابن شداد الداری، ان کی حدیث ان کے بھائی عروہ کے حالات میں بیان ہوگی۔ ابن حبان کا واقدی کی خوشہ چینی میں قول ہے کہ ان کا نام عروہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ ابن کلبی کا قول ہے: ان کا نام مروان تھا، آپ علیہ السلام نے عبدالرحمٰن رکھا۔ ابن فتحون اور ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۹۷ عبدالرحمٰن بن ابی مالک الهمدانی [2]

ابو مالک کا نام ہانی ہے۔ ابن السکن اور باوردی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حدیث میں ان کا پوتا خالد بن یزید ابن عبدالرحمٰن بن ابی مالک روایت کرنے میں منفرد ہے۔ چنانچہ ابن السکن نے بطریق سلیمان بن عبدالرحمٰن عن خالد بن یزید عن ابیہ عن جدہ عبدالرحمٰن روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دُعا کی اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے گھر انہیں ٹھہرایا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شام کی جانب لشکر بھیجا تو یہ یزید کے ساتھ روانہ ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ اگرچہ ابن عساکر کی شرط کے مطابق ہیں پھر بھی ان کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ باوری نے اس حدیث کی بنا پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے عبدالرحمٰن نامی حضرات میں والد کے نام کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے اور یہ حدیث اسی طریق سے نقل کی ہے جس سے ابن السکن نے روایت کی ہے۔ لیکن ان کی کتاب میں لکھا ہے: عن خالد بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ابی مالک عن ابیہ عن جدہ، جبکہ درست یزید بن عبدالرحمٰن ہے جیسا کہ ابن السکن وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۵۱۹۸ عبدالرحمٰن بن محمد

ابن مسلمہ انصاری۔ ان کے والد مشہور صحابی ہیں۔ البتہ ان کا تذکرہ صحابہ میں ابن السکن نے کیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ احد اور باقی معرکوں میں شریک ہوئے۔ انہی کے نام سے وہ کنیت کرتے تھے۔ ترمذی اور ابن ماکولا نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابی داؤد ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور بیعت رضوان اور بعد کے معرکوں میں شریک ہوئے۔

۵۱۹۹ عبدالرحمٰن بن مُدلج [3]

ابن عقدہ نے ''کتاب الموالاۃ'' میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق موسیٰ بن النضر بن الربیع الحمصی روایت کی ہے کہ مجھ سے سعد بن طالب ابوغیلان وہ ابواسحاق سے فرماتے ہیں مجھ سے اتنے لوگوں نے بیان کیا جن کا شمار نہیں کر سکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کھلے میدان میں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ((مَن کنتُ مولاہ فعلیّ مولاہ)) [4] سنا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ کھڑے ہوئے جن میں عبدالرحمٰن بن مدلج بھی تھے۔ ان سب نے گواہی دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ ابن عقدہ یہ روایت نقل کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۷۹) تجرید (۱/۳۵۵) [2] تجرید (۱/۳۵۵) [3] اسد الغابہ (۳۳۸۲) تجرید (۱/۳۵۵)

[4] جامع المسانید (۸/۴٤٦) اسد الغابہ (۳/۱۵۰)

(۵۲۰۰) عبدالرحمٰن بن مربع [1]

ابن قیظی انصاری۔ عبداللہ کے بھائی۔ ان کا تذکرہ ان کے حالات میں ہو چکا ہے۔

(۵۲۰۱) عبدالرحمٰن بن المُرَقع السلمی [2]

بقول ابوحاتم: [3] ابن السکن اور ابن حبان [4] صحابی ہیں۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مکہ کے رہائشی تھے اور فتح خیبر میں شریک ہوئے۔ امام بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اور اسحاق نے اپنی سند میں حسن بن سفیان بغوی اور ابن قانع سب نے بطریق ابن زید مدنی عن عبدالرحمٰن بن المرقع روایت کی ہے۔ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کیا تو مجاہدین کی تعداد اٹھارہ سو (۱۸۰۰) تھی، تو آپ نے خیبر کو اٹھار (۱۸) حصوں میں تقسیم کیا۔

(۵۲۰۲) عبدالرحمٰن بن مسعود الخزاعی [5]

بغوی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، باوردی، ابن السکن اور ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اسماعیل بن عیاش بحوالہ عبدالرحمٰن بن مسعود خزاعی ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! جو باتیں تمہیں پسند ہیں یا ناپسند، انہیں سنو اور مانو، البتہ نافرمان سننے والے کی کوئی دلیل نہیں اور فرمان بردار سننے والے کے خلاف کوئی دلیل نہیں۔ [6] اس کی سند میں ضعیف راوی ہے۔ ابن السکن کا قول ہے، اس کی اسناد میں تامل ہے، انہوں نے اپنی حدیث میں سماع کا ذکر نہیں کیا۔

(۵۲۰۳) (ز) عبدالرحمٰن بن مَشنوء [7]

ابن عبد بن وقدان العامری، ابن سعد، طبری اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ عمر بن شبہ نے اخبارِ مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مدینہ میں حضرت عمار بن یاسر اور عبد بن ربیعہ کی حویلی کے درمیان حویلی بنائی۔

(۵۲۰۴) عبدالرحمٰن بن المطاع [8]

ابن عبداللہ بن الغطریف شرحبیل ابن حسنہ کے بھائی، اور حسنہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بقول بعض: یہ دونوں بھائی ہیں، جبکہ عسکری نے ابن ابی خیثمہ کی پیروی میں اس کا انکار کیا ہے کہ عبدالرحمٰن، شرحبیل کے بھائی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے، اور آپ کے پاس ڈھال نما کوئی چیز تھی آپ اس کی طرف جھک کر پیشاب کرنے لگے..... (حدیث) [9]

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۸۳) استیعاب (۱٤٦٤) تجرید (۳۵۵۱) [2] اسد الغابہ (۳۳۸٤) استیعاب (۱٤٦۵) تجرید (۳۵۵/۱)
[3] الجرح والتعدیل (۲۸۰/۵) [4] الثقات (۲۵٤/۳) [5] اسد الغابہ (۳۳۸۷) [6] مسند احمد (۹٦/٤)
[7] تجرید (۳۵۵/۱) [8] اسد الغابہ (۳۳۸۸) تجرید (۳۵۵/۱)
[9] مسند احمد (۱۹٦/٤) ابوداؤد کتاب الطھارۃ باب الاستبراء من البول (۲۲) نسائی (۳۰)
ابن ماجہ کتاب الطھارۃ و سننھا باب التشدید علی البول (۳٤٦)

ان سے زید بن وہب نے روایت کی ہے۔ یہ روایت امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ مسلم، ازدی اور حاکم کا بیان ہے کہ یہ ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ طبرانی کی المعجم الکبیر میں ایک حدیث بطریق ابی قارظ بحوالہ ان کے لکھی ہے، جو مذکورہ اطلاق پر وارد ہے۔

۵۲۰۵ عبدالرحمٰن بن مطیع

ابن الاسود ابن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی۔ ابن حبان [1] نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ صحابی ہیں اور ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ والدہ امّ کلثوم بنت معاویہ ہیں۔ یہ عبداللہ بن مطیع کے بھائی ہیں، اگر یہ روایت محفوظ ہے تو ان کا اور ان کے بھائی کا نام عدوی کے نام کے موافق ہوگا جن کا ذکر قسم ثانی عبادلہ میں ہونا ہے۔

۵۲۰۶ عبدالرحمٰن بن معاذ [2]

ایک شخص ہیں جن کا قسم ثانی میں ذکر ہونا ہے۔

۵۲۰۷ عبدالرحمٰن بن معاذ [3]

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب قرشی تیمی۔ طلحہ بن عبداللہ کے چچا زاد بھائی۔ بقول امام بخاری وغیرہ: صحابی ہیں۔ ابن سعد نے انہیں مسلمانانِ فتح مکہ کے ساتھ شمار کیا ہے۔ ان کی حدیث حمید الاعرج نے عن محمد بن ابراہیم التیمی بحوالہ ان کے نقل کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ہم سے خطاب فرمایا، تو باوجودیکہ ہم اپنے اپنے خیموں میں تھے (نامعلوم کیسے) ہمارے کان کھل گئے، آپ جو فرما رہے تھے ہم سن رہے تھے..... (حدیث) اسے امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت درج کی ہے کہ مسدد نے مجھ سے عن خالد بن عبداللہ بیان کیا کہ مجھ سے حمید الاعرج نے بواسطہ محمد بن ابراہیم بحوالہ عبدالرحمٰن بن معاذ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "(کنکریاں جو شیطان کو ماری جاتی ہیں) ٹھیکری (کے ٹکڑے) جیسی مارو"۔ [4] اس میں حمید سے آگے اختلاف ہے۔ بقول بعض عنہ عن محمد بن ابراہیم عن عبدالرحمٰن عن رجل من الصحابہ جسے ابوداؤد نے بھی نقل کیا ہے۔ صحابہ میں ان کا ذکر ترمذی، ابن حبان، [5] ابن زبیر، باوردی، ابن مندہ اور ابن عبدالبر [6] وغیرہ نے کیا ہے۔ دارمی نے ان کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہا، بقول بعض: کیا یہ صحابی ہیں؟ یعنی دارمی سے کسی نے پوچھا، انہوں نے کہا: ہاں۔

۵۲۰۸ عبدالرحمٰن بن معاویہ [7] (بے نسبت)

اسماعیلی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور خطیب نے "المتفق" میں ان کی پیروی کی ہے۔ جبکہ یہ تابعی ہیں جیسا کہ میں قسم رابع میں ان کا ذکر کروں گا۔ یہ مصری ہیں، ان کے والد کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے جو معاویہ بن حدیج ہیں جو امیر معاویہ کے طرفداروں میں سے تھے۔

---

[1] الثقات (۲۵۲/۳) [2] اسد الغابہ (۳۳۹۰) استیعاب (۱۴۶۶) تجرید (۳۵۶/۱) [3] تجرید (۳۵۶/۱)

[4] مسند احمد (۶۱/۴) [5] الثقات (۱۵۷/۳) [6] استیعاب (۳۹۳/۲) [7] اسد الغابہ (۳۳۹۲) تجرید (۳۵۶/۱)

۵۲۰۹ عبدالرحمٰن بن معقل السلمی [1]

دُثینہ والے۔ بقول ابن حبان: [2] صحابی ہیں۔ ان کی حدیث طبرانی نے بطریق حسن بن ابی جعفر نقل کی ہے کہ ہم سے ابومحمد نے عن عبدالرحمٰن بن معقل صاحب الدثینہ بیان کیا، فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے گوہ کے بارے میں پوچھا، آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں خود تو اسے نہیں کھاتا اور منع بھی نہیں کرتا''۔ [3] میں نے عرض کی: ''جس چیز سے آپ منع نہیں کر رہے تو میں اسے کھاؤں گا'' اور وہ حدیث ذکر کی۔ ابن عبدالبر [4] لکھتے ہیں: مضبوط نہیں۔

۵۲۱۰ عبدالرحمٰن بن معمر انصاری [5]

بقول ابن مندہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''وحدان'' میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر ابن مندہ بطریق اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ حدثنا محمد بن ابراہیم، حدثنی عبدالرحمٰن بن معمر انصاری رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سحری کیا کرو کیونکہ یہ مسلمان کی بہترین غذا ہے، سحری کیا کرو، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ سحری کرنے والوں پہ رحمت بھیجتا ہے اگرچہ آدھی کھجور یا روٹی کے ٹکڑے سے سحری کرو مگر سحری کرو ضرور''۔ [6]

ابن مندہ کہتے ہیں: صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح کا متن عبدالرحمٰن بن الادقم کے حالات میں بیان ہو چکا ہے، یہ بھی احتمال ہے۔ یہ عبدالرحمٰن بن معمر بن حزم ابوطوالہ انصاری کے والد ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ حدیث مرسل ہوگی۔

۵۲۱۱ عبدالرحمٰن بن مقرّن [7]

بن عائذ المزنی۔ بقول ابن سعد: صحابی ہیں، ایک قول ہے، ان کا نام عبدعمرو بن مقرن تھا، جسے رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔

۵۲۱۲ عبدالرحمٰن بن النحّام [8]

بقول بعض: ابن ابی النحام ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ امام احمد اور ابن ابی شیبہ دونوں کا قول ہے کہ شرحبیل بن السمط نے کعب بن مرہ سے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی ایسی بات سنائیں جس سے دِل دہل جائیں۔ انہوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو ایک تیر کے ذریعے دشمن پر حملہ آور ہو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ تو عبدالرحمٰن بن ام النحام عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! کیسا درجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کوئی تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ نہیں بلکہ دو درجوں میں سو سال کا فاصلہ ہے۔ یہ امام احمد [9] کے الفاظ ہیں۔ ابوبکر کی روایت میں ہے، عبدالرحمٰن بن نحام نے کہا: اسی طرح

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۹۳) استیعاب (۱٤٦۸) تجرید (۳۵٦/۱) [2] الثقات (۱۱۱/۵)
[3] مجمع الزوائد (٤۰/٤) جامع المسانید (٤۵۳/۸) [4] استیعاب (۳۹۳/۲)
[5] اسد الغابہ (۳۳۹٤) تجرید (۳۵٦/۱) [6] جامع المسانید (٤۵٤/۸)
[7] تجرید (۳۵٦/۱) [8] اسد الغابہ (۳۳۹۷) تجرید (۳۵٦/۱) [9] مسند احمد (۲۳۵/٤)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں عن الحسن بن سفیان جوان کی مسند میں عن ابی بکر مروی ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے اسے بطریق العطاردی عن ابی معاویہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے اسباط نے عن الاعمش عن عمرو بن مرہ نقل کیا تو کہا عن ابی عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابومعاویہ دوسروں سے زیادہ اعمش کی حدیث کے حافظ ہیں۔

۵۲۱۳ عبدالرحمٰن بن نیار [1]

ابوبردہ اسلمی ہیں، حضرت براء کے ماموں۔ ابن مندہ عن یحییٰ بن جذام نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن بتایا ہے اور ان کی حدیث عن عبداللہ بن یزید المقبری ان کی سند سے نقل کی ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ ان کا نام ھانی ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کی حدیث بطریق المقبری عن سعید بن ابی ایوب عن یزید بن ابی حبیب عن بکیر بن الاشج عن سلیمان بن یسار عن ابن نیار عن النبی ﷺ نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص بھی حدود اللہ کے علاوہ (سزا کے طور) دس سے زیادہ کوڑے نہ لگائے''۔ [2]

انہوں نے بغیر نام اسی طرح درج کی ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں: جس نے عبدالرحمٰن کہا اسے وہم ہوا ہے، اس کے بعد اس شخص کے وہم کی طرف اشارہ کیا ہے، جس نے ان کا نسب اسلمی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: اسلمی تو ابوبرزہ ہیں، زا سے ان کا نام نضلہ ہے۔ اگر دال سے ہے تو ان کا نام ھانی ہے۔ ابن الاثیر [3] نے اس کی تردید میں ابونعیم کا کلام نقل کیا ہے، جس سے اس کی تصحیح ہے۔

۵۲۱۴ عبدالرحمٰن بن الھُبَیْب [4]

الکنانی ثم اللیثی۔ بقول واقدی: از بنی سعد بن لیث یہ اور ان کے بھائی عبداللہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۱۵ عبدالرحمٰن بن واثلہ انصاری [5]

ابوموسیٰ نے کتاب الطوالات جو ابوعلی احمد بن عثمان الابھری کی کتاب سے ان کا ذکر ان کی ابوالبختری تک سند سے کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا.... پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا۔ جب وہ مرحلوں پر پہنچے تو ان سے ایک شخص ملا جو کہہ رہا تھا: اے آسمان کے معبود! معاذ تک یہ بات پہنچا دے کہ محمد ﷺ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا: میں عبدالرحمٰن بن واثلہ ہوں۔ مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے، اور یہ ان کا خط ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوالبختری کی طرف کذب اور حدیث گھڑنے کی نسبت کی جاتی ہے۔

۵۲۱۶ عبدالرحمٰن بن وائل [6]

ابن عامر بن مالک بن لوذان۔ ابن القداح اور انساب میں عدوی کا قول ہے: اُحد اور بعد کی مہموں میں شریک ہوئے اور

---

[1] اسد الغابہ (۳۳۹۹) تجرید (۳۵۷/۱) [2] جامع المسانید (۴۵۵/۸) [3] اسد الغابہ (۱۵۶/۳)
[4] تجرید (۳۵۷/۱) [5] اسد الغابہ (۳۴۰۰) تجرید (۳۵۷/۱) [6] اسد الغابہ (۳۴۰۱) تجرید (۳۵۷/۱)

قادسیہ میں شہادت پائی۔

۵۲۱۷ عبدالرحمٰن بن یربوع المالکی [1]

ثقیف سے تعلق رکھتے تھے۔ بغوی نے نسب کے بغیر صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے بطریق محمد بن مروان السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ تالیفِ قلبی والے پندرہ افراد تھے: (۱) ابوسفیان بن حرب (۲) اقرع (۳) عیینہ (۴) حویطب (۵) سہیل بن عمرو (۶) حارث بن ہشام (۷) ابوالسنابل (۸) حکیم بن حزام (۹) مالک بن عوف (۱۰) صفوان بن امیہ (۱۱) عباس بن مرداس (۱۲) علاء بن حارث ثقفی، (۱۳) عبدالرحمٰن بن یربوع از بنی مالک (۱۴) سہیل جمحی اور (۱۵) خالد بن قیس السلمی۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں بطریق یحییٰ بن ابی کثیر روایت کی ہے کہ تالیفِ قلبی والے، پھر ان کا ذکر کر کے ان میں حارث بن ہشام اور عبدالرحمٰن بن یربوع کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں عن معمر عن یحییٰ ان کو شامل کیا ہے اور ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی کیا ہے جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے موقع پہ پچاس اونٹ دیئے تھے۔ بنی مالک کی نسبت سے ان کا نام نہیں لکھا ہوا۔ ابوموسیٰ نے بطریق علی بن المبارک عن یحییٰ بن ابی کثیر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک روایت میں ہے: عبدالرحمٰن ابن یربوع کا تعلق بنی مخزوم سے ہے۔

بغوی اور باوردی نے انہی کے حالات میں بطریق محمد بن المنکدر عن سعید بن عبدالرحمن بن یربوع عن ابیہ عن ابی بکر الصدیق مرفوع روایت کی ہے۔ سب سے افضل حج وہ ہے جس میں گرد و غبار اور شور ہو، اسی طرح بزار نے مسند ابی بکر میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ان عبدالرحمٰن بن یربوع نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان عبدالرحمٰن بن یربوع کا اس سوانح میں کوئی دخل نہیں، جبکہ الدارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ درست: عبدالرحمن بن سعید بن یربوع عن ابیہ عن ابی بکر الصدیق ہے۔ جس نے سعید بن عبدالرحمٰن عن ابیہ کہا اس نے قلب (تبدیل) کر دیا۔ اسی طرح امام احمد، بخاری اور ترمذی نے "سعید بن عبدالرحمٰن عن ابیہ" کے قول کو غلط قرار دیا ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں: محمد بن المنکدر نے عبدالرحمٰن سے سماع نہیں کیا ہے۔ مزی نے ان سے روایت کرنے والے صرف ابن منکدر کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ترمذی اور ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث (یعنی جس کا ذکر ہوا ہے) نقل کی ہے۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حج کے بارے میں ہے۔ اس سے ذہبی کو دھوکا ہوا اور میزان [2] میں ان کا ذکر کر دیا۔ لکھتے ہیں: ابن المنکدر کے علاوہ ان سے کسی نے نہیں روایت کی۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ بزار نے جب ان کا ذکر کیا تو کہا: ان سے عطاء بن السائب اور ابن المنکدر روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے عطاء کی روایت بیان کی، لکھتے ہیں: یہ مشہور ہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ محفوظ ہے تو یہ راوی عن ابی بکر الصدیق، اس شخصیت کا ذکر تالیفِ قلبی والوں میں نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۰۳) تجرید (۳۵۷/۱) [2] میزان الاعتدال (۵۹۸/۲)

۵۲۱۸ (ز) عبدالرحمٰن بن یربوع المخزومی

سابقہ شخصیت میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ اگر اس کی وضاحت ہو جائے یہ ان کے علاوہ ہیں جن کا تالیف قلبی والوں میں ذکر ہوا ہے۔ ادھر بزار نے صراحت کی ہے کہ انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ تو جو شخص ایسا ہو اور اس نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو اور ہو بھی وہ قریشی تو ہماری شرط کے مطابق وہ صحابی ہوا، جس کا ثبوت بارہا ملتا رہا ہے۔

۵۲۱۹ عبدالرحمٰن بن یزید [1]

ابن عامر بن حامدہ انصاری۔ منذر بن یزید کے بھائی۔ بقول عدوی: صحابی ہیں۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر [2] نے بحوالہ ابوعلی جیّانی اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۲۰ عبدالرحمٰن بن یزید [3]

ابن رافع یا راشد۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

''تم لوگ سرخ رنگ سے بچنا، کیونکہ یہ شیطان کی سب سے پسندیدہ زینت ہے''۔ [4]

اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق یحییٰ بن صالح وحاظی ومحمد بن عثمان دونوں نے عن سعید بن بشیر عن قتادہ عن الحسن البصری نقل کیا تو ان کے دادا کا نام رافع بتایا اور سعید بن بشیر ضعیف راوی ہے۔ ابن ابی عاصم نے یہ روایت بطریق محمد بن بلال عن سعید اسی اسناد سے نقل کی تو ان کے دادا کا نام راشد بتایا۔ اسی طرح ابن مندہ نے بطریق وحاظی یہ روایت نقل کی ہے، لکھتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ان کے دادا کے نام میں تردد نہیں ظاہر کیا۔ یہی قول ابونعیم کا ہے۔ انہوں نے ان کے دادا کے نام میں مذکورہ روایتوں میں اختلاف کی وجہ سے تردد ظاہر کیا ہے۔ ابومحیصہ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے اور تردد نقل کیا ہے۔ سعید بن بشیر سے آگے اس میں ایک اور اختلاف بھی ہے۔ اسے طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں بطریق بکر بن محمد بحوالہ ان کے نقل کیا ہے۔ عبدالرحمٰن کے بجائے فرماتے ہیں: عن عمران بن حصین، ایک اور طریق سے عن عمران نقل کیا ہے۔

۵۲۲۱ عبدالرحمٰن بن یعمر الدئلی [5]

ابن حبان [6] کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں، مکہ کے رہنے والے تھے، کوفہ رہائش اختیار کر لی۔ ابوالاسود کنیت تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ حج (وقوف) عرفہ ہے۔ [7] اسی میں ایک واقعہ ہے: کدّو اور تارکول ملے برتن میں نبیذ وغیرہ بنانے کی ممانعت والی دونوں حدیثیں سنن اربعہ میں سے سوائے نسائی کے موجود ہیں۔ ابوداؤد میں بھی نہیں۔ ابن حبان، [8] حاکم، دارقطنی نے ان کی حدیث صحیح قرار دی ہے۔ اور ان صاحب تک کے کسی طریق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے سماع کی صراحت کی ہے۔ مسلم اور ازدی کا قول

---

[1] اسد الغابہ (۳٤۰٦) تجرید (۳۵۷/۱) [2] اسد الغابہ (۱۵۸/۳) [3] اسد الغابہ (۳٤۰۵) أستیعاب (۱٤۷۱) تجرید (۳۵۷/۱)

[4] الاحاد والمثانی (۲٦٤/۵) جامع المسانید (٤۵۷/۸) اسد الغابہ (۱۵۸/۳)

[5] اسد الغابہ (۳٤۰۷) استیعاب (۱٤۷۲) تجرید (۳۵۸/۱) [6] الثقات (۲۵۰/۳)

[7] ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فیمن ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج (۸۸۹) [8] الثقات (۲۵۰/۳)

ہے: ان سے بکیر بن عطاء لیثی کے سوا کسی نے روایت نہیں کی۔ ابن حبان [1] کا قول ہے: خراسان میں فوت ہوئے۔

۵۲۲۲ عبدالرحمٰن الاشجعی [2]

بقول ابن مندہ: یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جو صحیح نہیں۔ اور بطریق واقدی عن ابی بکر بن ابی سبرہ عن عباس بن عبدالرحمٰن اشجعی عن ابیہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔

۵۲۲۳ (ز) عبدالرحمٰن الازرق الفارسی [3]

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے یہ عقبہ کے والد ہیں جن کا ذکر ہونا ہے۔

۵۲۲۴ (ز) عبدالرحمٰن انصاری [4]

وہی ابن ابی لبیبہ۔ تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۲۲۵ (ز) عبدالرحمٰن الحمیری [5]

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری البصری۔ جو مشہور فقیہ کے والد ہیں۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: صحیح نہیں۔ پھر بطریق ابوالعلاء الاودی عن حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو دو شخص تمہیں دعوت دیں تو اس کی دعوت قبول کرو جو پڑوسی ہونے میں تمہارے زیادہ قریب ہو''۔ [6]

احتمال ہے کہ ان کا قول ''عن ابیہ'' غلط ہو اور درست عن اسیرؔ ہو۔ اسیرؔ کا تذکرہ حرفِ الف میں ہو چکا ہے اور حمید بن عبدالرحمٰن نے ان سے اس کے علاوہ ایک حدیث نقل کی ہے۔

۵۲۲۶ (ز) عبدالرحمٰن الحنفی الخشنی

ابوثعلبہ کے بھائی۔ ابن ثعلبہ میں کنیتوں میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

۵۲۲۷ (ز) عبدالرحمٰن (خلاد کے والد)

بقول ابن مندہ: امام بخاری [7] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے بطریق عبدالرزاق عن معمر عن خلاد بن عبدالرحمٰن عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پہ ہم سے خطاب کیا: کیا میں تمہیں تمہارا وہ شخص نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرماتے ہیں: ہم سمجھے شاید آپ کسی کا نام لینے لگے ہیں۔ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم سے اللہ کو وہی شخص زیادہ محبوب ہے جو لوگوں کے نزدیک سب سے پسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو وہی شخص زیادہ مبغوض ہے جو لوگوں کو زیادہ ناپسندیدہ ہے''۔

---

[1] الثقات (۲۵۰/۳) [2] اسد الغابہ (۳٤۰۸) [3] تجرید (۳۵۷/۱) [4] اسد الغابہ (۳۲٦۸)

[5] اسد الغابہ (۳۲۸۵) [6] مسند احمد (٤۸/۵) [7] التاریخ الکبیر (۳۰۹/٤)

ابونعیم فرماتے ہیں: یہ وہم ہے درست روایت وہ ہے جو عثمان بن مطر نے عن معمر عن عبدالرحمٰن بن خلاد عن ابیہ عن انس نقل کی ہے۔ عثمان بن مطر تو انتہائی ضعیف راوی ہے۔ اگر وہ ضبط کرتے تو ان کا اضافہ قبول کر لیا جاتا۔ عبدالرزاق کی روایت سے صحابی کا نام رہ گیا ہے، ادھر امام بخاری اور ابن ابی حاتم [1] نے خلاد بن عبدالرحمٰن بن حمید کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں اور شقیق بن ثور سے نقل کرتے ہیں۔ ان سے معتمر وغیرہ نے روایت لی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شقیق کے حالات میں لکھتے ہیں: خلاد نے عن شقیق بن ثور عن ابیہ عن ابی ھریرۃ روایت کی ہے۔

۵۲۲۸ عبدالرحمٰن [2]

ابوراشد، عبدالرحمٰن بن عبد میں ذکر ہوا ہے۔

۵۲۲۹ عبدالرحمٰن [3] (عبداللہ کے والد)

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں ان کا نام شامل کیا ہے، چنانچہ ابن قانع اور طبرانی نے الاوسط میں بطریق سلیمان بن داوٗد الشاذ کونی روایت کی ہے کہ حدثنا محمد بن حمران، حدثنا ابوعمران محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن جدہ (جو صحابی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتی ہوئی جماعت نظر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے پاس ازد آئے جن کے چہرے اچھے اور ان کے منہ میٹھے ہیں....''۔ (حدیث) [4]

طبرانی لکھتے ہیں: اس سند کے ساتھ شاذ کونی منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابوعمران اور ان کے والد غیر معروف ہیں۔

۵۲۳۰ (ز) عبدالرحمٰن [5] (عقبہ فارسی کے والد)

عبدالرحمٰن کے والد عقبہ کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۲۳۱ (ز) عبدالرحمٰن بن فلاں [6]

ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عصمہ بن سلیمان عن حازم بن مروان عن عبدالرحمٰن بن مروان یا فلاں ابن عبدالرحمٰن روایت کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی شادی پہ تشریف لائے، اس کا نکاح کرایا اور فرمایا: یہ عقد بھلائی، الفت، بابرکت نصیب، رزق میں وسعت پر ہو۔ اس کے پاس دف بجاؤ۔ لوگ دف لائے اور اسے بجایا گیا، اور میوہ جات اور مٹھائی سے بھرے ہوئے طباق لائے گئے، جو اس پر نچھاور ہوئے۔ لوگوں نے انہیں اٹھانے سے ہاتھ کھینچ لیے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا بات تم لوگ لوٹ مار نہیں کر رہے؟ عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تو تمہیں فوج کی لوٹ مار سے منع کیا ہے۔ شادیوں کے موقعہ پر نہیں''۔ چنانچہ وہ ان سے اور یہ ان سے چھینا جھپٹی کرنے لگے۔ [7] اسے عن الاصم عن

---

[1] الجرح والتعدیل (۳/۳٦٥) [2] اسد الغابہ (۳۲۹۷) استیعاب (۱٤۱٦) [3] اسد الغابہ (۳۳٤۰)
[4] المعجم الکبیر (٤/۳۱۰) [5] اسد الغابہ (۳۳٥٥) [6] اسد الغابہ (۳۳۷۱)
[7] السنن الکبریٰ (۷/۲۸۸) اللآلی المصنوعۃ (۲/۹۱)

الصغانی عن عصمہ نقل کیا ہے۔ عُصمہ اور ان کا شیخ دونوں غیر معروف ہیں۔ یہی روایت طبرانی نے عن ابی مسلم عن عصمہ عن حازم نقل کی ہے لیکن اس کی اسناد میں اختلاف کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن حزام مولیٰ بنی ہاشم عن عمارہ بن ثور عن خالد بن معدان عن معاذ ابن جبل۔ ابن الجوزی نے یہ روایت ''الموضوعات'' میں ذکر کی ہے اور فرمایا.....

۵۲۳۲ (ز) عبدالرحمٰن ۞ (محمد کے والد) ابن ابی لبینہ۔

۵۲۳۳ (ز) عبدالرحمٰن المزنی ۞ (عمر کے والد)

بقول بعض: محمد کے والد بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور سب نے بطریق ابی معشر عن یحییٰ بن شبل عن عمرو بن عبدالرزاق المزنی عن ابیہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اہل اعراف کے بارے میں پوچھا گیا، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ وہ اپنے ماں باپ کے نافرمان ہوں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی کی بنا پر جنت سے محروم اور اللہ کی راہ میں شہادت کی وجہ سے جہنم میں جانے سے محفوظ رہیں گے''۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں اسی طرح نقل کیا ہے، عبد بن حمید اور ابن جریر دونوں نے ایک اور طریق سے عن ابی معشر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے، ابو عمر کا قول ہے: ان کے بیٹے کے نام کے بارے میں یہ درست روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن شاہین اور ابن مردویہ نے بھی ایک اور طریق سے عن ابی معشر نقل کیا، دونوں کا قول ہے: یحییٰ ابن عبدالرحمٰن، اس میں اضطراب عن ابی معشر ہے جو نجیح بن عبدالرحمٰن ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ اسے سعید بن ابی ہلال نے عن یحییٰ بن شبل، اس کی سند میں ابو معشر کے خلاف نقل کیا ہے اور ابن جریر و ابن شاہین نے بطریق لیث عن خالد بن یزید عن سعید عن یحییٰ بن شبل نقل کیا ہے کہ بنی نصر کے ایک شخص نے انہیں بتایا، وہ بحوالہ بنی ہلال کے ایک آدمی سے وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: پھر اس کا مفہوم نقل کیا۔ ابن مردویہ نے بطریق ابن لہیعہ عن خالد بن یزید نقل تو کیا ہے لیکن ''عن ابیہ'' نہیں کہا۔ لیکن ان کی روایت موصول ہے۔

۵۲۳۴ عبدالرحمٰن المزنی ۞ (دوسرے ہیں)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق جعفر بن سلیمان ان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نو باتیں عطا ہوئیں، تین دنیا میں تین آخرت میں اور تین کی مجھے اس کے بارے میں اُمید ہے اور ایک کو میں اس کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہوں.....۞ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں: ممکن ہے سابقہ شخصیت میں سے کوئی ہو۔

۵۲۳۵ عبدالرحمٰن بن المکفوف ۞

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی نابینے کی نماز کے بارے میں اعمال کے وظائف کے متعلق ایک حدیث ہے۔

۞ اسد الغابہ (۳۳۸۰) ۞ اسد الغابہ (۳۳۸۵) استیعاب (۱۴۷۵) تجرید (۳۵۵/۱)

۞ اسد الغابہ (۳۳۸۶) تجرید (۳۵۵/۱) ۞ الضعفاء للعقیلی (۱۴۹/۳) ۞ اسد الغابہ (۳۳۹۵) تجرید (۳۵۶/۱)

عبد نامی بقیہ حضرات کا تذکرہ

۵۲۳۶ عبد رُضا الخولانی [1]

ابن ماکولا [2] نے مد کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ ابو مِکْنَفْ کنیت تھی۔ بقول ابن مندہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کی طرف ان کے لیے ایک تحریر بھیجی۔ اسکندریہ کی جانب فروکش ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ یہ بات مجھ سے ابوسعید یونس نے بیان کیا۔ ابن ماکولا کا قول ہے: ابن یونس سے مروی ہے۔ وفد بنی خولان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کی ایک روایت ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: میں بعید سمجھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مذکورہ نام تبدیل نہ کیا ہو۔

۵۲۳۷ (ز) عبدشمس بن حارث [3]

ابن عبدالمطلب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا، پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۵۲۳۸ (ز) عبدشمس بن حارث [4]

ابن کثیر بن جشم..... الغامدی۔ ابوظبیان کنیت سے مشہور ہیں۔ بقول ابن کلبی اور طبری: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان کے لیے تحریر لکھوائی۔ قادسیہ کے روز غامدیہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، وہ کہتے ہیں: ع

''اس میں کوئی جھوٹ نہیں کہ میں ابوظبیان ہوں، میرے والد ابوالعنقاء اور میرے ماموں مہلبہ ہیں، جو ثعلبہ کے درمیان علماء میں معزز ہیں''۔

میں کہتا ہوں: میں اس کو بھی بعید سمجھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل نہ کیا ہو، میں نے عبادلہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۵۲۳۹ عبدشمس بن عفیف [5]

ابن زہیر بن مالک بن عوف بن ثعلبہ الازدی۔ بقول ابن کلبی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جندب بن کعب میں ذکر ہو چکا ہے، جس طرح ان کے ہمنام کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کیا میں بعید سمجھتا ہوں کہ ان کا نام تبدیل نہ کیا ہو۔ ابوظبیان الاعرج ہیں جن کا نام عبداللہ بن حارث ہے، میرے گمان میں کسی نے عبدالرحمٰن میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی طرف میں نے اس سے پہلے اشارہ کر دیا ہے۔

۵۲۴۰ عبدشمس بن ابی عوف [6]

عبداللہ بن ابی عوف میں ذکر ہوا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۰۹) تجرید (۳۵۸/۱) [2] الاکمال (۳۰۴/۱) [3] تجرید (۳۵۸/۱) [4] ایضًا [5] ایضًا [6] تجرید (۳۵۸/۱)

۵۲۴۱ عبدالعزیز بن الاصم [1]

ابونعیم نے بعض نسخوں میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ ایک بلال، دوسرے عبدالعزیز بن اصم۔ [2] یہ روایت انتہائی غریب ہے اور موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔ پھر مجھے اس کی علت مل گئی کہ ابوقرہ زبیدی نے کتاب السنن میں بروایت موسیٰ بن عبیدہ یہ روایت نقل کی جوانہی الفاظ میں باضافہ منقول ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتے اور سونے والوں کو بیدار کرتے۔ ابن ام مکتوم فجر کا اندازہ لگاتے جس میں وہ خطانہ کھاتے، اس اضافے سے ظاہر ہوا کہ عبدالعزیز حضرت ام مکتوم کا نام ہے۔ مشہور تو یہ ہے ان کا نام عمرو یا عبداللہ بن قیس بن زائدہ بن الاصم بن هرم ہے، لہٰذا اصم ان کے پردادا کا نام ہوا، جن کی طرف وہ اس روایت میں منسوب ہیں۔ واللہ اعلم

۵۲۴۲ عبدالعزیز بن بدر [3]

ابن زید بن معاویہ بن خشان الجہنی۔ ابن کلبی نسب جہینہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عبدالعزیٰ نام تھا، آپ علیہ السلام نے عبدالعزیز رکھا۔ رشاطی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ غنم بن الربعہ کے سوانح قسم رابع میں ان کا نسب بیان ہوگا۔

۵۲۴۳ عبدالعزیز بن سخبرہ [4]

ابن جبیر بن منبہ بن منقذ بن عبداللہ الغافقی۔ جیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن عثمان ابن صالح سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عبدالعزیٰ نام تھا، آپ ﷺ نے عبدالعزیز رکھا۔ ابن الاثیر [5] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۴۴ عبدالعزیز بن سیف [6]

ابن ذی یزن الحمیری۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ابوموسیٰ ذیل میں لکھتے ہیں: ابونعیم نے ان پر نکیر کی ہے، لکھتے ہیں: خط تو ان کے بھائی زرعہ کی طرف بھیجا تھا۔ یعنی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق کسی نے ان کا نام عبدالعزیز نہیں بتایا۔ ابوموسیٰ کا قول ہے: ابن مندہ نے مسند عبدالعزیز سے ایک حدیث نقل کی ہے، جسے مستغفری نے ان سے نقل کیا ہے کہ عبدالعزیز نبی ﷺ کے پاس ہدیہ لے کر آئے۔ ان کا نام عرویز تھا، آپ علیہ السلام نے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: عزیز، آپ نے فرمایا: نہیں تم تو عبدالعزیز ہو، یہ ذویزن کے بھائی ہیں انہوں نے آپ کی خدمت میں جوڑے پیش کیے جن میں سے ایک جوڑا آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا، جس کی قیمت بیس اونٹ بنی۔

میں کہتا ہوں: اس اسناد کے راوی مجہول ہیں زرعہ کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ اس میں اس کے باوجود اس بات کی

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۱۰) تجرید (۲۵۸/۱) [2] مسند احمد (۹۴/۲) [3] اسد الغابہ (۳۴۱۱) استیعاب (۱۷۱۹) تجرید (۳۵۸/۱)
[4] اسد الغابہ (۳۴۱۲) [5] اسد الغابہ (۱۶۱۳) [6] اسد الغابہ (۳۴۱۳) تجرید (۳۵۸/۱)

دلیل نہیں کہ عبدالعزیز ہی ابن سیف ذی یزن ہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ سیف کا ذویزن نامی کوئی بیٹا ہو، حدیث میں احوذی یزن کہہ کر اس کی طرف اشارہ ہو اور اگر وہ اخوزرعہ کہہ دیتے تو زیادہ وضاحت ہو جاتی۔ واللہ اعلم

۵۲۴۵ (ز) عبدالعزیز السلمی

بقول بعض: ابوسخبرہ کا نام ہے جن کا تذکرہ کنیتوں میں ہونا ہے۔

۵۲۴۶ (ز) عبد عمرو بن عبدجبل الکلبی [1]

بقول ابن ماکولا: [2] بعض کا کہنا ہے، صحابی ہیں۔ ابن ماکولا نے جَبَل جیم کے زبر باء اور اس کے بعد لام سے قلمبند کیا ہے، جبکہ اوروں نے عبد کے بغیر آخر میں ہاء جَبَلہ نام بتایا ہے۔ ابن سعد ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بنی کلب کے وفد، فرماتے ہیں: ہشام بن کلبی، حارث بن عمرو اللھبی عن عمه عن عمارة بن جزء عن رجل من بنی ماویه بن کلب قال و اخبرنی ابولیلی بن عطیۃ الکلبی عن عمّه کی سند سے جنہیں عبد عمرو بن جبلہ بن وائل بن الجلاح کلبی کہا جاتا تھا، مروی ہے، فرمایا: میں اور عصام جو بنی عامر میں سے بنی رُدَاس کا آدمی تھا۔ دونوں روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، آپ ﷺ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو ہم مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''میں امی صادق پاکیزہ نبی ہوں، اس شخص کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے جو مجھے جھٹلائے، مجھ سے منہ موڑے۔ اور مجھ سے جنگ کرے۔ اور اس کے لیے ہر طرح کی خیر ہے جو مجھے ٹھکانہ دے، میری مدد کرے، مجھ پہ ایمان لائے، میری بات کی تصدیق کرے اور میری معیت میں جہاد کرے''۔ [2]

ان دونوں نے عرض کی: تو ہم آپ پہ ایمان لاتے، آپ کے قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور دونوں مسلمان ہو گئے۔ اس وقت عبدعمرو کہنے لگے: ؏

> ''جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لے کر آئے تو میں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لی۔ یوں میں انکار کے بعد اللہ تعالیٰ کا زیادہ خوف رکھنے والا ہو گیا۔ میں نے جامون والی چیز (شراب) کو الوداع کہہ دیا جبکہ میری عمر اس کی دلدادہ اور لہو ولعب کی طرف مائل تھی۔ میں اس اللہ پہ ایمان لایا جس کی شان بلند ہے، اب جب تک میں زندہ رہا اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کا منکر رہوں گا''۔

ابوبکر الانبیاری نے اپنے امالی میں یہ روایت طویل نقل کی ہے جو ایک اور طریق سے عن ابن کلبی مروی ہے، خطیب نے ''المؤتلف'' میں ان کا واقعہ بطریق ابی بکر بن الانباری جو ان کے امالی میں ہے عن ھارون بن مسلم بن سعد عن ہشام نقل کیا ہے۔ اصل میں ان کے والد کا نام جبلہ، جس میں نداء کے بغیر ہی ترخیم کر کے جبل کہہ دیا گیا۔ بقول بعض: عمرو بن جبلہ، عمرو نامی حضرات میں تذکرہ ہونا ہے۔ شاید نبی ﷺ نے ان کا نام عمرو رکھا ہو، کیونکہ ان کے نام عبد عمرو کا کوئی بھی اقرار نہیں کرتا۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۱۷) تجرید (۳۵۹/۱) [2] الاکمال (۱۲۴/۱)

[2] کنز العمال (۳۱۸۷۵) الطبقات الکبریٰ (۶۸/۱)

(۵۲۴۷) عبد عمرو بن کعب [1] الاصمّ الغامدی ثم البکائی

ثابت بن قاسم نے الدلائل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ہشام بن کلبی عن ابی مسکین مولیٰ ابی ہریرہ روایت کی ہے۔
حدثنا الجعید بن عبداللہ بن ماعز عن مجالد عن ثور بن عبادة البکائی فرمایا: معاویہ بن ثور بن عبادہ جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بیٹے بشر الاصم کے ساتھ آئے، جس کا نام عبد عمرو بن کعب بن عبادۃ البکائی تھا۔
میں کہتا ہوں: ایک اور طریق سے الاصم میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے، عبداللہ بن کعب میں ان کا ذکر پہلے ہوا ہے۔

(۵۲۴۸) عبدعمرو بن نضلہ الخزاعی [2]

بقول بعض: یہ ذوالیدین کا نام ہے، یہ بات محمد بن کثیر کی عن الاوزاعی عن الزهری عن سعید بن المسیب و ابی سلمه و عبیداللہ بن عبداللہ مروی روایت میں ہے، تینوں بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں کے بعد چار رکعتی نماز میں سلام پھیر دیا، تو خزاعہ جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ان کا عمرو بن نضلہ نامی شخص کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: ''کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟'' اسی میں ہے: ''کیا ذوالشمالین نے سچ کہا ہے؟''
یہ روایت ابو موسیٰ نے بطریق جعفر المستغفری ان کی محمد بن کثیر تک کی سند سے نقل کی ہے۔ ائمہ کا ایک گروہ کہتا ہے، ان کا نام زہری کا ادراج ہے۔ کیونکہ انہیں ان کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ اس وجہ سے کہ ذوالشمالین نے تو بدر میں شہادت پائی جیسا کہ پہلے ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لانے کے بعد نمازیں پڑھنا شروع کی تھیں۔ اور غزوۂ خیبر بدر کے معرکہ کے پانچ سال بعد پیش آیا جس کا ثبوت ابن سیرین کی بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی روایت میں ہے کہ وہ اس نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ ادھر ذوالیدین کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ ان کا نام ''خرباق'' ہے۔ واللہ اعلم

(۵۲۵۰) عبد عمرو بن یزید [3]

ابن عامر الجُرشی۔ سیف بن عمرو نے عن ابی عثمان عن خالد و قتادة ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ نے انہیں مرج الصُفّر میں اردن کی زمین کے علاقے فحل کی طرف دس گھڑ سواروں کا امیر بنا کر اپنے آگے روانہ کیا تھا۔ اسی طرح طبری نے ذکر کیا ہے کہ یہ یرموک میں شریک ہوئے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ان جنگوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی امیر مقرر کیے جاتے تھے۔

(۵۲۵۱) عبد عوف بن عبدالحارث [4]

ابن عوف الاحمسی ابو حازم کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن حبان [5] نے ان کا نام بتایا ہے، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔ یہ قیس بن ابی حازم جو بڑے تابعی ہیں، ان کے والد ہیں۔

---

[1] استیعاب (۱۷۲۰) تجرید (۳۵۹/۱) [2] اسد الغابہ (۳۴۱۸) تجرید (۳۵۹/۱) [3] تجرید (۳۵۹/۱)

[4] اسد الغابہ (۳۴۱۹) استیعاب (۱۷۲۱) تجرید (۳۵۹/۱) [5] الثقات (۲۵۰/۳)

۵۲۵۲ عبدالقدوس الاسرائیلی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثابت عن انس روایت کی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، اس کا باپ اسے کہنے لگا: ابوالقاسم کی بات مان لو، پھر وہ فوت ہوگیا۔ عتبی مالکی نے العتبیہ میں عن زیاد سبطون، امام مالک کے شاگرد سے نقل کیا ہے کہ اس لڑکے کا نام عبدالقدوس تھا۔

۵۲۵۳ (ز) عبدقیس بن لأی [1]

ابن عصیم انصاری۔ انصار میں سے بنی ظفر کے حلیف۔ ابن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اُحد میں شریک ہوئے، مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: میں یہ بات بعید سمجھتا ہوں کہ ان کا نام تبدیل کیا گیا ہو۔

۵۲۵۴ عبدالقیوم [3]

مولیٰ ابی راشد بن عبدالرحمٰن۔ ان کا ذکر عبدالرحمٰن بن عبد کے حالات میں پہلے ہو چکا ہے، جو ان کے مولا ہیں۔ جب یہ اسلام لے آئے تو انہوں نے آزاد کر دیا۔ عبدالقیوم کی کنیت ابوعبیدہ تھی۔ ابن الاثیر [4] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۵۵ عبدالمسیح النجرانی

یہ عاقب ہیں، پہلے ذکر ہوا ہے۔

۵۲۵۶ (ز) عبدالمطّلب بن ربیعہ [5]

ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ والدہ ام الحکم بنت الزبیر بن عبدالمطلب ہیں۔ تذکرہ ان کے والد کے حالات میں ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ، عبداللہ بن حارث بن نوفل روایت کرتے ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر [6] فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھے، جہاں تک میری معلومات ہیں ان کا نام تبدیل نہیں کیا گیا۔

میں کہتا ہوں: ان کی بات میں تامّل ہے، اس واسطے کہ زبیر بن بکار دوسروں سے زیادہ قریش کے نسب اور حالات کے عالم ہیں۔ انہوں نے ان کا نام مطلب ہی ذکر کیا ہے۔ عسکری کا بھی بیان ہے کہ اہل نسب نے ان کا نام مطلب بتایا ہے۔ رہے محدثین، تو بعض مطلب اور بعض عبدالمطلب کہتے ہیں۔

صحیح مسلم [7] میں ان کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شادی کا حکم دیا جب انہوں نے اور فضل بن عباس نے آپ سے سوال کیا۔ مصعب زبیری کا قول ہے: ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے اپنی بیٹی سے ان کی شادی طے کی تھی۔

---

[1] اسد الغابہ (۳٤۲۰) استیعاب (۱۷۲۲) تجرید (۳۵۹/۱) [2] استیعاب (۱۲۸/۳) [3] اسد الغابہ (۳٤۲۱) تجرید (۳۵۹/۱)

[4] اسد الغابہ (۱٦۲/۳) [5] اسد الغابہ (۳٤۲۲) استیعاب (۱۷۲۱) تجرید (۳۵۹/۱) [6] استیعاب (۱۲۸/۳)

[7] مسلم کتاب لازکاۃ باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقۃ (۲٤۷۸)

ترمذی [1] میں ان کی حدیث سے ہے، فرمایا: میں اور حضرت عباس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے .... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔
اسی میں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:
''جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی، اس نے مجھے اذیت دی''۔
اسے بغوی نے نقل کیا ہے، اس کے آخر میں ہے:
''کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ تمہیں اللہ اور میری رشتہ داری کی وجہ سے پسند نہ کرے''۔
بغوی اور طبرانی نے دونوں طریق نقل کیے ہیں۔ طبرانی نے المطلب درست قرار دیا ہے۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اسی پہ اکتفا کیا ہے۔ زبیر کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ کے دور میں جوانمرد تھے اور عہد فاروقی تک مدینہ ہی رہے۔ پھر دمشق منتقل ہوگئے۔ وہاں فروکش ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ یزید بن معاویہ کو وصیت کر گئے تھے تو اس نے ان کی وصیت قبول کی۔ ان کا بیٹا محمد وہاں صاحب قدر و منزلت تھا۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی تھے، پھر خلافت فاروقی میں شام چلے گئے۔ اور دور یزید میں ۶۲ھ میں فوت ہوئے۔ ابن ابی عاصم اور طبرانی نے ۶۱ھ تاریخ لکھی ہے۔

۵۲۵۷ عبدالملك بن جحش الاسدی [2]

عبداللہ بن جحش کے حالات میں نسب بیان ہو چکا ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں عبد بن جحش بغیر اضافت کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے اور ان کے دونوں بھائیوں عبداللہ اور عبدالملک نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی، میں نے کسی اور کی کتاب میں یہ بات نہیں دیکھی۔

۵۲۵۸ (ز) عبدالملك بن اكيدر [3]

دومۃ الجندل والے عثمانی، اور ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق موسٰی بن نصر بن سلام بن عمرو بن محمد بن محمد بن حسین عن یحیٰی بن وھب بن عبدالملك بن اكيدر عن ابيه عن جدّ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر لکھوائی۔ آپ کے پاس انگوٹھی نہ تھی تو ناخن سے مہر لگائی۔ ابن الاثیر [4] نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حرف الف میں ان کے والد کا ذکر ہوا ہے۔

۵۲۵۹ عبدالملك بن سنان

بقول بعض: حضرت صہیب کا نام ہے جو ان کے حالات میں بیان ہوا ہے۔

۵۲۶۰ (ز) عبدالملك بن عباد [5]

ابن جعفر مخزومی۔ ابن شاہین وغیرہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں قاسم بن حبیب کے

---

[1] ترمذی .... [2] اسد الغابہ (۳٤۲۳) [3] تجرید (۳۵۹/۱) [4] اسد الغابہ (۱٦۳/۳)
[5] اسد الغابہ (۳٤۲۵) استیعاب (۱۷۲٤) تجرید (۳۵۹/۱)

حالات میں لکھا ہے: عبدالملک بن عباد بن جعفر نے نبی ﷺ سے سماع کیا ہے۔ بزار نے اپنی مسند میں اور ابن شاہین نے بطریق سعید بن المسیّب عن عبدالملک بن ابی زہیر عن القاسم بن حبیب بن جبیر المکی عن عبدالملک بن عباد المخزومی روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''میں اپنی اُمت میں سب سے پہلے اہل مدینہ، پھر اہل مکہ اور پھر اہل طائف کے لیے شفاعت کروں گا''۔ [1]

یہ روایت زبیر بن بکار ایک اور طریق سے عن عبدالملک بن ابی زهیر عن حمزه بن ابی شمر عن محمد بن عباد بن جعفر عن النبی ﷺ مرسلاً نقل کی ہے۔ جبکہ ابن حبان [2] نے عبدالملک بن عباد کا تذکرہ تابعین میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں: جس کا گمان ہے یہ صحابی ہیں اسے وہم ہوا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ اس کا کیا جواب دیں گے ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے'' لیکن اگر یہ محمد بن عباد کے بھائی ہیں تو پھر ہم ان کی بات ''سماع کیا ہے'' پر یہ حکم لگائیں گے کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے، اس واسطے کہ ان دونوں کے والد عباد صحابی نہیں۔

۵۲۶۱ (ز) عبدالملک بن هبّار

ہبار بن الاسود میں ذکر ہوتا ہے۔

۵۲۶۲ (ز) عبدالملک الحجبی [3]

ابوبکر بن علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یعلی بن الاشدق بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ اہل مکہ کے پاس سے گزرے، ان لوگوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم آپ کو نبیذ پلائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (حدیث) اسی میں ہے: ''مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو اور پانی کا ذائقہ تبدیل کر کے پی لیا کرو''۔ [4] علی ساقط ہے۔

۵۲۶۳ عبدالملک بن علقمه الثقفی [5]

عبدالرحمٰن میں ذکر ہوا ہے۔

۵۲۶۴ عبدالملک بن ابی بکر

فرمایا: میں تمیم الداری کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں ان کا شتربان تھا، ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۶۵ عبدمناف بن عبدالاسد المخزومی [6]

ابوسلمہ۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا تھا۔ عبادلہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

---

[1] مجمع الزوائد (۱۰/۳۸۰) [2] الثقات (۵/۱۱۶) [3] اسد الغابہ (۳٤۲٤) تجرید (۱/۳۵۹)
[4] جامع المسانید (۸/٤۸۰) [5] اسد الغابہ (۳٤۲۹) تجرید (۸/٤۸۰) [6]

۵۲۶۶ (ز) عبدالنور الجنّی [1]

کسی کذّاب نے یہ نام گھڑا ہے، قسمِ اخیر میں ذکر ہوگا۔

۵۲۶۷ عبدھلال [2]

عبداللہ بن ھلال میں ذکر ہوا ہے۔

۵۲۶۸ (ز) عبدالواحد [3] (بے نسبت)

باطرقانی نے طبقات القراء میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن وہب عن خلاد بن سلیمان روایت کی ہے کہ عبدالواحد (جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قرآن مجید یاد کرلیا تھا) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جھگڑا ہوگیا.... پھر ایک واقعہ نقل کیا۔
ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوزرعہ سے منقول ہے: عبدالواحد کا ثبوت نہیں ملتا۔

۵۲۶۹ (ز) عبدالوارث [4]

عبدالحارث میں ذکر ہوا ہے۔

۵۲۷۰ (ز) عبدیالیل بن عمرو [5]

ابن عمیر الثقفی۔ ان کے بھائی حبیب کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے: وفد ثقیف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ اوروں کا کہنا ہے: وفد میں آنے والے مسعود بن عبدیالیل تھے۔

۵۲۷۱ عبد یزید بن ہاشم [6]

ابن المطلب بن عبدمناف، رکانہ کے والد۔ ذہبی [7] نے "تجرید" میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابوداؤد کی علامت لگائی ہے۔ فرماتے ہیں: ابورکانہ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی، جبکہ یہ صحیح نہیں، مشہور تو یہ ہے کہ وہ واقعہ رکانہ کا ہے۔
میں کہتا ہوں: ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جو عبدالرزاق نے اور ابوداؤد نے ان کے طریق سے عن ابن جریج نقل کی ہے کہ مجھ سے ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے کسی بیٹے نے بیان کیا کہ عکرمہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد یزید ابورکانہ نے رکانہ اور ان کے بھائیوں کی والدہ کو طلاق دے دی اور مزینہ کی ایک خاتون سے شادی کرلی وہ نبی ﷺ کے پاس آکر کہنے لگیں: جس طرح مجھے اس بال کا کوئی فائدہ (اپنے سر کا ایک بال پکڑ کر) نہیں اسی طرح اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ ہمارے درمیان تفریق کردیں۔ آپ علیہ السلام نے حضرت رُکانہ اور ان کے بھائیوں کو بلا بھیجا.... پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ اسی میں ہے: نبی ﷺ نے عبد یزید سے فرمایا: اسے (یعنی مزینہ کو) طلاق دے دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اپنی بیوی ام رکانہ سے رجوع کرلو! عرض

---

[1] تجرید (۳۶۰/۱) [2] اسد الغابہ (۳۴۲۸) تجرید (۳۶۰/۱) [3] اسد الغابہ (۳۴۲۹) تجرید (۳۶۰/۱)
[4] استیعاب (۱۷۲۵) [5] اسد الغابہ (۳۴۳۰) تجرید (۳۶۰/۱) [6] التجرید (۳۶۰/۱) [7] التجرید (۳۶۰/۴)

کی: اللہ کے رسول ﷺ! میں نے تو اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہے، اس سے رجوع کرو"۔ [1]

ابوداؤد کا قول ہے: حدیث نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ مروی ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی جسے رسول اللہ ﷺ نے ایک طلاق قرار دیا، زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ان کے بیٹے ہیں۔ اور آدمی کے گھر والے دوسروں سے زیادہ اس سے واقف ہوتے ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے حدیث رکانہ کی سند بیان کی جیسا کہ ان کے حالات میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ لیکن اگر ابن جریج والی روایت محفوظ ہے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ کئی واقعات ہو سکتے ہیں، خصوصاً جب دونوں سیاق مختلف ہیں، ابن جریج کے شیخ جن کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ بنی رافع کے فرد تھے مجھے نہیں معلوم وہ کون ہیں اور سائب ابن عبید بن عبد یزید کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ وہ بدر کے دن قید ہو کر بعد میں مسلمان ہوئے۔ مجھے اس روایت میں ان کے والد کا ذکر نہیں ملا۔ اس لیے آپ نے رکانہ اور ان کے بھائیوں کو بلایا۔

زبیر نے کتاب النسب میں ذکر کیا ہے کہ عبد یزید بن ہشام کے ہاں، رکانہ، عجیر، عمیر، عبید صاحبزادگان عبد یزید پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ عجلہ بنت عجلان تھی جن کا تعلق بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے تھا، اس بنا پر چار افراد کا ترتیب وار صحابہ میں ہونا ثابت ہوا۔ عبد یزید، ان کا بیٹا عبید، ان کا بیٹا سائب بن عبید اور ان کا بیٹا شافع بن سائب، میں نے ان میں سے ہر ایک کے حالات میں ان کی حدیث درج کر دی ہے۔

ان حضرات کا تذکرہ جن کا نام عبد یا عبدہ بغیر اضافت کے ہے

۵۲۷۲ عبد بن الازور [2]

بن مرداس الاسدی۔ ضرار بن الازور کے بھائی جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق مستغفری بروایت ماجد بن مروان ان کی حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، جب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا [2] تو میں نے کہا.... پھر وہ اشعار نقل کیے جو ضرار کے حالات میں بیان ہو چکے ہیں۔ بقول بعض: یہ ضرار ہی ہیں، ان کا نام عبد ہے اور ضرار لقب ہے۔ پھر ابوموسیٰ لکھتے ہیں: عبد بن الازور وہی ہیں جنہوں نے بحکم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: طبری ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مرتدوں سے جنگ کے دوران حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ دورِ فاروقی میں شہید ہوئے۔

۵۲۷۳ عبد (بقول بعض) عُبَیْد ابن ارقم [3]

ابوزمعہ البلوی، کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق .... [2] اسد الغابہ (۳۴۳۲) تجرید (۱/۳۶۰)

[2] المستدرک (۳/۶۲۰) المعجم الکبیر (۸/۸۱۳۳) مسند احمد (۴/۷۶) مجمع الزوائد (۶/۳۹۰)

[3] اسد الغابہ (۳۴۳۳) استیعاب (۱۳۸۸) تجرید (۱/۳۶۰)

۵۲۷۴ (ز) عبد بن جَحْش بن رِئاب الاسدی

بقول بعض: یہ ابواحمد کا نام ہے۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔ وہ اسی سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

۵۲۷۵ عبداللہ بن زمعہ بن قیس [1]

ابن عبد شمس..... قرشی عامری۔ ام المؤمنین حضرت سودہ کے بھائی۔ ابونعیم نے ان کا نام ونسب یوں لکھا ہے: ''عبد بن زمعہ ابن اسود'' حضرت سودہ کے بھائی۔ ان کا ابن اسود کہنا وہم ہے، کیونکہ زمعہ بن اسود ان کے علاوہ اور ہیں جو کافر مرا ہے، پھر سودہ کے بھائی ہونے سے کافی تردید ہو جاتی ہے۔ سودہ بنت زمعہ بن قیس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ زمعہ کی لونڈی کے بچہ کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے جھگڑے کا واقعہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ زمعہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہوگیا تھا اور اس کا یہ بیٹا عبد فتح مکہ کے روز اسلام لایا۔ نبی ﷺ نے عبد بن زمعہ کے حق میں اس کا فیصلہ کر دیا، اور فرمایا: ''سودہ تم اس سے پردہ کیا کرو''۔ [2]

ابن ابی عاصم کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سوردہ بنت زمعہ سے شادی کی تو ان کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آ کر سر پہ مٹی ڈالنے لگا، وہ اسلام لانے کے بعد کہا کرتے تھے: میں بے وقوف تھا جو نبی ﷺ کے سودہ سے شادی کی وجہ سے سر پہ خاک ڈال رہا تھا۔ ابن عبد البر [3] نے یہاں تک لکھا ہے کہ سردار صحابہ میں سے تھے۔ ان کے ماں شریک بھائی قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف ہیں، دونوں کی والدہ کا نام عاتکہ بنت الاخیف ہے جو بنی بغیض بن عامر بن لؤی۔

۵۲۷۶ (ز) عبد بن عبد ثمالی [4]

ابوالحجاج۔ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۲۷۷ عبد بن عبد غنم [5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک نام۔ یہاں ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۲۷۸ (ز) عبد بن عمرو [6]

ابن جبلہ بن وائل بن الجلاح کلبی، عصام میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۲۷۹ عبد بن عمرو بن رفیع

عبداللہ بن رفیع میں ذکر ہوا ہے۔

۵۲۸۰ (ز) عبد بن قوّال بن قیس انصاری [7]

عدوی نسب الانصار میں لکھتے ہیں: اُحد میں شریک اور طائف میں شہید ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (٣٤٣٦) استیعاب (١٣٩٠) [2] مسند احمد (٢١١/٦) مجمع الزوائد (٢٤٦/٩) المعجم الكبير (٥٧/٢٣) (٨٠/٢٤)
[3] استیعاب (٣٦٤/٣) [4] اسد الغابہ (٣٤٣٨) [5] اسد الغابہ (٣٤٤١) [6] تجرید (٣٦١/١)
[7] استیعاب (١٣١٩) تجرید (٣٦١/١)

۵۲۸۱ (ز) عبد بن قیس [1]

ابن عامر بن خالد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ اور بدر میں شرکت کی۔ ابوعمر بن عبدالبر [2] نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: انہیں وہم ہوا ہے جبکہ یہ عبادہ ہیں۔

۵۲۸۲ عبدالاسلمی [3]

بقول بعض: ابوحدرد انصاری کا نام ہے، جو احمد بن معین سے منقول ہے، کنیتوں میں ذکر ہونا ہے۔

۵۲۸۳ (ز) عبدالعرکی [4]

بقول بعض: وہ حدیث جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں بطریق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ جن صاحب نے آپ علیہ السلام سے سمندری پانی کے بارے میں پوچھا تھا یہ ان کا نام ہے۔ ابن بشکوال ابن رشدین سے نقل کرتے ہیں، ان کا نام عبداللہ مدلجی ہے۔ طبرانی [5] ان کا نام: عبید بتاتے ہیں۔ پھر وہ اور بغوی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جریر عرکی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندری پانی کے بارے میں پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سمندری پانی پاک ہے اور اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے''۔

بغوی فرماتے ہیں: درست حمید ابوصخر ہے، مجھے معلوم ہوا ان کا نام عَبْدود ہے، ایسا ہی ابن بشکوال نے ابن الفرضی سے نقل کیا ہے کہ ان کا نام عبد تھا۔ عَرَکی ملاح کو کہتے ہیں، جس نے ان کا نام یہی نسب بتایا ہے اسے وہم ہوا ہے، جیسا کہ بیان ہوگا۔

۵۲۸۴ عبد بن حزن [6] النصری

کوفہ فروکش ہوئے۔ بقول بعض: ان کا نام نصر ہے، جس میں شعبہ کے قول کا اختلاف ہے۔ ابواسحاق سبیعی کی بحوالہ ان سے مروی حدیث کی ان والی روایت میں ہے، بقول اکثر: عبدہ زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاری [7] تاریخ میں اسے نقل کر کے ان کی روایت میں فرماتے ہیں: عبدہ بن حزن سے مروی ہے (جو صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ حٰمٓ کی پہلی آیت میں سجدہ کیا۔ ابوداؤد طیالسی بحوالہ شعبہ: بشیر بن حزن اور ثوری کی روایت میں ان کا نام عبیدہ ہے جسے مسدد، یحییٰ قطان سے بحوالہ ان کے نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کا قول ہے، شعبہ نے فرمایا: انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ ابونعیم نے کوفہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاذری اور ابن زبر بھی صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

ابن السکن فرماتے ہیں، بقول بعض صحابی ہیں۔ ایسا ہی ابن حبان [8] نے ان کا ذکر کیا ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں۔ ابوحاتم رازی مراسیل میں لکھتے ہیں: مجھے لگتا ہے یہ صحابی نہیں۔ ابن ابی حاتم ''الجرح والتعدیل'' میں بحوالہ اپنے والد رقمطراز ہیں: یہ تابعی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ عسکری نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ابن سعد تابعین کے پہلے طبقے

---

[1] اسد الغابہ (۳٤٤۲) استیعاب (۱۳۹۲) [2] استیعاب (۳٦۵/۳) [3] اسد الغابہ (۳٤۳۵) استیعاب (۱۳۸۹)

[4] اسد الغابہ (۳٤٤۰) [5] المعجم الکبیر (الحدیث: ۱۷۵۹/۲) [6] الاستیعاب (ت: ۱۳۹٤) تجرید اسماء الصحابۃ (۳٦۱/۱)

[7] التاریخ الکبیر (۱۱۲/٦) [8] الثقات (۱٤۵/۵)

میں ان کا ذکر کرتے ہیں، ابن البرقی: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ مسند میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔ ابو عمر [1] کا قول ہے: ان کی حدیث میں اختلاف ہے۔ بعض اسے مرسل قرار دیتے ہیں۔ مسلم اور ابوالفتح ازدی کا قول ہے: ابواسحاق سبیعی ان سے روایت میں منفرد ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں اور ابن السکن وغیرہ کی بواسطہ ابواسحاق بحوالہ نصر بن حزن روایت کرتے ہیں کہ بکریوں اور اونٹوں والوں میں فخر کا مقابلہ ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جب مبعوث ہوا تو بکریاں چرا رہا تھا''۔ شعبہ فرماتے ہیں: میں نے ابواسحاق سے پوچھا: کیا نصر بن حزن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پایا ہے، انہوں نے فرمایا: ہاں۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بحوالہ عبیدہ بن حزن نصری روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اگر مردوں کو حجون آنے سے روکتا تو پھر بھی وہ وہاں آ جاتے، حالانکہ وہاں ان کا کوئی کام نہیں۔ اس کے رجال معتبر ہیں۔ میرے خیال میں جس نے کہا ہے کہ ان کے نام میں تامّل ہے ان کا نسب اس پر ملتبس ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ نصری ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حصن یعنی ابن عبدالرحمٰن واسطی کا قول ہے (جو ایک صغیر تابعی ہیں) میں نے ابوالاحوص اور عبدہ کو، جن کا تعلق بنی نصر بن معاویہ سے ہے، دیکھا انہوں نے دورِ فاروقی پایا ہے اور اس دور کے قاری تھے۔ اس سے اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ ابواسحاق سبیعی ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ بقول بعض: ان سے مسلم البطین نے بھی روایت کی ہے اور انہیں ابن مسعود سے روایت حاصل ہے۔

۵۲۸۵ عبدہ [2]

بقول بعض عبید/عبادہ/عباد بن حساس، عبادہ میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۲۸۶ عبدہ بن قُرط

ابن جناب بن حارث تمیمی عنبری۔ ابن شاہین کی روایت ہے کہ یہ وفد بنی عنبر میں تھے۔ فرماتے ہیں: وردان اور حیدہ صاحبزادگانِ مخرم بن مخرمہ بن قرط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ نے اُن کے لیے دعاءِ خیر فرمائی۔ عبد کے حالات میں ان کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

۵۲۸۷ عبدہ بن مسهر البجلی [3]

ابن مندہ ان کا ذکر کرتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ابی خالد کی روایت ہے عبدہ بن مسہر نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن مسہر! تمہارا گھر کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: نجران کے کعبہ میں۔

میں کہتا ہوں: یہ ایک لمبی حدیث کا گوشہ ہے جسے ابوسعد نے ''شرف المصطفیٰ'' میں بطریق شعبی نقل کیا ہے کہ جریر، عبدہ ابن مسہر کا بھائی بنا ہوا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو جریر عبدہ سے کہنے لگا میں ایک کام کرنا چاہتا ہوں لیکن تم سے مشورہ کیے بغیر نہیں کر سکتا، وہ حجاز میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے جس کی طرف آسمان سے وحی آتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے.... پھر ان کا واقعہ نقل کیا ہے جس میں یہ دونوں آپ علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ عبدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر کہنے لگے: اگر آپ سچے ہیں تو مجھے بتائیں،

---

[1] استیعاب (۳۵۸/۲) [2] اسد الغابہ (۳۴۴۵) [3] اسد الغابہ (۳۴۴۷) تجرید (۳۶۱/۱)

میں آپ سے کیا پوچھنے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تم نے سوچا ہے ان میں تمہاری تلوار، تمہارا بیٹا اور تمہارا گھوڑا۔ تو سنو! گھوڑا تمہیں مل جائے گا، جہاں تک تمہارے بیٹے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ثواب کی اُمید رکھو، کیونکہ اسے مالک بن نجدہ نے قتل کر دیا ہے۔ اب رہ گئی تمہاری تلوار تو وہ ابن مسعدہ کے پاس ہے۔ اب ایسا کرو کہ اپنے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں باندھ دو، اور اگر تمہیں ارتداد کا زمانہ مل گیا تو کندہ کی ہرگز پیروی نہ کرنا، اور وعدہ نہ توڑنا، پھر فرمایا: عبدہ! تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس کے بعد بقیہ واقعہ ذکر کیا۔ رامہرمزی نے ''کتاب الامثال'' بحوالہ شعبی وغیرہ اس واقعہ کا ایک گوشہ نقل کیا ہے، ان کی حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدہ سے فرمایا: گھوڑے ضرور رکھنا اور انہیں اپنے شہروں میں رکھنا، اس واسطے کہ یہ جنگوں کا سامان ہیں اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہے۔

۵۲۸۸ عبدہ بن مُعتّب [1]

ابن جد بن عجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بلوی، انصار میں سے بنی ظفر کے حلیف تھے۔ خطیب نے مبہمات کتاب کے آخری حصوں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ شریک بن سحماء کے والد ہیں۔ اسے ابوموسیٰ نے نقل کیا ہے اور ابن عبدالبر نے شریک کے حالات میں نسب کے بعد لکھا ہے: ان کے والد عبدہ بدر میں شریک ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن سعد بحوالہ ہشام بن کلبی لکھتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

۵۲۸۹ عبدہ [2] (مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن المبارک کی روایت نقل کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولا عبدہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض کے علاوہ کسی (نفل) نماز کا حکم دیتے تھے؟ آپ نے فرمایا: مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں۔

۵۲۹۰ عبس بن عامر [3]

ابن عدی بن نابی ابن عمرو بن سواد بن عنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی۔ موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے شرکاءِ بدر، بیعتِ عقبہ اور اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ موسیٰ کا قول ہے: عبسی بن اوبی دوسرے ہیں ان کا نام یاء کے ساتھ ہے۔

۵۲۹۱ عبس الغفاری [4]

عابس میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۲۹۲ (ز) عَبسہ بن ربیعہ الجہنی

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۵۴) تجرید (۳۶۱/۱) [2] اسد الغابہ (۳۴۴۶) [3] اسد الغابہ (۳۴۵۵) استیعاب (۱۷۲۷)

[4] اسد الغابہ (۳۴۵۶) استیعاب (۱۷۲۸) تجرید (۳۶۱/۱)

عبیداللہ نامی حضرات (عُبید تصغیر)

۵۲۹۳ عبیداللہ بن اسلم هاشمی [1]

مولا رسول اللہ ﷺ۔ بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد وغیرہ نے بطریق ابن لہیعہ، بکر بن سوادہ سے بحوالہ عبیداللہ بن اسلم مولا رسول اللہ ﷺ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب سے فرمایا: ''تم صورت سیرت میں میرے مشابہ ہو''۔ [2] امام احمد ''زہد'' میں اسی سند سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرا یہ خط روم کے سرکشوں کے پاس کون لے کر جائے گا؟ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ عبیداللہ بن عبدالخالق کے حالات میں اس کے متعلق تنبیہ بیان ہوئی۔

۵۲۹۴ عبیداللہ بن الاسود السدوسی [3]

فرمایا: وفد سدوس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ابوعمر [4] نے اس کا مختصر ذکر کیا ہے، عبداللہ نامی حضرات کے حالات میں ان کا تذکرہ اور حدیث بیان ہوئی ہے۔ تصغیر میں مجھے کوئی سند نہیں ملی۔ واللہ اعلم

۵۲۹۵ عبیداللہ بن بشر مازنی [5]

عبداللہ کے بھائی۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ ابوالفضل السلیمانی ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بیہقی نے بطریق ابن جابر بحوالہ عبداللہ بن زیاد بکری روایت کی ہے کہ ہم بشر مازنی کے دونوں صاحبزادوں کے پاس گئے جو صحابیٔ رسول تھے۔ ہم نے ان سے کہا: جس سواری پہ آدمی سوار ہو کر اسے کوڑے سے مارتا ہے اس کے متعلق آپ نے نبی ﷺ سے کوئی ارشاد سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ پردے سے ایک خاتون کہنے لگی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''زمین پہ جو رینگنے والے جانور یا پروں سے اڑنے والے پرندے ہیں تمہاری طرح کی امتیں ہیں''۔ [6]

تو وہ دونوں بولے یہ ہماری بڑی بہن ہیں۔ لہٰذا احتمال ہے کہ مراد عبداللہ اور عبیداللہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد عبداللہ اور عطیہ ہوں۔

۵۲۹۶ عبداللہ بن التیّہان انصاری [7]

ابوالہیثم کے بھائی۔ کنیتوں میں ابوالہیثم کے حالات میں (۱۰۶۸۰) ان کا نسب بیان ہوگا۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ اور ان کا بھائی عبید بقول بعض عتیک اُحد میں شریک ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳٤٥٧) [2] مسند احمد (۳٤٢/٤) [3] اسد الغابہ (۳٤٥٨) استیعاب (۱۷۲۹)

[4] الاستیعاب (۱۳۰/۳) [5] اسد الغابة (ت: ۳٤٥٩) تجرید اسماء الصحابة (۳٦٢/۱)

[6] سورة الانعام (۳۸) [7] تجرید (۳٦٢/۱)

۵۲۹۷ (ز) عبیداللہ بن ثور[1]

ابن اصغر العرنی عکاشہ (۵۶۳۳) کے بھائی۔ سیف بن عمر کا قول ہے: نبی ﷺ نے عکاشہ کو سکاسک اور سکون کا گورنر مقرر کیا تھا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے بھائی عبیداللہ کو یمن کا گورنر بنایا تھا۔

میں کہتا ہوں: اس دور میں صرف صحابہ امیر بنائے جاتے تھے۔

۵۲۹۸ عبیداللہ بن حارث[2]

ابن نوفل۔ مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن یونس شیرازی بحوالہ عبیداللہ بن حارث بن نوفل روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخری نماز جو پڑھی وہ مغرب کی تھی۔ آپ نے پہلی رکعت میں سورۂ طور اور دوسری میں سورۂ کافرون پڑھی۔ اس کی سند غریب ہے جو غیر معروف راویوں پر مشتمل ہے۔ تجرید[3] میں لکھا ہے: عبیداللہ بن حارث ابن نوفل ببہ کے چچا ہیں۔ اس کی سند فضول ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ ببہ کا نام عبداللہ ابن حارث بن نوفل ہے تو یہ ان کے بھائی ہوئے نہ کہ چچا، اہل نسب میں سے کسی نے بھی حارث بن نوفل کی اولاد میں عبیداللہ نامی شخص کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے صرف زہری کے طریق سے جس عبیداللہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ نہیں ہیں کیونکہ وہ تابعی ہیں اور یہ فرما رہے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، اگر صحیح ہے تو اور ہیں جن کے والد اور دادا کا نام ببہ کے والد اور دادا جیسا ہے۔

۵۲۹۹ (ز) عبیداللہ بن حمید

ابن زہیر ابن حارث بن اسد بن عبدالعزی قرشی اسدی۔ زبیر نے کتاب النسب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے بھائی عبداللہ اُحد میں شہید ہوئے۔ اور یہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کے ہاں سیدنا ابوبکر الصدیق کی وفات سے چند ایام پہلے زبیر نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ یہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے اور وہ زبیر چورانوے (۹۴) برس زندہ رہا۔

میں کہتا ہیں: اس بنا پر عبیداللہ اس قسم کی شرط کے مطابق ہوئے، اس واسطے کہ یہ وضاحت بیان ہو چکی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پہ جو قریشی بھی زندہ رہا وہ نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوا ہے۔

۵۳۰۰ (ز) عبیداللہ بن زید[4] بن عبدربّہ انصاری

اذان والے کے بھائی۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبدالسلام بن مطہر بحوالہ عبیداللہ بن زید روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اذان کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانے لگے تھے کہ اتنے میں عبیداللہ بن زید آ کر عرض کرنے لگے: میں نے اذان دیکھی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے مجھے خدشہ ہے ان کا سند میں محمد بن زید کہنا غلط نہ

---

[1] اسد الغابہ (۳٤٦٠) استیعاب (۱۷۳۰) [2] اسد الغابہ (۳٤٦۱) تجرید (۳٦۲/۱) [3] تجرید (۳۲۸/٤)

[4] اسد الغابہ (۳٤٦٥) تجرید (۳٦۲/۱)

ہواس واسطے کہ اہل نسب نے زید بن عبدربہ کا محمد نامی بیٹا ذکر نہیں کیا جو مشہور ہو۔ شاید نسب سے محمد اور زید کے درمیان سے لفظ عبداللہ رہ گیا ہو اس بنا پر ان کے چچا عبداللہ ابن عبیداللہ بن زید ہوئے جن کے بارے صحابی ہونے کا احتمال ہے۔

۵۳۰۱ عبیداللہ بن سفیان ❶

ابن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مخزومی، ہبار کے بھائی (۸۹۳۳) ہیں۔ شرف صحابیت رکھتے ہیں، لیکن ان کی روایت نہیں ہے۔ زبیر لکھتے ہیں: ان کی والدہ ریطہ بنت عبد بن ابی قیس ہیں موسیٰ بن عقبہ نے شہداءِ یرموک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ پہلے ان کے بھائی ہبار کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے حبشہ ہجرت کی اور اجنادین کے روز شہید ہوئے اور ان کا بھائی عبداللہ یرموک میں شہید ہوا۔ ابن اسحاق، زبیر اور ابن سعد نے ان کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے ۱۵ھ کا اضافہ نقل کیا ہے۔

۵۳۰۲ (ز) عبیداللہ بن سہیل انصاری

از بنی النبیت۔ باوردی نے عبیداللہ بن ابی رافع تک کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین کے شہداء صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۰۳ (ز) عبیداللہ بن سہیل

ابن عمرو ابن عبدشمس قرشی عامری۔ ابوجندل (۹۶۸۴) کے بھائی۔ ابن حبان ❷ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ بدر میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ وہاں سے اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ان کی والدہ فاختہ بنت عامر بن نوفل بن عبدمناف تھیں۔ مستغفری نے صحابہ میں ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ بقول بعض: صحابی ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے (عبداللہ بن سہیل (۴۷۳۸) میں انہی کا ذکر ہوا ہے۔ عامر تقی ندوی)۔

۵۳۰۴ (ز) عبیداللہ بن شیبہ

ابن ربیعہ ابن عبدشمس بن عبدمناف۔ والدہ کا نام فارعہ بنت حرب بن امیہ ہے۔ بلاذری شیبہ کے حالات میں لکھتے ہیں شیبہ کے ہاں عبیداللہ اور زینب کی ولادت ہوئی پھر عبیداللہ کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ عبدالرحمٰن سے ابان پیدا ہوئے جو یتیمی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے۔

میں کہتا ہوں: شیبہ بدر کے معرکہ میں کافر مارا گیا تھا، اس لحاظ سے اس کے بیٹے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آٹھ سے کچھ اوپر کی عمر بنتی ہے اور حجۃ الوداع میں جو قرشی بھی زندہ رہا وہ اس میں شریک ہوا اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن جوانی میں فوت ہوئے، اسی بنا پر ان کا بیٹا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یتیم تھا۔

۵۳۰۵ عبیداللہ بن عبّاس ❸

ابن عبدالمطلب بن ہاشم۔ کنیت ابومحمد تھی۔ دس (۱۰) بھائیوں میں سے ایک ہیں۔ فضل، عبداللہ، قثم اور معبد کے سگے بھائی

❶ اسد الغابہ (۳٤٦٦) تجرید (۳٦۲/۱) استیعاب (۱۷۳۱) ❷ الثقات (۲٤۸/۳)

❸ اسد الغابہ (۳٤۷۰) استیعاب (۱۷۳٤) تجرید (۳٦۳/۱)

ہیں۔ان سب کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ ہیں۔بقول مصعب، ابن سعد، زبیر اور یعقوب بن سفیان عبداللہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے سماع کیا ہے۔ابن حبان [1] فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔علی بن عبدالعزیز نے ''منتخب المسند'' میں ان کی حدیث نقل کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ سوار تھا.....(حدیث)

ابن مندہ نے اپنے طریق سے اور ابن عساکر نے ابن مندہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اگر ابن سیرین نے ان سے سماع کیا ہے تو یہ صحیح کی شرط کے مطابق ہے، مسند احمد میں عبیداللہ بن عباس سے مروی ہے غمیصاء اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی۔(۱۱۱۹۰) (۱۱۵۵۹) اس کا کہنا تھا کہ اس کا خاوند اس کے قریب نہیں آتا (پھر اس کا خاوند پہنچ گیا اور اس نے صاف بتادیا کہ یہ اپنے پہلے خاوند کے پاس جانے کے لیے یہ ساری کہانی کھیل رہی ہے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک یہ تم سے لطف اندوز نہ ہو لے تم اُس کے پاس نہیں لوٹ سکتی).....(حدیث) اس کے رجال تو معتبر ہیں، لیکن اس میں یہ صراحت نہیں کہ عبداللہ خود واقعہ میں موجود تھے یا نہیں۔پہلی حدیث سے ابوحاتم کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے۔شاید ان کی مراد مخصوص حدیث ہو ورنہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر کا تقاضا ہے کہ دس (۱۰) برس کی ہو۔یہی ابن سعد کا قول ہے: نبی ﷺ کا دیدار تو کیا ہے لیکن آپ کی کوئی حدیث یاد نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے: بدر کے روز جب عباس رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا فدیہ ادا کیجئے کیونکہ آپ مالدار ہیں۔وہ کہنے لگے: میرے پاس تو کوئی مال نہیں۔نبی ﷺ نے (بذریعہ وحی) فرمایا: وہ مال جو آپ نے ام الفضل کے پاس رکھوایا ہے وہ کہاں ہے؟ فرمانے لگے: اچھا میں اگر مر گیا تو اس مال میں سے فضل کا اتنا، عبداللہ کا اتنا اور عبیداللہ و قثم کا اتنا اتنا حصہ ہے.....(حدیث) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ولادت بدر سے پہلے ہوئی ہے۔ابن سعد نے اسی کے مقتضی پر بھروسہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت بارہ (۱۲) برس کے تھے۔ [2]

بغوی، نسائی اور امام احمد بطریق جعفر بن خالد بن سارہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے فرمایا: تم وہ منظر دیکھتے جب میں، قثم اور عبیداللہ صاحبزادگانِ عباس بچپن میں کھیلا کرتے تھے۔اچانک وہاں سے نبی ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ سواری پہ تھے، فرمانے لگے: یہ مجھے اٹھادو تو مجھے اپنے سامنے اور قثم کے بارے فرمایا: یہ مجھے دو تو اسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔فرماتے ہیں: عبیداللہ عباس کو قثم سے زیادہ عزیز تھے، تو آپ ﷺ نے اپنے چچا سے کوئی شرم محسوس نہ کی کہ قثم کو اٹھالیا اور عبیداللہ کو چھوڑ دیا۔

زبیر کا قول ہے: بڑے فیاض اور سخی تھے، اونٹوں کا نحر اور بکریوں کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے، مکہ میں بازار کے مذبح (ذبح خانہ) میں ہی دعوت کرتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یمن کا گورنر بنایا تھا اور ۳۶ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ابن سعد کا قول ہے: نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ سے سنا ہے (اوپر ابن سعد کا قول اس کے مخالف گزرا ہے)۔لوگوں کا کہنا ہے: جب عبداللہ اور عبیداللہ دونوں بھائی مکہ آتے تو عبداللہ کا علم وسیع ہوتا اور عبیداللہ کا دسترخوان۔عبیداللہ اونٹ نحر کرتے تھے۔ابونعیم لکھتے ہیں: محمد بن سیرین، سلیمان بن یسار اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

فوائد ابن المقری میں ہے کہ عبیداللہ کا نام ''تیار الفرات'' پڑ گیا تھا۔مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے

---

[1] الثقات (۲٤۸/۳) [2] مسند احمد (۲۱٤/۱) الطبقات الکبریٰ (۸/٤)

بھائی عبیداللہ کو عرفہ کے روز کھانے کے لیے بلایا، وہ کہنے لگے: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم امام ہو، لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز دودھ منگوا کر پیا تھا۔ اس کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد میں ہی ہے عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر صاحبزادگانِ عباس کی صف بناتے اور پھر فرماتے: جو بھاگ کر میرے پاس آئے گا اسے یہ انعام ملے گا۔ چنانچہ یہ لوگ بھاگ کر آپ ﷺ کے سینہ اور پشت سے لگ جاتے اور آپ ﷺ بھی انہیں لپٹ کر پیار سے چومتے تھے۔

کثیر بن عباس کے حالات میں اس حدیث کے اور بھی طریق ہیں۔ قثم کے حالات میں بھی عبیداللہ کا ذکر آتا ہے۔ ان کی سخاوت کی باتیں تو بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند معافی نے "کتاب الجلیس والانیس" میں ذکر کی ہیں اور ابن عساکر نے ان کے حالات میں وہاں سے وہ ساری جمع کر دی ہیں۔ اس میں ہے وہ خوبرو بلند آواز تھے۔ لوگ جب انہیں طلب علم کی وجہ سے ملامت کرتے تو فرماتے: میں اگر نشاط میں رہوں تو یہ میری لذت ہے اور اگر غمگین ہوں تو یہ میری تسلی کا باعث ہے۔ خلیفہ کا قول ہے: مدینہ میں ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ امام واقدی فرماتے ہیں: یزید بن معاویہ کے دور تک زندہ رہے، اسی پہ ابونعیم نے اعتماد کیا ہے کہ ابوعبیدہ اور یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: ۸۷ھ میں فوت ہوئے تھے۔

۵۳۰۶ (ز) عبیداللہ بن عبداللہ

ابن شہاب بن زہرہ قرشی۔ حجاز کے فقیہ ابن شہاب کے دادا۔ وہ محمد بن مسلم بن عبیداللہ زہری ہیں جس کی طرف ان کے والد عبداللہ بن شہاب کے حالات میں اشارہ ہوا ہے۔

۵۳۰۷ (ز) عبید بن عبد

ابن ابی ملیکہ زہیر بن عبداللہ بن جُدعان قرشی تیمی، فقیہ عبداللہ بن ابی ملیکہ کے والد۔ ابوعلی نسائی نے استیعاب کے حاشیے میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن نسب میں دادا کا ذکر کر کے عبیداللہ بن ابی ملیکہ کہا ہے جس پہ المزی نے "التہذیب" میں اعتماد کیا ہے کہ ابوملیکہ فقیہ عبداللہ کے دادا ہیں۔ ادھر ابن کلبی اور ابن سعد وغیرہ نے عبیداللہ اور ابوملیکہ کے درمیان عبداللہ کو شامل کیا ہے جو معتبر ہے۔

فاکہی نے کتاب مکہ میں ایک روایت نقل کی ہے جس سے ان کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں: میں نے ابن ابی ملیکہ کو فرماتے سنا: حضرت عمر لشکروں کا معائنہ کرنے آئے تو انہیں ایک شخص ملا جو نشے میں مست تھا آپ اسے عبداللہ بن ابی ملیکہ کی حویلی میں لے گئے جسے آپ نے "دارالحدود" بنا رکھا تھا، ان سے فرمایا: صبح اسے کوڑے لگانا۔

میں کہتا ہوں: یقینی بات ہے جس آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑے لگانے کی ذمہ داری سونپی ہوگی وہ مرد ہوگا۔ اس لحاظ سے عبداللہ نے سنِ تمیز میں حیات نبویہ کے سال پائے ہوں گے۔ نیز یہ قریشی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ پھر مجھے ان کی ایک حدیث مل گئی جو دولابی نے الکنی میں بطریق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، بواسطہ حکیم بن عیینہ بحوالہ ابن ابی ملیکہ روایت کی ہے کہ ان کے والد نے ان کی والدہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ بڑی، نیک سلوک کرنے والی صلہ رحمی

کرنے والی اور بہت اچھا برتاؤ کرنے والی تھی، کیا میں اس کے بارے ثواب کی اُمید رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: کیا اس نے کسی بچی کو زندہ درگور کیا تھا، انہوں نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو وہ جہنمی ہے۔

اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو دلیل بن سکتی ہے، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ ابن ابی لیلیٰ کو اس میں وہم ہوا ہے کیونکہ یہ حدیث بطریق سلمہ بن یزید محفوظ ہے۔ فرمایا: میں اور میرا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، ہم نے اپنی والدہ ملیکہ کے بارے میں پوچھا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ احتمال ہے کہ مختلف ہوں۔

۵۳۰۸ عبیداللہ بن عبید [1]

یا عتیک بن التیہان انصاری۔ بقول ابوعمر: [2] یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کے چچا عبیداللہ بن تیہان (۵۲۹۶) کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۳۰۹ (ز) عبیداللہ بن عدیّ قرشی [3]

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور نمازِ کسوف (چاند یا سورج گرہن) کے بارے میں ان کی حدیث بطریق سعید بن ابی حسین بحوالہ عبیداللہ بن عدی نقل کی ہے۔ بغوی نے ان کا تذکرہ عبیداللہ بن عدی بن الخیار کے حالات میں لکھا ہے لیکن وہ لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں آیا یہ حدیث ان کی ہے یا نہیں۔

۵۳۱۰ (ز) عبیداللہ بن عدی [4]

ابن الخیار قرشی نوفلی قسم ثانی میں ان کا ذکر ہونا ہے۔

۵۳۱۱ (ز) عبیداللہ بن عمیر ثقفی

المزنی نے حرب بن عبیداللہ بن عمیر کے حالات میں کا ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ عبیداللہ نامی حضرات کے آخر میں ان کا ذکر ہوگا، اکثریت کا کہنا ہے: ان کے والد کا نام کسی نے نہیں لیا۔

۵۳۱۲ (ز) عبیداللہ بن العوّام

ابن خویلد قرشی اسدی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کے بھائی۔ واقدی نے ان کا اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۱۳ عبیداللہ بن فضالہ [5]

طلحہ بن عمرو النضری کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (٣٤٦٥) استیعاب (١٧٣٥) [2] استیعاب (١٣٢/٣) [3] اسد الغابہ (٣٤٦٦) استیعاب (١٧٣٦)

[4] تجرید (٣٦٣/١) [5] اسد الغابہ (٣٤٦٨) تجرید (٣٦٣/١)

۵۳۱۴ عبیداللہ بن کثیر انصاری [1]

ابوعمر بن عبدالبر [2] نے ان کے والد کا نام لیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کے والد کے نام بغیر ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی لکھتے ہیں: عبیداللہ، نسب بیان نہیں کیا پھر یہ ابن مندہ اور ابونعیم ان کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو اللہ کے حضور شراب کا عادی ہو کر حاضر ہوا وہ بت پرست کی طرح حاضر ہوگا''۔ [3]

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ روایت محمد بن سلیمان اصبہانی نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کی ہے اور اس طریق کو حسن بن سفیان نے لکھا ہے جبکہ ابونعیم نے اپنے طریق سے نقل کی ہے۔

۵۳۱۵ عبیداللہ بن مالک [4]

ابن نعمان بن یعمر بن ابی اُسَید ابن رفاعہ بن ثعلبہ بن ھواز بن اسلم اسلمی۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابن کلبی لکھا ہے: صحابی ہیں۔ جمہرہ میں ان کا ذکر ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۱۶ عبیداللہ بن محصن انصاری [5]

ابوسلمہ۔ بقول ابن [6] حبان صحابی ہیں۔ ابن السکن لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں، اس کی سند میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی میں ان کا تذکرہ ہے کہ سلمہ بن عبیداللہ ابن محصن اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کی صبح اپنے گھر میں امن و امان سے ہو اس کے بدن میں کوئی تکلیف نہ ہو اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا ساری دنیا سمٹ کر اس کے پاس آ گئی''۔ [7]

باوردی کی کتاب میں عبید بن محصن کا ذکر بغیر اضافت لکھا ہے اور ان کی یہ حدیث بیان کی۔ ابراہیم حربی کی کتاب میں اسی سند سے عبدالرحمٰن بن محصن لکھا ہے۔

۵۳۱۷ عبیداللہ بن مسلم قرشی [8]

مسلم بن عبیداللہ میں ذکر ہونا ہے۔

۵۳۱۸ (ز) عبیداللہ بن مسلم [9]

(دوسرے) بغیر اضافت عبید بن مسلم میں۔

۵۳۱۹ (ز) عبیداللہ بن معمر [10]

ابن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی تیمی۔ عمر بن عبیداللہ گورنر اور قریش کے فیاض کے

---

[1] اسد الغابہ (٣٤٦٩) استیعاب (١٧٣٨) تجرید (٣٦٣/١) [2] استیعاب (١٣٣/٣)
[3] جامع المسانید (٤٩١/٨) [4] اسد الغابہ (٣٤٧٠) تجرید (٣٦٣/١) [5] اسد الغابہ (٣٤٧١) تجرید (٣٦٣/١)
[6] الثقات (٢٤٨/٣) [7] ترمذی کتاب الزهد باب (٣٤) حدیث (٢٣٤٦) ابن ماجہ کتاب الزهد باب القناعة (٤١٤١)
[8] اسد الغابہ (٣٤٧٢) استیعاب (١٧٤٠) [9] اسد الغابہ (٣٤٧٣) [10] اسد الغابہ (٣٤٧٤) استیعاب (١٧٤١)

والد، نبی ﷺ سے اور ان سے عروہ بن زبیر روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی عاصم اور بغوی نے بطریق حماد بن سلمہ بواسطہ ہشام بن عروہ انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ عبید اللہ بن معمر روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس گھرانے کو نرمی عطا ہوئی انہیں فائدہ ہوا اور جو اس سے روکیں انہیں نقصان ہوا ہے''۔ [1]

بغوی فرماتے ہیں: میرے علم میں ان کی نبی ﷺ کے حوالہ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں، اور اسے بھی ہشام سے حماد کے سوا کسی نے روایت نہیں کی اھ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان کی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں۔ ابو حاتم رازی [2] نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: جن لوگوں کو علل کا علم نہیں انہوں نے اس حدیث کو مسانیدِ وحدان میں شامل کر دیا ہے اور یوں لکھا دیا کہ یہ عبید اللہ بن معمر کی نبی ﷺ سے مسند حدیث ہے جو وہم ہے، حالانکہ حماد بن سلمہ کی بحوالہ ہشام بن عروہ ان کی وہ حدیث مراد ہے جو عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن معمر (جو ابو طوالہ ہیں) سے مروی ہے ان کا نام قلمبند نہیں کیا اور اس میں انہیں وہم ہوا ہے۔ ابو معاویہ نے یہ حدیث بحوالہ ہشام بن عروہ نقل کی تو اس کی علت ظاہر کر دی۔

میں کہتا ہوں: زبیر بن بکّار نے جو روایت عثمان بن عبد الرحمٰن سے نقل کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے دورِ نبوی پایا تھا۔ وہ یہ کہ عبید اللہ بن معمر اور عبد اللہ بن عامر بن کریز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قیدیوں میں سے ایک غلام خریدا جس کی قیمت میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) درہم انہیں مزید دینے پڑ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے بارے میں حکم صادر کیا تو وہ انہیں دینا لازم ہو گئے، جس کا فیصلہ طلحہ بن عبید اللہ نے ان کے درمیان کیا۔ اس سلسلہ میں ابو عمر [3] نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس نے انہیں صحابی کہا اسے وہم ہوا ہے۔ انہیں تو بس رؤیت حاصل ہے پھر یہ بھی ذکر کیا کہ یہ چالیس سال کی عمر میں قتل ہوئے۔ خلیفہ اور یعقوب بن سفیان وغیرہ نے بیان کیا ہے یہ ابن عامر کے ساتھ اصطخر میں ۲۷ھ میں یا اس کے بعد شہید ہوئے۔ جس کی بنا پر یہ نبی ﷺ کے آخری دور میں بیس برس کے ہوں گے۔ بقول بعض: ان کی شہادت اس سے پہلے پیش آئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ صغیر میں بروایت ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن اسحاق جو عہدِ عثمان میں اصطخر میں عبید اللہ بن معمر کی اولاد سے تھے روایت کی ہے، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں: ؏

''جب تمہاری یہ حالت ہو کہ تم بری بات پہ احسان کرتے ہوئے ہر جانب سے زار نہ لٹکاؤ تو ہم اپنے خون بہانے کے لئے اور مصائب اٹھانے کے لیے کس سے اُمید رکھیں''۔

زبیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ان کے بھتیجے عبید اللہ بن عبد اللہ بن معمر کے ہیں اور لکھا ہے یہ امیر معاویہ کے ہاں آئے تھے۔ اور وہاں یہ شعر پڑھا تھا۔ جو شخص خلافتِ عثمانی میں شہید ہوتا ہے اسے خلافت معاویہ کا دور نہیں مل سکتا۔ فوائد ابی جعفر دقیقی میں ہے کہ طلحہ بن سجاح نے فرمایا: عبید اللہ بن معمر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا جب وہ فارس کی فوج کے امیر تھے، ہمیں ایسا علاقہ مل گیا ہے جہاں دشمن کا خوف نہیں، یہاں ہمیں سات سال ہو گئے ہیں اور یہیں ہمارے ہاں لونڈیوں سے بچوں کی ولادت بھی ہوئی ہے۔ ہمیں کتنی نماز پڑھنی پڑے گی؟ تو آپ نے جواباً لکھا: تمہاری نماز دو رکعت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ عبید اللہ بن معمر ابن کی تعریف کرتے تھے۔

---

[1] جامع المسانيد والسنن (٤٩٧/٨) [2] الجرح والتعديل (٣٣٢/٥) [3] الاستيعاب (١٣٤/٣)

بطریق ابن عون مروی ہے کہ جمعہ کے روز خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے عبیداللہ بن معمر نے ہاتھ بلند کیے۔ یہ دونوں واقعات اس بات کے لائق ہیں کہ دونوں واقعے صاحب عنوان کے بھتیجے عبیداللہ کے ہوں، یہ وہی ہیں جن سے ابونصر نے کتابت کی اور ابن ابی اوفی نے بھی ان سے خط وکتابت جاری رکھی جس کا واقعہ صحیح میں ہے۔ واللہ اعلم

۵۳۲۰ عبیداللہ بن مَعِیّہ [1] السوائی العامری

اہل طائف سے تعلق رکھتے ہیں۔ بقول بعض: عبداللہ ایک قول ہے، عبید بغیر اضافت۔ ابن السکن فرماتے ہیں: شرف صحابیت اور روایت رکھتے ہیں۔ ایک قول ہے: انہوں نے دورِ جاہلیت پایا ہے۔ ابن مندہ انہیں صحابی لکھتے ہیں: ابوعمر [2] کا قول ہے، طائف میں شہید ہوئے۔ [3] نسائی اور بغوی کی بطریق وکیع سعید بن سائب سے روایت ہے کہ میں نے بنی سواءہ میں سے بنی عامر کے ایک بزرگ کو فرماتے سنا جنہیں عبیداللہ بن مصیہ کہا جاتا تھا کہ طائف میں دو مسلمان شہید ہوئے، انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے انہیں وہیں دفن کرنا پسند کیا جہاں ان کی شہادت ہوئی تھی۔

۵۳۲۱ (ز) عبیداللہ بن مقسم

طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں کہ تابعین میں عبیداللہ بن مقسم مشہور معتبر تابعی ہیں جو حضرت جابر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

۵۳۲۲ عبیداللہ بن ابی ملیکہ [4]

عبیداللہ بن عبداللہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۳۲۳ عبداللہ بن نوفل

ابن عبدالمطلب ہاشمی۔ حارث بن نوفل کے بھائی اور ببہ کے چچا۔ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق علی بن زید ابن جدعان بواسطہ عمار بن ابی عمار بحوالہ عبیداللہ بن نوفل ہاشمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوسفیان بن حارث میرے گھرانے کا بہترین آدمی ہے''۔ [5] ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۲۴ عبیداللہ ثقفی [6] (حرب کے والد)

ابن السکن اور باوردی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوحمزہ سکری بحوالہ عبیداللہ ثقفی روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے زکوٰۃ کے بارے دریافت کیا..... (حدیث) اسی میں ہے: ''خراج یہود ونصاریٰ پہ ہے''۔ [7] اوروں نے عطاء بن سائب، بواسطہ حرب بحوالہ ان کے دادا ابوامیہ روایت کی ہے جسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور عبدالسلام

---

[1] اسد الغابہ (۳۴۷۵) استیعاب (۱۷۴۲) [2] استیعاب (۱۳۵/۳) [3] نسائی کتاب الجنائز باب این یدفن الشہید (۲۰۰۲)
[4] اسد الغابہ (۳۴۷۶) استیعاب (۱۷۴۳) [5] المستدرک (۲۵۵/۳) [6] اسد الغابہ (۳۴۵۶) تجرید (۳۶۴/۱)
[7] ابوداؤد کتاب الخراج باب فی تعشیر اهل الذمۃ (۳۰۴۶) ترمذی کتاب الزکاۃ (۶۳۴)

ابن حرب کی عطاء بن سائب کی روایت سے اور بطریق ابوالاحوص، عطاء سے کہ حرب وہ اپنے دادا ابوامیہ سے وہ اپنے والد سے اگر عن ابیہ کی ضمیر ان کے دادا کی طرف راجع ہے تو انہوں نے سند میں ایک شخص کا اضافہ کیا ہے اور اگر حرب کی طرف راجع ہے تو پھر یہ سکری کی روایت کے موافق ہے۔ اور ثوری نے یہ روایت عطاء سے بحوالہ حرب مرسل نقل کی ہے۔ ان سے آگے کسی کا ذکر نہیں کیا۔ ایک مقام پہ لکھتے ہیں: عطاء بنی بکر بن وائل کے ایک آدمی سے وہ اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے خراج وصول کروں؟..... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابوداؤد نے دونوں روایتیں نقل کی ہیں۔ پہلی بروایت وکیع عطاء سے بحوالہ ثوری منقول ہے اور دوسری بروایت عبدالرحمٰن بن مہدی بحوالہ ثوری مروی ہے۔ اور جریر نے یہ روایت عطاء سے نقل کی ہے کہ حرب بن ہلال اپنے دادا ابوامیہ تغلبی سے روایت کرتے ہیں، اور اسی روایت کو ہم نے ہلال حفار کے جزء میں نقل کیا ہے۔ اس میں اضطراب (رل مل) عطاء بن سائب کی طرف سے ہے کیونکہ آخری عمر میں ان کا حافظہ کمزور ہو گیا تھا اور ثوری نے اختلاط (ذہنی کمزوری) سے پہلے ان سے سماع کیا ہے، اس بنا پر وہ دوسروں کے مقابلہ میں مقدم ہیں۔

۵۳۲۵ عبیداللہ سلمی [1]

ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری وفات کے وقت تمہارے اموال میں سے تہائی (ثلث مال) تمہارے اعمال میں اضافے کے لیے عطا کیا ہے"۔ [2]

ابوعروبہ خرانی نے یہ روایت اسی سند کے ذریعہ عبدالوہاب سے اور ان کے طریق سے ابونعیم نے نقل کی ہے، لیکن سند میں ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے کہ عقیل، حارث بن خالد بن عبید سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا نقل کرتے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن مندہ نے عبداللہ نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس بات سے زائد کچھ نہیں کہا کہ ان کی حدیث عبدالوہاب بن الضحاک نے روایت کی ہے، سند بیان نہیں کی۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: شاید عبیداللہ تصغیر کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی رائے ٹھیک ہے۔

عبید (بغیر اضافت کے) نامی حضرات کا ذکر

۵۳۲۶ (ز) عبید بن ارقم [3]

ابوزمعہ بلوی۔ عبد بغیر اضافت میں ذکر ہوا ہے۔ کنیتوں میں تذکرہ ہونا ہے۔

۵۳۲۷ عبید بن اسماء [4]

ابن حارثہ۔ مالک اور قیس ان کے بھائی ہیں۔ مسندِ بقی میں ان کی حدیث ہے، تجرید میں [5] ایسا ہی ہے لیکن وہاں مالک اور

---

[1] اسد الغابہ (٣٤٥٧) [2] کنز العمال (٤٦٠٥٥) [3] اسد الغابہ (٣٤٧٧) تجرید (٣٦٤/١)
[4] ایضًا [5] ایضًا (٣٣٨/٤)

قیس کا ذکر نہیں باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

۵۳۲۸ عبید بن اوس ❶

ابن مالک بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر انصاری ظفری۔ ابو نعمان کنیت تھی۔ ابن اسحاق وغیرہ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: ان کی کوئی روایت نہیں۔ بقول بعض: انہیں مقرن (جوڑنے والا) کہا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے بدر کے روز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے ان کے بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کے ساتھ باندھا تھا۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن کلبی کا قول ہے، مشہور یہ ہے کہ انہیں گرفتار کرنے والے ابوالیسر کعب بن عمرو تھے، شاید عبید نے نوفل اور عقیل کو گرفتار کر کے ایک رسی میں باندھا ہو۔

۵۳۲۹ (ز) عبید بن اوس انصاری ❷

اشہلی۔ یہ اور ہیں ابن اسحاق وغیرہ نے شہداءِ یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مغازی میں اموی نے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۳۰ عبید بن التیہان ❸

ان کا نسب ان کے بھائی ابوالہیثم بن التیہان (۱۰۶۸۰) کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن اسحاق نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ البتہ موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے ان کا نام عتیک بتایا ہے۔ ابو عبید قاسم بن سلام بغوی کی بحوالہ ان کے چچا روایت ہے کہ ابوہیثم مالک بن التیہان اور ان کے بھائی عتیک بن التیہان بدر اور بیعتِ عقبہ میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی نے اس پہ اعتماد کر کے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابوعمر ❹ نے دونوں سندوں سے ان کے بھائی عبیداللہ بن التیہان کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے، جن کا قریب میں ذکر گزرا ہے۔

۵۳۳۱ عبید بن ثعلبہ ❺

از بنی ثعلبہ بن غنم بن مالک بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابن اسحاق ❻ نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جو بروایت احمد بن محمد بن ایوب بواسطہ ابراہیم بن سعد بحوالہ ابن اسحاق مروی ہے۔

۵۳۳۲ عبید بن حارث

ابن عمرو انصاری حارثی۔ بقول عدوی: اُحد میں شریک ہوئے۔ ذہبی ❼ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

---

❶ تجرید (۳٦٤/۱) استیعاب (۱۷٤٤) ❷ اسد الغابہ (۳٤۸۰)

❸ اسد الغابہ (۳٤۸۱) استیعاب (۱۷٤٥) تجرید (۳٦٤/۱) ❹ استیعاب (۱۳٦/۳)

❺ اسد الغابہ (۳٤۸۲) تجرید (۳٦٥/۱) ❻ السیرة النبویة (۲٦۰/۲) ❼ تجرید (۳٦٥/۱)

(۵۳۳۳) عبید بن حذیفہ ❶

بقول بعض: انیجابیہ والے ابوجہم کا نام ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا ذکر ہوگا۔

(۵۳۳۴) عبید بن خالد سلمی ❷

ثم البہزی۔ کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انہیں بغیر اضافت کے عبد یا عبدہ کہا جاتا ہے۔ بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ: صحابی ہیں۔ امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور طیالسی نے ان کی حدیث بطریق عمرو بن میمون، عبداللہ بن ابی ربیعہ سلمی بواسطہ عبیداللہ بن خالد سلمی (جو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) روایت کی ہے، اسے ابن المبارک نے رقائق میں اسی سند سے نقل کر کے سند میں یوں لکھا ہے: عن عبداللہ بن ربیعہ، جو صحابی ہیں، فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں میں بھائی چارہ قائم فرمایا جن میں سے ایک دوسرے سے پہلے فوت ہوگیا...... (حدیث) ❸

اسی طرح ان سے سعد بن عبیدہ اور تمیم بن سلمہ نے روایت کی ہے، بقول ابوعمر: ❹ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا، عسکری لکھتے ہیں: حجاج کے دور تک زندہ رہے۔

(۵۳۳۵) عبید بن خالد ❺

بقول بعض: ابن خلف المحاربی۔ بقول بعض: عبدہ۔ ابن عبدالبرؒ کا قول ہے: اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے انہیں عبدہ لکھا ہے۔ ازار گھسیٹنے کے بارے میں ان کی ایک حدیث ہے جسے ترمذی نے شمائل میں اور نسائی نے نقل کیا ہے، جو بروایت اشعث بن ابی شعثاء عن عمۃ عنہ مروی ہے۔ اشعث سے آگے اس میں اختلاف ہے، ترمذی کی روایت میں ان کا نام بیان نہیں ہوا۔ تجرید ❻ میں لکھا ہے ابواشعث محاربی کے چچا ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں عبدہ بن عمرو کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ عبدہ (عین پہ زبر اور آخر میں ھاء) ہے ایسا ہی ابن ابی حاتم ❼ کی کتاب اور دارقطنی کی ''المؤتلف'' میں لکھا ہے: ابن ماکولا نے اس نام کے لکھنے میں ❽ اختلاف قلمبند کیا ہے۔

(۵۳۳۶) عبید بن الخشخاش العنبری البصری ❾

بقول ابن حبان: ❿ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن نے بھی انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: بصرہ کے اعرابیوں میں گنے جاتے ہیں اور بطریق حصین بن ابی الحر بحوالہ اپنے والد اور دونوں چچاؤں قیس اور عبید روایت کی ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی فہم کے ایک شخص کی شکایت کرنے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر دی جس کا مضمون یہ تھا:

---

❶ اسد الغابہ (٣٤٨٤) استیعاب (١٧٤٦) ❷ اسد الغابہ (٣٤٨٥) استیعاب (١٧٤٧)

❸ ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی النوریری عند قبر الشهید (٢٥٢٤) نسائی کتاب الجنائز باب الدعا (١٩٨٤)

❹ استیعاب (٣/١٣٧) ❺ اسد الغابہ (٣٤٨٦) ❻ تجرید (٣٦٥/١) ❼ الجرح والتعدیل (٢٠٥/٥)

❽ الاکمال (١٠٨/٢) ❾ اسد الغابہ (٣٤٨٧) تجرید (٣٦٥/١) ❿ الثقات (١٣٦/٥)

⓫ جامع المسانید (٥١٢/٨)

''یہ تحریر محمد (ﷺ) کی طرف سے قیس و مالک صاحبزادگانِ خشخاش کے لیے ہے تم لوگوں کو جان و مال کا امن حاصل ہے کسی کے جرم کا مواخذہ تم سے نہیں ہوگا....''۔ (حدیث) [1]

ابونعیم نے اسی سند سے روایت کی ہے، اس میں ہے: ''ان کے بنی عم میں سے ایک آدمی'' یہی درست ہے۔ اسی طرح مطین نے یہ روایت نقل کی ہے، بغوی اور ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی کتابوں میں لکھا ہے: عن حصین بن ابی الحر کہ ان کے والد مالک اور ان کے دونوں چچا قیس اور عبید.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی صورت سے یہ مرسل ہے لفظ خشخاش کو میں نے ابن شہاب کی کتاب کے معتبر نسخہ میں حسحاس لکھا دیکھا ہے۔ اور تابعین میں حسحاس ہیں، جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے استعاذہ کی حدیث روایت کرتے اور ان سے ابوعمر شامی نقل کرتے ہیں جسے نسائی نے درج کیا ہے۔ ابن حبان [2] نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سماع کا ذکر نہیں کیا اور یہ عنبری کے علاوہ ہیں۔

۵۳۳۷ عبید بن رُحی [3] الجَھضَمیّ

بقول الجھنی: بصرہ فروکش ہوئے۔ ان کے والد کا نام راء کی جگہ دال سے دحی بھی بتایا جاتا ہے، کسی نے صفی لکھا ہے۔ ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور حارث بن اسامہ، ابراہیم الحربی، ابن مندہ اور ابونعیم نے بطریق واصل مولا ابی عیینہ یحییٰ بن عبید بن دحی سے بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا کہ ''نبی ﷺ پیشاب کے لیے ایسی جگہ تلاش کرتے جیسے فروکش ہونے کے لیے جگہ دیکھتے تھے''۔ [4] ایک روایت میں رحی کی جگہ الحربی صفی ہے۔ ابن عبدالبر [5] کی کتاب میں دحی جبکہ ابن مندہ کی کتاب میں جہضمی کی جگہ الجھنی ہے۔

ابن ابی حاتم ''مراسیل'' میں لکھتے ہیں: میں نے ابوزرعہ کو فرماتے سنا: یحییٰ بن عبید کے والد صحابی نہیں۔ ادھر طبرانی نے ''اوسط'' میں اور قطیعی نے اپنے امالی میں یہ حدیث اسی سند سے باضافہ نقل کی ہے: عن ابیہ عن ابی ھریرۃ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن عبید بن رحی نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے..... پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اسی طرح ابوداؤد اور نسائی میں بطریق واصل، یحییٰ بن عبید سے انہوں نے بواسطہ اپنے والد بحوالہ عبداللہ بن سائب ایک اور حدیث روایت کی ہے۔ میں ''تہذیب التہذیب'' میں ذکر کر چکا ہوں کہ سائب مخزومی کا مولا اس کے علاوہ اور ہے جن کے والد کے نام و نسب میں اختلاف ہے۔ اگرچہ دونوں کے اپنے اور دونوں کے والدوں کے نام ایک جیسے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۳۳۸ عبید بن زید [6]

ابن عامر بن عمرو ابن عجلان بن عامر بن زرین خزرجی ثم زرقی انصاری۔ ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابن شہاب نے شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابونعیم کو ان کے متعلق وہم ہوا ہے۔ وہ ان کا نسب ''اوسی'' بیان کرتے ہیں۔

---

[1] جامع المسانید (۵۱۲/۸) [2] الثقات (۱۳۶/۵) [3] اسد الغابہ (۳۴۸۸) استیعاب (۱۷۴۸) تجرید (۳۶۵/۱)
[4] جامع المسانید (۵۱۳/۸) اسد الغابہ (۴۱۱/٤) [5] استیعاب (۱۳۷/۳)
[6] اسد الغابہ (۳۴۹۱) استیعاب (۱۷۴۹) تجرید (۳۶٦/۱) [7] السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲)

۵۳۳۹ عبید بن زید انصاری [1]

بقول ابن سعد: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے شوہر ہیں، حنین میں شہید ہوئے۔ بقول بعض: یہ عبید بن عمرو بن بلال ہیں۔

۵۳۴۰ عبید بن زید [2]

بقول ابوعیاش زرقی کا نام جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ ایک قول ہے: ان کے والد کا نام کچھ اور ہے۔

۵۳۴۱ عبید بن سعد [3]

ابویعلی نے اپنی مسند میں سے ''افراد'' میں ان کا ذکر کیا اور ان کا عنوان قائم کیا ہے: عبید بن سعد، اور بطریق عبدالوہاب بن عطاء، بحوالہ ابراہیم بن میسرہ سے بحوالہ عبید بن سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے:

''جسے میرا طریقہ (فطرت) پسند ہے وہ میری سنت کو اپنائے اور نکاح میری سنت میں سے ایک عمل ہے''۔ [4]

یہی روایت بیہقی نے بطریق عبدالوہاب اسی طرح درج کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: طائفی کا قول ہے، بقول بعض: یہ دیلمی ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع کیا ہے اور ان سے ابن ابی ملیکہ اور ابراہیم بن میسرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم [5] نے ان کا اتباع کرتے ہوئے مزید لکھا ہے: میرے والد یحییٰ بن معین کے حوالہ سے فرماتے ہیں: عبید بن سعد مشہور ہیں۔ ابن حبان [6] نے ثقات التابعین میں ان کے وہی حالات لکھے ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ تابعی ہیں، کیونکہ وہ ان کے سماع کی صراحت کرتے ہیں۔ میں نے ان کا اس قسم میں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ابویعلی نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے تو یہ اس احتمال کی بنا پر ہے۔

۵۳۴۲ عبید بن السکن

واقدی [7] نے یونس بن محمد سے بحوالہ معاذ بن رفاعہ شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۴۳ (ز) عبید بن سلیم [8]

ابن ضبیع ابن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ انصاری اوسی۔ کنیت ابوثابت ہے۔ ابن ''عبید السہام'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے خیبر کے حصوں میں اٹھارہ (۱۸) حصے خریدے تھے۔ واقدی نے ابن ابی حبیبہ کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جب آپ نے انہیں خیبر کا حصہ دینا چاہا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''میرے

---

[1] تجرید (۳٦٦/۱) [2] اسد الغابہ (۳٤۹۲) [3] اسد الغابہ (۳٤۹۳)

[4] مجمع الزوائد (۲۵۲/٤) المصنف لعبدالرزاق (۱۰۳۷۸) کنز العمال (٤٤٤۱۳) الدر المنثور (۳۱۱/۳)
اتحاف السادۃ المتقین (۲۸٦/۵) سند ابی یعلیٰ (۲۷٤۸)

[5] الجرح والتعدیل (٤۰۷/۵) [6] الثقات (۱۳٦/۵) [7] المغازی (۱٤۷)

[8] اسد الغابہ (۳٤۹۵) استیعاب (۱۷۵۰) تجرید (۳٦٦/۱)

پاس سب سے چھوٹا بچہ لاؤ"۔ [1] تو انہیں لایا گیا تو آپ نے وہ حصے انہیں عطا کیے یوں انہیں "عبید السہام" کہا جانے لگا۔ مستغفری نے بطریق یعقوب بن اسحاق بن موسیٰ ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے علی اور حمال وغیرہ سے ثابت بن عبید انصاری کے بارے میں پوچھا تو ان لوگوں نے اِن کی کوئی پہچان نہیں کرائی۔ پھر میں نے احمد بن ثابت بن ابی شعیب سے جو کوفہ میں انصار کے نقیب ہیں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: یہ ابن عبید السہام ہیں۔ ایک قول ہے: سعید بن المسیب عبید السہام سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۵۳۴۴ عبید بن سلیم [2]

ابن حضار ابو عامر الاشعری۔ ابو موسیٰ کے چچا۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، تذکرہ ہونا ہے۔

۵۳۴۵ عبید بن صَخر [3]

ابن لوذان انصاری بغوی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ لیکن ان کی حدیث کی اسناد صحیح نہیں۔ پھر وہ، بغوی اور طبری بطریق سیف بن عمر بحوالہ عبید بن صخر بن لوذان نبی ﷺ کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کے تمام گورنروں کو یہ حکم جاری کیا کہ "قرآن پاک کی دہرائی کیا کرو اور نصیحت کے بدلے نصیحت کی پیروی کرو"۔ [4]

اسی میں ہے جب باذام کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ نے ان کے کاموں کو شہر بن باذام، عامر بن شہر، ابو موسیٰ، الطاہر بن ابی ہالہ، یعلی بن امیہ، خالد بن سعد اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ابن السکن اور طبری نے اسی سند سے صخر تک لکھا ہے یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نبی ﷺ نے یمن کے گورنروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اسی سند سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف خط بھیجا:

> "مجھے دین میں تمہاری آزمائش کا علم ہے اور جتنا تمہارا مال ضائع ہوگیا یہاں تک تمہیں قرض لینا پڑا، میں تمہارے لیے ہدیہ لینے کی اجازت بخوشی دیتا ہوں لہٰذا اگر کوئی ہدیہ ملے تو اسے قبول کرلو"۔ [5]

سیف نے "فتوح" میں عبید بن صخر تک کی سند سے لکھا ہے، انہوں نے فرمایا: ایک دفعہ ہم لشکر میں تھے، اور ہم لوگوں نے انہیں ضرورت کی بنا پر ٹھہرایا ہوا تھا تو ہمارے پاس "اسود کذاب" کا خط آیا.... پھر ایک واقعہ لکھا۔ اور یہ نبی ﷺ کی حیات کا واقعہ ہے۔

۵۳۴۶ عبید بن عازب انصاری [6]

براء کے بھائی۔ نسب ان کے بھائی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن سعد اور ابن شاہین کا قول ہے یہ ان دس بھائیوں میں سے ایک ہیں جن صحابہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا تھا۔ طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق قیس بن الربیع، ابن ابی لیلیٰ سے، حفصہ بنت ابراء بن عازب بحوالہ ان کے چچا عبید بن عازب روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے نام اور کنیت کا ایک ساتھ استعمال نہ کرو" [7] (یعنی کوئی شخص اپنا نام و کنیت محمد ابوالقاسم نہ رکھے)۔ ابن مندہ کی روایت میں

---

[1] استیعاب (۱۳۷/۳) اسد الغابہ (۸۵/۲) [2] اسد الغابہ (۳۴۹٤)

[3] اسد الغابہ (۳۴۹۷) استیعاب (۱۷۵۱) تجرید (۳٦٦/۱) [4] جامع المسانید (۵۱٦/۸)

[5] کنز العمال (۱۵۰۸٦) [6] اسد الغابہ (۳۴۹۸) استیعاب (۱۷۵۲) تجرید (۳٦٦/۱)

[7] مسند احمد (٤۵۰/۳) فتح الباری (۵۷۳/۱۰) کنز العمال (٤۵۲۵٤) مجمع الزوائد (٤۸/۸) جامع المسانید (۵۱۹/۸)

بواسطہ حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عازب لکھا ہے، لگتا ہے انہوں نے ان کے دادا کی نسبت سے ان کا ذکر کر دیا ہے۔ جو عدی بن ثابت کے دادا ہیں۔ ایسا ہی وہاں اعتماد کیا ہے۔ دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں: ان (عدی بن ثابت) کے دادا کا نام دینار ہے۔ دوسرے مقام پر ہے: قیس بن ثابت، دوسرے مقام پر ہے: عبداللہ بن یزید۔ واللہ اعلم

۵۳۴۷ عبید بن عبدالغفار [1]

عبداللہ بن عبدالغفار مولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۳۴۸ عبید بن عبد یزید

ابن ہاشم بن المطلب بن عبدمناف المطلبی۔ بقول زبیر بن بکار: ان کی والدہ کا نام شفاء بنت الارقم بن نضلہ بن ہاشم بن عبدمناف ان کے والد کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۵۳۴۹ عبید بن ابی عبید انصاری [2]

ابن اسحاق [3] اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکاءِ بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر [4] فرماتے ہیں: بدر و اُحد اور غزوۂ خندق میں شریک ہوئے تھے۔

۵۳۵۰ عبید بن عمر [5]

ابن صبح الرعینی۔ فتح مصر میں شریک ہوئے، صحابہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ بقول ابوسعید بن یونس: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے اور رشاطی نے ''ذُبحانی'' میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن نام ان سے مختلف لیا ہے، لکھتے ہیں: عُتْبہ۔

۵۳۵۱ عبید بن عمرو

بن ودقہ بن عبید انصاری بیاضی، فروۃ کے بھائی۔ طبری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عدوی ''نسب الانصار'' میں لکھتے ہیں: میں نے اپنے دادا خالد بن الیاس کی کتاب میں ان کا نام دیکھا ہے کہ میں نے انصار کے بزرگوں سے ان کے حالات نقل کیے ہیں۔

۵۳۵۲ عبید بن عمرو انصاری

ابن السکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عاصم بن ابی النجود، علقمہ بن عبید بن عمرو انصاری سے بحوالہ ان کے والد ان کی روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی رات سورۂ بقرہ کی اختتامی آیات پڑھ لیں تو وہ اس رات کے قیام کے بدلے کافی ہے'' (یعنی اگر وہ کسی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکا تو اسے اس کا ثواب مل جائے گا، یہ مطلب ہرگز نہیں اسے تہجد پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ عامر تقی ندوی)

۵۳۵۳ عبید بن عمرو الکلابی [6]

بقول امام بخاری انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: ابو معمر غُطیفی کا قول ہے: عبیدہ بن عمرو یعنی عبید کے آخر میں

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۰۰) [2] اسد الغابہ (۳۵۰۲) استیعاب (۱۷۵۳) [3] السیرۃ النبویۃ (۲/۲۵۰)

[4] استیعاب (۳/۱۳۸) [5] اسد الغابہ (۳۵۰۴) [6] اسد الغابہ (۳۵۰۵) استیعاب (۱۷۵۴) تجرید (۱/۳۶۷)

ھاء کا اضافہ ہے۔ ابن احمد نے روایت مسند میں عمرو الناقد سے بواسطہ سعید بن خثیم روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنی دادی ربیعہ بنت عباس کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے دادا عبیدہ بن عمرو کلابی کو فرماتے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مکمل وضو کرتے تھے۔[1] یہ روایت امام احمد نے عثمان بن ابی شیبہ سے اور ان کے بیٹے عثمان سے بواسطہ سعید عالی سند سے نقل کی ہے کہ ''عبیدہ'' اسی طرح ابومعمر (جو اسمٰعیل بن ابراہیم ہذلی قطیعی ہیں) سے بواسطہ سعید بسند عالی نقل کی ہے۔ اور ابن السکن نے بطریق اسحاق بن ابراہیم قاضی خوارزم بواسطہ سعید بن خثیم (اسی مفہوم میں) نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ''عبید'' جیسے الناقد کا (سابقہ) قول ہے اور بطریق ابوغسان بواسطہ سعید فرماتے ہیں: ''عبیدہ'' یحییٰ حمانی نے ابومعمر کی موافقت کی ہے چنانچہ وہ اپنی مسند میں بواسطہ سعید ان کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ سب کے خلاف ہے۔ فرمایا: میں نے اپنی دادی عبیدہ بنت عمرو کو فرماتے سنا: یوں انہوں نے انہیں عورت لکھا دیا ہے، میرے خیال میں عین پہ زبر ہے۔ جبکہ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

۵۳۵۴ (ز) عُبَید بن عمرو اللیثی

ان شاء اللہ تعالیٰ عمرو بن عمرو لیثی کے حالات میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۳۵۵ عُبَید بن عُوَیم اسلمی

ان شاء اللہ تعالیٰ عمر اسلمی کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۵۳۵۶ عبید بن قدید انصاری

عدوی نے نسب انصار میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔

۵۳۵۷ عُبید بن قیس[2]

ابودرداء الانصاری المازنی۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ابن عبدالبر[2] نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ''عبید بن قُشَیر''۔ ابن فتحون نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ ابن حبان[2] نے ذکر کیا ہے ان کا نام ''ناشب''۔ مزی کا قول ہے: بقول بعض ان کا نام ''حرب'' ہے۔

۵۳۵۸ (ز) عبید بن قیس بن عاصم التمیمی المنقری

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں بیان ہوگا۔ ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور بطریق خریم بن ابی اوفی بن ایمن سعدی بحوالہ ان کے روایت کی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میرے چچا عباس میرے باپ برابر اور میرے آباء و اجداد کی باقیماندہ (نشانی) ہیں۔ اس کی سند مجہول ہے۔

۵۳۵۹ (ز) عبید بن محصن

عبداللہ بن محصن ہیں۔ باوردی کی کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

---

[1] مسند احمد (۷۹/٤) جامع المسانید (۵۰۳/۸) اسد الغابہ (۱۸۷/۳)

[2] اسد الغابہ (۳۵۰۹) تجرید (۳٦۷/۱) [2] استیعاب (۱۳۸/۳) [2] الثقات (۲۸٤/۳)

۵۳۶۰ عبید بن محمد الغافریؓ

کنیت ابوامیہ۔ بقول ابن یونس: صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک تھے، ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ جبکہ ابوعمر [1] لکھتے ہیں: ان سے ابوقبیل نے روایت کی ہے۔

۵۳۶۱ عبید بن مراوح المزنی [2]

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد بن عبید بن مراوح بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع فروکش ہوئے تو لوگوں کو ایک دوسرے کی غارتگری کا خدشہ تھا، اتنے میں آپ علیہ السلام کے منادی نے بلند آواز کہا: اللہ اکبر۔ انہوں نے کہا: تم نے بڑے کی بڑائی بیان کی۔ پھر اس نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، تو میں کانپنے لگا، میں نے کہا: ان لوگوں کی کوئی خبر ہے، اتنے میں اس نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، میں نے کہا: کوئی نبی مبعوث ہوا ہے، اس نے پڑھا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، میں نے کہا: لگتا ہے کوئی فریضہ نازل ہوا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں پوچھا، وہیں اسلام قبول کیا، آپ نے مجھے وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو میں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ نے ''بقیع'' رکھ قرار دیا اور مجھے اس کا نگران مقرر کر دیا۔ [3] یہی روایت زبیر بن بکار نے ''الموفقیات'' میں عوام بن عمار بن عمارہ بن عمران الخبل المزنی بواسطہ یحییٰ بن جہم مزنی، اپنے والد سے بحوالہ عبید بن مراوح نقل کی ہے، پھر اس کا ذکر کیا۔

۵۳۶۲ عبید بن مسعود ساعدی [4]

بقول موسیٰ بن عقبہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۶۳ عبید بن مسلم الاسدی [5]

بقول ابن مندہ: عباد بن عوام نے حصین بن عبدالرحمٰن سے بحوالہ ان کے ان کی حدیث روایت کی ہے ابوعمر نے ان کا ذکر کر کے ان کی حدیث بیان کی کہ عباد، حصین سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عبید بن مسلم (جو صحابی ہیں) کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے آقا کی بھی فرمانبرداری کرتا ہے اس کے لیے دہرا اجر ہے''۔ [6]

بغوی نے لفظ ''اللہ'' کی طرف اضافت کر کے ان کا نام ''عبید اللہ'' بتایا ہے اور ان کی حدیث بطریق ابن فضیل بواسطہ حصین ان الفاظ میں نقل کی ہے: عن عبید اللہ بن مسلم، فرمایا: ہمارے دو نجرانی غلام تھے، ایک کا نام یسار تھا اور دوسرے کا خیر، وہ دونوں اپنی

---

[1] استیعاب (۱۳۹/۳) [2] تجرید (۳۶۸/۱) [3] جامع المسانید (۵۲۵/۸) اسد الغابہ (۱۸۸/۳)

[4] تجرید (۳۶۸/۱) [5] ایضًا [6] اسد الغابہ (۳۵۱۲) استیعاب (۱۷۵۸) تجرید (۳۶۸/۱) [7] استیعاب (۱۳۹/۳)

زبان میں اپنی کتابیں پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوتا آپ ﷺ ان کی قراءت سنتے جس پہ مشرکین کہنے لگے: محمد (ﷺ) ان لڑکوں سے سیکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جس زبان کی یہ بات کرتے ہیں وہ تو غیر عربی ہے....''۔ [1] (آیت) اسی سند سے اس غلام کی فضیلت کے بارے روایت ''جو اپنے آقا سے خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے''۔ اس کی سند صحیح ہے۔ حصین کے ان سے سماع سے پتہ چلتا ہے: ان کی وفات وہ اسی ۸۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔

بغوی لکھتے ہیں، ابو ہاشم نے فرمایا: بقول بعض یہ دونوں حدیثیں صرف محمد بن فضیل کی کتاب میں ہیں۔ عباد بن عوام نے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ان کی متابعت کی ہے۔ اگرچہ ان کا نام بغیر اضافت عبید نقل کیا ہے۔ یہی روایت ابوموسیٰ نے ''ذیل'' میں بطریق سعید بن سلمان عباد سے نقل کی تو فرمایا: عبید اللہ بن مسلم، خالد بن عبد اللہ الطحان نے بواسطہ حصین ان دونوں کی متابعت کی ہے۔ اور یہ روایت اسلم بن سہل نے تاریخ واسط میں محمد بن خالد بن عبد اللہ سے بحوالہ اپنے والد نقل کی ہے، اس میں ہے: ''عن عبید اللہ بن مسلم'' انہوں نے بھی اسی سند سے روایت کی ہے جس سے ابن مندہ نے نقل کی صرف ان کے ہاں اضافت کے ساتھ ''عبید اللہ بن مسلم'' لکھا ہے۔

۵۳۶۴ عبید بن معاذ [2]

ابن انس الجھنی۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کر کے بطریق سلیمان بن بلال بحوالہ عبید روایت کی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ تازہ غسل کر کے باہر تشریف لائے''۔ [3] ابن ماجہ نے اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ ''التہذیب'' میں المزی نے ان سے صرف نظر کیا ہے نہ ناموں میں اور نہ مبہمات میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ اطراف میں عبد اللہ بن حبیب الجھنی کے حالات میں بحوالہ اپنے چچا ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۶۵ (ز) عبید بن معاذ [4]

بقول بعض: ''ابن معاویہ'' ابوعیاش زرقی کا نام بتایا جاتا ہے۔

۵۳۶۶ عبید بن المعلیٰ [5]

ابن لوذان بن حارثہ.... انصاری خدری۔ ابن اسحاق [6] نے شہداء اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۶۷ (ز) عبید بن معاویہ [7]

ابن ہانی۔ بعد والی شخصیت کے حالات میں۔

۵۳۶۸ (ز) عبید بن ناقد

نعمان بن ناقد کے بھائی۔ نعمان میں ان کا ذکر ہوگا۔

---

[1] سورۃ النحل (۱۰۳) [2] اسد الغابہ (۳۵۱۳) تجرید (۱/۳۶۸)

[3] ابن ماجہ کتاب التجارات باب الحث علی المکاسب (۲۱۴۱) مسند احمد (۳۷۲/۵) جامع المسانید (۵۲۷/۸)

[4] اسد الغابہ (۳۵۱۴) [5] اسد الغابہ (۳۵۱۵) استیعاب (۱۷۵۹) [6] السیرۃ النبویۃ (۹۸/۳) [7] تجرید (۱/۳۶۸)

۵۳۶۹ عبید بن وہب اشعری [1]

ابوعامر، کنیت میں مشہور ہیں۔ عامر بن ابی عامر اشعری کے والد ہیں۔ یہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے وہ چچا ہیں جو حنین میں شہید ہوئے تھے۔ صرف ان کے نام، کنیت اور نسب میں ان کے موافق ہیں۔ اسی پہ ابواحمد حاکم نے باضافہ ان الفاظ اعتماد کیا ہے: ان کا انتقال خلافت عبدالملک میں ہوا تھا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں خلیفہ بن خیاط کی پیروی کی ہے۔ بقول بعض: ان کا نام عبداللہ اور ان کے والد کا نام ھانی ہے اور ابوالیسر کی روایت میں یاء کے زبر اور بغیر نقطے ہے عن ابی عامر، یہ روایت طبقات ابن سعد میں ہے اور ان کے بیٹے عامر بن ابی عامر کی ان سے مروی روایت ترمذی میں ہے۔ [2]

خلیفہ نے شام میں یمنی قبائل میں سے فروکش ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: یہ وہی ہیں جن سے عبدالرحمٰن بن غنم آلات موسیقی والی حدیث روایت کرتے ہیں جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عمار سے عبدالرحمٰن تک ان کی سند سے تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مجھے ابوعامر یا ابومالک اشعری نے حدیث بیان کی۔ اسی طرح شک کے ساتھ عطیہ بن قیس نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے بحوالہ ابن غنم نقل کیا ہے اس کی اصل ابوداؤد نے بروایت بشر بن بکر عن ابن جابر نقل کی ہے، وہ بلاشک ''عن ابی مالک اشعری'' فرماتے ہیں، جس کی وضاحت میں نے تعلیق التعلیق میں کر دی ہے۔ اس میں المزی کی بھی بات ہے جو میں نے ''تہذیب التھذیب'' واضح کی ہے۔

۵۳۷۰ (ز) عبید بن یاسر

بنی سعد کے فرد ہیں۔ واقدی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور بنی جذام کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ''مراوح'' نامی ایک گھوڑے کا ہدیہ پیش کیا۔ پھر ایک لمبا واقعہ نقل کیا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۷۱ (ز) عبید (مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) [3]

بقول ابن حبان: [4] صحابی ہیں، ابن السکن نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے ان کی حدیث ثابت نہیں۔ جبکہ بلاذری فرماتے ہیں: بقول بعض وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولا تھے، انہیں ''عبید'' کہا جاتا تھا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: وہ مرسل ہے اور اس سلسلہ میں حسب عادت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عبید مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام احمد، معتمر بن سلیمان سے بواسطہ اپنے والد، ایک شخص سے بحوالہ عبید مولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد یا فرض نماز کے علاوہ کسی (نفل) نماز کا حکم دیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں! مغرب اور عشاء (کی نمازوں) کے درمیان''۔ [5] اور بطریق شعبہ، سلیمان سے مروی ہے، ہمارے سامنے ابوعثمان

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۱۸) استیعاب (۱۷۶۱) تجرید (۳۶۸/۱)

[2] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب فی ثقیف و بنی حنیفۃ (۳۹۴۷)

[3] استیعاب (۱۷۶۶) [4] الثقات (۲۸۴/۳)

[5] مسند احمد (۴۳۱/۵) مجمع الزوائد (۲۲۹/۲) جامع المسانید (۲۰۷/۸)

نہدی کی مجلس میں ایک شخص نے پڑھ کر سنایا، پھر عبید مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے حدیث بیان کی۔ ابن مندہ نے سلیمان تک اسی سند سے نقل کیا ہے کہ عن شیخ عن عبید۔ اسی طرح انہوں نے اور ابن السکن نے بطریق یزید بن ہارون، بواسطہ سلیمان تیمی روایت کی ہے کہ میں نے ابوعثمان نہدی کی مجلس میں بحوالہ عبید مولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو حدیث سناتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور بیٹھ کر لوگوں کی غیبتیں کرنے لگیں...... (حدیث) [1]

یہی روایت ابن ابی خیثمہ اور ابو یعلی نے بروایت حماد بن سلمہ عن سلیمان تیمی عن عبید مولا النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے اور دونوں کے درمیان کسی کا ذکر نہیں کیا۔ ابن عبدالبر [2] کا قول ہے: سلیمان نے عبید سے نہیں سنا، دونوں کے درمیان ایک آدمی کا واسطہ ہے۔

میں کہتا ہوں: شاید وہی طریق ہے جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ''یہ مرسل ہے'' جس سے ابن السکن یہ سمجھ بیٹھے کہ ارسال عبید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے، جس کا نتیجہ نکال کر وہ کہنے لگے: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے جس سند میں کوئی راوی مبہم ہو اسے وہ ''مرسل'' کہہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ محدثین کی ایک جماعت کا قول ہے: یہی روایت عثمان بن عتاب نے سلیمان تیمی سے نقل کی ہے، جس میں ان کا نام اوروں سے مختلف لیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: سلیمان سے مروی ہے، ہم سے ابوعثمان نہدی کے حلقہ میں بحوالہ سعد مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کی، جس کے متعلق حرف سین میں سعد نامی حضرات کے حالات میں قول بیان ہوا ہے۔

۵۳۷۲ (ز) عبید انصاری [3]

فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے مضاربت کے لیے مال دیا تھا۔ ابوعمر [4] نے بطریق ابو نعیم عن عبداللہ بن حمید عن عبید عن ابیہ عن جدہ اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں تردد ہے۔ میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کیا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انصار کا ہر شخص اسلام قبول کر چکا تھا۔ جس شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مضاربت کا معاملہ کر رہے ہوں یقیناً اس نے حیاتِ نبوی کا جو زمانہ پایا ہوگا اس میں وہ عقل و تمیز رکھتا ہوگا (کمسن بچہ نہیں ہوگا)۔

۵۳۷۳ (ز) عبدالجھنی [5]

باوردی اور ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن السکن نے محمد بن ابی زید فقیہہ ہروی بواسطہ ابوغانم محمد بن سعید بن ھناد، اسمٰعیل بن نصر ھدادی (جو ایک سو بیس سال کے تھے) عاصم بن عبدالجھنی سے وہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں جو ''اصحاب الشجرہ'' میں سے تھے، روایت کی ہے۔ ابن مندہ اسمٰعیل سے کدیمی کی روایت سے عالی سند سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: عن عاصم بن عبید عن ابیہ جو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جبرائیل میرے پاس آ کر کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کی اُمت میں تین اعمال ایسے ہیں جو ان سے پہلی

---

[1] مسند احمد (۴۳۱/۵) مجمع الزوائد (۱۷۱/۳) مسند ابی یعلی (۱۵۷۶/۳) جامع المسانید (۵۰۸/۸)

[2] استیعاب (۱۴۰/۳) [3] اسد الغابہ (۳۴۷۹) استیعاب (۱۷۶۲) تجرید (۳۶۴/۱)

[4] استیعاب (۱۴۰/۳) [5] اسد الغابہ (۳۴۸۳) تجرید (۳۶۵/۱)

اُمتوں نے نہیں کیے: کفن چوری، موٹاپے کے لیے زیادہ کھانے والے، عورتوں کی عورتوں کے ساتھ بدکاری''۔ [1]

بقول ابن مندہ: یہ روایت ہمیں اسی سند سے معلوم ہے۔

۵۳۷۴ عبیدالعزی [2]

عبد میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۳۷۵ عبید

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی ہیں۔ اسی طرح مسند میں ان کی ایک حدیث لکھی ہے، ابن السکن لکھتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں، ان کے بیٹے سے ان کی حدیث مروی ہے۔ [3] ابن حبان مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے حالات میں لکھتے ہیں: ثقہ ہیں، بواسطہ اپنے والد بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں جن کے متعلق لوگوں کا گمان ہے وہ صحابی ہیں، اور اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ سے ایمان کے بارے روایت کرتے ہیں۔ ان کی حدیث حماد بن سلمہ سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن السکن، ابن شاہین، ابونعیم اور طبرانی سب نے بطریق منہال بن بحر، حماد بن سلمہ سے بواسطہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بواسطہ میرے دادا روایت کی ہے (جو صحابی ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی تین سو تیں (۳۳۰) قسمیں ہیں....''۔ (حدیث) ابن السکن نے اپنی روایت میں ان کا نام عبید لیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور بیت المقدس میں رہتے تھے۔

۵۳۷۶ عبید [4]

ایک صحابی ہیں۔ جن کا ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ احتمال ہے سابقہ شخصیات میں سے کوئی ایک ہوں۔ پھر بطریق جریر عطاء ابن السائب سے بواسطہ ابوعبدالرحمٰن سلمی روایت کی ہے کہ مجھ سے عبید نے جو صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ہیں رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا ''نماز پڑھنے کے بعد آدمی اگر اپنی جگہ پر بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہے تو (گویا) نماز میں ہے کیونکہ فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں''۔ [5] یہی روایت حماد بن سلمہ اور محمد بن فضیل نے عطاء بن سائب بواسطہ سلمی بحوالہ اس شخص کے جس نے نبی ﷺ سے سنا ہے بغیر نام نقل کی ہے۔

---

[1] جامع المسانید (۵۳۲/۸) اسد الغابہ (۱۸۱/۳) [2] اسد الغابہ (۳۵۰۳) تجرید (۳۶۷۱)

[3] الثقات (۱۵۸/۷) [4] اسد الغابہ (۳۵۱۹) استیعاب (۱۷۶۵) تجرید (۳۶۸/۱)

عبیدہ نامی حضرات کا تذکرہ

۵۳۷۷ عبیدہ بن حارث [1]

ابن المطلب ابن عبدمناف قرشی مطلبی، بہت پہلے اسلام لے آئے تھے، اس وقت بھی بنی عبدمناف کے سردار تھے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی تعداد میں زیادہ تھے۔ مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر ہجرت کی بدر میں شریک ہوئے اور حضرت حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر عتبہ ربیعہ اور ولید سے مبارزت کی۔ ان کا اصل واقعہ صحیح میں ہے جسے ابوداؤد نے دوسری سند سے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ پھر ہجرت کی حدیث نقل کی، اس کے بعد غزوۂ بدر کا ذکر کیا جس میں ہے: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی تم اٹھو، حمزہ آپ چلیں، عبیدہ بن حارث آپ اٹھیں!" [2] راوی کا بیان ہے "اللہ تعالیٰ نے عتبہ، ربیعہ اور ولید کو ہلاک کیا، عبیدہ زخمی ہوئے اور اس کے بعد وفات پائی"۔ ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور مغازی کے بقیہ مصنفین نے ذکر کیا ہے۔

رہے ابن اسحاق [3] تو وہ فرماتے ہیں: مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ وغیرہ سے جو ہمارے علماء ہیں عبیداللہ بن عباس کے واسطہ سے مبارزت کا واقعہ بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا، ادھر شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پہ وار کیا تو حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما نے پلٹ کر شیبہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور عبیدہ کو اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ صفراء میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن حارث کے لیے پرچم بنایا اور بدر سے پہلے انہیں ایک سریے میں روانہ کیا۔ یہ اسلام میں پہلا پرچم باندھا گیا تھا۔ لیکن واقدی فرماتے ہیں: سب سے پہلا پھریرا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا تھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھا۔

میں کہتا ہوں: دونوں روایتوں کو رَایَتْ اور لواء میں فرق کرنے والوں کی رائے کے مطابق یکجا کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

۵۳۷۸ (ز) عبیدہ بن حَزن

عبدہ میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۵۳۷۹ عبیدہ بن خالد [4]

عَبیدہ (زبر کے ساتھ) میں ان کا ذکر ہوگا۔

۵۳۸۰ عبیدہ بن ربیعہ

ابن جبیر النصرانی از بنی عمرو بن کعب جو انصار کے حلیف ہیں۔ ابن کلبی کا بیان ہے: بدر میں شریک ہوئے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۲۸) استیعاب (۱۷۶۷) [2]

[3] السیرۃ النبویۃ (۲/۲۰۱) [4] اسد الغابہ (۳۵۲۹) استیعاب (۱۷۷۲)

۵۳۸۱ (ز) عبیدہ بن سعد

طبری کا بیان ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں مہاجر بن امیہ کی کمک کے لیے یمن بھیجا تھا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں کندہ اور سکاسک کا گورنر بنایا تھا۔

۵۳۸۲ عبیدہ بن عبداللہ النہدی

ابوعبید قاسم بن سلام کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بنی نہد کی طرف اس وقت بھیجا جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے، تو ان میں سے ایک جماعت پھر سے مسلمان ہو گئی۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۳۸۳ (ز) عبیدہ بن عمرو الکلابی

بقول بعض: عبیدہ، بقول بعض: بغیر ھا عبید، جیسے پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۵۳۸۴ عبیدہ بن ھبّان المذحجیّ [1]

بقول ابن کلبی: انہیں آنے کی سعادت حاصل ہے اور شہسواروں میں تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کرتے ہوئے فرمایا: عبیدہ بن ہبان ابن معاویہ بن اوس بن مناۃ بن عائذ اللہ ابن سعد العشیر ہ، فرمایا: اوس مناۃ کو ماقان بھی کہا جاتا ہے۔ عبیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

۵۳۸۵ عبیدہ بن مالک [2]

ابن ہمام، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں آنے کا شرف حاصل ہے۔ [3] ابن الاثیر نے بھی ان کا اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔ ذہبی نے ان کا دوبارہ تذکرہ کیا ہے، انہوں نے مالک سے پہلے ہمام کو لکھ دیا شاید معاملہ ان پہ اُلٹ گیا۔

عَبیدہ (شروع کے زبر سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۵۳۸۶ عبیدہ بن جابر [4]

ابن سلیم الھُجَیمی۔ بقول ابوعمر: [5] ''یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں''۔ لیکن انہوں نے اس کی سند نہیں ذکر کی۔

۵۳۸۷ عبیدہ بن حَزن النصری [6]

عبدہ میں ذکر ہوا ہے، جو باء کے سکون سے ہے اور یہی راجح ہے۔

---

[1] اسد الغابہ (۳۵۳۰) استیعاب (۱۷۶۹) تجرید (۳۶۹/۱) [2] اسد الغابہ (۳۵۳۱) تجرید (۳۶۹/۱)

[3] اسد الغابہ (۱۹۴/۳) [4] اسد الغابہ (۳۵۲۱) استیعاب (۱۷۷۱) تجرید (۳۶۸/۱)

[5] استیعاب (۱۴۲/۳) [6] اسد الغابہ (۳۵۲۲) تجرید (۱۶۹/۱)

۵۳۸۸ عبیدہ بن خالد المحاربی ❶

بعض نے عُبیدہ بھی کہا ہے جبکہ مشہور عبید (بغیر ھاء) ہے جیسا کہ عُبید میں بیان ہوا ہے، وہیں میں نے اس میں اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۸۹ عبیدہ بن ربیعہ ❷

ابن جبیر البھزانی از بنی عمرو بن کعب بن عمرو بن الحَیُوَن بن تام مناۃ بن شعیب بن دریم بن القین بن اھود بن بھراء بھرانی وہ بنی غصیہ اور بنی غصینہ کے حلیف تھے جو انصار میں سے کسی کے حلیف تھے۔ بقول ابن کلبی: بدر میں شریک ہوئے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۳۹۰ عبیدہ بن صیفی الجھنی ❸

مطین، اسماعیلی، باوردی اور ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حماد بن عیسیٰ الجھنی انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ عبیدہ بن صیفی روایت کی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میری اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبیدہ! تم ایسے گھرانے کے لوگ ہو جب بھی تمہیں کوئی مشکل پیش آئے گی اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نکال دے گا''۔ ❹ یہ اسمٰعیل کے الفاظ ہیں۔ فرماتے ہیں: بطریق یحییٰ بن راشد، حماد بن عیسیٰ سے مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا عبیدہ بن صیفی روایت کی ہے، خطیب نے یہ نام شروع حرف کے زبر سے قلمبند کیا ہے۔ بقول بعض: عن حماد ابن عیسیٰ عن بشیر بن محمد بن طفیل عن ابیہ میں نے عبیدہ بن صیفی کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور آپ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لے گیا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میری اولاد کے لیے دعا فرمائیں!..... پھر اس کا ذکر کیا۔

۵۳۹۱ عبیدہ بن مسھر ❺

عَبْدہ (سکون کے ساتھ) میں ذکر ہوا ہے۔

۵۳۹۲ عبیدہ الالملوکیّ ❻

بقول بعض: الملیکی۔ ان سے مہاجر بن حبیب نے روایت کی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ❼ نے تاریخ میں بطریق ابوبکر بن ابی مریم بواسطہ مہاجر بحوالہ عبیدہ الملیکی صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے۔ فرمایا: ''قرآن کو تکیہ نہ بناؤ''۔ اسے مرفوع نہیں بیان کیا۔ طبرانی نے اسی سند سے نقل کی ہے کہ عبیدہ الملیکی سے بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے، آپ فرمایا کرتے تھے: ''اے اہل قرآن! قرآن کو تکیہ کی (طرح) بناؤ'' ❽ (جیسے رات بھر تکیہ سونے والے سے جدا نہیں ہوتا ایسے ہی حافظ قرآن سے قرآن جدا نہیں ہوتا بلکہ رات بھر اسے پڑھتا، سمجھتا رہتا ہے)، جو مرفوع نقل کی ہے، اس میں صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرمایا، اور ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہیں۔

---

❶ اسد الغابہ (۳۵۲۹) استیعاب (۱۷۶۸) ❷ اسد الغابہ (۳۵۲٤) تجرید (۱/۱٦۹) ❸ اسد الغابہ (۳۵۲۵) تجرید (۱/۱٦۹)

❹ جامع المسانید (۵۰٦/۸) ❺ اسد الغابہ (۳۵۲۷) تجرید (۱/۳٦۹) ❻ اسد الغابہ (۳۵۲۰) استیعاب (۱۷۷۰) تجرید (۱/۳٦۸)

❼ التاریخ الکبیر (۸٤/٦) ❽ مجمع الزوائد (الحدیث: ۲۵۲/۲) التاریخ الکبیر (۸٤/٦) جامع المسانید والسنن (۵۰۵/۸) اسد الغابۃ (۱۹۱/۳)